مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

الناشر

الشركة الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

فہرست مضامین مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

جلد سوم (۳)

(مرتبہ: مولوی عبد اللطیف صاحب بہاولپوری)

نوٹ:۔ اشتہارات کے بعض نمبر غلط دیئے گئے ہیں۔ انکی تصحیح کر لی جائے

صفحہ		نمبر اشتہار
ص ۱۰۸	نمبر اشتہار	۲۰۱
ص ۱۵۱	" "	۲۰۸
ص ۵۲۵	" "	۲۶۰
ص ۵۶۱	" "	۲۷۱
ص ۵۶۲	" "	۲۷۲
ص ۵۶۸	" "	۲۷۳
ص ۵۷۴	" "	۲۷۵

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۱۸۱)

اشتہار ضروری الاظہار

چونکہ بعض احباب چندہ مدرسہ میرے نام بغیر ذکر مدرسہ یوں ہی روانہ فرماتے ہیں اور پھر کسی دوسرے وقت اس اطلاع دہی کے لئے اُن کا خط آتا ہے جبکہ وہ اُن کا روپیہ ہمارے کاموں میں خرچ بھی ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں خواہ نخواہ کی ایک تکلیف ہوتی ہے لہٰذا تمام احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ انتظام چندہ مدرسہ الگ قرار پایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں اخویم میر ناصر نواب صاحب محاسب روپیہ قرار پائے ہیں اور روپیہ اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے پاس جمع ہوتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ آئندہ ایسا روپیہ میرے نام ہرگز روانہ نہ ہو بلکہ براہ راست مولوی صاحب موصوف کے نام روانہ فرمایا کریں اور اس میں یہ بھی لکھ دیا کریں کہ یہ مدرسہ کا روپیہ ہے۔ یہ امر ضروری ہے جس کی پابندی ہر ایک

صاحب کو لازمی ہوگی۔

اس جگہ یہ بھی اطلاع دیتا ہوں کہ کتاب البریہ چھپ کر طیار ہوگئی ہے قیمت اس کی ایک روپیہ چار آنہ ہے جو صاحب خریدنا چاہیں بذریعہ ویلیو پے ایبل منگوا سکتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ؀

۵ر فروری ۱۸۹۸ء

خاکسار میرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان

مطبع ضیاء الاسلام قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ایک صفحہ پر ہے)

---

(۱۸۴)

جس شخص کے پاس یہ اشتہار پہنچے اس کو چاہیئے کہ وہ اور لوگوں کو دکھائے اور اس کی اشاعت میں کوشش کرے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ

طاعون

اس مرض نے جس قدر بمبئی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے اُن کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصہ میں ہزاروں بچے اس مرض سے یتیم ہوگئے اور ہزارہا گھر ویران ہوگئے۔ دوست اپنے دوستوں سے اور عزیز اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کے لئے جدا کئے

گئے اور ابھی انتہا نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ نے کمال ہمدردی سے تدبیریں
کیں اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کر کے لکھوکھا روپیہ کا خرچ اپنے ذمہ ڈال لیا اور قواعد طبیہ کے
لحاظ سے جہانتک ممکن تھا ہدایتیں شائع کیں مگر اس مرض مہلک سے اب تک بکلی امن حاصل
نہیں ہوا بلکہ بمبئی میں ترقی پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ ملک پنجاب بھی خطرہ میں ہے۔ ہر ایک کو
چاہیئے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو
کیونکہ وہ شخص انسان نہیں جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ اور یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ
گورنمنٹ کی تدبیروں اور ہدایتوں کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ غور سے معلوم ہوگا کہ
اس بارے میں گورنمنٹ کی تمام ہدایتیں نہایت احسن تدبیر پر مبنی ہیں گو ممکن ہے کہ آئندہ اس
سے بھی بہتر تدابیر پیدا ہوں مگر ابھی نہ ہمارے ہاتھ میں نہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں ڈاکٹری اصول
کے لحاظ سے کوئی ایسی تدبیر ہے کہ جو شائع کردہ تدابیر سے عمدہ اور بہتر ہو۔

بعض اخبار والوں نے گورنمنٹ کی تدابیر پر بہت کچھ جرح کیا مگر سوال تو یہ ہے کہ ان
تدابیر سے بہتر کونسی تدبیر پیش کی۔ بیشک اس ملک کے شرفاء اور پردہ داروں پر یہ امر بہت کچھ
گراں ہوگا کہ جس گھر میں بلا طاعون نازل ہو تو گو بیمار بعض کوئی پردہ دار جوان عورت ہی ہو تب
بھی فی الفور وہ گھر والوں سے الگ کر کے ایک علیحدہ ہوادار مکان میں رکھا جائے جو اس شہر یا
گاؤں کے بیماروں کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو اور اگر کوئی بچہ ہی ہو تو اس سے
بھی یہی معاملہ کیا جائے اور باقی گھر والے بھی کسی ہوادار میدان میں چھپروں میں رکھے جائیں لیکن
گورنمنٹ نے یہ ہدایت بھی تو شائع کی ہے کہ اگر اس بیمار کے تعہد کے لئے ایک دو قریبی اس
کے اُسی مکان میں رہنا چاہیں تو وہ رہ سکتے ہیں۔ پس اس سے زیادہ گورنمنٹ اور کیا تدبیر
کر سکتی تھی کہ چند آدمیوں کو ساتھ رہنے کی اجازت بھی دے دے۔ اور اگر یہ شکایت ہو کہ کیوں
اس گھر سے نکالا جاتا ہے اور باہر جنگل میں رکھا جاتا ہے تو یہ احمقانہ شکوہ ہے۔ میں یقیناً اس
بات کو سمجھتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ ایسے خطرناک امراض میں مداخلت بھی نہ کرے تو خود ہر ایک

انسان کا اپنا وہم وہی کام اس سے کرائے گا جس کام کو گورنمنٹ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ مثلاً ایک گھر میں جب طاعون سے مرنا شروع ہو تو دو تین موتوں کے بعد گھر والوں کو ضرور فکر پڑیگا کہ اس منحوس گھر سے جلد نکلنا چاہیئے اور پھر فرض کرو کہ وہ اس گھر سے نکل کر محلہ کے کسی اور گھر میں آباد ہوں گے اور پھر اس میں بھی یہی آفت دیکھیں گے تب ناچار اُن کو اُس شہر سے علیحدہ ہونا پڑے گا مگر یہ تو شرعاً بھی منع ہے کہ وبا کے شہر کا آدمی کسی دوسرے شہر میں جا کر آباد ہو یا بہ تبدیل الفاظ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا قانون بھی کسی دوسرے شہر میں جانے سے روکتا ہے تو اس صورت میں بجز اس تدبیر کے جو گورنمنٹ نے پیش کی ہے کہ اُسی شہر کے کسی میدان میں وہ لوگ رکھے جائیں اور کونسی نئی اور عمدہ تدبیر ہے جو ہم نعوذ باللہ اس خوفناک وقت میں اپنی آزادگی کی حالت میں اختیار کر سکتے ہیں۔ پس نہایت افسوس ہے کہ نیکی کے عوض بدی کی جاتی ہے اور ناحق گورنمنٹ کی ہدایتوں کو بدگمانی سے دیکھا جاتا ہے۔ ہاں یہ ہم کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں ڈاکٹروں اور دوسرے افسروں کو جو ان خدمات پر مقرر ہوں نہایت درجہ کے اخلاق سے کام لینا چاہیئے اور ایسی حکمت عملی ہو کہ پردہ داری وغیرہ امور کے بارے میں کوئی شکایت بھی نہ ہو اور ہدایتوں پر عمل بھی ہو جائے۔ اور مناسب ہوگا کہ بجائے اس کے کہ حکومت اور رعب سے کام لیا جائے ہدایتوں کے فوائد دلوں میں جمائے جائیں تا بدگمانیاں پیدا نہ ہوں۔ اور مناسب ہے کہ بعض خوش اخلاق ڈاکٹر واعظوں کی طرح مرض پھیلنے سے پہلے دیہات اور شہروں کا دورہ کر کے گورنمنٹ کے مشفقانہ منشاء کو دلوں میں جما دیں تا اس نازک امر میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔

واضح رہے کہ اس مرض کی اصل حقیقت ابھی تک کامل طور پر معلوم نہیں ہوئی اس لئے اس کی تدابیر اور معالجات میں بھی اب تک کوئی کامیابی معلوم نہیں ہوئی۔ مجھے ایک رُوحانی طریق سے معلوم ہوا ہے کہ اس مرض اور مرض خارش کا مادہ ایک ہی ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ غالباً یہ بات صحیح ہوگی کیونکہ مرض جرب یعنے خارش میں ایسی دوائیں مفید پڑتی ہیں جن میں کچھ پارہ کا جزو ہو یا گندھک کی آمیزش ہو اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس قسم کی دوائیں اس مرض کے لئے بھی مفید

ہو سکیں۔ اور چونکہ دونوں مرضوں کا مادہ ایک ہے تو کچھ تعجب نہیں کہ خارش کے پیدا ہونے سے اس مرض میں کمی پیدا ہو جائے۔ یہ رُوحانی قواعد کا ایک راز ہے جس سے مَیں نے فائدہ اُٹھایا ہے۔ اگر تجربہ کرنے والے اس امر کی طرف توجہ کریں اور ٹیکہ لگانے والوں کی طرح بطور حفظ ماتقدّم ایسے مُلک کے لوگوں میں جو خطرہ طاعون میں ہوں خارش کی مرض پھیلا دیں تو میرے گمان میں ہے کہ وہ مادہ اس راہ سے تحلیل پا جائے اور طاعون سے امن رہے۔ مگر حکومت اور ڈاکٹروں کی توجہ بھی خدا تعالیٰ کے ارادے پر موقوف ہے۔ مَیں نے محض ہمدردی کی راہ سے اس امر کو لکھ دیا ہے کیونکہ میرے دل میں یہ خیال ایسے زور کے ساتھ پیدا ہوا جس کو مَیں روک نہیں سکا۔

اور ایک اَور ضروری امر ہے جس کے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ رُوحانیت سے بے بہرہ ہیں اس کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھینگے مگر میرا فرض ہے کہ مَیں اس کو نوع انسان کی ہمدردی کے لئے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ آج جو ۶ر فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے مَیں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ مَیں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب مُلک میں پھیلنے والی ہے۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اُس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا یہ کہا کہ اس کے بعد جاڑے میں پھیلے گا۔ لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو مَیں نے دیکھا۔ اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ* یعنی جب تک دلوں کی وبا معصیت دُور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دُور نہیں ہوگی۔ اور درحقیقت دیکھا جاتا ہے کہ مُلک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر ہوا و ہوس

* یہ فقرہ کہ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ۔ اس کے معنے جبر نہیں کئے اور رویا عام وبا پر دلالت کرتی ہے مگر بطور تقدیر معلق منہ

کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلوں سے اللہ جل شانہٗ کا خوف اُٹھ گیا ہے اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا گیا ہے جو انسانی تدبیروں سے دُور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے۔ وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اُن میں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر اُن میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں جھوٹ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کے خبیث اور مکروہ حرکات ان سے سرزد ہوتے ہیں اور وحشیوں کی طرح گندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو ذکر کیا کئی کئی دنوں تک مُنہ بھی نہیں دھوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکہ دار اور دولت مند ہیں وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شراب خوری اور زناکاری اور بد اخلاقی اور فضول خرچی اُن کی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلّق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دُور ہو سکتی ہے۔ لہٰذا تمام بندگان خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجا لاویں، نماز کے پابند ہوں، ہر ایک فسق و فجور سے پرہیز کریں، توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں، غریبوں اور ہمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ و خیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اِس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے رو رو کر دُعا کریں پچھلی رات اُٹھیں اور نماز میں دُعائیں کریں۔ غرض ہر قسم کے نیک کام بجا لاویں اور ہر قسم کے ظُلم سے بچیں اور اُس خدا سے ڈریں جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دُنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔

مَیں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دُعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبہ نصُوح سے ٹل سکتی ہے اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ مَیں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں۔ یہ بھی مناسب ہے کہ جو کچھ اس بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہدایتیں شائع ہوئی ہیں خواہ نخواہ اُن کو بدظنی سے نہ دیکھیں بلکہ گورنمنٹ کو اس کاروبار میں مدد دیں اور اس کے شکرگذار ہوں کیونکہ سچ یہی ہے کہ یہ تمام ہدایتیں محض رعایا کے فائدہ کے لئے تجویز ہوئی ہیں۔ اور ایک قسم کی مدد یہ بھی ہے کہ نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کر کے اس بَلا کے دُور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دُعائیں کریں تا یہ بَلا رُک جائے یا اس حد تک نہ پہنچے کہ اس مُلک کو فنا کر دیوے۔ یاد رکھو کہ سخت خطرہ کے دن ہیں اور بَلا دروازہ پر ہے۔ نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجا لاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے لیکن اس کا غضب بھی کھا جانے والی آگ ہے اور نیک کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ۔

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہّارے … نمی دانم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے
مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آن مردے … کہ می ترسد ازاں یارے کہ غفارست و ستارے
گر آں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے … ز دُنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے
خورِ تاباں سیہ گشت ست از بدکاری مردم … زمیں طاعوں ہمی آرد پئے تخویف و انذارے
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی … علاجے نیست بہر دفعِ آں جُز حُسن کردارے
نشاید تافتن سرزاں جناب عزّت و غیرت … کہ گر خواہد کُشد در یکدمے چوں کرم بیکارے
من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کُن بارے … خرد از بہر ایں روزست اے دانا و ہشیارے

راقم

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

۶ فروری ۱۸۹۸ء

گلزار محمدی پریس لاہور بازار کشمیری … (یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے چار صفحوں پر ہے)

یہ معروضلت ہے جس کا ترجمہ انگریزی بحضور نواب لفٹینٹ گورنر بہادر بالقابہ روانہ کیا گیا ہے

(امید رکھتا ہوں کہ اس درخواست کو جو میرے اور میری جماعت
کے حالات پر مشتمل ہے غور اور توجہ سے پڑھا جائے)

بحضور نواب لفٹینٹ گورنر بہادر دام اقبالہٗ

چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نو تعلیم یاب جیسے بی اے اور ایم اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے جو اس ملک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں حضور لفٹنٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں۔ اور یہ ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ ہر ایک فرقہ جو ایک نئی صورت سے پیدا ہوتا ہے گورنمنٹ کو حاجت پڑتی ہے کہ اس کے اندرونی حالات دریافت کرے اور بسا اوقات ایسے نئے فرقہ کے دشمن اور خود غرض جن کی عداوت اور مخالفت ہر ایک نئے فرقہ کے لئے ضروری ہے گورنمنٹ میں خلاف واقعہ خبریں پہنچاتے ہیں اور مفتریانہ مخبریوں سے گورنمنٹ کو پریشانی میں ڈالتے ہیں۔ پس چونکہ گورنمنٹ عالم الغیب نہیں ہے اس لئے ممکن ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ایسی مخبریوں کی کثرت کی وجہ سے کسی قدر بدظنی پیدا کرے یا بدظنی کی طرف مائل ہو جائے۔ لہٰذا گورنمنٹ عالیہ

کی اطلاع کے لئے چند ضروری امور ذیل میں لکھتا ہوں

(۱) سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے چنانچہ صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصّل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان کیسے سرکار انگریزی کے سچے وفادار اور نیکنام رئیس تھے اور کس طرح اُن سے ۱۸۵۷ء میں رفاقت اور خیر خواہی اور مدد دہی سرکار دولت مدار انگلشیہ ظہور میں آئی اور کس طرح وہ ہمیشہ بدل ہوا خواہ سرکار رہے۔ گورنمنٹ عالیہ اس چٹھی کو اپنے دفتر سے نکال کر ملاحظہ کر سکتی ہے اور رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر لاہور نے بھی اپنے مراسلہ میں جو میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے نام ہے چٹھی مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے جس کو میں ذیل میں لکھتا ہوں۔

"تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند ازانجاکہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولت مدار انگلشیہ درباب نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپان بخوبی بمنصۂ ظہور پہونچی اور شروع مفسدہ سے آجتک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہٰذا بجلدوی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔ مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء"

اور اسی بارے میں ایک مراسلہ سر رابرٹ ایجرٹن صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر کے نام ہے جو کچھ عرصہ سے فوت ہو گئے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

"مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ۔ آپ کا خط ۲ ماہ حال

کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔ مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیرخواہ اور وفادار رئیس تھا ہم آپ کے خاندانی لحاظ سے اسی طرح پر عزت کرینگے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔ المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء "

اسی طرح اور بعض چٹھیات انگریزی اعلیٰ افسروں کی ہیں جن کو کئی مرتبہ شائع کر چکا ہوں۔ چنانچہ ولسن صاحب کمشنر لاہور کی چٹھی مرقومہ ۱۱ جون ۱۸۴۹ء میں میرے والد صاحب کو یہ لکھا ہے۔

ہم خوب جانتے ہیں کہ بلاشک آپ اور آپ کا خاندان ابتداء دخل اور حکومت سرکار انگریزی سے جان نثار اور وفاکیش اور ثابت قدم رہے ہیں اور آپ کے حقوق واقعی قابل قدر ہیں اور آپ بہرنہج تسلی رکھیں کہ سرکار انگریزی آپ کے حقوق اور آپ کی خاندانی خدمات کو ہرگز فراموش نہیں کرے گی اور مناسب موقعوں پر آپ کے حقوق اور خدمات پر غور اور توجہ کی جائے گی

اور سرلیپل گرفن صاحب نے اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہمارے خاندان کا ذکر کر کے میرے بھائی مرزا غلام قادر کی خدمات کا خاص کر کے ذکر کیا ہے جو اُن سے تموّ کے پُل پر باغیوں کی سرزنش کے لئے ظہور میں آئیں۔

ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب اور میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل وجان ہوا خواہ اور وفادار رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیرخواہ سرکار انگریزی ہے۔ اور اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اُن کرسی نشین رئیسوں میں سے تھے کہ جو ہمیشہ گورنری دربار میں عزت کے ساتھ بلائے جاتے تھے اور تمام زندگی اُن کی گورنمنٹ عالیہ کی خیرخواہی میں بسر ہوئی۔

(۲) دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ مَیں ابتدائی عُمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عُمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچّی محبّت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور اُن کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دُور کروں جو اُن کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔ اور اس ارادہ اور قصد کی اوّل وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی اور اپنے پاس سے مجھے ہدایت فرمائی کہ تا مَیں اُن وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے جن کی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ مُحسنہ کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض جاہل مُلّاؤں کے ورغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پُورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو مَیں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ اُن کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت اُن کی مُحسن ہے سچّی اطاعت اختیار کرنی چاہیئے اور وفاداری کے ساتھ اُس کی شکرگذاری کرنی چاہیئے ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے۔ اور مَیں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور مَیں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچّی اطاعت کی طرف جُھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ مَیں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش

لئے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خداتعالےٰ کی طرف سے ہمارے لئے ایک نعمت تھی جو مدّت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی اس لئے ہمارا فرض تھا کہ اُس نعمت کا باربار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صدہا دیہات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا تھا۔ ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی مارے جانے کا اندیشہ تھا چہ جائیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بجا لا سکتے۔ پس یہ اس گورنمنٹ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جلتے ہوئے تنور سے خلاصی پائی اور خداتعالیٰ نے ایک ابر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لئے بھیج دیا پھر کس قدر بدذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لاویں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ و ریشہ میں منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لئے طیار رہے۔ پھر نعوذ باللہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزاء خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی رُوح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جما دیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مَیں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں۔ مگر مَیں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا یعنے اپنے محسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پُر زور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اُس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہٰذا میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات میں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔

نمبر	نام کتاب یا اشتہار	تاریخ طبع	نمبر صفحات
۱	براہین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	براہین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۴ء	الف سے د تک ایضاً
۳	نوٹس دربارہ توسیع دفعہ ۲۹۸ درکتاب آریہ دھرم	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	التماس دربارہ ایضاً ایضاً	ایضاً	تمام اشتہار ہر چہار صفحہ آخر کتاب
۵	درخواست دربارہ ایضاً ایضاً	ایضاً	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط دربارہ ایضاً	۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۸ تک تمام علیحدہ شتہد
۷	آئینہ کمالات اسلام	فروری ۱۸۹۳ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک
۸	اعلان درکتاب نُورالحق	۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۵۴ تک
۹	گورنمنٹ کی توجہ کے لائق۔ درکتاب شہادۃ القرآن	۲۲ ستمبر ۱۸۹۳ء	الف سے ح تک آخر کتاب
۱۰	نورالحق حصہ دوم	۱۳۱۱ھ	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سرّالخلافہ	۱۳۱۲ھ	۷۱ سے ۷۳ تک
۱۲	اتمام الحجہ	۱۳۱۱ھ	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	حمامۃ البشریٰ	ایضاً	۳۹ سے ۴۲ تک
۱۴	تحفہ قیصریہ	۲۵ مئی ۱۸۹۷ء	تمام کتاب

نمبر	نام	تاریخ	صفحات
۱۵	ست بچن	نومبر ۱۸۹۵ء	۱۵۳ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پیج
۱۶	انجام آتھم	جنوری ۱۸۹۷ء	۲۸۳ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب
۱۷	سراج منیر	مئی ۱۸۹۷ء	صفحہ ۷۲
۱۸	تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت	۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء	صفحہ ۴ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم
۱۹	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کے لئے	۲۷ فروری ۱۸۹۵ء	تمام اشتہار یکطرفہ
۲۰	اشتہار درباره سفیر سلطان روم	۲۴ مئی ۱۸۹۷ء	۱ سے ۳ تک
۲۱	اشتہار جلسہ احباب بر جشن جوبلی بمقام قادیان	۲۳ جون ۱۸۹۷ء	۱ سے ۴ تک
۲۲	اشتہار جلسہ شکریہ جشن جوبلی حضرت قیصرہ دام ظلہا	۷ جون ۱۸۹۷ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ اخبار چودھویں والہ	۲۵ جون ۱۸۹۷ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ معہ ترجمہ انگریزی	۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء	تمام اشتہار ۱ سے ۷ تک

ان کتابوں کے دیکھنے کے بعد ہر ایک شخص اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جو شخص برابر اٹھارہ برس سے ایسے جوش سے کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں گورنمنٹ انگلشیہ کی تائید میں ایسے پُرزور مضمون لکھ رہا ہے اور اُن مضمونوں کو نہ صرف انگریزی عملداری میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی شائع کر رہا ہے کیا اس کے حق میں گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اس گورنمنٹ مُحسنہ کا خیر خواہ نہیں؟ گورنمنٹ متوجہ ہو کر سوچے کہ یہ مسلسل کاروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر آمادہ کرنے کے لئے برابر اٹھارہ برس سے ہو رہی ہے اور غیر ملکوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ ہم کیسے امن اور آزادی سے زیر سایہ گورنمنٹ برطانیہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے اور غیر ملک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور ایسے اشتہارات کے پہنچانے سے کیا مدعا تھا؟ گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ہزاروں مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان

میں موجود ہے ہر ایک طور کی بدگوئی اور بداندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا۔ اس تکفیر اور ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گذاری کے لئے ہزارہا اشتہارات شائع کئے گئے اور ایسی کتابیں بلاد عرب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں۔ یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ اگر گورنمنٹ توجہ فرماوے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔ میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جان نثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں۔ ہاں اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ میں نے بہت سی مذہبی کتابیں تالیف کرکے عملی طور پر اس بات کو بھی دکھلایا ہے کہ ہم لوگ سکھوں کے عہد میں کیسے مذہبی امور میں مجبور کئے گئے اور فرائض دعوت دین اور تائید اسلام سے روکے گئے تھے اور پھر اس گورنمنٹ محسنہ کے وقت میں کس قدر مذہبی آزادی بھی ہمیں حاصل ہوئی کہ ہم پادریوں کے مقابل پر بھی جو گورنمنٹ کی قوم میں داخل ہیں پورے زور سے اپنی حقانیت کے دلائل پیش کرسکتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسی کتابوں کی تالیف سے جو پادریوں کے مذہب کے رد میں لکھی جاتی ہیں گورنمنٹ کے عادلانہ اصولوں کا اعلیٰ نمونہ لوگوں کو ملتا ہے اور غیر ملکوں کے لوگ خاص کر اسلامی بلاد کے نیک فطرت جب ایسی کتابوں کو دیکھتے ہیں جو ہمارے ملک سے اُن ملکوں میں جاتی ہیں تو اُن کو اس گورنمنٹ سے نہایت اُنس پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ گورنمنٹ در پردہ مسلمان ہے۔ اور اس طرح پر ہماری قلموں کے ذریعہ سے گورنمنٹ ہزاروں دلوں کو فتح کرتی جاتی ہے۔

دیسی پادریوں کے نہایت دل آزار حملے اور توہین آمیز کتابیں درحقیقت ایسی تھیں کہ اگر آزادی کے ساتھ اُن کی مدافعت نہ کی جاتی اور ان کے سخت کلمات کے عوض میں کسی قدر مہذبانہ سختی استعمال میں نہ آتی تو بعض جاہل جلد تر بدگمانی کی طرف جھک جاتے ہیں

شاید یہ خیال کرتے کہ گورنمنٹ کو پادریوں کی خاص رعایت ہے مگر اب ایسا خیال کوئی نہیں کر سکتا اور بالمقابل کتابوں کے شائع ہونے سے وہ اشتعال جو پادریوں کی سخت تحریروں سے پیدا ہونا ممکن تھا اندر ہی اندر دب گیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے ہر ایک مذہب کے پیرو کو اپنے مذہب کی تائید میں عام آزادی دی ہے جس سے ہر ایک فرقہ برابر فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ پادریوں کی کوئی خصوصیت نہیں۔ غرض ہماری بالمقابل تحریروں سے گورنمنٹ کے پاک ارادوں اور نیک نیتی کا لوگوں کو تجربہ ہو گیا اور اب ہزارہا آدمی انشراح صدر سے اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ درحقیقت یہ اعلیٰ خوبی اس گورنمنٹ کو حاصل ہے کہ اُس نے مذہبی تحریرات میں پادریوں کا ذرہ پاس نہیں کیا اور اپنی رعایا کو حق آزادی برابر طور پر دیا ہے۔

مگر تاہم نہایت ادب سے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ اس قدر آزادی کا بعض دلوں پر اچھا اثر محسوس نہیں ہوتا اور سخت الفاظ کی وجہ سے قوموں میں تفرقہ اور نفاق اور بغض بڑھتا جاتا ہے اور اخلاقی حالات پر بھی اس کا بُرا اثر ہوتا ہے۔ مثلاً حال میں جو اسی ۱۸۹۸ء میں پادری صاحبوں کی طرف سے مشن پریس گوجرانوالہ میں اسلام کے رد میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام یہ رکھا ہے "اُمہات المومنین یعنی دربار مصطفائی کے اسرار" [*] وہ ایک تازہ زخم مسلمانوں کے دلوں کو پہنچانے والی ہے اور یہ نام ہی کافی ثبوت اس تازہ زخم کا ہے اور اس میں اشتعال دہی کے طور پر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں اور نہایت دلآزار کلمے استعمال کئے ہیں۔ مثلاً اس کے صفحہ ۵ سطر ۲۱ میں یہ عبارت ہے "ہم تو یہی کہتے ہیں کہ محمد صاحب نے خدا پر بہتان باندھا زنا کیا اور اوس کو حکم خدا بتلایا" ایسے کلمات کس قدر مسلمانوں کے دلوں کو دُکھائیں گے کہ اُن کے بزرگ اور مقدس نبی کو صاف اور صریح لفظوں میں زانی ٹھہرایا اور پھر دل دُکھانے کے لئے

---

[*] اس کتاب کو پادری عماد الدین ... عیسائی نے گوجرانوالہ سے شائع کیا ہے۔

ہزار کاپی اس کتاب کی مسلمانوں کی طرف مفت روانہ کی گئی ہے۔ چنانچہ آج ہی کی تاریخ جو ۱۵ ؍فروری ۱۸۹۸ء ہے ایک جلد مجھ کو بھی بھیج دی ہے* حالانکہ میں نے طلب نہیں کی اور اس کتاب میں یعنے صفحہ ۵ میں لکھ بھی دیا ہے کہ "اس کتاب کی ایک ہزار جلدیں مفت بصیغہ ڈاک ایک ہزار مسلمانوں کی نذر کرتے ہیں" اب ظاہر ہے کہ جب ایک ہزار مسلمان کو خواہ نخواہ یہ کتاب بھیج کر اُن کا دل دُکھایا گیا تو کس قدر نقض امن کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ پہلی تحریر ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی پادری صاحبوں نے بار بار بہت سی فتنہ انگیز تحریریں شائع کی ہیں اور بے خبر مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے وہ کتابیں اکثر مسلمانوں میں تقسیم کی ہیں جن کا ایک ذخیرہ میرے پاس بھی موجود ہے جن میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بدکار۔ زانی۔ شیطان۔ ڈاکو۔ لٹیرا۔ دغاباز۔ دجّال وغیرہ دلآزار ناموں سے یاد کیا ہے۔ اور گو ہماری گورنمنٹ مُحسنہ اس بات سے روکتی نہیں کہ مسلمان بالمقابل جواب دیں لیکن اسلام کا مذہب مسلمانوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی مقبول القوم نبی کو بُرا کہیں بالخصوص حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت جو پاک اعتقاد عام مسلمان رکھتے ہیں اور جس قدر محبت اور تعظیم سے اُن کو دیکھتے ہیں وہ ہماری گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کے روکنے کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مخالف کو ہدایت فرما دے کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے اور صرف اُن کتابوں کی بنا پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مسلّم اور مقبول ہوں اور اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مسلّم کتابوں پر وارد نہ ہو سکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کر سکتی تو یہ تدبیر عمل میں لاوے کہ یہ قانون صادر فرما دے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسا ہو اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ قوموں میں صلحکاری

---

* ہمارے بہت سے معزز دوستوں کے بھی اس بارے میں خطوط پہنچے ہیں کہ اُن کو مفت بلا طلب کتاب بھیجی گئی ہے

پھیلانے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ کچھ عرصہ کے لئے مخالفانہ حملے روک دیئے جائیں۔ ہر ایک شخص صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے کا ذکر زبان پر نہ لاوے اگر گورنمنٹ عالیہ میری اس درخواست کو منظور کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ چند سال میں تمام قوموں کے کینے دُور ہو جائیں گے اور بجائے بُغض محبت پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ کسی دوسرے قانون سے اگرچہ مجرموں سے تمام جیلخانے بھر جائیں مگر اس قانون کا اُن کی اخلاقی حالت پر نہایت ہی کم اثر پڑے گا۔

(۳) تیسرا امر جو قابل گذارش ہے یہ ہے کہ مَیں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا مَیں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لئے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلحکاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ جو ہدایتیں اس فرقہ کے لئے مَیں نے مرتب کی ہیں جن کو مَیں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مُرید کو دیا ہے کہ اُن کو اپنا دستور العمل رکھے۔ وہ ہدایتیں میرے اُس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ ؍جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مُریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت* ہے جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی تھی۔ ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مُریدوں میں شائع ہوتی ہیں گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی

---

* ان شرائط میں سے چند شرطوں کی یہاں نقل کی جاتی ہے۔ شرط دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ شرط چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ شرط نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار اُن کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ مَیں کسی ایسے مہدی ہاشمی قرشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دے گا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں مَیں اپنے نفس کے لئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھُپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مُرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ مَیں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اوّل یہ کہ خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ دُوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنے گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اس کی

---

* اس جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں کو تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ منہ

اطاعت میں مشغول رہنا۔ پانچویں یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دُنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلحکاری کا مؤید ہونا اور نیک اخلاق کو دُنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے بیان کروں گا جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے بلکہ اکثر اُن میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مروّجہ کے حاصل کرنے والے اور سرکاری معزز عہدوں پر سرافراز ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاق فاضلہ میں بڑی ترقی کی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی ان کو اوّل درجہ کے خیر خواہ پائے گی۔

(۴) چوتھی گذارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں اکثر اُن میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدّام اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلاء اور یا نو تعلیم یافتہ انگریزی خوان اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا اُن کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا سجادہ نشینان غریب طبع۔ غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیکنامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدّام میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اُن میں سے اپنے چند مُریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھ دوں۔

(۵) میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مُریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض

صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بد اندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ اُن کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سر لیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میرے اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضایع اور برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدّر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا مُنہ بند کیا جائے کہ جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھُوٹی مخبری پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکّے خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکّام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب

فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تا ہر ایک شخص بیوجہ ہماری آبرو ریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔ اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں۔

۱ خانصاحب نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں
۲ مولوی سید محمد عسکری خانصاحب رئیس کڑا ضلع الہ آباد پنشنر ڈپٹی کلکٹر و نائب مدار المہام ریاست بھوپال جن کی نمایاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا اور چٹھیات خوشنودی ملیں۔
۳ مرزا خدا بخش صاحب اتالیق سابق مترجم چیف کورٹ پنجاب حال تحصیلدار علاقہ نواب محمد علیخانصاحب ریاست مالیر کوٹلہ
۴ منشی نبی بخش صاحب سب ہیڈ دفتر اگزیمینر ریلوے لاہور
۵ بابو عبد الرحمٰن صاحب کلرک دفتر لوکو محکمہ ریلوے لاہور
۶ مولوی سید تفضل حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر علیگڈھ ضلع فرخ آباد
۷ میاں خیر الدین صاحب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پنجاب رئیس لاہور
۸ قاضی غلام مرتضیٰ صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ مظفر گڈھ
۹ منشی عبد العزیز صاحب ملازم محکمہ بندوبست ضلع گورداسپور
۱۰ ڈاکٹر سید منصب علی صاحب پنشنر الہ آباد
۱۱ منشی حمید الدین صاحب ملازم محکمہ پولیس ضلع لدھیانہ
۱۲ منشی تاج دین صاحب اکونٹنٹ محکمہ ریلوے لاہور
۱۳ بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنگ انجنیئر محکمہ انہار انبالہ
۱۴ ڈاکٹر بوڑے خانصاحب ایل ایم ایس انچارج شفاخانہ قصور
۱۵ محمد افضل خانصاحب
۱۶ گلمے خانصاحب
۱۷ امام بخش خانصاحب

(۱۵–۱۷: سواران رسالہ نمبر ۱۲ ترپ ۸ جو اب سرحدی خدمات پہ مامور ہیں۔)

۱۸ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے پرنسپل سری رنبیر کالج جموں
۱۹ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ایل ایم ایس متعینہ خدمات خاص بندر عباس ملک ایران
۲۰ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم بی اسسٹنٹ سول سرجن ریاست پٹیالہ
۲۱ ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب ایل ایم ایس سول سرجن چکرانہ متعینہ خدمات خاص
۲۲ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب متعینہ خدمات خاص مشرقی افریقہ
۲۳ منشی محمد علی صاحب صوفی ملازم دفتر ریلوے لاہور
۲۴ ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے سیالکوٹ
۲۵ منشی قائم الدین صاحب بی اے سیالکوٹ
۲۶ منشی محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا ریلوے

۲۷ قاضی یوسف علی صاحب ملازم پولیس ریاست جیند
۲۸ میاں محمد خانصاحب ملازم ریاست کپورتھلہ
۲۹ منشی فیاض علی صاحب محرر ریاست ء
۳۰ منشی گوہر علی صاحب سب پوسٹماسٹر جالندھر
۳۱ ڈاکٹر عبدالشکور صاحب سرسہ
۳۲ مولوی محمد علی صاحب ایم اے پروفیسر اورینٹل کالج لاہور
۳۳ سید خصیلت علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر ضلع گوجرانوالہ
۳۴ میاں محمد نواب خانصاحب تحصیلدار جہلم
۳۵ میاں عبداللہ صاحب پٹواری ریاست پٹیالہ
۳۶ سید امیر علی شاہ صاحب ملازم پولیس سیالکوٹ
۳۷ سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیر کشمیر
۳۸ پیرزادہ قمرالدین صاحب تحصیلدار راولپنڈی
۳۹ سید عبدالہادی صاحب اوورسیر ملٹری ورکس سولن
۴۰ ماسٹر قادر بخش صاحب مدرس لدھیانہ
۴۱ منشی عزیز اللہ صاحب پوسٹماسٹر نادون ضلع کانگڑہ
۴۲ سید رمضان علی صاحب پنشنر ڈپٹی انسپکٹر پولیس الہ آباد
۴۳ منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ضلع جہلم
۴۴ منشی محمد نصیرالدین صاحب پیشکار ریونیو بورڈ ریاست حیدرآباد دکن
۴۵ چودھری نبی بخش صاحب سارجنٹ پولیس سیالکوٹ
۴۶ حافظ محمد اسحٰق صاحب اوورسیر لوگنڈا ریلوے
۴۷ منشی احمدالدین صاحب نقشہ نویس ملٹری آفس پشاور
۴۸ محمدالدین صاحب ملازم پولیس سیالکوٹ
۴۹ بابو غلام محمد صاحب سٹیشنری کلارک ریلوے آفس لاہور
۵۰ منشی عطا محمد صاحب اوورسیر فیلڈ فوسٹ فرانٹیر
۵۱ بابو غلام محی الدین صاحب گڈز کلرک پھلور
۵۲ بابو نور احمد صاحب سٹیشن ماسٹر ٹانی پور
۵۳ منشی نورالدین صاحب ڈرافٹسمین گوجرانوالہ
۵۴ بابو چراغدین صاحب سٹیشن ماسٹر لیہ
۵۵ مرزا غلام رسول صاحب ٹیلیگراف آفس کراچی
۵۶ مرزا امین بیگ صاحب سوار ریاست جے پور
۵۷ منشی عبدالرحمٰن صاحب ملازم ریاست کپورتھلہ
۵۸ مرزا کبیر بیگ صاحب سارجنٹ درجہ اول حصار
۵۹ سید جیون علی صاحب اکونٹنٹ محکمہ پولیس الہ آباد
۶۰ سید فرزند علی صاحب ملازم پولیس الہ آباد
۶۱ سید دلدار علی صاحب اکونٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس الہ آباد
۶۲ میاں عبدالقادر خانصاحب مدرس ضلع لدھیانہ
۶۳ مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر رسالدار رئیس کلانور
۶۴ مولوی سلطان محمود صاحب اکونٹنٹ میلاپور مدراس
۶۵ مولوی عبدالرحمٰن صاحب ملازم دفتر ضلع جھنگ
۶۶ منشی مولا بخش صاحب کلارک ریلوے لاہور

۶۷ بابو محمد فضل صاحب کلرک مساسہ لوگنڈار یلوے
۶۸ منشی روشن دین صاحب سٹیشن ماسٹر ڈنڈوت جہلم
۶۹ میاں کریم اللہ صاحب سارجنٹ پولیس جہلم
۷۰ حبیب اللہ صاحب مرحوم محافظ دفتر پولیس جہلم
۷۱ حافظ فضل احمد صاحب اگزمینر آفس لاہور
۷۲ منشی ارو ڑا صاحب نقشہ نویس مجسٹریٹی ریاست کپورتھلہ
۷۳ مولوی وزیرالدین صاحب مدرس کانگڑہ
۷۴ منشی نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر دینانگر
۷۵ منشی شاہ دین صاحب ہیڈ ماسٹر دینا ضلع جہلم
۷۶ مولوی احمد جان صاحب مدرس گوجرانوالہ
۷۷ منشی فتح محمد صاحب بزدار اسسٹنٹ پوسٹماسٹر
ڈیرہ اسمٰعیل خان
۷۸ میرذوالفقار علی صاحب ضلعدار نہر سنگرور
۷۹ منشی وزیر خاں صاحب سب اوورسیر بلب گڑھ
۸۰ منشی گلاب خان صاحب سب اوورسیر ملٹری ورکس
۸۱ صدوق حسین صاحب وکیل مرحوم اٹاوہ
۸۲ مولوی عزیز بخش صاحب بی اے ریکارڈ کیپر
ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں
۸۳ ڈاکٹر فیض قادر صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ریاست کپورتھلہ
۸۴ مولوی عبداللہ صاحب پروفیسر مہندر کالج ریاست پٹیالہ
۸۵ مولوی مرزا صادق علی بیگ صاحب معتمد مصارف ریاست
حیدر آباد دکن واستاد مدار المہام صاحب بہادر
ریاست مذکورہ
۸۶ مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل
ملازم ہائی سکول جموں
۸۷ منشی غلام محمد صاحب دفتر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت
۸۸ ڈاکٹر رحمت علی صاحب ممباسہ یوگنڈا ریلوے
۸۹ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس محکمہ ریلوے دہلی
۹۰ شیخ فتح محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر کشتواڑ
۹۱ مولوی صفدر علی صاحب مہتمم محکمہ تعمیرات ریاست
حیدر آباد دکن
۹۲ حافظ محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریاست جموں
۹۳ شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی اے مترجم ڈویژنل کورٹ ملتان
۹۴ مولوی ابو عبدالعزیز محمد صاحب دفتر پنجاب یونیورسٹی
۹۵ ڈاکٹر ظہور اللہ احمد صاحب سول سرجن ریاست حیدر آباد دکن
۹۶ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ہوس سرجن ہسپتال
۹۷ منشی غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر نارووال ضلع سیالکوٹ
۹۸ منشی جلال الدین صاحب پنشنر میر منشی رجمنٹ نمبر ۱۲
۹۹ مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست
۱۰۰ شیخ عبدالرحیم صاحب سابق لیس وفعدار رسالہ نمبر ۱۲
۱۰۱ سید میر ناصر نواب صاحب پنشنر نقشہ نویس
۱۰۲ سید حامد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی

کمشنر سیالکوٹ

۱۰۳ چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر دہلی

۱۰۴ ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب نائب سپرنٹنڈنٹ لیونٹک اسائیلم لاہور

۱۰۵ ڈاکٹر محبوب علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ

۱۰۶ منشی اللہ داد صاحب کلرک دفتر رجسٹرار چھاؤنی شاہ پور

۱۰۷ بابو محمد عظیم صاحب کلرک دفتر ریلوے لاہور

۱۰۸ منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجنیر بمبئی

۱۰۹ بابو علی احمد صاحب ریلوے آفس لاہور

۱۱۰ منشی محمد الدین صاحب پٹواری بلانی تحصیل کھاریاں

۱۱۱ میاں مولا داد صاحب سرویر ریلوے

۱۱۲ مولوی سید محمد احسن صاحب سابق منشی وائسریگل باڈی گارڈ و مہتمم مصارف ریاست بھوپال رئیس امروہہ

۱۱۳ منشی عطا محمد صاحب اوورسیر میونسپل کمیٹی سیالکوٹ

۱۱۴ میاں جان محمد صاحب مرحوم قادیان

۱۱۵ منشی محمد سعید صاحب ٹیلیگراف ماسٹر از خاندان حکماء شاہی

۱۱۶ حکیم محمد حسین صاحب کوچہ کندیگراں لاہور

۱۱۷ حکیم محمد حسین صاحب بھاٹی دروازہ لاہور

۱۱۸ میر مردان علی صاحب مہتمم دفتر اکونٹنٹ جنرل ریاست حیدرآباد

۱۱۹ منشی عبد العزیز صاحب محافظ دفتر نہر جمن غربی دہلی

۱۲۰ بابو جہتاب الدین صاحب ریلیونگ سٹیشن ماسٹر نارتھ ویسٹرن ریلوے

۱۲۱ مولوی فتح محمد صاحب اوّل مدرس مدرسہ خانقاہ ڈوگراں

۱۲۲ منشی محمد یوسف صاحب نائب تحصیلدار کوہاٹ

۱۲۳ منشی رجب علی صاحب پنشنر ساکن جھونسی کہنہ الہ آباد

۱۲۴ منشی قادر علی صاحب کلرک مدراس

۱۲۵ منشی سراج الدین صاحب ترمل کھیڑی کلرک مدراس

۱۲۶ مولوی عبد القادر صاحب مدرس جمال پور لدھیانہ

۱۲۷ شیخ کرم الٰہی صاحب کلرک ریلوے پٹیالہ

۱۲۸ منشی امانت خاں صاحب نادون کانگڑہ

۱۲۹ مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مانانوالہ

۱۳۰ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر

۱۳۱ منشی صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ

۱۳۲ مولوی ابو الحمید صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

۱۳۳ مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

۱۳۴ محمد یعقوب صاحب معلم یونین ڈیرہ دون

۱۳۵ مرزا فضل بیگ صاحب مختار عدالت قصور ضلع لاہور

۱۳۶ منشی محمد الدین صاحب اپیل نویس سیالکوٹ

۱۳۷ منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس کپورتھلہ

۱۳۸ سید مولوی ظہور علی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

۱۳۹ چودھری شہاب الدین صاحب بی اے
ایل ایل بی کلاس لاہور
۱۴۰ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل فتحگڈھ ضلع فرخ آباد
۱۴۱ سردار محمد جلال الدین خان صاحب آنریری مجسٹریٹ
گوجرانوالہ
۱۴۲ مولوی غلام حسین صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار پشاور
۱۴۳ راجہ پائندہ خانصاحب رئیس دارا پور ضلع جہلم
۱۴۴ میاں سراج دین صاحب رئیس کوٹ سراج دین گوجرانوالہ
۱۴۵ سردار محمد باقر خانصاحب قزلباش خلف الصدق سردار
محمد اکبر خانصاحب مرحوم سابق تحصیلدار کانگڑہ
۱۴۶ راجہ عبداللہ خان صاحب رئیس ہریانہ برادر
محمد نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم
۱۴۷ میاں سراج الدین صاحب رئیس لاہور از خاندان
میاں محمد سلطان صاحب مرحوم رئیس اعظم لاہور
۱۴۸ مفتی محمد صادق صاحب رئیس بھیرہ
۱۴۹ مرزا محمد یوسف بیگ صاحب رئیس سامانہ پٹیالہ
۱۵۰ مولوی حکیم نور الدین صاحب رئیس بھیرہ سابق طبیب
شاہی ریاست جموں و کشمیر
۱۵۱ نواب سراج الدین صاحب از خاندان ریاست لوہارو
۱۵۲ سردار عبدالعزیز خان صاحب قزلباش خلف
الرشید جرنیل عبدالرحمن خان صاحب قزلباش ملازم
سردار ایوب خان صاحب
۱۵۳ راجہ عطاء اللہ خانصاحب رئیس باڑی پور کشمیر
۱۵۴ مفتی فضل الرحمن صاحب رئیس بھیرہ
۱۵۵ صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی
رئیس سرساوہ
۱۵۶ حافظ فتح الدین صاحب نمبردار مرار میانی کپورتھلہ
۱۵۷ میاں شرف الدین صاحب نمبردار کوٹلہ فقیر ضلع جہلم
۱۵۸ میاں محمد خان صاحب نمبردار جیتر وال ضلع امرت سر
۱۵۹ مخدوم محمد صدیق صاحب رئیس ضلع شاہ پور
۱۶۰ سید محمد انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی
۱۶۱ حاجی حافظ مولوی فضل الدین صاحب رئیس
بھیرہ و تاجر
۱۶۲ حکیم سید حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ
۱۶۳ منشی حبیب الرحمن صاحب رئیس حاجی پور کپورتھلہ
۱۶۴ مرزا رسول بیگ صاحب رئیس کلانور
۱۶۵ حکیم فضل الٰہی صاحب رئیس کوٹ بھوانیداس
۱۶۶ چودھری نبی بخش صاحب رئیس بٹالہ
۱۶۷ شاہزادہ عبدالمجید خان صاحب لدھیانہ
۱۶۸ مولوی برہان الدین صاحب گکھڑ جہلم
۱۶۹ میاں غلام دستگیر صاحب سلوتری میلاپور مدراس
۱۷۰ مولوی عبدالکریم صاحب خلف الرشید میاں

محمد سلطان صاحب میونسپل کمشنر لدھیانہ

۱۷۱ منشی قمرالدین صاحب مدرس آریہ سکول لدھیانہ

۱۷۲ منشی رحیم بخش صاحب میونسپل کمشنر لدھیانہ

۱۷۳ پیرجی خدا بخش صاحب مرحوم تاجر ڈیرہ دون

۱۷۴ شیخ چراغ علی صاحب نمبردار تھہ غلام نبی گورداسپور

۱۷۵ مرزا ایوب بیگ صاحب خلف الرشید مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور

۱۷۶ شیر محمد خانصاحب رئیس بجکر محمڈن کالج علیگڈھ

۱۷۷ حافظ عبد العلی صاحب محمڈن کالج علیگڈھ

۱۷۸ مولوی محمود حسن خانصاحب مدرس پٹیالہ

۱۷۹ منشی عبد الرحمن صاحب سنوری پٹواری پٹیالہ

۱۸۰ شیخ رحمت اللہ صاحب جنرل مرچنٹ مالک بمبئی ہوس لاہور

۱۸۱ حاجی سیٹھ عبد الرحمن صاحب حاجی اللہ رکھا ساجن کمپنی مدراس

۱۸۲ خلیفہ رجب الدین صاحب تاجر لاہور

۱۸۳ چودھری محمد سلطان صاحب تاجر میونسپل کمشنر سیالکوٹ

۱۸۴ سیٹھ صالح محمد صاحب تاجر مدراس

۱۸۵ میاں محمد اکبر صاحب ٹھیکہ دار چوب بٹالہ

۱۸۶ سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب امبریلا مرچنٹ بمبئی

۱۸۷ میاں نبی بخش صاحب تاجر پشمینہ درفوگر امرتسر

۱۸۸ سیٹھ اسحاق حاجی محمد صاحب تاجر مدراس

۱۸۹ قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار شکرم لدھیانہ

۱۹۰ منشی محمد جان صاحب تاجر وزیر آباد

۱۹۱ سیٹھ دالجی لال جی صاحب جنرل مرچنٹ مدراس

۱۹۲ سیٹھ موسٰی صاحب جنرل مرچنٹ اینڈ کمیشن ایجنٹ

۱۹۳ جمال الدین صاحب و امام الدین و خیر الدین تاجران سیکھواں

۱۹۴ شیخ کرم الٰہی صاحب ایجنٹ شیخ محمد رفیع برادر جنرل مرچنٹ لاہور

۱۹۵ حاجی مہدی بغدادی صاحب انڈیگو مرچنٹ مدراس

۱۹۶ خواجہ عزیز الدین صاحب تاجر لاہور

۱۹۷ سیٹھ احمد عبد الرحمن صاحب فرم آف ساجن کمپنی مدراس

۱۹۸ خواجہ غلام محی الدین صاحب سوداگر پشمینہ کلکتہ کولوٹولہ

۱۹۹ شیخ نور احمد صاحب سوداگر چرم مدراس

۲۰۰ شیخ مولا بخش صاحب سوداگر چرم ڈنگہ

۲۰۱ خلیفہ نور الدین صاحب تاجر جموں

۲۰۲ میاں جیون بٹ صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر

۲۰۳ میاں محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر

۲۰۴ سید فضل شاہ صاحب ٹھیکہ دار دو میل سڑک کشمیر

۲۰۵ میاں محمد عمر صاحب تاجر و رئیس شوپیاں کشمیر

۲۰۶ ڈاکٹر مراد بخش صاحب پروپرائیٹر نیو میڈیکل ہال کمرشیل بلڈنگ لاہور

۲۰۷ میاں سلطان بخش صاحب تاجر و پنجاب یونیورسٹی کمرشیل بلڈنگ لاہور

۲۰۸ میاں امام الدین صاحب پروپرائیٹر و تاجر

۲۰۹ سیٹھ علی محمد صاحب حاجی اللہ رکھا جنرل مرچنٹ بنگلور

۲۱۰ میاں محمد الدین صاحب تاجر و پروپرائیٹر شو میکنگ جموں

۲۱۱ احمد دین و محمد بخش تاجران ملتان

۲۱۲ میاں قطب الدین صاحب مس گر امرت سر

۲۱۳ تاج محمد خاں صاحب کلرک میونسپل کمیٹی لدھیانہ

۲۱۴ میاں چراغ الدین صاحب ٹھیکیدار گجرات

۲۱۵ منشی عطا محمد صاحب تاجر و اسٹامپ فروش چنیوٹ

۲۱۶ میاں عبد الخالق صاحب دوکاندار امرتسر

۲۱۷ میاں محمد امین صاحب تاجر کتب جہلم

۲۱۸ شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی

۲۱۹ منشی محمد ابراہیم صاحب تاجر گیروں لدھیانہ

۲۲۰ سیٹھ محمد یوسف صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس

۲۲۱ ڈاکٹر نور محمد صاحب پروپرائیٹر شفاخانہ و ایڈیٹر رسالہ ہمدرد صحت لاہور

۲۲۲ مولوی حکیم نور محمد صاحب مالک شفاخانہ نوری رئیس موکل ضلع لاہور

۲۲۳ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان

۲۲۴ مولوی عبد الحق صاحب ایڈیٹر نسیم صبا بنگلور

۲۲۵ شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرت سر

۲۲۶ مولوی قطب الدین صاحب واعظ اسلام بدو ملی

۲۲۷ مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب چھاؤنی سیالکوٹ

۲۲۸ حکیم مولوی سید حبیب شاہ صاحب خوشاب

۲۲۹ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانہ خلف الرشید اخویم حضرت منشی حاجی احمد جان صاحب مرحوم

۲۳۰ صاحبزادہ منظور محمد صاحب سابق اہلمد پولیس دفتر کونسل جموں

۲۳۱ قاضی زین العابدین صاحب خانپور ریاست پٹیالہ

۲۳۲ شاہ رکن الدین احمد صاحب سجادہ نشین کڑہ ضلع الہ آباد

۲۳۳ مولوی عبد الرحیم صاحب بنگلور

۲۳۴ مولوی عبد الحکیم صاحب دھاوار علاقہ بمبئی

۲۳۵ مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور آسام

۲۳۶ رحمٰن شاہ صاحب ناگپور ضلع چاندہ

۲۳۷ حاجی عبد الرحمٰن صاحب مرحوم لدھیانہ

۲۳۸ مولوی محمد حسین صاحب ریاست کپور تھلہ

۲۳۹ شیخ مولوی فضل حسین صاحب احمد آبادی جہلم

۲۴۰ قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ گوجرانوالہ

۲۴۱ حافظ عبد الرحمٰن صاحب وکیل مدرسہ انوار الرحمٰن
ملتان مساکن بٹالہ

۲۴۱ مولوی رحیم اللہ صاحب مرحوم لاہور

۲۴۲ مستری حاجی عصمت اللہ صاحب لودیانہ

۲۴۳ حاجی محمد امیر خانصاحب مہتمم گاڑی شکرم سہارنپور

۲۴۴ مولوی محمد افضل صاحب ساکن کملہ ضلع گجرات

۲۴۵ مولوی محمد اکرم صاحب فرزند رشید ایضاً

۲۴۶ مولوی خان ملک صاحب موضع کھیوال ضلع جہلم

۲۴۷ مولوی عبد الرحمٰن صاحب خلف الرشید ایضاً

۲۴۸ سید احمد علی شاہ صاحب سفید پوش ضلع سیالکوٹ

۲۴۹ سید احمد حسین صاحب طبیب گوالیار

۲۵۰ حکیم محمد حسین صاحب طبیب ریاست گوالیار

۲۵۱ بابو نور الدین صاحب نقشہ نویس پبلک ورکس گوجرانوالہ

۲۵۲ شیخ ہدایت اللہ صاحب تاجر پشاور

۲۵۳ میاں فضل الٰہی صاحب نمبردار فیض اللہ چک گورداسپور

۲۵۴ احمد علی صاحب نمبردار وزیر چک

۲۵۵ مولوی غلام مصطفےٰ صاحب پروپرائیٹر شعلہ نور پریس بٹالہ

۲۵۶ شیخ حامد علی صاحب زمیندار دھتہ غلام نبی ضلع گورداسپور

۲۵۷ مولوی محمد فضل صاحب چنگوی ضلع راولپنڈی

۲۵۸ ڈاکٹر فیض احمد صاحب ویکسی نیٹر ضلع جہلم

۲۵۹ حافظ علاء الدین صاحب کالجور راولپنڈی

۲۶۰ میاں غلام حسین صاحب رہتاسی قادیان

۲۶۱ مولوی عبد القادر صاحب لدھیانہ

۲۶۲ حکیم محمد حسین صاحب مدرس اسلامیہ سکول راولپنڈی

۲۶۳ خوشحال خانصاحب رئیس باریکاب ضلع راولپنڈی

۲۶۴ منشی غلام حسین صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ "

۲۶۵ قاضی غلام حسین صاحب کلرک دفتر اگزیمینر ریلوے لاہور

۲۶۶ حافظ حکیم قادر بخش صاحب احمد آباد ضلع جہلم

۲۶۷ میاں قطب الدین صاحب ساکن کوٹلہ فقیر جہلم

۲۶۸ قاضی عبد الوہاب خان صاحب نائب قاضی ضلع
بلاسپور ممالک متوسط

۲۶۹ حافظ حاجی احمد اللہ خانصاحب مدرس مدرسہ
تعلیم الاسلام قادیان

۲۷۰ غلام محی الدین صاحب عرضی نویس جہلم

۲۷۱ عبد الرحمٰن پٹواری حسنام ریاست پٹیالہ

۲۷۲ منشی ہاشم علی صاحب برنالہ ریاست پٹیالہ

۲۷۳ عبد الحق صاحب ٹیچر بٹالہ

۲۷۴ منشی کرم الٰہی صاحب مدرس نصرت اسلام لاہور

۲۷۵ خلیفہ نعمت علی صاحب اپیل نویس بٹالہ

۲۷۶ میاں کرم الٰہی صاحب کنسٹبل پولیس لودیانہ

۲۷۷ منشی امام الدین صاحب پٹواری کلوچپ

۲۷۸ منشی رحیم الدین صاحب طبیب حالا ضلع بجنور

۲۷۹ امام الدین صاحب کمپونڈر شفاخانہ نالہ مولی

۲۸۰ شیخ عبداللہ دیوانچند ناظم شفاخانہ حمایت اسلام لاہور

۲۸۱ حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چک گورداسپور

۲۸۲ حافظ غلام محی الدین صاحب بھیروی قادیان

۲۸۳ مسیح اللہ خانصاحب ملازم اگزکٹو انجینئر صاحب ملتان

۲۸۴ مولوی سوار محمد صاحب برادر زادہ مولوی صاحب
حکیم نور الدین صاحب بھیرہ

۲۸۵ منشی اللہ دتہ صاحب یوپین ٹیچر سیالکوٹ

۲۸۶ راجہ غلام حیدر خانصاحب رئیس پاڑی پور کشمیر

۲۸۷ مولوی نظام الدین صاحب رنگ پور ضلع مظفر گڑھ

۲۸۸ مولوی جمال الدین صاحب سید والہ منٹگمری

۲۸۹ میاں عبداللہ صاحب زمیندار ٹھٹھہ سفیرکا ؍

۲۹۰ میاں سراج الدین صاحب عطار سرہند

۲۹۱ محمد حیات صاحب سارجنٹ پولس سیالکوٹ

۲۹۲ منشی نیاز علی صاحب ؍ ؍

۲۹۳ محمد دین صاحب کنسٹبل ؍ ؍

۲۹۴ حکیم احمد الدین صاحب نقل نویس ؍

۲۹۵ ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ

۲۹۶ حافظ محمد قاری صاحب جہلم

۲۹۷ میاں نجم الدین صاحب تاجر کتب بھیرہ

۲۹۸ مستری جہاں مالک کارخانہ روئی ؍

۲۹۹ مولوی فضل محمد صاحب موضع ہرسیاں گورداسپور

۳۰۰ محمد علی شاہ مدرس غوطہ سیالکوٹ

۳۰۱ عبد المجید صاحب محرر لوکل فنڈ پٹھانکوٹ

۳۰۲ محمد خانصاحب محرر جیل راولپنڈی

۳۰۳ محمد اکبر خاں صاحب سنور پٹیالہ

۳۰۴ مولوی محمد یوسف صاحب مدرس سنور پٹیالہ

۳۰۵ محمد حسن خاں صاحب رئیس سنور پٹیالہ

۳۰۶ میاں کریم بخش صاحب مرحوم جمال پوری سابق مرید گلاب شاہ
مجذوب پیشگوئی والا در کتاب نشان آسمانی

۳۰۷ ملا نظام الدین صاحب کتب فروش لدھیانہ

۳۰۸ میاں اللہ دیا صاحب واعظ لدھیانہ

۳۰۹ میاں شہاب الدین صاحب پنشنر باجوالہ لودیانہ

۳۱۰ احمد جان صاحب خیاط پشاور

۳۱۱ میاں محمد اسمٰعیل صاحب سرساوہ

۳۱۲ غلام محی الدین خاں صاحب خلف الرشید ڈاکٹر
بوڑے خاں صاحب قصور

۳۱۳ میاں غلام قادر صاحب پٹواری مرحوم سنور

۳۱۴ مولوی غلام حسین صاحب لاہور

۳۱۵ مولوی حسن علی صاحب مرحوم مسلم مشنری صاحب رسالہ
نور الاسلام سابق ہیڈ ماسٹر پٹنہ سکول بھاگلپوری

۳۱۶ سید مظاہر الحق صاحب رئیس اٹاوہ

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲۴ فروری ۱۸۹۸ء ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰/۲۶ کے ۱۶ صفحوں پر درج ہے)

---

(۱۸۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کرسی ملی؟

(راستی موجب رضائے خداست)

نہایت افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بعض نام کے مولوی محض اپنی عزت بنانے کے لئے یا کسی اور غرض نفسانی کی وجہ سے عمداً جھوٹ بولتے ہیں اور اس بدنمونہ سے عوام کو طرح طرح کے معاصی کی جرأت دیتے ہیں کیونکہ جھوٹ اُمّ الخبائث ہے اور جبکہ ایک شخص مولوی کہلا کر کھلی کھلی بے شرمی سے جھوٹ بولنا اختیار کرے تو بتلاؤ کہ عوام پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ بیچارہ میاں شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو بمقام بٹالہ کرسی مانگنے سے کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین مرتبہ تین جھڑکیاں دیں اور کرسی دینے سے انکار کیا اور کہا کہ "بک بک مت کر" اور "پیچھے ہٹ" اور "سیدھا کھڑا ہو جا" اور یہ بھی فرمایا کہ "ہمارے پاس تمہارے کرسی ملنے کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں" لیکن نہایت افسوس ہے کہ شیخ مذکور نے جابجا کرسی کے بارے میں جھوٹ بولا۔ کہیں تو یہ مشہور کیا کہ مجھے کرسی ملی تھی اور کسی جگہ یہ کہا

کہ کرسی دیتے تھے مگر میں نے عمداً نہیں لی۔ اور کسی جگہ یہ افترا کیا کہ عدالت میں کرسی کا ذکر ہی نہیں
آیا چنانچہ آج میری طرف بھی اس مضمون کا خط✠ بھیجا ہے کہ گویا اس کا کرسی مانگنا اور کرسی نہ ملنا اور
بجائے اس کے چند جھڑکیوں سے پیچھے ہٹائے جانا یہ باتیں غلط ہیں۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس
کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ بات فی الواقعہ
سچ ہے کہ شیخ مذکور نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی مانگی تھی۔ اور اس کا اصل سبب یہی
تھا کہ مجھے اس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے روبرو کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر بے اختیاری کے
عالم میں اپنی طمع خام کو ظاہر کیا اور نہ چاہا کہ میرا دشمن کرسی پر ہو اور میں زمین پر بیٹھوں۔ اس لئے
بڑے جوش سے کچہری کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی کی درخواست کی اور چونکہ عدالت میں نہ اس کو
اور نہ اس کے باپ کو کرسی ملتی تھی اس لئے وہ درخواست زجر اور توبیخ کے ساتھ رد کی گئی۔ اور
درحقیقت یہ سوال نہایت قابل شرم تھا کیونکہ سچ یہی ہے کہ نہ یہ شخص اور نہ اس کا باپ رحیم بخش
کبھی رئیسان کرسی نشین میں شمار کئے گئے۔ اور اگر یہ یا اس کا باپ کرسی نشین تھے تو گویا سر لیپل
گریفن نے بہت بڑی غلطی کی کہ جو اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ان دونوں کا نام نہیں لکھا
غضب کی بات ہے کہ کہلانا مولوی اور اس قدر فاش دروغگوئی اور پھر آپ اپنے خط میں کرسی نہ

✠ خلاصہ خط یہ ہے "از مقام بٹالہ مورخہ ۲۸ ماہ فروری ۱۸۹۹ء ۱۰۴ میاں غلام احمد صاحب خدا آپ کو راہ راست
پر لاوے اور ضلالت والحاد سے نجات بخشے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ آپ کا خط ۲۰ فروری ۱۸۹۹ء کا پہونچا۔ ... آپ نے
کتاب البریت کے صفحہ ۱۱ و ۲۵ وغیرہ میں تین دعوی کئے ہیں۔ اول یہ کہ محمد حسین نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے کرسی طلب کی اور کہا کہ
اس کو عدالت میں کرسی ملتی تھی اور اس کے باپ کو عدالت میں کرسی ملتی تھی جس پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے اس کو تین جھڑکیاں دیں
اور کہا کہ تو جھوٹا ہے بک بک مت کر۔ دوسرا یہ دعوی کہ پھر وہ باہر کے کمرے میں ایک کرسی پر جا بیٹھا تو کپتان صاحب پولیس
کی نظر اس پر جا پڑی اور اسی وقت کنسٹبل کی معرفت جھڑکی کے ساتھ اس کرسی سے اٹھایا گیا۔ تیسرا یہ دعوی کہ پھر وہ
ایک شخص کی چادر لے کر اس پر بیٹھ گیا تو اس شخص نے چادر نیچے سے کھینچ لی۔ ... میرے نزدیک یہ تینوں دعوے
محض دروغ ہیں جن میں راستی کا شمہ دخل اور شائبہ بھی نہیں" الخ

ملنے کا مجھ سے ثبوت مانگتے ہیں۔ گویا اپنی ذلت کو کامل طور پر تمام لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے خط میں وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ کاذب نکلیں تو اپنے تئیں شکست یافتہ تصوّر کریں گے اور پھر کبھی رَدّ و قدح نہیں کریں گے۔ افسوس کہ اس شخص کو جھوٹ بولتے ذرہ شرم نہیں آئی۔ جھُوٹ کہ اکبر الکبائر اور تمام گناہوں کی ماں ہے کس طرح دلیری سے اس شخص نے اس پر زور دیا ہے۔ یہی دیانت اور امانت ان لوگوں کی ہے جس سے مجھے اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا اور دُنیا میں شور مچایا۔

واضح رہے کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا کا گواہ کوئی ایک دو آدمی نہیں بلکہ اس وقت کہ کچہری کے ارد گرد صدہا آدمی موجود تھے جو کُرسی کے معاملہ کی اطلاع رکھتے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر خود اس بات کے گواہ ہیں جنہوں نے بار بار کہا کہ تجھے کُرسی نہیں ملے گی۔ بک بک مت کر اور پھر کپتان لیمارچنڈ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ اس بات کے گواہ ہیں کہ کُرسی مانگنے پر محمد حسین کو کیا جواب ملا تھا اور کیسی عزت کی گئی تھی۔ پھر منشی غلام حیدر خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع جو اب تحصیلدار ہیں اور مولوی فضل دین صاحب پلیڈر اور لالہ رام بھج دت صاحب وکیل اور ڈاکٹر کلارک صاحب جن کی طرف سے یہ حضرت گواہ ہو کر گئے تھے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے تمام اردلی یہ سب میرے بیان مذکورہ بالا کے گواہ ہیں اور اگر کوئی شخص اُن میں سے محمد حسین کی حالت پر رحم کر کے اس کی پردہ پوشی بھی چاہے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ کوئی شخص اس بات پر قسم نہیں کھا سکے گا کہ یہ واقعہ کُرسی نہ ملنے اور جھڑکیاں دینے کا جھوٹ ہے۔ مجھے حیرت پر حیرت آتی ہے کہ اس شخص کو کیا ہو گیا اور اس قدر گندے جھوٹ پر کیوں کمر بستہ کی۔ ذرہ شرم نہیں کی کہ اس واقعہ کے تو صدہا آدمی گواہ ہیں وہ کیا کہیں گے۔ اس طرح تو آئندہ مولویوں کا اعتبار اُٹھ جائے گا۔ اگر درحقیقت اس شیخ بٹالوی کو کُرسی ملی تھی اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بڑے اکرام اور اعزاز سے اپنے پاس اُن کو کُرسی پر بٹھا لیا تھا تو پتہ دینا چاہئیے کہ وہ کُرسی کہاں بچھائی گئی تھی۔ شیخ مذکور کو معلوم ہو گا کہ میری کُرسی صاحب ڈپٹی کمشنر کے بائیں طرف تھی اور دائیں طرف صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کی کُرسی تھی اور اسی طرف ایک کُرسی پر ڈاکٹر کلارک تھا۔ اب دکھلانا چاہئیے کہ کونسی جگہ تھی جس میں شیخ محمد حسین بٹالوی کے

ملے کرسی بچھائی گئی تھی سچ تو یہ ہے کہ جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔ اس شخص نے میری ذلت چاہی تھی اور اسی جوش میں پادریوں کا ساتھ کیا۔ خدا نے اُس کو عین عدالت میں ذلیل کیا۔ یہ حق کی مخالفت کا نتیجہ ہے اور یہ راستباز کی عداوت کا ثمرہ ہے۔ اگر اس بیان میں نعوذ باللہ میں نے جھوٹ بولا ہے تو طریق تصفیہ دو ہیں۔ اوّل یہ کہ شیخ مذکور ہر ایک صاحب سے جو ذکر کئے گئے ہیں حلفی رُقعہ طلب کرے جس میں قسم کھا کر میرے بیان کا انکار کیا ہو اور جب ایسے حلفی رُقعے جمع ہو جائیں تو ایک جلسہ بمقام بٹالہ کر کے مجھ کو طلب کرے۔ میں شوق سے ایسے جلسہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ میں ایسے شخص کے رقعہ کو دیکھنا چاہتا ہوں جس نے حلفاً اپنے رقعہ میں یہ بیان کیا ہو کہ محمد حسین نے کرسی نہیں مانگی اور نہ اس کو کوئی جھڑکی ملی بلکہ عزت کے ساتھ کرسی پر بیٹھایا گیا۔ شیخ مذکور خوب یاد رہے کہ کوئی شخص اس کے لئے اپنا ایمان ضائع نہیں کرے گا اور ہرگز ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ کوئی شخص اشخاص مذکورین میں سے اس کے دعویٰ باطل کی تائید میں قسم کھاوے۔ واقعات صحیحہ کو چھپانا بے ایمانوں کا کام ہے۔ پھر کیونکر کوئی معزز شیخ بٹالوی کے لئے مرتکب اس گناہ کا ہوگا۔ اور اگر شیخ بٹالوی کو یہ جلسہ منظور نہیں تو دوسرا طریق تصفیہ یہ ہے کہ بلا توقف ازالہ حیثیت عرفی میں میرے پر نالش کرے کیونکہ اس سے زیادہ اور کیا ازالہ حیثیت عرفی ہوگا کہ عدالت نے اس کو کرسی دی اور میں نے بجائے کرسی جھڑکیاں بیان کیں اور عدالت نے قبول کیا کہ وہ اور اس کا باپ کرسی نشین رئیس ہیں اور میں نے اس کا انکار کیا۔ اور استغاثہ میں وہ یہ لکھا سکتا ہے کہ مجھے عدالت ڈگلس صاحب بہادر میں کرسی ملی تھی اور کوئی جھڑکی نہیں ملی اور اس شخص نے عام اشاعت کر دی ہے کہ مانگنے پر بھی کرسی نہیں ملی بلکہ جھڑکیاں ملیں۔ اور ایسا ہی استغاثہ میں یہ بھی لکھا سکتا ہے کہ مجھے قدیم سے عدالت میں کرسی ملتی تھی اور ضلع کے کرسی نشینوں میں میرا نام بھی درج ہے اور میرے باپ کا نام بھی درج تھا لیکن اس شخص نے ان سب باتوں سے انکار کر کے خلاف واقعہ بیان کیا ہے۔ پھر عدالت خود تحقیقات کر لے گی کہ آپ کو کرسی کی طلب کے وقت کرسی ملی تھی یا جھڑکیاں ملی تھیں اور دفتر سے معلوم کر لیا جائے گا کہ آپ اور آپ کے والد صاحب کب سے کرسی نشین رئیس شمار کئے گئے ہیں کیونکہ سرکاری دفتروں میں ہمیشہ ایسے کاغذات موجود رہتے ہیں جن میں کرسی نشین رئیسوں کا نام درج ہوتا ہے

اگر شیخ مذکور نے ان دونوں طریقوں میں سے کوئی طریق اختیار نہ کیا تو پھر ناچار ہمارا یہی قول ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین زیادہ کیا لکھیں

اور یاد رہے کہ ہمیں بالطبع نفرت تھی۔ ایسے ایک شخصی معاملہ میں قلم اُٹھائیں اور ذاتیات کے جھگڑوں میں اپنے تئیں ڈالیں۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی صرف اسی قدر جھوٹ پر کفایت کرتا کہ مجالس میں ہمارا ذکر درمیان نہ لاتا اور صرف اپنی پردہ پوشی کے لئے کُرسی مانگنے کے معاملہ سے انکار کرتا رہتا تو ہمیں کچھ ضرورت نہ تھی کہ اصل حقیقت کو پبلک پر کھولتے۔ لیکن اس نے نہایت خیرگی اختیار کر کے ہر ایک مجلس میں ہماری تکذیب شروع کی اور سراسر افترا سے میری نسبت ہر ایک جگہ یہ دعویٰ کیا کہ یہ شخص کاذب ہے اور اس نے میرے پر کُرسی کے معاملہ میں جھُوٹ باندھا ہے اور اس طرح پر عوام کے دلوں پر بُرا اثر ڈالنا چاہا۔ تب ہم نے اُس کے اس دروغ کو اکثر نادانوں کے دلوں پر مؤثر دیکھ کر محض حق کی حمایت میں یہ اشتہار لکھا تا بعض ناواقف ایک دروغگو کو سچا سمجھ کر ہلاک نہ ہو جائیں اور تا اس کی یہ دجالی تقریریں حقانی سلسلہ کی رہزن نہ ہوں۔ غرض اسی ضرورت کی وجہ سے ہمیں اس کے اس مکروہ جھُوٹ کو کھولنا پڑا۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ وہ خط شیخ محمد حسین بٹالوی کا میرے پاس موجود ہے جو آج یکم مارچ ۱۸۹۹ء کو بٹالہ سے اُس نے بھیجا ہے جس میں میرے بیان کُرسی نہ ملنے اور جھڑکی کھانے سے صاف انکار کیا ہے اور ایسا ہی اُن لوگوں کے خط بھی محفوظ ہیں جن کے روبرو نے طرح طرح کی دروغگوئی سے اس واقعہ کو پوشیدہ کرنا چاہا ہے جیسا کہ اُوپر لکھ چکا ہوں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اُن معزز گواہوں کے نام بھی اس جگہ درج کر دوں جنہوں نے واقعہ مذکورہ بالا بچشم خود دیکھا اور بالعین موقعہ پر سُنا اور جو کچہری میں حاضر تھے اور وہ یہ ہیں

حکیم فضل الدین صاحب بھیروی
مرزا ایوب بیگ صاحب سینیئر
انگلو ورنیکولر کلاس لاہور
یہ دونو صاحب بھی کمرہ عدالت کے اندر تھے اور

مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی
صاحبزادہ منظور محمد صاحب لدھیانوی
مولوی شان ملک صاحب
باقی اکثر صاحبان دروازہ کے باہر سے دیکھ رہے تھے

حافظ احمد اللہ خاں صاحب قادیان

قاضی غلام حسین صاحب بھیروی سٹوڈنٹ لاہور

شیخ عبدالرحمن صاحب نومسلم قادیان

شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم قادیان

شیخ عبدالعزیز صاحب نومسلم "

صاحبزادہ منظور قیوم صاحب لدھیانہ

شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرت سر

سردار عبدالعزیز خان صاحب حال وارد قادیان

میاں کرم داد صاحب حال وارد قادیان

میاں عبدالحق صاحب جہلمی

میاں رمضان صاحب آتشباز قادیان

چودھری نبی بخش صاحب بٹالہ

منشی تاج الدین صاحب دفتر اگزیمینر ریلوے لاہور

منشی عبدالرحمن صاحب کلرک لوکو آفس "

میاں معراج صاحب ٹھیکیدار و وارث میاں محمد سلطان

حافظ فضل احمد صاحب کلرک دفتر اگزیمینر ریلوے لاہور

مرزا رحمت علی صاحب ٹیچر اسلامیہ کالج لاہور

حکیم فضل الٰہی صاحب "

خلیفہ رجب دین صاحب تاجر "

منشی خواجہ عزیز الدین صاحب تاجر "

میاں غلام حسین صاحب "

میاں عبدالحق صاحب طالب علم لاہور

شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور

میاں شیر علی صاحب طالب علم بی اے کلاس لاہور

مرزا یعقوب صاحب اسسٹنٹ سرجن "

مولوی محمد علی صاحب ایم اے "

میاں محمد شریف صاحب طالب علم میڈیکل کالج "

میاں عبیداللہ صاحب " " "

خواجہ کمال الدین صاحب بی اے "

مفتی محمد صادق صاحب کلرک "

میاں شیر محمد صاحب طالب علم بی اے کلاس علیگڈھ

حافظ عبدالعلی صاحب " " "

میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرت سر

میاں عبدالخالق صاحب عطار امرت سر

شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر امرتسر حال قادیان

میاں قطب الدین صاحب مس گر امرتسر

شیخ عطاء اللہ صاحب مس گر امرتسر

میاں پیرون بٹ رفوگر قلعہ بھنگیاں امرتسر

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر امرتسر

میاں اللہ بخش صاحب امرتسر

میاں چراغ الدین صاحب امرت سر

میاں مولا بخش صاحب پٹولی امرت سر

مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ
سید حامد شاہ صاحب مثل خواں 〃
منشی عبدالعزیز صاحب ٹیڑ ماسٹر مدد 〃
مولوی مبارک علی صاحب 〃
منشی محمد دین صاحب اپیل نویس 〃
ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔اے 〃
مستری نظام الدین صاحب 〃
ڈاکٹر فیض قادر صاحب بٹالہ
محمد اکبر صاحب ٹھیکہ دار 〃
حکیم محمد اشرف صاحب 〃
قاضی نعمت علی صاحب عرضی نویس 〃
میاں برکت علی صاحب نیچہ بند 〃
میاں اللہ رکھا صاحب شالباف 〃
مولوی غلام مصطفےٰ صاحب مہتمم مطبع شعلہ نور 〃
محمد افضل خانصاحب یتیم مدرسہ حمایت اسلام لاہور
مولوی برہان الدین صاحب جہلم
عبداللہ خانصاحب برادر نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم
میاں حسن محمد صاحب ٹھیکہ دار 〃
منشی روڑا صاحب نقشہ نویس عدالت مجسٹریٹی کپورتھلہ
منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس 〃
میاں محمد خاں صاحب منشی بگھی خانہ 〃

منشی عبدالرحمٰن صاحب اہلمد محکمہ جرنیلی کپورتھلہ
منشی فیاض علی صاحب منشی پلٹن 〃
میاں اللہ دیا صاحب جلد ساز لدھیانہ
میاں امیر الدین صاحب جیانوالہ
مرزا خدا بخش صاحب اتالیق مالیر کوٹلہ
منشی محمد جان صاحب وزیر آباد تاجر
خلیفہ نور الدین صاحب تاجر جموں
مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس پنشنر کلانور
مولوی خدا بخش صاحب جالندھر
شیخ عطا محمد صاحب اسٹامپ فروش چنیوٹ
میاں نجم الدین صاحب بھیرہ
مفتی فضل الرحمٰن صاحب بھیرہ
منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری ضلع گورداسپور
شیخ محمد صدیق صاحب تاجر سیکھواں 〃
میاں جمال الدین صاحب تاجر 〃 〃
میاں امام الدین صاحب تاجر 〃 〃
میاں خیر الدین صاحب 〃 〃 〃
مہر سونا صاحب 〃
حافظ نور محمد صاحب زمیندار فیض اللہ چک گورداسپور
شیخ فضل الٰہی صاحب نمبردار 〃 〃
شیخ غلام علی صاحب 〃 〃

شیخ چراغ علی صاحب تھہ غلام نبی گورداسپور
" شہاب الدین صاحب گکھڑ زئی " "
" امیر صاحب " "
" شیر علی صاحب " "
" احمد علی صاحب نمبردار وزیر چک "
میاں چراغ الدین صاحب منڈی کنال "
سید باقر علی صاحب بھیل ضلع گجرات

میاں عبد الغنی صاحب اوجلہ ضلع گورداسپور
محمد شفیع صاحب " "
قطب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر دینا نگر "
میاں اللہ دیا صاحب "
مرزا اسند محی بیگ صاحب "
حافظ محی الدین صاحب بھیرہ
حافظ محمد حسین صاحب واعظ قصبہ ڈنگہ ضلع گجرات

المشتہر مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور

گلزار محمدی پریس لاہور   ۷ مارچ ۱۸۹۸ء

(یہ اشتہار ۲۶×۲۰/۴ کے چار صفحوں پر ہے)

(۱۸۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلسہ طاعون

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ درباره ہدایات طاعون قادیان میں منعقد ہو اور اس جلسہ میں گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتوں کے فوائد جو طاعون کے بارے میں اب تک شائع ہوئی ہیں۔ طبی اور شرعی ان فوائد کے جو ان ہدایتوں کی مؤید ہیں اپنی جماعت کو سمجھائے جائیں

اس لئے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب حتی الوسع کوشش کریں کہ وہ اس جلسہ میں عید الضحیٰ کے دن شامل ہو سکیں۔ اصل امر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اس بات پر اطمینان نہیں ہے کہ ان ایام گرمی میں طاعون کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار میں شائع کیا گیا ہے دو جاڑوں تک سخت اندیشہ ہے۔ لہٰذا یہ وقت ٹھیک وہ وقت ہے کہ ہماری جماعت بنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہدایتوں کی دل وجان سے پیروی کر کے اپنی نیک ذاتی اور نیک عملی اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھا دے۔ اور نہ صرف یہ کہ خود ہدایات گورنمنٹ کے پابند ہوں بلکہ کوشش کریں کہ دوسرے بھی اُن ہدایتوں کی پیروی کریں اور بدبخت احمقوں کی طرح فتنہ انگیز نہ بنیں۔ افسوس ہمارے ملک میں یہ سخت جہالت ہے کہ لوگ مخالفت کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اب گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے یہ ہدایتیں شائع ہوئیں کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ گھر خالی کر دیا جائے۔ اس پر بعض جاہلوں نے ناراضگی ظاہر کی۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے یہ حکم ہوتا کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ لوگ ہرگز اس گھر کو خالی نہ کریں اور اسی میں رہیں تب بھی نادان لوگ اس حکم کی مخالفت کرتے اور دو تین واردات کے بعد اُس گھر سے نکلنا شروع کر دیتے۔ سچ تو یہ ہے کہ نادان انسان کسی پہلو سے خوش نہیں ہوتا۔ پس گورنمنٹ کو چاہیئے کہ نادانوں کے بے جا واویلا سے اپنی سچی خیر خواہی رعایا کو ہرگز نہ چھوڑے کہ یہ لوگ اُن بچوں کا حکم رکھتے ہیں کہ جو اپنی ماں کی کسی کارروائی کو پسند نہیں کر سکتے۔ ہاں ایسی ہمدردی کے موقعہ پر نہایت درجہ کی ضرورت ہے کہ ایسی حکمت عملی ہو جو محبت بھی ہو اور نرمی بھی ہو اور نیز اس ملک میں رسوم پردہ داری کی غایت درجہ رعایت چاہیئے۔ اور اس مصیبت میں جو طاعون زدہ لوگوں اور اُن کے عزیزوں کو جو مشکلات اوقات بسری کے پیش آئیں شفقت پدری کی طرح حتی الوسع ان مشکلات کو آسان کرنا چاہیئے

بہتر ہے کہ اس وقت سب لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں تا انجام بخیر ہو۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ؂

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

مطبع ضیاء الاسلام قادیان (محمد جمیل پرنٹر) ۲۲؍ اپریل ۱۸۹۸ء

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ایک صفحہ پر درج ہے)

---

(۱۸۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میموریل

بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب امہات المومنین نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر پی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی اور مصنف نے ٹائٹل پیج کتاب پر لکھا ہے کہ "یہ کتاب ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی تحدی اور ہزار روپیہ کے انعام کے وعدہ کے معاوضہ میں شائع کی گئی ہے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محرک اس کتاب کی تالیف کا محمد حسین مذکور ہے چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سُن کر رنج سے رُک نہیں سکتا۔ اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی

؂ نوٹ ۔ یاد رہے کہ اگرچہ ہماری جماعت کا یہ ایک جلسہ ہے لیکن اگر کوئی شریف نیک اندیش اس جلسہ میں شامل ہونا چاہے تو خوشی سے اس کی شمولیت منظور کی جائے گی ۔ منہ

نسبت جس طرح مناسب سمجھے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر امن عمل میں لائے۔ مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف تھا۔ اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب اُمہات المومنین کے مؤلف نے نہایت دل دُکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہیئے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطاکار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھاویں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک لے تا اس طرح پر ہم فتح پالیں کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے مُنہ بند کرنے والے ٹھہریں گے۔ اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کرے کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز آکر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی۔ اور وہ کام لیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آجانے والے لوگ کیا کرتے ہیں۔ ہاں جواب دینے کے بعد ہم ادب کے ساتھ اپنی گورنمنٹ میں التماس کر سکتے ہیں کہ ہر ایک فریق اس پیرایہ کو جو حال میں اختیار کیا جاتا ہے ترک کرکے تہذیب اور ادب اور نرمی سے باہر نہ جائے۔ مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھُلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کے لئے ابھی سے سامان چاہیئے اس لئے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات اخروی کے متعلق جہانتک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق فائدہ پہنچاوے۔ لہٰذا گورنمنٹ عالیہ میں

٭ انجمن کا ایسے وقت میں میموریل بھیجنا جبکہ ہزار کاپی امہات المومنین کی مسلمانوں میں مفت تقسیم کی گئی اور خدا جانے کئی ہزار اور قوموں میں شائع کی گئی بیہودہ حرکت ہے کیونکہ اشاعت جس کا بند کرنا مقصود تھا کامل طور پر ہو چکی ہے۔ منہ ٭

اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارے میں روانہ کیا ہے وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرأت کی ہے جو درحقیقت قابل اعتراض ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی بازپرس کرے یا اُن کتابوں کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اس کتاب کا ردّ شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قبولیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اس لئے ہم بادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ ابھی کچھ توجہ نہ فرماوے* کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اُٹھاویں کہ وہ کتابیں تلف کی جائیں یا اور کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اُٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فرومانده دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائے گا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پھر کبھی اس کتاب کا ردّ لکھنا بھی شروع کردیں۔ اور درحالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں فیصلہ ناطق کی طرح سمجھے جائیں گے اور خیال کیا جائے گا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ہم نے کرلیا سو اس سے ہماری دینی عزت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچانا چاہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کرایا یا روکا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت نامعقول اور بیہودہ طریق ہوگا۔ اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے اُن تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں جو صاحب اُمہات المومنین

---

* ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ انجمن کا یہ میموریل بعد از وقت ہے کیونکہ مولف اُمہات المومنین کی طرف سے جو ضرر روکنے کے لائق تھا وہ ہمیں پہنچ چکا اور پورے طور پر پنجاب ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت ہو گئی سو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اب ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ سے کیا مانگیں اور وہ کیا کرے۔ منہ ۰

نے استعمال کئے ہیں اور ہم اس مؤلف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر اُن لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اگرچہ ہماری جماعت بعض امور میں دوسرے مسلمانوں سے ایک جُزئی اختلاف رکھتی ہے مگر اس مسئلہ میں کسی سمجھ دار مسلمان کو اختلاف نہیں کہ دینی حمایت کے لئے ہمیں کسی جوش یا اشتعال کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ ہمارے لئے قرآن میں یہ حکم ہے ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن اور دوسری جگہ یہ حکم ہے کہ جادلھم بالحکمة والموعظة الحسنة اس کے معنی یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہئیے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہیئے کہ اُن کو فائدہ بخشے۔ لیکن یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا نعوذباللہ خود اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصود کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ و جدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے خلاف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اُن سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ حال میں پرچہ مخبر دکن میں جو مسلمانوں کا ایک اخبار ہے ماہ اپریل کے ایک پرچہ میں اسی بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ رسالہ اُمہات المومنین کے تلف کرنے یا روکنے کے لئے گورنمنٹ سے ہرگز التجا کرنی نہیں چاہئیے کہ یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے ہم جانتے ہیں کہ اخبار مذکورہ کی اس رائے کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ عام مسلمانوں کی یہی رائے ہے کہ اس طریق کو جس کا انجمن مذکور نے ارادہ کیا ہے ہرگز اختیار نہ کیا جائے کہ اس میں کوئی حقیقی اور واقعی فائدہ ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہے۔ اہل علم مسلمان اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں آخری زمانہ کے بارے میں ایک پیشگوئی ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے وصیت کے طور پر ایک حکم ہے جس کو ترک کرنا سچے مسلمانوں کا کام

نہیں ہے۔ اور وہ یہ ہے لتبلون فی اموالکم و انفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا۔ و ان تصبروا و تتقوا فان ذالک من عزم الامور۔ سورۃ آل عمران۔ ترجمہ یہ ہے کہ خدا تمہارے مالوں اور جانوں پر بلا بھیج کر تمہاری آزمائش کرے گا اور تم اہل کتاب اور مشرکوں سے بہت سی دُکھ دینے والی باتیں سُنو گے سو اگر تم صبر کرو گے اور اپنے تئیں ہر ایک ناکردنی امر سے بچاؤ گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم لوگوں میں سے ٹھہرو گے۔ یہ مدنی سورۃ ہے اور یہ اس زمانہ کے لئے مسلمانوں کو وصیت کی گئی ہے کہ جب ایک مذہبی آزادی کا زمانہ ہوگا کہ جو کوئی کچھ سخت گوئی کرنا چاہے وہ کر سکے گا۔ جیسا کہ یہ زمانہ ہے۔ سو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ کے لئے تھی اور اسی زمانہ میں پُوری ہوئی کون ثابت کر سکتا ہے کہ جو اس آیت میں اذی کثیرا کا لفظ ایک عظیم الشان ایذاء رسانی کو چاہتا ہے وہ کبھی کسی صدی میں اس سے پہلے اسلام نے دیکھی ہے؛ اس صدی سے پہلے عیسائی مذہب کا یہ طریق نہ تھا کہ اسلام پر گندے اور ناپاک حملے کرے بلکہ اکثر ان کی تحریریں اور تالیفیں اپنے مذہب تک ہی محدود تھیں۔ قریباً تیرھویں صدی ہجری سے اسلام کی نسبت بدگوئی کا دروازہ کُھلا جس کے اول بانی ہمارے ملک میں پادری فنڈل صاحب تھے۔ بہرحال اس پیشگوئی میں مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ جب تم دلآزار کلمات سے دُکھ دیئے جاؤ اور گالیاں سُنو تو اس وقت صبر کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ سو قرآنی پیشگوئی کے مطابق ضرور تھا کہ ایسا زمانہ بھی آتا کہ ایک مقدس رسُول کو جس کی اُمت سے ایک کثیر حصہ دُنیا کا پُر ہے۔ عیسائی قوم جیسے لوگ جن کا تہذیب کا دعویٰ تھا گالیاں دیتے اور اس بزرگ نبی کا نام نعوذ باللہ زانی اور ڈاکو اور چور رکھتے اور دُنیا کے سب بدتروں سے بدتر ٹھہراتے۔ بیشک یہ اُن لوگوں کے لئے بڑے رنج کی بات ہے جو اس پاک رسُول کی راہ میں فدا ہیں اور ایک دانشمند عیسائی بھی احساس کر سکتا ہے کہ جب مثلاً ایسی کتاب اُمہات المؤمنین میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ زناکار کے نام سے پکارا گیا اور گندے سے گندے تحقیر کے الفاظ آنجناب کے حق میں استعمال کئے گئے اور پھر عمداً ہزار کاپی اس کتاب کی بعض دلوں کے

دکھانے کے لئے عام اور خاص مسلمانوں کو پہنچائی گئی اس سے کس قدر دردناک زخم عام مسلمانوں کو پہنچے ہوں گے اور کیا کچھ اُن کے دلوں کی حالت ہوئی ہوگی۔ اگرچہ بدگوئی میں یہ کچھ پہلی ہی تحریر نہیں ہے بلکہ ایسی تحریروں کی پادری صاحبوں کی طرف سے کروڑہا تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ مگر یہ طریق دل دُکھانے کا ایک نیا طریق ہے کہ خواہ نخواہ غافل اور بے خبر لوگوں کے گھروں میں یہ کتابیں پہنچائی گئیں۔ اور اسی وجہ سے اس کتاب پر بہت شور بھی اُٹھا ہے۔ باوجود اس بات کے کہ پادری عماد الدین اور پادری ٹھاکر داس کی کتابیں اور نور افشاں کی پچیس سال کی مسلسل تحریریں سختی میں اس سے کچھ کم نہیں ہیں۔ یہ تو سب کچھ ہوا۔ مگر ہمیں تو آیت موصوفہ بالا میں یہ تاکیدی حکم ہے کہ جب ہم ایسی بدزبانی کے کلمات سُنیں جس سے ہمارے دلوں کو دُکھ پہنچے تو ہم صبر کریں۔ اور کچھ شک نہیں کہ جلد تر حکام کو اس طرف متوجہ کرنا یہ بھی ایک بے صبری کی قسم ہے اس لئے عقل مند اور دور اندیش مُسلمان ہرگز اس طریق کو پسند نہیں کرتے کہ گورنمنٹ عالیہ تک اس بات کو پہنچایا جائے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے قرآن میں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دین اسلام میں اکراہ اور جبر نہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین اور جیسا کہ فرماتا ہے افانت تکرہ الناس۔ لیکن اس قسم کے حیلے اکراہ اور جبر میں داخل ہیں جس سے اسلام جیسا پاک اور معقول مذہب بدنام ہوتا ہے۔

غرض اس بارے میں مَیں اور میری جماعت اور تمام اہل علم اور صاحب تدبّر مسلمانوں میں سے اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ کتاب اُمہات المومنین کی لغو گوئی کی یہ سزا نہیں ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ کو دست اندازی کے لئے توجہ دلاویں۔ گو خود دانا گورنمنٹ اپنے قوانین کے لحاظ سے جو چاہے کرے۔ مگر ہمارا صرف یہ فرض ہونا چاہیئے کہ ہم ایسے ایسے اعتراضات کا کہ جو درحقیقت نہایت نادانی یا دھوکہ دہی کی غرض سے کئے گئے ہیں خوبی اور شائستگی کے ساتھ جواب دیں اور پبلک کو اپنی حقیقت اور اخلاق کی روشنی دکھلائیں۔ اسی غرض کی بنا پر یہ میموریل روانہ کیا گیا ہے۔ اور تمام جماعت ہماری معزّز

مسلمانوں کا اسی پر متفق ہے۔

۱۲؍ مئی ۱۸۹۸ء

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

(یہ اشتہار[1] ۲۰×۲۶/۸ کے چار صفحوں پر ہے مطبع کا نام درج نہیں۔ محمد اسمٰعیل پریس مین کا نام اس پر لکھا ہے)

[1] یہ اشتہار کتاب البریہ میں بھی مندرج ہے (عبد اللطیف بہاولپوری)

---

(۱۸۸)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کیلئے ایک ضروری

اِشْتِہَار

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سُنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مُریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُن کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے

مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے۔ گورنمنٹ برطانیہ جس کے زیر سایہ اُن کے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں بصدق دل اس کے وفادار تابعدار رہیں اور تمام انسانوں کی ہمدردی اُن کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بد صحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو اُن کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے یا اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں ہے یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بیوجہ بدگوئی اور زباندرازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دُور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔ اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہیئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔

یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتداء سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ اُن تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد

دیکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل کر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے۔ لہٰذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی

کی مجلس میں بیٹھا ہے یا کسی اَور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا اور پھر وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکے گا۔

ابھی مَیں نے چند ایسے آدمیوں کی شکایت سُنی تھی کہ وہ پنجوقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ اُن کی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حُقّہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیزگاری کے پاک اُصول پر قائم نہیں ہیں اس لئے میں نے بلا توقف ان سب کو یہاں سے نکال دیا ہے کہ تا دوسروں کے ٹھوکر کھانے کا موجب نہ ہوں۔ اگرچہ شرعی طور پر اُن پر کچھ ثابت نہ ہوا لیکن اس کارروائی کے لئے اسی قدر کافی تھا کہ شکی طور پر اُن کی نسبت شکایت ہوئی۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ راستبازی میں ایک روشن نمونہ دکھاتے تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص اُن کے حق میں بول سکتا۔ مَیں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ درحقیقت اُن لوگوں میں سے نہ تھے جنہوں نے راستبازی کی تلاش میں ہماری ہمسائیگی اختیار کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے طیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اس کے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں اُن کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں کے لئے ظاہر کریں گے۔

والسّلام ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

(مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان)

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۸۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی جماعت کے لئے ضروری اشتہار

چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اُس کی نوبت پہنچ گئی اور عنقریب بفضلہٖ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اُن کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز اُن کو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں اُن سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں اُن کی محتاج نہیں۔ مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجّال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خوان اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سُن لے

کر دست بازی کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ ایک فہرست خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیاں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں۔ اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز اُن کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں اُن پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہیئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غم خوار کی طرح تلاش کریں گے اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں یا اگر یہ نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں۔ اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی اور وقتاً فوقتاً جیسی صورتیں پیش آئیں گی اطلاع دی جائے گی اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی جائے گی جب تک اس کی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے۔ اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسمار بقید عمر و قومیت بھیج دیں تا وہ کتاب میں درج ہو جائے۔ مندرجہ ذیل نمونہ کا لحاظ رہے۔

نام دختر یا پسر	نام والد	نام شہر بقید محلہ و ضلع	عمر دختر یا پسر

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۷ جون ۱۸۹۸ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (اسمٰعیل)

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ایک صفحہ پر ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مراد ما نصیحت بود کردیم

دوائے طاعون

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ایک دوا علاج طاعون کے لئے بصرف مبلغ دو ہزار پانسو روپیہ طیار ہوئی ہے* اور ساتھ اس کے ظاہر بدن پر مالش کرنے کے لئے مرہم عیسیٰ بھی بنائی گئی ہے یعنی وہ مرہم جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُن چوٹوں کے لئے بنائی گئی تھی جبکہ نااہل یہودیوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا۔ یہی مبارک مرہم چالیس دن برابر جناب مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی گویا دوبارہ زندگی ہوئی۔ یہ مرہم طاعون

---

* اگر یہ دوا ایسے تریاق الٰہی زیابطیس کے لئے یا اختناق الرحم کے لئے یا دماغ اور نخاع اور اعصاب اور معدہ کی کمزوری کے لئے یا معمولی قویٰ کی کمی کے لئے استعمال کرنی ہو تو کافور وغیرہ عرقیات کے ملانے کی کچھ ضرورت نہیں ہاں وزن حسب برداشت بڑھادیں اور یہ دوا حسب الہام الٰہی طیار ہوئی ہے۔ عام طور پر تقسیم کی گنجائش نہیں الا ماشاء اللہ اور یہ دوا نزلات اور کھانسی اور مقدمہ سل کے لئے بہت مفید ہے۔ اور یاد رہے کہ قبل اس کے کہ یہ روپیہ ہماری تحریک میں آئے خود بخود ہمارے سرگرم دوستوں نے حسب تجویز میرے دوائیں خرید لیں، اور اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب نے دو ہزار روپیہ کے یاقوت ذاتی دیئے اور ایسا ہی اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب اور سردار نواب محمد علیخاں صاحب نے للہ مدد دی اور ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور اور منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ اور کئی اور دوست جن کا ذکر موجب تطویل ہے اس کار خیر کی امداد میں شریک ہوئے اور یہ ارادہ کیا گیا ہے کہ اس وقت جبکہ خدانخواستہ پنجاب میں طاعون کے پھیلنے کا احتمال ہو یہ دوا للہ تقسیم کر دی جائے مگر کم سے کم چالیس دن مرض سے پہلے اس کا استعمال چاہیئے۔ منہ *

کے لئے بھی نہایت درجہ مفید ہے بلکہ طاعون کی تمام قسموں کے لئے فائدہ مند ہے۔ مناسب ہے کہ جب نعوذ باللہ بیماری طاعون نمودار ہو تو فی الفور اس مرہم کو لگانا شروع کر دیں کہ یہ مادہ سمّی کی مدافعت کرتی ہے اور پھنسی یا پھوڑے کو طیار کر کے ایسے طور سے چھوڑ دیتی ہے کہ اس کی سمیت دل کی طرف رجُوع نہیں کرتی اور نہ بدن میں پھیلتی ہے۔ لیکن کھانے کی دوا جس کا نام ہم نے تریاق الٰہی رکھا ہے اس کے استعمال کا طریق یہ ہے کہ اوّل بقدر فلفل گرد کھانا شروع کریں اور پھر حسب برداشت مزاج بڑھاتے جائیں اور ڈیڑھ ماشہ تک بڑھا سکتے ہیں اور بچّوں کے لئے جن کی عُمر دس برس سے کم ہے ایک یا ڈیڑھ رتّی تک دی جا سکتی ہے اور طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے جب یہ دوا کھائیں تو مفصلہ ذیل دواؤں کے ساتھ اس کو کھانا چاہیئے۔ کیمفر کو ۱۵ قطرہ، وائنم اپی کاک ۵ قطرہ۔ سپرٹ کلورا فارم ۱۵ قطرہ۔ عرق کیوڑہ ۵ تولہ۔ عرق سلطان الاشجار یعنے سرس ۵ تولہ۔ باہم ملا کر اور تین چار تولہ پانی ڈال کر گولی کھانے کے بعد پی لیں۔ اور یہ خوراک اوّل حالت میں ہے ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ساٹھ بوند تک اور وائنم اپی کاک چالیس بوند تک اور سپرٹ کلورا فارم ساٹھ بوند تک اور عرق کیوڑہ بیس تولہ تک اور عرق سرس یعنی سلطان الاشجار پچیس تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کر سکتا ہے۔ بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ تحمّل طبیعت ان ادویہ کو بڑھاتے جائیں تا پُورا وزن ہو کر جلد طبیعت میں اثر کرے مگر بچّوں میں بلحاظ عمر کے کم مقدار دینا چاہیئے۔ اور اگر تریاق الٰہی میسّر نہ آسکے تو پھر عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیس کر بقدر ساٹ رتی بڑوں کے لئے اور بقدر دو دو رتی چھوٹوں کے لئے گولیاں بنا لیں اور اس دوا کے ساتھ صبح شام کھا دیں۔ حتی المقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدررویں گندی نہ ہونے دیں اور مکان کی اُوپر کی چھت میں رہیں اور مکان صاف رکھیں اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہ ہو اور گھر میں اس قدر ہجوم نہ ہو کہ بدنی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو جہانتک ممکن ہو گھروں میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلا دیں اور اس قدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کے موسم سے مشابہ

ہو اور گندھک بھی جلادیں اور گھر میں بہت سے کچے کوئلے اور چونہ بھی رکھیں اور دروتنج عقربی کے ہار پروکر دروازوں پر لٹکا دیں۔ اور سب سے ضروری بات یہ کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں۔ دل کو صاف کریں اور نیک اعمال میں مشغول ہوں۔ وَالسَّلام۔

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان تعداد ۲۰۰۰ (محمد اسمٰعیل رئیسین) ۲۳ر جولائی ۱۸۹۸ء

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ایک صفحہ پر ہے)

---

(۱۹۰)

اشتہار واجب الاظہار

متعلق کتب دفتر ضیاء الاسلام قادیان

چونکہ ہمارے مطبع میں ہمیشہ نو تالیف کتابیں جو میری تالیفات میں سے ہیں چھپتی رہتی ہیں اس لئے یہ اندیشہ ہمیشہ دامنگیر رہتا ہے کہ کوئی کتاب ہمارے شائع کرنے سے پہلے کسی اتفاق سے دفتر سے نکل جائے یا بطور خیانت کسی بیرونی آدمی کی چالاکی سے کسی کو پہنچ نہ جائے لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اس اندیشہ کے دُور کرنے کے لئے کوئی احسن انتظام کیا جائے اس لئے عام طور پر اطلاع دی جاتی ہے کہ کوئی کتاب جب تک کہ اس پر مُہر اور میرے دستخط موجود نہ ہوں جائز طور پر شائع کردہ نہ سمجھی جائے۔ بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس کتاب پر صرف مُہر ہو اور میرے دستخط ساتھ نہ ہوں وہ بھی مسروقہ ہے اور جس پر مُہر اور میرے خاص دستخط دونوں

موجود ہوں وہ کتاب مسروقہ نہیں ہے اور جس پر نہ مُہر اور نہ دستخط ہو وہ اس انتظام سے پہلے کی ہے اور بہرحال اُس کو جائز طور پر شائع شدہ سمجھنا چاہیئے اور یہ انتظام آئندہ کے لئے ہے کیونکہ اب دفتر کی تمام موجودہ کتابوں پر مُہر لگا دی گئی ہے اور دستخط نہیں کئے۔ آئندہ ہر ایک کتاب جو جائز طور پر ہماری مرضی اور اجازت سے کسی طرف روانہ ہوگی تو اس پر دستخط کر دیئے جائیں گے اس لئے جو کتاب بغیر ہمارے دستخط کے صرف مُہر ہی رکھتی ہوگی وہ کتاب اگر کسی اَور کے پاس پائی جائے تو اس کو مسروقہ سمجھا جائے گا اور مُہر میں یہ الفاظ ہوں گے (الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ ۱۳۱۴ھ ۱۸۹۸ء) اور دستخط میں ہمارا نام مع تاریخ ہوگا۔ اور اب جو چند کتابیں جیسے کتاب ایام الصلح اردو اور فارسی اور کتاب ترغیب المومنین اور کتاب فریاد درد اور کتاب نجم الہدیٰ زیر تالیف ہیں۔ یہ ابھی تک شائع نہیں ہوئیں۔ جب یہ شائع ہوں گی تو دستخط اور مُہر کے ساتھ شائع کی جائیں گی۔ اور اُن کتابوں میں سے جو کتاب بغیر دستخط اور مُہر کے کسی کے پاس پائی جائے تو اس کو مسروقہ سمجھنا چاہیئے۔ اور ایسا ہی آئندہ جو کتاب اگست ۱۸۹۸ء کے بعد کی نئی تصنیف نکلے اس کے لئے بھی یہی قاعدہ تصوّر کرنا چاہیئے یعنی مُہر اور دستخط دونوں کا ہونا ضروری ہوگا اور جس کتاب پر جو اس تاریخ سے بعد کی تالیف ہو مُہر اور دستخط دونوں نہ ہوں گے یا اُن میں سے صرف مُہر ہی ہوگی تو وہ بہرحال مسروقہ قرار دی جائے گی۔ یاد رہے کہ مُہر اور دستخط پہلے صفحہ پر ہوں گے جہاں سے مضمون شروع ہوتا ہے۔

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان

۲۰ ستمبر ۱۸۹۸ء

تعداد ۷۰۰

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۶×۲۰ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۹۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ کَلَامَنَا

خدا اُس پر رحم کرے جو ہماری بات کو سُنے

ہماری جماعت میں ہمارے ایک دوست ہیں نوجوان اور نوعمر اور خوش شکل اور قوی اور پُورے تندرست۔ قریباً بائیس یا تئیس برس کی اُن کی عمر ہوگی۔ اور جہاں تک مَیں نے اُن کے حالات میں غور کیا ہے مَیں انہیں ایک جوان صالح اور مہذب اور نیک مزاج اور خوش خلق اور غریب طبع اور نیک چلن اور دیندار اور پرہیزگار خیال کرتا ہوں۔ واللہ حسیبہ۔ ماسوا اس کے وہ ایک ہونہار جوان ہیں۔ تعلیم یافتہ جو ایم اے کا درجہ حاصل کر چکے ہیں اور انشاءاللہ عنقریب وہ کسی معزز عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی وغیرہ کے مستحق ہیں۔ اُن کو اپنی شادی کے لئے ایک ایسے رشتہ کی ضرورت ہے جہاں بیہودہ رسوم اور اسراف نہ ہو۔ اور لڑکی میں عقل اور شکل اور نیک چلنی اور کسی قدر نوشت خواند کی ضروری شرطیں پائی جائیں۔

میری رائے میں اس لڑکی کی بڑی خوش نصیبی ہوگی جو ایسے جوان صالح ہونہار کے گھر میں آئے۔ مَیں بہت خوش ہوں گا اگر کوئی شخص میرے دوستوں اور میری جماعت میں سے صفات مذکورہ کے ساتھ اپنی لڑکی رکھتا ہو اور اس تعلق کو قبول کرے۔ مجھے اس جوان ایم اے پر نہایت نیک ظن ہے۔ اور مَیں گمان کرتا ہوں کہ یہ رشتہ مبارک ہوگا۔ یہ تمام خط وکتابت مجھ سے کرنی چاہئیے مگر اس صورت میں جبکہ پختہ ارادہ ہو اور نیز بات فی الواقع

شرائط کے موافق ہو تا کہ میرا وقت ضائع نہ ہو۔ والسلام ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۸ء

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

مطبع ضیاء الاسلام قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ایک صفحہ پر ہے)

---

(۱۹۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین
اٰمین

ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں
اور مبارک وہ جو خدا کے فیصلہ کو عزت کی نظر سے دیکھیں

جن لوگوں نے شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی کے چند سال کے پرچہ اشاعۃ السنہ دیکھے ہوں گے وہ اگر چاہیں تو محض للہ گواہی دے سکتے ہیں کہ شیخ صاحب موصوف نے اس راقم کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ ایک وہ زمانہ تھا جو اُن کا پرچہ اشاعۃ السنہ کف لسان اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے طریق کا مؤید تھا اور کفر کے ننانوے وجوہ کو ایک ایمان کی وجہ پائے جانے سے کالعدم قرار دیتا تھا اور آج وہی پرچہ ہے جو ایسے شخص کو کافر اور دجال قرار دے رہا ہے جو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا قائل

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا سمجھتا اور تمام ارکان اسلام پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ میں سے ہے۔ اور ان کلمات کو سُنکر شیخ صاحب اور اُن کے ہم زبان یہ جواب دیتے ہیں کہ تم لوگ در اصل کافر اور منکر اسلام اور دہریہ ہو صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنا اسلام ظاہر کرتے ہو۔ گویا شیخ صاحب اور اُن کے دوستوں نے ہمارے سینوں کو چاک کر کے دیکھ لیا ہے کہ ہمارے اندر کُفر بھرا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بندے کی تائید میں اپنے نشان بھی دکھلائے مگر وہ نشان بھی حقارت اور بے عزتی کی نظر سے دیکھے گئے اور کچھ بھی ان نشانوں سے شیخ محمد حسین اور اس کے ہم مشرب لوگوں نے فائدہ نہیں اُٹھایا بلکہ سختی اور بد زبانی روز بروز بڑھتی گئی۔ چنانچہ ان دنوں میں میرے بعض دوستوں نے کمال نرمی اور تہذیب سے شیخ صاحب موصوف سے یہ درخواست کی تھی کہ مسلمانوں میں آپ کے فتویٰ کفر کی وجہ سے روز بروز تفرقہ بڑھتا جاتا ہے اور اب اس بات سے نومیدی کلّی ہے کہ آپ مباحثات سے کسی بات کو مان لیں اور نہ ہم آپ کی بے ثبوت باتوں کو مان سکتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ آپ مباہلہ کر کے تصفیہ کر لیں کیونکہ جب کسی طرح جھگڑا فیصلہ نہ ہو سکے تو آخری طریق خدا کا فیصلہ ہے جس کو مباہلہ کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ اثر مباہلہ کے لئے اس طرف سے ایک سال کی شرط ہے اور یہ شرط الہام کی بنا پر ہے لیکن تاہم آپ کو اختیار ہے کہ اپنے مباہلہ کا اثر تین دن یا ایک دم ہی رہنے دیں کیونکہ مباہلہ دونوں جانب کی لعنت اور بد دُعا کا نام ہے۔ آپ بد دُعا کے اثر کی مدت قرار دینے میں اختیار رکھتے ہیں۔ ہماری بد دُعا کے اثر کا وقت ٹھہرانا آپ کا اختیار نہیں ہے۔ یہ کام ہمارا ہے کہ ہم وقت ٹھہرا دیں اس لئے آپ کو ضد نہیں کرنی چاہیئے۔ آپ اشاعۃ السُّنہ نمبر ۱۱ جلد ۷ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ شخص ملہم کو جہاں تک شریعت کی سخت مخالفت پیدا نہ ہو اپنے الہام کی متابعت ضروری ہے۔ لہٰذا ایک سال کی شرط جو الہام کی بنا پر ہے اس وجہ سے رد نہیں ہو سکتی کہ حدیث میں ایک سال کی شرط بصراحت موجود نہیں۔ کیونکہ اوّل تو حدیث مباہلہ میں ایک سال کا لفظ موجود ہے اور اس سے انکار دیانت

کے برخلاف ہے۔ پھر اگر فرض کے طور پر حدیث میں سال کا لفظ موجود بھی نہ ہوتا تو چونکہ حدیث میں ایسا لفظ بھی موجود نہیں جو سال کی شرط کو حرام اور ممنوع ٹھہراتا ہو اس لئے آپ ہی حرام اور ناجائز قرار دے دینا امانت سے بعید ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کی عادت فوری عذاب تھا تو قرآن شریف میں یا تعلیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اس کی تصریح ہونی چاہیئے تھی لیکن تصریح تو کیا بلکہ اس کے برخلاف عملدرآمد پایا گیا ہے۔ دیکھو مکہ والوں کے عذاب کے لئے ایک برس کا وعدہ دیا گیا تھا اور یونسؑ کی قوم کے عذاب کے لئے چالیس دن مقرر ہوئے تھے بلکہ خدا تعالےٰ کی کتابوں میں بعض عذابوں کی پیشگوئی صدہا برس کے وعدوں پر کی گئی ہے۔ پھر خواہ نخواہ کچے اور بیہودہ بہانے کر کے اور سراسر بددیانتی کو شیوہ ٹھہرا کر طریق فیصلہ سے گریز کرنا اُن علماء کا کام نہیں ہو سکتا جو دیانت اور امانت اور پرہیزگاری کا دم مارتے ہوں۔ اگر ایک شخص درحقیقت مفتری اور جھوٹا ہے تو خواہ مباہلہ ایک سال کی شرط پر ہو خواہ دس سال کی شرط پر افترا کرنے والا کبھی فتحیاب نہیں ہو سکتا۔

غرض نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس درخواست مباہلہ کو جو نہایت نیک نیتی سے کی گئی تھی شیخ محمد حسین نے قبول نہیں کیا اور یہ عذر کیا کہ تین دن تک مہلت اثر مباہلہ ہم قبول کر سکتے ہیں زیادہ نہیں٭ حالانکہ حدیث شریف میں سال کا لفظ تو ہے مگر تین دن کا نام و نشان نہیں اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حدیث میں جیسا کہ تین دن کی کہیں تحدید نہیں ایسا ہی ایک سال کی بھی نہیں تاہم ایک شخص جو الہام کا دعویٰ کر کے ایک سال کی شرط پیش کرتا ہے علماء اُمت کا حق ہے کہ اُس پر حجت پوری کرنے کے لئے ایک سال ہی منظور کر لیں۔ اس میں تو حمایت شریعت ہے تا مدعی کو آئندہ کلام کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ ”خدا لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے نبی اور میرے پر ایمان لانے والے غالب رہیں گے۔“ سو شیخ محمد حسین نے باوجود بانی تکفیر ہونے کے اس راہ راست پر قدم مارنا نہیں چاہا اور بجائے اس کے کہ نیک نیتی سے مباہلہ کے میدان میں آتا یہ طریق

٭ عجیب بات ہے کہ ایک طرف مباہلہ سے انکار اور پھر گالیاں دینے میں اصرار ہے۔ منہ

اختیار کیا کہ ایک گندہ اور گالیوں سے پُر اشتہار لکھ کر محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے نام سے چھپوا دیا۔

اس وقت وہ اشتہار میرے سامنے رکھا ہے اور مَیں نے خدا تعالیٰ سے دُعا کی ہے کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے۔ اور وہ دُعا جو مَیں نے کی ہے یہ ہے کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار اگر مَیں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بار بار مجھ کو کذّاب اور دجّال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اُس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ر نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا تو اے میرے مولیٰ اگر مَیں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ[۱۳] ماہ کے اندر یعنی پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء تک ذلّت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر اور اس روز کے جھگڑے کو فیصلہ فرما۔ لیکن اگر اے میرے آقا میرے مولیٰ میرے منعم میری اُن نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور مَیں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے تو مَیں عاجزی سے دُعا کرتا ہوں کہ اِن تیرہ* (۱۳) مہینوں میں جو ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ر جنوری سنہ ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں گے شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنہوں نے میرے ذلیل کرنے کے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلّت کی مار سے دُنیا میں رُسوا کر۔ غرض اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار اور مَیں کذّاب اور مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ مہینوں میں ذلّت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رُسوا اور ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّة کا مصداق کر۔ آمین ثم آمین۔

یہ دُعا تھی جو مَیں نے کی۔ اس کے جواب میں یہ الہام ہوا کہ مَیں ظالم کو ذلیل اور

---

* یہ تیرہ مہینے خدا تعالیٰ کے الہام سے معلوم ہوئے ہیں یعنے سال پر ایک ماہ اور زیادہ ہے۔ منہ

رُسوا کروں گا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا۔* اور چند عربی الہامات ہوئے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ انّ الّذین یصدّون عن سبیل اللّٰہ سینالھم غضب مّن ربّھم۔ ضرب اللّٰہ اشد من ضرب الناس۔ انّما امرنا اذا اردنا شیئًا اَن نقول لہٗ کن فیکون۔ أ تعجب لامری۔ انّی مع العُشّاق۔ انّی انا الرحمٰن۔ ذوالمجد والعلیٰ۔ ویعض الظالم علی یدیہ۔ ویُطْرَح بین یدی۔ جزاء سیّئۃ بمثلھا۔ وترھقھم ذلہ۔ ما لھم من اللّٰہ من عاصم۔ فاصبر حتی یاتی اللّٰہ بامرہ۔ انّ اللّٰہ مع الّذین اتقوا والّذین ھم محسنون۔

یہ خدا تعالےٰ کا فیصلہ ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جن کا ذکر اس اشتہار میں ہے یعنی یہ خاکسار ایک طرف اور شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور مولوی ابوالحسن تبتی دوسری طرف خدا کے حکم کے نیچے ہیں۔ ان میں سے جو کاذب ہے وہ ذلیل ہوگا۔ یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بنا پر ہے اس لئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھُلا کھُلا نشان ہو کر ہدایت کی راہ اُن پر کھولے گا ✣

اب ہم ذیل میں شیخ محمد حسین کا وہ اشتہار لکھتے ہیں جو جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے نام پر شائع کیا گیا ہے تا خدا تعالیٰ کے فیصلہ کے وقت دونوں اشتہارات کے پڑھنے سے حق کے طالب

---

* ہاتھ کاٹنے سے مراد یہ ہے کہ جن ہاتھوں سے ظالم نے جو حق پر نہیں ہے ناجائز تحریر کا کام لیا وہ ہاتھ اس کی حسرت کا موجب ہوں گے اور افسوس کرے گا کہ کیوں یہ ہاتھ ایسے کام پر چلے۔ منہ ✣

✣ اس فیصلہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب اگر میں جھوٹا اور دجّال اور ظالم ہوں تو فیصلہ شیخ محمد حسین کے حق میں ہوگا اور اگر محمد حسین ظالم ہے تو فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔ وہ خدا ہر ایک کا خدا ہے۔ جھوٹے کی کبھی تائید نہیں کرے گا۔ اب آسانی سے یہ مقدمہ مباہلہ کے رنگ میں آگیا۔ خدا تعالےٰ سچوں کو فتح بخشے۔ آمین۔ منہ ✣

عبرت اور نصیحت پکڑ سکیں۔ اور عربی الہامات کا خلاصہ مطلب یہی کہ جو لوگ سچے کی ذلت کے لئے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبے باندھ رہے ہیں خدا اُن کو ذلیل کرے گا۔ اور میعاد ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے تیرہ[۱۳] مہینے ہیں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء تک جو دن ہیں وہ توبہ اور رجوع کے لئے مُہلت ہے۔ فقط

۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان تعداد ۱۴۰۰

نقل مطابق اصل

"سچے اور قطعی فیصلہ کی صورت صواب"
"دجال کادیانی کے اشتہار مباہلہ کا جواب"

"دجال کادیانی کو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپورہ نے دبایا اور اس سے عہد لے لیا"
"کہ آئندہ دل آزار الفاظ سے زبان کو بند رکھے (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۸ کے صفحہ ۲۵۹"
"میں تفصیل بیان ہوا ہے) اور اس وجہ سے اس کو جھوٹا الہام کے ذریعہ لوگوں کی دل آزاری"
"سے زبان کو بند کرنا پڑا اور الہامی گولے چلانا یا یوں کہو کہ گوز چھوڑنا ترک کرنا ضروری ہوا اور پھر"
"الہامی دل آزاری کے سوا اس کا کام بند ہونے لگا اور اس کی دکانداری میں نقصان واقع ہوا تو"
"یہ کام اُس نے اپنے ناجنس (. . . .) کے ذریعہ شروع کر دیا۔ تب سے وہ کام اُس کے"
"جانب کر رہے ہیں اور اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے لوگوں کی دل آزاری میں مصروف"
"ہیں۔ انا نجملہ بعض کا ذکر اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۹ کے صفحہ ۷۰ وغیرہ میں ہوا ہے و انا نجملہ"

"بعض کا ذکر ذیل میں ہوتا ہے کہ اس کے چند نابین . . . . لاہور و لدھیانہ و پٹیالہ و شملہ"
"نے مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب کے نام اس مضمون کے اشتہار جاری کئے ہیں کہ وہ بمقام"
"بٹالہ کادیانی کے ساتھ مباہلہ کریں اور اس مباہلہ کا اثر ظاہر نہ ہونے کی صورت میں آٹھ سو چھپن"
"روپیہ (جس کو وہ ان چاروں مواضع سے جمع کر کے پیش کریں گے) انعام لیں۔ اس کے ساتھ ان"
"لوگوں نے دل کھول کر دل آزاری و بد گوئی سے اپنے دلوں کا ارمان نکال لیا اور کادیانی کی نیابت"
"کو پورا کر دکھایا۔ میں ان لوگوں کی جرأت و حیا پر تعجب کرتا ہوں کہ باوجودیکہ مولانا مولوی صاحب"
"اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ و ۱۲ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۹۹ و ۱۸۸ و ۳۱۳ اور نمبر ۳ جلد ۱۸ کے صفحہ ۸۶ اور"
"دیگر مقامات میں کادیانی سے مباہلہ کے لئے مستعدی ظاہر کر چکے ہیں اور اس سے گریز و انکار اسی"
"کادیانی بدکار کی طرف سے ہوا ہے نہ مولانا موصوف کی طرف سے۔ پھر یہ لوگ کس منہ سے مولانا"
"مولوی صاحب کو مباہلہ کے لئے بلاتے ہیں اور شرم و حیا سے کچھ کام نہیں لیتے۔ اسی وجہ سے"
"مولوی صاحب ان مجاہیل کی فضول لاف و گزاف کی طرف توجہ نہیں کرتے اور ان لوگوں کو"
"مخاطب بنانا نہیں چاہتے البتہ اُن کے مرشد دجال اکبر اکذب العصر سے مباہلہ کرنے کے لئے ہر"
"وقت بغیر کسی شرط کے مستعد و تیار ہیں۔ اگر کادیانی اپنی طرف سے دعوت مباہلہ کا اشتہار دے"
"یا کم سے کم یہ مشتہر کر دے کہ اُس کے مریدوں نے جو اشتہار دیئے ہیں وہ اسی کی رضامندی و"
"ترغیب سے دیئے ہیں۔ اس میں مولوی صاحب ممدوح اپنی طرف سے کوئی شرط پیش نہیں کرتے"
"صرف کادیانی کی شرط و میعاد ایک سال کو اڑا کر یہ چاہتے ہیں کہ اثر مباہلہ اسی مجلس میں ظاہر"
"ہو یا زیادہ سے زیادہ تین روز میں (جو جمعہ عشرہ آتھم کے مباہلہ و قسم کے لئے اس نے تسلیم کئے تھے*"
"اور قبل از مباہلہ کادیانی اس اثر کی تعیین بھی کر دے کہ وہ کیا ہوگا۔ اس کی وجہ و دلیل تفصیل یہ"

---

* اصل عبارت پرچہ مذکور یہ ہے "میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ
"پر ہے پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو"
"ذلیل کیا جاوے روسیاہ کیا جاوے میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں"

"حوالہ حدیث و تفسیر دہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۷۱ وغیرہ اور نمبر ۳ جلد ۱۸ کے صفحہ ۸۶"
"میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ میعاد ایک سال کی خلاف سُنت* ہے اور اس میں کادیانی کی حیلہ سازی"
"فریب بازی کی بڑی گنجائش ہے اور در صورت نہ ہونے ظاہر اثر مباہلہ کے مولوی صاحب کچھ نقد"
"انعام لینا نہیں چاہتے۔ صرف وہی سزا تجویز فرماتے ہیں جو کادیانی نے عبداللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی"
"پوری نہ ہونے کی صورت میں اپنے لئے خود تجویز کی تھی کہ اس کا مُنہ** کالا کیا جاوے اس کو ذلیل"
"کیا جاوے (دیکھو جنگ مقدس میں آخری پرچہ قادیانی کا صفحہ اخیر) پس ہم کو یہ شرط منظور ہے"
"لیکن اس رُوسیاہی کے بعد اس کو گدھے پر سوار کر کے کوچہ بکوچہ ان چاروں شہروں میں پھرایا"
"جاوے اور بجائے دینے جرمانہ یا انعام آٹھ سو پچیس روپیہ کے صرف آٹھ سو پچیس جوتے . . ."
". . . حضرت اقدس (اکذب) کے سر مبارک پر رسید ہوں جن کو انھیں چاروں مواضع کے مُرید"
". . . آپ کی نذر کریں اور اس کفش کاری اور پاپوش باری کے بعد پھر گدھے کی سواری پر"
"آپ کا جلوس نکلے اور آگے آگے آپ کے مخلص مرید بطور مرثیہ خوانی یہ مصرع پڑھتے جاویں۔ مع چہ کارے"
"کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ÷ اور یہ شعر صائب کا، بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خود را۔ عیسیٰ"
"نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند ÷ اور یہ رُباعی مُرسل یزدانی و عیسیٰ نبی اللہ شدی۔ بازی گوئی"
"کہ رجالت نخواستند اے ممار۔ کفشہا بر سر خوری از افترائے ناسزا۔ روسیہ گشتی میان مردم قریب و"
"دیار۔ اور یہ بیت اردو۔ اُڑاتا خاک سر پہ جھومتا مستانہ آتا ہے ÷ یہ کھاتا جوتیاں سر پر مرا"
"دیوانہ آتا ہے"

"راقم سید ابوالحسن تبتی حال وارد کوہ شملہ۔ سنجولی۔ ۳۱ اکتوبر ۱۸۹۸ء"

* تعجب کہ یہ لوگ کس قدر چالاکی سے کام لیتے ہیں۔ اگر مباہلہ کا اثر فوری ضروری ہے تو کیوں اپنی بد دعا کی نسبت یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ فی الفور ہماری بد دُعا کا اثر ہو جائے گا۔ منہ المشتہر

** اس کے جواب میں بجز اس کے ہم کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ منہ المشتہر

÷ بد ذاتوں کی بد ذاتی اور بدکاری کو خدا تعالیٰ دیکھتا ہے سو جو شخص اُس کی نظر میں بدکار اور کذاب ہے۔ وہ اس کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔ منہ المشتہر

"ضروری نوٹ (یادداشتیں)"

"(۱)........ تابعین دجّال اکبر کادیانی لعین نے جو اشتہاروں میں لکھا ہے کہ نام" کا مولوی عبدالقادر لودہانوی مولوی صاحب موصوف کا ہم مکتب ہے یہ محض دروغ ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ بد نصیب بمقام ہندلہ (جبکہ ہم مولوی نورالحسن صاحب مرحوم سے شمس بازغہ پڑھتے تھے ہم سے شرح ملاّ پڑھتا تھا۔ اب وہ ہمارا ہم مکتب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس پر فخر کر رہا ہے۔ کیوں نہ ہو یہ قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے جس کی شکایت اس شعر میں ہے۔ ؎ کس نیاموخت علم تیر از من ۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد"

"(۲) یہ بھی مُریدان دجّال نے مشتہر کیا ہے کہ عبدالقادر نے قلمی خط مولویصاحب کے پاس بھیجا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بھی محض کذب ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہم کو عبدالقادر کا کوئی خط نہیں پہنچا۔ قلمی خط تو یکطرف رہا کوئی مطبوعہ پرچہ اخبار الحکم جس میں اس کا یہ خط درج ہوا ہے یا کوئی اشتہار لاہور یا شملہ وغیرہ سے بھی اس مضمون کا دیانی یا اس کے اتباع کا مُرسلہ ہم کو نہیں پہنچا۔ بہت مشکل اور تلاش سے ہم نے ایک مدرس سکول بٹالہ سے اخبار کا پرچہ مستعار لے کر شیخ فتح محمد اہلحدیث گجرات کی قلم سے وہ خط نقل کرایا اور اشتہار اہل شملہ ہم نے شملہ کے ایک کلرک محکمہ آب دہوا سے بتقاضا وصول کیا۔ اور اس دجّال کے چیلوں کی قدیم عادت ہے کہ جو مضمون جواب طلب وہ چھاپتے ہیں اس کی کاپی ہماری طرف نہیں بھیجتے۔

"(۳) عربی نویسی میں دجّال کادیانی کا مقابلہ کرنے سے گریز یا اعراض کو جو ان تابعین دجّال نے مولویصاحب موصوف کی طرف منسوب کیا ہے اس میں بھی ان گمناموں نے دجّال اکبر کی سُنّت پر عمل کیا ہے۔ مولویصاحب موصوف اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۶۹ میں کادیانی کو عربی میں مقابلہ کے لئے للکار چکے ہیں۔ پھر نمبر ۱۲ جلد ۱۵ میں

کادیانی کی عربی نویسی اچھی طرح بخیہ ادھیڑ چکے ہیں۔ مگر اس گروہ بے شکوہ نے شرم و حیا کو نصیب اعدا سمجھ کر ان دعاوی باطلہ و اغلیط عاطلۂ کادیانی کا اعادہ کر کے گڑے مُردے اُکھاڑنے کو عمل میں لا کر لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ ان میں ذرہ شرم ہوتی تو وہ اشاعۃ السنہ کے ان مقامات کو پڑھ کر ڈوب کر مَر جاتے اور پھر عربی نویسی کا دعویٰ زبان پر نہ لاتے مگر یہاں شرم کہاں۔ ان کا تو یہ مقولہ ہے کہ شرم چہ کتی است کہ پیش مرداں بیاید۔"

"(۴) کادیانی کا مستجاب الدعوات ہونے کا جو اُن شیخ چلی کے شاگردوں نے دعویٰ کر کے اس میں مولوی صاحب سے مقابلہ چاہا ہے اس کا جواب مولوی صاحب اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱۴ میں ۱۸۹۱ء اور نمبر ۱ جلد ۱۶ بابت ۱۸۹۵ء کے صفحہ ۱۷ وغیرہ میں دے چکے ہیں۔ مگر ان حیا کے دشمنوں نے حیا سے قسم کھا کر اُنہی پچھلی باتوں کا اعادہ شروع کر دیا ہے۔ ہم کہاں تک جوابات کا اعادہ کرتے جاویں۔"

"(۵) مولوی سید ابوالحسن صاحب تبتی نے جو ۱۵۲۵ روپیہ انعام کے بدلے آٹھ سو پچیس ۸۲۵ جوتے کادیانی کے لئے تجویز کئے ہیں اس پر حضور اینجانب کا صاد ہے لیکن ساتھ ہی اس کے اس قدر رعایت ضروری ہے کہ اگر حضرت اقدس (اکذب) کادیانی اس قدر جوتوں کے بذات شریف و نفس نفیس متحمل نہ ہو سکیں اور سر مبارک حضرت اکذب کا گنجہ ہو جاوے یا جوتوں کی مار سے آپ کو الہامی قبض لاحق ہو جاوے تو باقی ماندہ آپ کے نائبین جنہوں نے گستاخ اشتہارات دیئے ہیں آپس میں اس طرح بانٹ لیں کہ لاہور والے منشی گنام پٹیالہ والوں کو اور لدھیانہ والے شملہ والوں کو اور پٹیالہ والے لدھیانہ والوں کو اور اسی طرح وہ ایک دوسرے کو بطور ہمدردی کی مدد دیں۔ ہم کو اس پر اصرار نہیں کہ وہ سب کے سب جوتے حضرت اقدس (اکذب) ہی کے سر پر پورے کئے جاویں۔ یہ امر بحکم آیت لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ہم کو پسندیدہ نہیں اور عام ہمدردی

انسانی اور اصول اخلاق کے بھی مخالف ہے*۔"

الراقم احقر العباد ملہم ربانی ملا محمد بخش لاہور ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء

محمد بخش قادری مینیجر اخبار جعفر زٹلی تاج الہند پریس لاہور "

---

(۱۹۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ

مبادا دل آں فرومایہ شاد ۔ کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

میں اپنی جماعت کے لئے خصوصاً یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ وہ اُس اشتہار کے نتیجے کے منتظر رہیں کہ جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت شائع کیا گیا ہے جس کی میعاد ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء میں ختم ہوگی۔

اور میں اپنی جماعت کو چند نصائح بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر پنجہ مار کر یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کریں۔ اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں۔ وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سنیں گے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں۔ مگر چاہیئے کہ خاموش رہیں اور تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالےٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقویٰ اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اس عدالت کے سامنے مسل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی جب تک انسان عدالت کے کمرے سے باہر ہے اگرچہ اس کی بدی کا بھی مواخذہ ہے مگر اس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے

---

* ذرہ صبر کرو خدا تعالےٰ جو دیکھ رہا ہے یہ سب ذلت جھوٹے کی کرے گا۔ منہ المشتہر۔

سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکابِ جُرم کرتا ہے۔ اس لئے مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو۔ اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرمادے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اُس کے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو۔ کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ وجدل ہو جاتی ہے۔ اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں کچھ بحث ومباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث ومباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ضرور ہے کہ نیک عملی اور راستبازی اور تقویٰ میں آگے قدم رکھو کہ خدا اُن کو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، ضائع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقویٰ کی برکت سے فرعون پر کیسے فتحیاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تھا کہ اُن کو ہلاک کرے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالیٰ نے فرعون کو معہ اُس کے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے چاہا کہ اُن کو ہلاک کریں اور نہ صرف ہلاک بلکہ اُن کی پاک رُوح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگا دیں کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو شخص لکڑی پر یعنی صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے یعنی اس کا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دُور جا پڑتا ہے اور راندۂ درگاہ الٰہی اور شیطان کی مانند ہو جاتا ہے۔ اس لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ اور یہ نہایت بد منصوبہ تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا تھا تا اس سے وہ نالایق قوم یہ نتیجہ نکالے کہ یہ شخص پاک دل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جس کا دل پاک نہیں ہے۔ اور جیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بجان ودل بیزار اور اللہ اس سے بیزار ہے۔ لیکن خدائے قادر وقیوم نے بد نیت یہودیوں کو اس راہ سے ناکام اور نامُراد رکھا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچایا بلکہ اُس کو ایک سو بیس برس تک زندہ رکھ کر تمام دشمن یہودیوں کو اس کے سامنے ہلاک کیا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی اُس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گذرا جس نے قوم کی ایذا کی وجہ سے ہجرت نہ کی ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پاکر

ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تھے، خدا تعالے کا پیغام پہنچا کر آخر کار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا اور سرینگر خانیار کے محلّہ میں باعزاز تمام دفن کئے گئے۔ آپ کی قبر بہت مشہور ہے یزار ویتبرک بہ۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تھے انواع اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا۔ گو اوائل میں حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ کی طرح داغ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہوا۔ مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔

سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالے کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اس کے لئے مدد نازل ہوتی ہے اور اس طرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولیٰ نبینا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیسی کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھے اور ان دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہو گئے تھے۔ تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔ سو بھائیو! اُس پر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھ لوگے کہ خدا تعالے تمہاری مدد کرے گا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے۔ جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اُس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھ کر کہو۔ تم اس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چُنا ہے سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اس کے لب جھوٹ سے اور اس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔

اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤگے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو

اور اپنی ذرّیت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اَور عزیز بھی ہے۔ اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اس کے لئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ۔ اگر چاہتے ہو کہ اسی دُنیا میں خدا کو دیکھ لو۔ کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔ وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے۔ تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لئے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیت میں جان نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دُنیا میں ذلیل کئے جاتے اور اُن کو بُرا کہا جاتا اور کذّاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجّال اور ٹھگ اور فریبی ان کا نام رکھا جاتا ہے اور اُن کے تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپ کو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ ان کی تائید میں کوئی نشان ظاہر کرے تب یک دفعہ ان کا دل دُکھتا اور اُن کا سینہ مجروح ہوتا ہے۔ تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں اور اُن کی دردمندانہ دُعاؤں کا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے اور جس طرح بہت گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بہ تہ بادل پیدا ہو کر یک دفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو بعض وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اُٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت میں زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہنچ جائے تو سمجھنا چاہئے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است ● زیر آں گنج کرم بنہادہ است

مجھے افسوس ہے اس جگہ یہ بھی لکھنا پڑا ہے کہ ہمارے مخالف ناانصافی اور دروغگوئی اور کجروی

سے باز نہیں آتے۔ وہ خدا کی باتوں کی بڑی جرأت سے تکذیب کرتے اور خدائے جلیل کے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ مجھے امید تھی کہ میرے اشتہار ۵ر نومبر ۱۸۹۹ء کے بعد جو بمقابلہ شیخ محمد حسین بٹالوی اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے لکھا گیا تھا، یہ لوگ خاموش رہتے کیونکہ اشتہار میں صاف طور پر یہ لفظ تھے کہ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک اس بات کی میعاد مقرر ہوگئی ہے کہ جو شخص کاذب ہوگا خدا اس کو ذلیل اور رُسوا کرے گا۔ اور یہ ایک کھلا کھلا معیار صادق و کاذب کا تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے قائم کیا تھا۔ اور چاہیئے تھا کہ یہ لوگ اُس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد چُپ ہو جاتے اور ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک خدا تعالیٰ کے فیصلہ کا انتظار کرتے۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ زٹلی مذکور نے اپنے اشتہار ۲۰ر نومبر ۱۸۹۹ء میں وہی گند پھر بھر دیا جو ہمیشہ اس کا خاصہ ہے اور سراسر جھوٹ سے کام لیا۔ وہ اس اشتہار میں لکھتا ہے کہ کوئی پیشگوئی اس شخص یعنی اس عاجز کی پُوری نہیں ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بجُز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بھی بجُز لعنۃ اللہ علی الکاذبین کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اصل تو یہ ہے کہ جب انسان کا دل بُخل اور عناد سے سیاہ ہو جاتا ہے تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتا۔ اُس کے دل پر خدا کی مُہر لگ جاتی ہے۔ اس کے کانوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ یہ بات اب تک کس پر پوشیدہ ہے کہ آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی اور خدا کے الہام نے ظاہر کیا تھا کہ وہ رجوع الی الحق کی حالت میں مرنے سے بچ جائے گا اور پھر آتھم نے اپنے افعال سے اپنے اقوال سے اپنی سراسیمگی سے اپنے خوف سے اپنے قسم نہ کھانے سے اپنے نالش نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ ایام پیشگوئی میں اس کا دل عیسائی مذہب پر قائم نہ رہا اور اسلام کی عظمت اس کے دل میں بیٹھ گئی اور یہ کچھ بعید نہ تھا کیونکہ وہ مسلمانوں کی اولاد تھا اور اسلام سے بعض اعتراض کی وجہ سے مرتد ہوا تھا اسلامی چاشنی رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کو پورے طور پر عیسائیوں کے عقیدہ سے اتفاق بھی نہیں تھا اور میری نسبت وہ ابتدا سے نیک ظن رکھتا تھا۔ لہذا اس کا اسلامی پیشگوئی سے ڈرنا قرین قیاس تھا بعید

جبکہ اُس نے قسم کھا کر اپنی عیسائیت ثابت نہ کی اور نہ نالش کی اور چور کی طرح ڈرتا رہا اور عیسائیوں کی سخت تحریک سے بھی وہ اُن کاموں کے لئے آمادہ نہ ہوا تو کیا اس کی یہ حرکات ایسی نہ تھیں کہ اس سے یہ نتیجہ نکلے کہ وہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت سے ضرور ڈرتا رہا۔ غافل زندگی کے لوگ تو نجومیوں کی پیشگوئیوں سے بھی ڈر جاتے ہیں چہ جائیکہ ایسی پیشگوئی جو بڑے شدومد سے کی گئی تھی جس کے سُننے سے اسی وقت اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا جس کے ساتھ درصورت نہ پُورے ہونے کے مَیں نے اپنے سزایاب ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ پس اس کا رُعب ایسے دلوں پر جو دینی سچائی سے بے بہرہ ہیں، کیونکر نہ ہوتا۔ پھر جبکہ یہ بات صرف قیاسی نہ رہی بلکہ خود آتھم نے اپنے خوف اور سراسیمگی اور دہشت زدہ ہونے کی حالت سے جس کو صدہا لوگوں نے دیکھا اپنی اندرونی بے قراری اور اعتقادی حالت کے تغیر کو ظاہر کر دیا اور پھر بعد میعاد قسم نہ کھانے اور نالش نہ کرنے سے اس تغیر کی حالت کو اور بھی یقین تک پہنچایا اور پھر الہام الٰہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ کے اندر مَر بھی گیا تو کیا یہ تمام واقعات ایک منصف اور خدا ترس کے دل کو اس یقین سے نہیں پھرتے کہ وہ پیشگوئی کی میعاد کے اندر الہامی شرط سے فائدہ اُٹھا کر زندہ رہا اور پھر الہام الٰہی کی خبر کے موافق اخفائے شہادت کی وجہ سے مَر گیا۔ اب دیکھو تلاش کرو کہ آتھم کہاں ہے؟ کیا وہ زندہ ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ کئی برس سے مَر چکا۔ مگر جس شخص کے ساتھ اس نے ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر مقابلہ کیا تھا وہ تو اب تک زندہ موجود ہے جو اَب یہ مضمون لکھ رہا ہے۔

اے حیا و شرم سے دُور رہنے والو! ذرہ اس بات کو تو سوچو کہ وہ شہادت اخفار کے بعد کیوں جلد مَر گیا؟ مَیں نے تو اُس کی زندگی میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اگر مَیں کاذب ہوں تو میں پہلے مروں گا ورنہ مَیں آتھم کی موت کو دیکھوں گا۔ سو اگر شرم ہے تو آتھم کو ڈھونڈ کر لاؤ کہاں ہے۔ وہ میری عمر کے قریب قریب تھا اور عرصہ تیس برس سے مجھ سے واقفیت رکھتا تھا۔ اگر خدا چاہتا تو وہ تیس برس تک اور زندہ رہ سکتا تھا۔ پس یہ کیا باعث ہوا کہ وہ انہیں دنوں میں جبکہ اس نے عیسائیوں کی دلجوئی کے لئے الہامی پیشگوئی کی سچائی اور اپنے دلی رجوع کو چھپایا خدا کے الہام کے موافق فوت ہو گیا۔ خدا اُن

دلوں پر لعنت کرتا ہے جو سچائی کو پاکر پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور چونکہ یہ انکار جو اکثر عیسائیوں اور بعض شریر مسلمانوں نے کیا خدا تعالےٰ کی نظر میں ظلم صریح تھا اس لئے اس نے ایک دوسری عظیم الشان پیشگوئی کے پورا کرنے سے یعنی پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی سے منکروں کو ذلیل اور رسوا کر دیا۔ یہ پیشگوئی اس مرتبہ پر فوق العادت تھی کہ اس میں قبل از وقت یعنی پانچ برس پہلے بتلایا گیا تھا کہ لیکھرام کس دن اور کس قسم کی موت سے مرے گا۔ لیکن افسوس کہ بخیل لوگوں نے جن کو مرنا یاد نہیں اس پیشگوئی کو بھی قبول نہ کیا اور خدا نے بہت سے نشان ظاہر کئے۔ یہ سب سے انکار کرتے ہیں۔ اب یہ اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء **آخری فیصلہ** ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک طالبِ صادق صبر سے انتظار کرے۔ خدا جھوٹوں، کذابوں، دجالوں کی مدد نہیں کرتا قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ کا یہ عہد ہے کہ وہ مومنوں اور رسولوں کو غالب کرتا ہے۔ اب یہ معاملہ آسمان پر ہے۔ زمین پر چلانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ دونوں فریق اُس کے سامنے ہیں اور عنقریب ظاہر ہوگا کہ اس کی مدد اور نصرت کس طرف آتی ہے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمدُ للّٰہِ ربّ العالمین والسلام علیٰ من اتّبع الھُدٰی۔

۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

(یہ اشتہار الحکم جلد ۲ نمبر ۴۰ کے صفحہ ۶ پر اور رسالہ راز حقیقت کے صفحہ ۱ لغایت ۱۴ پر درج ہے)

(۱۹۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی

یہ پیشگوئی جو الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں فریق کاذب کے بارے میں تھی یعنی اس الہام میں جس کی عربی عبارت یہ ہے کہ جزاء سیئۃ بمثلھا وہ مولوی محمد حسین بٹالوی پر

پوری ہوگئی

میری التماس ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس اشتہار کو توجہ سے دیکھے

مندرجہ عنوان امر کی تفصیل یہ ہے کہ ہم دو فریق ہیں۔ ایک طرف تو میں اور میری جماعت اور دوسری طرف مولوی محمد حسین اور اس کی جماعت کے لوگ یعنی محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی وغیرہ .... محمد حسین نے مذہبی اختلاف کی وجہ سے مجھے دجال اور کذاب اور ملحد اور کافر ٹھہرایا تھا اور اپنی جماعت کے تمام مولویوں کو اس میں شریک کر لیا تھا اور اسی بناء پر وہ لوگ میری نسبت بدزبانی کرتے تھے اور گندی گالیاں دیتے تھے۔ آخر میں نے تنگ آکر اسی وجہ سے مباہلہ کا اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جاری کیا جس کی الہامی عبارت جزاء سیئۃ بمثلھا میں یہ ایک پیشگوئی تھی کہ ان دونوں فریق میں سے جو فریق ظلم اور زیادتی کرنے والا ہے اس کو اسی قسم کی ذلت پہنچے گی جس قسم کی ذلت فریق مظلوم کی کی گئی۔ سو آج وہ پیشگوئی پوری ہوگئی کیونکہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی تحریروں کے ذریعہ سے مجھے یہ ذلت پہنچائی تھی کہ مجھے مسلمانوں کے متفق علیہ عقیدہ کا مخالف ٹھہرا کر ملحد اور کافر اور دجال قرار دیا اور مسلمانوں کو بھی اس قسم کی تحریروں سے میری نسبت بہت بھڑکایا کہ اس کو مسلمان اور اہل سنت مت سمجھو کیونکہ اس کے عقائد تمہارے عقائد سے مخالف ہیں اور اب اس شخص کے رسالہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کے پڑھنے سے جس کو محمد حسین

کے مطیع ہیں ورنہ دل ہمارے سلطان کے ساتھ ہیں کہ وہ خلیفہ اسلام اور دینی پیشوا ہے۔ اس کے خلیفہ ہونے کے انکار سے اور اس کی نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو اس اعتقاد سے بلاشبہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے چھپے باغی اور خدا تعالیٰ کے نافرمان ٹھہریں گے۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ ان باتوں کی تہہ تک کیوں نہیں پہنچتی اور ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے کہ جو گورنمنٹ کو کچھ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچھ پھونکتا ہے۔ میں گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ غور سے اس شخص کے حالات پر نظر کرے کہ یہ کیسے منافقانہ طریقوں پر چل رہا ہے اور جن باغیانہ خیالات میں آپ مبتلا ہے وہ میری طرف منسوب کرتا ہے۔

بالآخر یہ بھی لکھنا ضروری ہے کہ جس قدر اس شخص نے مجھے گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹلی سے دلائیں اور طرح طرح کے افتراء سے میری ذلت کی اس میں میری فریاد جناب الٰہی میں ہے جو دلوں کے خیالات کو جانتا ہے اور جس کے ہاتھ میں ہر ایک کا انصاف ہے۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ جس قسم کی ذلت جھوٹے بہتانوں سے اس شخص نے کی یہاں تک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں مجھے باغی ٹھہرانے کے لئے خلاف واقعہ باتیں بیان کیں وہی ذلت اس کو پیش آوے۔ میرا ہرگز یہ مدعا نہیں ہے کہ بجز طریق جزاء سیئة بمثلها کے کسی اور ذلت میں یہ مبتلا ہو بلکہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں یہی چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرے لئے اس نے ذلت کے سامان کئے ہیں اگر میں اُن تہمتوں سے پاک ہوں تو وہ ذلتیں اس کو پیش آویں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ بہت حلیم اور حتی المقدور چشم پوشی کرنے والی ہے۔ لیکن اگر میں بقول محمد حسین باغی ہوں یا جیسا کہ میں نے معلوم کیا ہے خود محمد حسین کے ہی باغیانہ خیالات ہیں تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کامل تحقیقات کر کے جو شخص ہم دونوں میں سے درحقیقت مجرم ہے اس کو قرار واقعی سزا دے تا ملک میں ایسی بدی پھیلنے نہ پاوے۔ حفظ امن کے لئے نہایت سہل طریق یہی ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے نامی مولویوں سے دریافت کیا جائے کہ یہ شخص جو اُن کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے اس کے

کے لئے یہ ایک وجہ پیش کرتا ہے کہ یہ شخص سلطانِ روم کے خلیفہ ہونے کا قائل نہیں ہے" سو اگرچہ یہ درست ہے کہ میں سلطان رُوم کو اسلامی شرائط کے طریق سے خلیفہ نہیں مانتا کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے اور ایسے خلیفوں کا قریش میں سے ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہ میرا قول اسلامی تعلیم کے مخالف نہیں بلکہ حدیث الائمۃ من قریش سے سراسر مطابق ہے۔ مگر افسوس کہ محمد حسین نے باغیانہ طرز کا بیان کر کے پھر اسلام کی تعلیم کو بھی چھوڑا۔ حالانکہ پہلے خود بھی یہی کہتا تھا کہ سلطان خلیفہ مسلمین نہیں ہے اور نہ ہمارا دینی پیشوا ہے اور اب میری عداوت سے سلطان روم اس کا خلیفہ اور دینی پیشوا بن گیا اور اس جوش میں اُس نے انگریزی سلطنت کا بھی کچھ پاس نہیں کیا اور جو کچھ دل میں پوشیدہ تھا وہ ظاہر کر دیا اور سلطان رُوم کی خلافت کے مُنکر کو کافر ٹھہرایا اور یہ تمام جوش اس کو اس لئے پیدا ہوا کہ مَیں نے انگریزی سلطنت کی تعریف کی اور یہ کہا کہ یہ گورنمنٹ نہ محض مسلمانوں کی دُنیا کے لئے بلکہ ان کے دین کے لئے بھی حامی ہے۔ اب وہ بغاوت پھیلانے کے لئے اس بات سے انکار کرتا ہے کہ کوئی دینی حمایت انگریزوں کے ذریعہ سے ہمیں پہنچی ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ دین کا حامی فقط سلطان رُوم ہے مگر یہ سراسر خیانت ہے۔ اگر یہ گورنمنٹ ہمارے دین کی محافظ نہیں تو پھر کیونکر شریروں کے حملوں سے ہم محفوظ ہیں۔ کیا یہ امر کسی پر پوشیدہ ہے کہ سکھوں کے وقت میں ہمارے دینی امور کی کیا حالت تھی اور کیسے ایک بانگ نماز کے سُننے سے ہی مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تھے۔ کسی مسلمان مولوی کی مجال نہ تھی کہ ایک ہندو کو مسلمان کر سکے۔ اب محمد حسین ہمیں جواب دے کہ اس وقت سلطان روم کہاں تھا اور اس نے ہماری اس مصیبت کے وقت ہماری کیا مدد کی تھی؟ پھر وہ ہمارا دینی پیشوا اور خدا کا سچا خلیفہ کیونکر ہوا۔ آخر انگریز ہی تھے جنہوں نے ہم پر یہ احسان کیا کہ پنجاب میں آتے ہی یہ ساری روکیں اُٹھا دیں۔ ہماری مسجدیں آباد ہو گئیں۔ ہمارے مدرسے کُھل گئے اور عام طور ہمارے وعظ ہونے لگے اور ہزارہا غیر قوموں کے لوگ مسلمان ہوئے۔ پس اگر ہم محمد حسین کی طرح یہ اعتقاد رکھیں کہ ہم صرف پولیٹیکل طور پر اور ظاہری مصلحت کے لحاظ سے یعنی منافقانہ طور پر انگریزوں

(۱۹۵)

نہایت ضروری عرضداشت قابل توجہ گورنمنٹ

چونکہ ہماری گورنمنٹ برطانیہ اپنی رعایا کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتی ہے اور اس کی شفقت اور رحمت ہر ایک قوم کے شامل حال ہے لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم ہر ایک درد اور دُکھ اس کے سامنے بیان کریں اور اپنی تکالیف کی چارہ جوئی اس سے ڈھونڈیں۔ سو ان دنوں میں بہت تکلیف جو ہمیں پیش آئی وہ یہ ہے کہ پادری صاحبان یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہر ایک طرح سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کریں گالیاں نکالیں بیجا تہمتیں لگا دیں اور ہر ایک طور سے توہین کر کے ہمیں دُکھ دیں اور ہم اُن کے مقابل پر بالکل زبان بند رکھیں اور ہمیں اس قدر بھی اختیار نہ رہے کہ اُن کے حملوں کے جواب میں کچھ بولیں۔ لہذا وہ ہمارا ہر ایک فقرہ کو گو کیسی ہی نرم اور سچائی پر مشتمل ہو حکام تک شکایت پہنچاتے ہیں حالانکہ ہزار ہا درجہ بڑھ کر ان کی طرف سے سختی ہوتی ہے۔

ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہماری قلم سے اُن کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں لیکن پادری صاحبان چونکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے جو چاہتے ہیں مُنہ پر لاتے ہیں۔ یہ ہمارا حق تھا کہ ہم اُن کے دل آزار کلمات کی اپنی گورنمنٹ عالیہ میں شکایت پیش کرتے اور داد رسی چاہتے لیکن انہوں نے اوّل تو خود ہی ہزاروں سخت کلمات سے ہمارے دل کو دُکھایا اور پھر ہم پر اُلٹی عدالت میں شکایت کی کہ گویا سخت کلمات اور توہین ہماری طرف سے ہے اور اسی بنا پر خون کا مقدمہ اُٹھایا گیا تھا جو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے حکم سے خارج ہو چکا ہے۔

اس لئے قرین مصلحت ہے کہ ہم اپنی عادل گورنمنٹ کو اس بات سے آگاہ کریں کہ جس قدر سختی اور دل آزاری پادری صاحبوں کی قلم اور زبان سے اور پھر اُن کی تقلید اور پیروی سے تمام

کیا اعتقاد ہیں؟ اور کیا جو کچھ یہ گورنمنٹ کو اپنے اعتقاد بتلاتا ہے اپنے گروہ کے مولویوں پر بھی ظاہر کرتا ہے؟ کیونکہ ضرور ہے کہ جن مولویوں کا یہ سرگروہ اور ایڈووکیٹ ہے ان کے اعتقاد بھی یہی ہوں جو سرگروہ کے ہیں۔

بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہ کے لئے یہ ہے کہ محمد حسین نے اپنی اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۵ میں میری نسبت اپنے گروہ کو لکھا ہے کہ یہ شخص موجب قتل ہے۔ پس جبکہ ایک قوم کا سرگروہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیتا ہے تو مجھے گورنمنٹ عالیہ کے انصاف سے امید ہے کہ جو کچھ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہیئے وہ بلا توقف ظہور میں آوے۔ تا اس کے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لئے اقدام قتل کے منصوبے نہ کریں۔ فقط۔

راقم

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان تعداد ۷۰۰

۲۷ دسمبر ۱۸۹۵ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان

(یہ اشتہار ۳۰ دسمبر کے ۴ صفحوں پر ہے)

---

* نوٹ۔ محمد حسین نے اس قتل کے فتویٰ کے وقت یہ بھی الزام مجھ پر لگایا ہے کہ گویا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اس لئے میں قتل کرنے کے لائق ہوں۔ مگر یہ سراسر محمد حسین کا افترا ہے جس حالت میں مجھے دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بُرا کہتا تو اپنی مشابہت اُن سے کیوں بتلاتا کیونکہ اس سے تو خود میرا بُرا ہونا لازم آتا ہے۔ منہ

صاحبوں کی طرف سے ہمیں پہنچ رہی ہے ہمارے پاس الفاظ نہیں جو ہم بیان کر سکیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنے مقتدا اور پیغمبر کی نسبت اس قدر بھی سُننا نہیں چاہتا کہ وہ جھوٹا اور مفتری ہے اور ایک باغیرت مسلمان بار بار کی توہین کو سُنکر پھر اپنی زندگی کو بے شرمی کی زندگی خیال کرتا ہے تو پھر کیونکر کوئی ایماندار اپنے ہادی پاک نبی کی نسبت سخت سخت گالیاں سُن سکتا ہے۔ بہت سے پادری اس وقت برٹش انڈیا میں ایسے ہیں جن کا دن رات پیشہ ہی یہ ہے کہ ہمارے **نبی** اور ہمارے **سید و مولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم** کو گالیاں دیتے رہیں۔ سب سے گالیاں دینے میں پادری عماد الدین امرت سری کا نمبر بڑھا ہوا ہے۔ وہ اپنی کتابوں تحقیق الایمان وغیرہ میں کُھلی کُھلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور دغاباز، پرائی عورتوں کو لینے والا وغیرہ وغیرہ قرار دیتا ہے اور نہایت سخت اور اشتعال دینے والے لفظ استعمال کرتا ہے۔ ایسا ہی پادری ٹھاکرداس سیرۃ المسیح اور ریویو براہین احمدیہ میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام شہوت کا مطیع اور غیر عورتوں کا عاشق، فریبی، لٹیرا، مکار، جاہل، حیلہ باز، دھوکہ باز رکھتا ہے۔ اور رسالہ دافع البہتان میں پادری رانکلین نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ شہوت پرست تھا۔ محمد کے اصحاب زناکار، دغاباز، چور تھے۔ اور ایسا ہی تفتیش الاسلام میں پادری راجرس لکھتا ہے کہ محمد شہوت پرست، نفس امارہ کا ازحد مطیع عشق باز، مکار، خونریز اور جھوٹا تھا۔ اور رسالہ نبی معصوم مصنفہ امریکن ٹریکٹ سوسائٹی میں لکھا ہے۔ محمد گنہگار، عاشق حرام یعنی زنا کا مرتکب مکار، ریاکار تھا۔ اور رسالہ مسیح الدجال میں ماسٹر رامچندر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ محمد صرف ڈکیتی تھا۔ اور لٹیرا، ڈاکو، فریبی، عشقباز، مفتری، شہوت پرست، خونریز، زانی اور کتاب سوانح عمری محمد صاحب مصنفہ واشنگٹن ارونگ صاحب میں لکھا ہے کہ محمد کے اصحاب قزاق اور لٹیرے تھے اور وہ خود طامع، جھوٹا، دھوکہ باز تھا۔ اور اندرونہ بائبل مصنفہ آتھم عیسائی میں لکھا ہے کہ محمد دجال تھا اور دھوکہ باز۔ اور پھر کہتا ہے کہ محمدیوں کا خاتمہ بڑا خوفناک ہے یعنی جلد تباہ ہو

جائیں گے۔ اور پرچہ نور افشاں لدھیانہ میں لکھا ہے کہ محمد کو شیطانی وحی ہوتی تھی اور وہ ناجائز حرکات کرتا تھا اور نفسانی آدمی، گمراہ، مکار، فریبی، زانی، چور، خونریز، لٹیرا، رہزن، رفیق شیطان اور اپنی بیٹی فاطمہ کو نظر شہوت سے دیکھنے والا تھا۔

اب یہ تمام الفاظ غور کرنے کے لائق ہیں جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں پادری صاحبوں کے مُنہ سے نکلے ہیں۔ اور سوچنے کے لائق ہے کہ ان کے کیا کیا نتائج ہو سکتے ہیں۔ کیا اس قسم کے الفاظ کبھی کسی مسلمان کے مُنہ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت نکل سکتے ہیں۔ کیا دنیا میں ان سے سخت تر الفاظ ممکن ہیں جو پادری صاحبوں نے اس پاک نبی کے حق میں استعمال کئے ہیں جس کی راہ میں کروڑہا خدا کے بندے فدا شدہ ہیں اور وہ اس نبی سے سچی محبت رکھتے ہیں جس کی نظیر دوسری قوموں میں تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ پھر باوجود ان گستاخیوں ان بدزبانیوں اور ان ناپاک کلمات کے پادری صاحبان ہم پر الزام سخت گوئی کا رکھتے ہیں۔ یہ کس قدر ظلم ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہرگز ممکن نہیں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ ان کے اس طریق کو پسند کرتی ہو یا خبر پاکر پھر پسند کرے اور نہ ہم باور کر سکتے ہیں کہ آئندہ پادریوں کے کسی ایسے بیجا جوش کے وقت کہ جو کلارک کے مقدمہ میں ظہور میں آیا ہماری گورنمنٹ پادریوں کو ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمان پر ترجیح دے کر کوئی رعایت ان کی کرے گی۔ اس وقت جو ہمیں پادریوں اور آریوں کی بدزبانی پر ایک لمبی فہرست دینی پڑی وہ صرف اس غرض سے ہے کہ تا آئندہ وہ فہرست کام آئے اور کسی وقت گورنمنٹ عالیہ اس فہرست پر نظر ڈال کر اسلام کی ستم رسیدہ رعایا کو رحم کی نظر سے دیکھے۔

اور ہم تمام مسلمانوں پر ظاہر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کو ان باتوں کی اب تک خبر نہیں ہے کہ کیونکر پادریوں کی بدزبانی نہایت تک پہنچ گئی ہے۔ اور ہم دلی یقین سے جانتے ہیں کہ جس وقت گورنمنٹ عالیہ کو ایسی سخت زبانی کی خبر ہوئی تو وہ ضرور آیندہ کے لئے کوئی احسن انتظام کرے گی۔"

نوٹ از مرتب ہذا

(یہ عرضداشت کتاب البریّہ مطبوعہ بار اوّل کے صفحہ ۹۳ پر درج ہے اس کے آگے صفحہ ۹۶ سے لے کر صفحہ ۱۲۴ تک مخالفین اسلام و سلسلہ کی گالیوں کی فہرست نقل کی گئی ہے جس کو چھوڑ دیا ہے اور اگلا اعلان بھی اسی کتاب سے نقل کیا جاتا ہے)

(۱۹۶)

بیس ہزار روپیہ تاوان[1]

ان لوگوں نے اس عقیدہ کو اختیار کرنے سے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے اور وہاں قریباً اُنیس سَو[1900] برس سے زندہ بجسم عنصری موجود ہیں اور پھر کسی وقت زمین پر واپس آئیں گے۔ قرآن شریف کی چار جگہ مخالفت کی ہے۔ اوّل یہ کہ قرآن شریف صریح لفظوں سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات ظاہر فرماتا ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ اور یہ لوگ اُن کے زندہ ہونے کے قائل ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن شریف صاف اور صریح لفظوں میں فرماتا ہے کہ کوئی انسان بجز زمین کے کسی اور جگہ زندہ نہیں رہ سکتا جیسا کہ وہ فرماتا ہے فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون یعنی تم زمین میں ہی زندہ رہوگے اور زمین میں ہی مروگے اور زمین سے ہی نکالے جاؤگے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ "نہیں اس زمین اور کرہ ہوا سے باہر بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے جیسا کہ اب تک جو قریباً انیسویں صدی گذرتی ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں" حالانکہ زمین پر جو قرآن کے رو سے

---

[1] یہ عنوان حضرت میر قاسم علی صاحب رضی اللہ عنہ کا قائم کردہ ہے۔ اصل کتاب میں کوئی عنوان نہ تھا۔
(عبد اللطیف بہاولپوری)

انسانوں کے زندہ رہنے کی جگہ ہے۔ باوجود زندگی کے قائم رکھنے کے سامانوں کے کوئی شخص اُنیس سو برس تک ابتداء سے آجتک کبھی زندہ نہیں رہا تو پھر آسمان پر اُنیس سو برس تک زندگی بسر کی باوجود اس امر کے کہ قرآن کے رُو سے ایک قدر قلیل بھی بغیر زمین کے انسان زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ کس قدر خلاف نصوص صریح قرآن ہے۔ جس پر ہمارے مخالف ناحق اصرار کر رہے ہیں۔

تیسرے یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ کسی انسان کا آسمان پر چڑھ جانا عادۃ اللہ کے مخالف ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولاً۔ لیکن ہمارے مخالف حضرت عیسیٰؑ کو ان کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھاتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاتم الانبیاء ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا ہے وہاں حقیقی نبوت مراد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جب وہ اپنی نبوت کے ساتھ دُنیا میں آئے تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ٹھہر سکتے ہیں؟ نبی ہونے کی حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت کے لوازم سے کیونکر محروم رہ سکتے ہیں۔

غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر کے چار طور سے قرآن شریف کی مخالفت کی ہے اور پھر اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اُترے ہیں۔ اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اُترا ہے۔ اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو

کہ حضرت عیسیٰؑ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کو جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔

افسوس ہے کہ ہمارے سادہ لوح علماء صرف نزول کا لفظ احادیث میں دیکھ کر اس بات پر گرفتار ہو گئے ہیں کہ خواہ نخواہ امیدیں باندھ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے واپس آئیں گے اور وہ دن ایک بڑے تماشے اور نظارہ کا دن ہوگا کہ اُن کے دائیں بائیں فرشتے ساتھ ساتھ ہوں گے جو اُن کو آسمان سے اُٹھا کر لائیں گے۔ افسوس کہ یہ لوگ کتابیں تو پڑھتے ہیں مگر آنکھ بند کر کے۔ فرشتے تو ہر ایک انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور بموجب حدیث صحیح کے طالب العلموں پر اپنے پروں کا سایہ ڈالتے ہیں۔ اگر مسیح کو فرشتے اُٹھائیں تو کیوں نرالے طور پر اس بات کو مانا جائے۔ قرآن شریف سے تو یہ ثابت ہے کہ ہر ایک شخص کو خدا تعالےٰ اُٹھائے پھرتا ہے۔ حملناھم فی البر و البحر مگر کیا خدا کسی کو نظر آتا ہے؟ یہ سب استعارات ہیں مگر ایک بیوقوف فرقہ چاہتا ہے کہ اُن کو حقیقت کے رنگ میں دیکھیں اور اس طرح پر ناحق مخالفوں کو اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر حدیثوں کا مقصد یہ تھا کہ وہی مسیح جو آسمان پر گیا تھا واپس آئے گا تو اس صورت میں نزول کا لفظ بولنا بے محل تھا۔ ایسے موقعہ پر یعنی جہاں کسی کا واپس آنا بیان کیا جاتا ہے۔ عرب کے فصیح لوگ رجوع بولا کرتے ہیں نہ نزول۔ پھر کیونکر ایسا غیر فصیح اور بے محل لفظ اس افصح الفصحاء اور اعرف الناس صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے جو تمام فصحاء کا سردار ہے"

(یہ اعلان کتاب البریہ کے حاشیہ صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۳ پر درج ہے)

(۱۹۷)

اشتہار عام اطلاع کے لئے

اگرچہ یہ کتاب بعض متفرق مقامات میں عیسائیوں کے حملوں کا جواب دیتی اور ان کو مخاطب کرتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ باوجود اس بات کے کہ عیسائیوں کی کتاب امہات المومنین نے دلوں میں سخت اشتعال پیدا کیا ہے۔ مگر پھر بھی ہم نے اس کتاب میں جہاں کہیں عیسائیوں کا ذکر آیا ہے بہت نرمی اور تہذیب اور لطف بیان سے ذکر کیا ہے۔ اور گو ایسی صورت میں کہ دل دکھانے والی گالیاں ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں۔ ہمارا حق تھا کہ ہم مدافعت کے طور پر سختی کا سختی سے جواب دیتے۔ لیکن ہم نے محض اس حیا کے تقاضا سے جو مومن کی صفت لازمی ہے ہر ایک تلخ زبانی سے اعراض کیا اور وہی امور لکھے ہیں جو موقعہ اور محل پر چسپاں تھے اور قطع نظر ان سب باتوں کے ہماری اس کتاب میں اور رسالہ فریاد درد میں وہ نیک چلن پادری اور دوسرے عیسائی مخاطب نہیں ہیں جو اپنی شرافت ذاتی کی وجہ سے فضول گوئی اور بدگوئی سے کنارہ کرتے ہیں۔ اور دل دُکھانے والے لفظوں سے ہمیں دُکھ نہیں دیتے اور نہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے اور نہ اُن کی کتابیں سخت گوئی اور توہین سے بھری ہوئی ہیں۔ ایسے لوگوں کو بلا شبہ ہم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ ہماری کسی تقریر کے مخاطب نہیں ہیں بلکہ صرف وہی لوگ ہمارے مخاطب ہیں خواہ وہ بگفتن مسلمان کہلاتے یا عیسائی ہیں جو حد اعتدال سے بڑھ گئے ہیں۔ اور ہماری ذاتیات پر گالی اور بدگوئی سے حملہ کرتے یا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ میں توہین اور ہتک آمیز باتیں مُنہ پر لاتے اور اپنی کتابوں میں شائع کرتے ہیں۔ سو ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے معزز لوگوں کی طرف نہیں ہے جو بدزبانی اور کمینگی کے طریق کو اختیار نہیں کرتے۔

ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کا سچا اور پاک راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو اُن کی شانِ بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان

(یہ اشتہار ایام الصلح اردو مطبوعہ بار اوّل کے ٹائیٹل پر ہے)

---

(۱۹۸)

واپسی قیمت براہین احمدیہ[۱]

قولہ۔ براہین احمدیہ کا بقیہ نہیں چھاپتے۔

اقول۔ اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے۔ قرآن شریف بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے تیئیس۲۳ برس میں نازل ہوا۔ پھر اگر خدا تعالےٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کونسا حرج ہوا۔ اور اگر یہ خیال ہے کہ مطبوعہ پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا گیا تھا تو ایسا خیال کرنا بھی حمق اور ناواقفی کے باعث ہوگا۔ کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم کیا گیا ہے اور بعض سے پانچ روپیہ اور بعض سے آٹھ آنہ تک قیمت لی گئی ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن سے دس روپے لئے گئے ہوں۔ اور جن سے پچیس۲۵ روپے لئے گئے وہ صرف چند آدمی ہیں۔ پھر باوجود اس قیمت کے جو ان حصص

---

[۱] یہ عنوان مضمون کی مناسبت سے حضرت میر قاسم علی صاحب نے قائم کیا ہے۔ اصل کتاب میں کوئی عنوان نہ تھا۔
(عبداللطیف بہاولپوری)

براہین احمدیہ کے مقابل پر جو منطبع ہو کر خریداروں کو دیئے گئے ہیں کچھ بہت نہیں ہے بلکہ عین موزوں ہے۔ اعتراض کرنا سراسر کمینگی اور سفاہت ہے۔ لیکن پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق کے شور و غوغا کا خیال کر کے دو مرتبہ[1] اشتہار دے دیا کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ ہماری کتابیں ہمارے حوالے کرے اور اپنی قیمت لے لے چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے انہوں نے کتابیں بھیج دیں اور قیمت واپس لے لی اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا مگر پھر بھی ہم نے قیمت دے دی۔ اور کئی دفعہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی ناز برداری کرنا نہیں چاہتے اور ہر ایک وقت قیمت واپس دینے پر طیار ہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ ایسے دنی الطبع لوگوں سے خدا تعالیٰ نے ہم کو فراغت بخشی۔ مگر پھر بھی اب مجدداً ہم یہ چند سطور بطور **اشتہار** لکھتے ہیں کہ اگر اب بھی کوئی ایسا خریدار چھپا ہوا موجود ہے کہ جو غائبانہ براہین کی توقف کی شکایت رکھتا ہے تو وہ فی الفور ہماری کتابیں بھیج دے ہم اس کی قیمت جو کچھ اس کی تحریر سے ثابت ہو گی اس کی طرف روانہ کر دیں گے اور اگر کوئی باوجود ہمارے ان اشتہارات کے اب اعتراض کرنے سے باز نہ آوے تو اس کا حساب خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور شہزادہ صاحب یہ تو جواب دیں کہ انہوں نے کونسی کتاب ہم سے خریدی اور ہم نے اب تک وہ کتاب پوری نہ دی اور نہ قیمت واپس کی۔ یہ کس قدر ناخدا ترسی ہے کہ بعض پُرکینہ مُلّاؤں کی زبانی بے تحقیق اس بات کو سُننا اور پھر اس کو بطور اعتراض پیش کر دینا۔

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان

(یہ اشتہار ایام الصلح اردو طبع اوّل کے صفحہ ۱۷۳ پر درج ہے)

---

[1] یہ اشتہار زیر نمبر ۱۰۲۳ صنکا پر درج ہے (المرتّب)

نوٹ۔ اگلے صفحہ پر بطور ضمیمہ محمد حسین بٹالوی کے متعلق اشتہار درج کیا جاتا ہے جس کا وعدہ جلد ہذا کے پچھلے صفحات کے حاشیہ میں کیا گیا تھا۔ (المرتّب)

مولوی محمد حسین بٹالوی پر آخری حجت ۱۸۹

یعنے

بلا شرط مباہلہ کی دعوت

اور

دو ہزار پانچسو پچیس روپیہ آٹھ آنہ کا انعام

لعنت اللہ علی من کان من الکاذبین

والخامسۃ ان لعنت اللہ علیہ ان کان من

یہ امر بوضاحت بیان ہو چکا ہے کہ میاں محمد حسین بٹالوی ہی جناب حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کی تکفیر کا اصل محرک اور بانی ہوا ہے اور باقی تمام مکفرین نے اُس کی یا اس کے استاد میاں نذیر حسین دہلوی کی پیروی کی ہے۔ اس لئے اسی کو اس درخواست مباہلہ میں مخاطب کیا گیا ہے۔ چونکہ اس نے حضرت اقدس مرزا صاحبؑ سلمہٗ ربہٗ کی تکفیر اور تکذیب پر سب سے زیادہ زور مارا ہے۔ اور باوجودیکہ وہ اپنی ناکامیوں اور حضرت اقدس کی کامیابیوں کو بارہا دیکھ چکا اور بہت سے نشانات بھی ملاحظہ کر چکا ہے مگر اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کرتا اس لئے اس کو مباہلہ کی دعوت کی جاتی ہے جو آسمانی اور خدائی فیصلہ ہے۔ یہ مباہلہ بدوں کسی قسم کی شرط کے ہوگا اور اگر ایک سال کے اندر نتیجہ مباہلہ ہمارے حق میں نہ ہوا۔ اور ایک اثر قابل اطمینان ہماری تائید میں ظہور میں نہ آیا تو رقم مندرجہ بالا جو پہلے سے جمع کرا دی جاویگی ان کو بطور نشان کامیابی ان صاحبوں کی طرف سے دی جاوے گی جنہوں نے وہ مقرر کی ہے۔

لہذا اب ہم پنجاب کے ان معززین کو جو میاں محمد حسین کو جانتے ہیں اور اُن سر آوردہ

ملہ یہ رقم اخیر نومبر تک جس قدر بڑھ جائے گی وہ بذریعہ الحکم مشتہر ہوتی رہے گی اور ۳۰ نومبر کو جو رقم ہوگی وہ آخری رقم ہوگی (ایڈیٹر)

حضرات کو جن کی شیخ صاحب سے آشنائی ہے اور اُن خدا ترس لوگوں کو جو اسلام میں تفرقہ اور فتنہ پسند نہیں کرتے مخاطب کر کے کہنا چاہتے ہیں کہ وہ خلق اللہ پر رحم کریں اور ان کو پریشانی اور گھبراہٹ میں نہ رہنے دیں وہ میاں محمد حسین صاحب کو مباہلہ پر آمادہ کریں تاکہ یہ آئے دن کا جھگڑا ایک سال کے اندر طے ہو جاوے۔ کاذب مفتری خدا تعالےٰ کی لعنت کے نیچے آ کر دُنیا سے اُٹھ جاوے یا کسی شدید عذاب میں مبتلا ہو کر صداقت پر مُہر کر دے۔ اس پر بھی اگر میاں محمد حسین انکار کریں اور مباہلہ کے لئے مردِ میدان ہو کر نہ نکلیں تو پھر

اے آسمان گواہ رہ اور اے زمین سُن رکھ

کہ حجت پُوری کر دی گئی۔ اور ہم تمام اہلِ اسلام کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کرنا چاہتے ہیں کہ اگر اب بھی میاں محمد حسین صاحب فیصلہ کی سیدھی راہ پر نہ آئیں تو پھر آپ خود انصاف کرلیں کہ سچ کس کے ساتھ ہے اور آیندہ اپنی زندگی کے چند عارضی اور بے بنیاد دنوں کے لئے اس سلسلہ سے فائدہ اُٹھائیں جس کو خدا تعالیٰ نے محض تمہارے ہی رُوحانی فائدہ کے لئے قائم کیا ہے۔

بالآخر ہم پھر میاں محمد حسین صاحب کو اطلاع دیتے ہیں کہ بدوں کسی قسم کی شرط کے عالیجناب مرزا غلام احمد صاحب ادام اللہ فیوضہم آپ سے مباہلہ کرنے کے لئے طیار ہیں اگر خدا تعالےٰ کا خوف اور یوم الجزاء پر ایمان ہے اور مرزا صاحب کی تکفیر و تکذیب میں اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہو تو پھر آؤ اور مردِ میدان بن کر مباہلہ کر لو

ضروری یادداشت

۱۔ میاں محمد حسین بٹالوی کو اختیار ہو گا کہ اخیر نومبر ۹۸ء تک کسی وقت منظوری مباہلہ کی درخواست مطبوعہ یا تحریری بصیغہ رجسٹری ہمارے پاس بھیجدیں۔

۲۔ ان کی درخواست کے موصول ہونے بعد تین ہفتہ کے اندر کل روپیہ انجمن حمایت اسلام لاہور یا اگر وہ چاہیں تو بنگال بنک میں جمع کرا دیا جاوے گا۔

۳۔ روپیہ جمع کرا دینے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر تاریخ مقرر ہو کر بمقام بٹالہ بلا کسی قسم کی شرط کے مباہلہ ہو جاوے گا۔

مباہلہ میں میاں محمد حسین کے کامیاب ہونے پر انعام دینے والوں کی فہرست

نام	رقم
مولوی عبدالقادر لودہانوی ۔ ۔ ۔ ۔	لعہ
جماعت لاہور خادمان حضرت اقدس ۔ ۔	للعہ
جماعت شملہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	للعہ
منشی کرم الٰہی ریکارڈ کیپر پٹیالہ ۔ ۔	لعہ
شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم ۔ ۔	عہ
مولوی حکیم نور الدین صاحب ۔ ۔	امعہ
مولوی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی	لعہ
مرزا خدا بخش صاحب ۔ ۔ ۔	صما
جماعت سیالکوٹ ۔ ۔ ۔	مامعہ
حکیم منشی نور محمد منشی فاضل مالک ہمدم صحت لاہور	صہ
جماعت بٹالہ ۔ ۔ ۔	ماصہ
جماعت الہ آباد ۔ ۔ ۔	ماصہ
مستری اصلاح الدین بھیرہ ۔ ۔	عہ
حافظ محمد حسین نابینا ڈنگوی ۔	۸/
کل ۔ ۔	اعماضہ ۲۳۵
جماعت امرتسر ۔ ۔	مامعہ ۸/
میزان ۔ ۔ ۔	اعصامصہ ۸/

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر الحکم قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ

اس میں یہ بیان ہے کہ پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جزاء سیئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ آج پوری ہو گئی۔ اس پیشگوئی کا اصل مطلب یہی تھا کہ فریق ظالم نے فریق مظلوم کو جس قسم کی ذلت پہنچائی ہے اسی قسم کی ذلت فریق ظالم کو پہنچے گی کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ سو وہ ذلت فریق ظالم کو پہنچ گئی۔

آج میں اس خدائے قادر قدوس کے ہزار ہزار شکر کے بعد جو مظلوموں کی فریاد کو پہنچتا اور سچائی کی حمایت کرتا اور اپنے پاک کلمات کو پورے کرتا ہے، عام مسلمانوں اور دوسرے لوگوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ جو میں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے مقابل پر اس کی بہت سی گالیوں اور بہتانوں اور دجال کذاب کافر کہنے کے بعد اور اس کی اس پلید گندہ زبانی کے بعد جو اس نے خود اور اپنے دوست محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کے ذریعہ سے میری نسبت

کی تھی ایک اشتہار بطور مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو لکھا تھا اور اس میں فریق ظالم اور کاذب کی نسبت یہ عربی الہام تھا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترھقہم ذلۃ یعنی جس قسم کی فریق مظلوم کو بدی پہنچائی گئی ہے اسی قسم کی فریق ظالم کو جزا پہنچے گی۔ سو آج یہ پیشگوئی کامل طور پر پوری ہو گئی کیونکہ مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلت کی تھی اور میرا نام کافر اور دجال اور کذاب اور ملحد رکھا تھا اور یہی فتویٰ کفر وغیرہ کا میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکھوایا اور اسی بنا پر محمد حسین مذکور کی تعلیم سے اور خود اس کے لکھوانے سے محمد بخش جعفر زٹلی لاہور وغیرہ نے گندے بہتان میرے پر اور میرے گھر کے لوگوں پر لگائے۔ سو اب یہی فتویٰ پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے اُستاد نذیر حسین نے اس کی نسبت دے دیا یعنی یہ کہ وہ کذاب اور دجال اور مفتری اور کافر اور بدعتی اور اہلِ سُنّت سے خارج بلکہ اسلام سے خارج ہے اور اس فتوے کا باعث یہ ہوا کہ محمد حسین مذکور نے تمام علماء پر اپنا عقیدہ یہ ظاہر کر رکھا تھا کہ وہ ان کی طرح اُس مہدی موعود کا منتظر ہے جو بنی فاطمہ میں سے خلیفہ ہوگا اور کافروں سے لڑے گا اور مسیح موعود اس کی مدد کے لئے اور اس کی خونریزی کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کے لئے آسمان سے اُترے گا اور اُس نے علماء کو یہ بھی کہا تھا کہ پہلے مَیں نے غلطی سے ایسا خیال کیا تھا کہ مہدیؑ کے آنے کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں مگر مَیں نے اب اس قول سے رجوع کر لیا ہے اور اب مَیں پختہ اعتقاد سے جانتا ہوں کہ ایسا مہدی ضرور آئے گا اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں سے لڑے گا اور اس کی تائید کے لئے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے تا دونوں مل کر کافروں کو مسلمان کریں یا مار ڈالیں" یہ اعتقاد اس وقت محمد حسین نے مولویوں میں جوش پھیلانے کے لئے ظاہر کیا تھا جبکہ اس نے میرے کافر ٹھہرانے کے لئے ایک فتویٰ لکھا تھا اور بیان کیا تھا کہ یہ شخص مہدی موعود کے آنے سے اور اس کی لڑائیوں سے منکر ہے لیکن جب ان دنوں میں محمد حسین کو گورنمنٹ سے زمین لینے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے

پوشیدہ طور پر ۱۴؍ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انگریزی میں ایک فہرست شائع کی جس میں اس نے گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتلایا ہے کہ مَیں اس مہدی موعود کو نہیں مانتا جس کے مسلمان منتظر ہیں اور وہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں جس میں اس کے آنے کی خبر ہے اور اس کی بدقسمتی سے اس انگریزی فہرست کی مسلمانوں کو اطلاع ہو گئی اور لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ یہ کیسا منافق ہے کہ اپنی قوم کے آگے مہدی موعود کے آنے کے بارے میں اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے اور گورنمنٹ کو یہ سُناتا ہے کہ مَیں اس اعتقاد کا مخالف ہوں۔ تب مَیں نے اس کے بارے میں ایک استفتاء لکھا اور فتویٰ لینے کے لئے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کے سامنے پیش کیا۔ تب مولویوں اور نذیرحسین اس کے اُستاد نے بھی وہ استفتاء پڑھ کر اسی طرح محمد حسین کو کافر اور دجّال ٹھیرایا جیسا کہ مجھے ٹھیرایا تھا اور اسی طرح ذلّت کے الفاظ اس کی نسبت لکھے جیسا کہ محمد حسین نے میری نسبت لکھے تھے۔ سو وہ اسی طرح ذلیل کیا گیا جیسا کہ اس نے جھوٹے فتوؤں سے مجھے ذلیل کیا تھا۔ سو اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یہ سچ ہے کہ مَیں ایسے خونی مہدی کو نہیں مانتا کہ جو تلوار سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا چاہے گا اور نہ ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا مَیں قائل ہوں جو ناحق اس خونریزی میں شریک ہو گا۔ اور مَیں نے دلائل قویہ سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ اعتقاد خونی مہدی اور ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا سراسر جھوٹ اور لغو اور بے اصل ہے اور قرآن اور حدیث سے سراسر مخالف ہے۔ اب ہر ایک سوچ سکتا ہے کہ اس منافقانہ کارروائی سے جو محمد حسین گورنمنٹ کو تو کچھ کہتا رہا اور پوشیدہ طور پر لوگوں کو کچھ کہتا رہا۔ کامل درجہ پر اس کی ذلّت ہو گئی ہے اور مولویوں کی طرف سے وہ بُرے خطاب بھی اس کو مل گئے ہیں جو سراسر ظلم سے اس نے مجھے دیئے تھے۔ یعنی ہر ایک نے اس کو کذّاب اور دجّال کہا ہے *

---

* یہ شخص یعنی محمد حسین اپنے تئیں اہلحدیث علماء کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ ظاہر کرتا ہے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ جو گروہ کا اعتقاد ہو وہی سرگروہ کا ہو چنانچہ وہ خود بھی رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ میں مہدی خونی کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کر چکا ہے۔ منہ

رہا یہ امر کہ اب گورنمنٹ عالیہ اس کی نسبت کیا رائے رکھتی ہے۔ سو ہماری دانا گورنمنٹ اپنی فی توجہ سے سوچ سکتی ہے کہ ایسا منافق جس نے گورنمنٹ کے سامنے جھوٹ بولا کہ میں یہ کارروائی کر رہا ہوں کہ خونی مہدی کے آنے کے خیالات لوگوں کے دل سے ہٹا دوں اور مولویوں کو یہ لکھ لکھ کر دیتا رہا کہ اس اعتقاد پر پختہ رہو کہ مہدی خونی فاطمہ کی اولاد سے ضرور آئے گا۔ اور کہتا رہا کہ جو شخص یہ اعتقاد چھوڑتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ ایسے منافق کے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے اور کونسا فائدہ اس کے وجود سے گورنمنٹ کو پہنچ سکتا ہے۔

پھر دوسری خیانت جو اس کی ذلت کا موجب ہے یہ ہے کہ اس نے گورنمنٹ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ میں سلطان روم کو خلیفہ برحق نہیں سمجھتا کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں اور پھر اپنی اشاعۃ السنہ نمبرہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۳ سطر ۶ میں میری مخالفت کے لئے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ حضرت سلطان المعظم مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق ہیں۔ ان سے استغنا موجب کفر ہے۔ اب اس جگہ اس نے سلطان روم کو خلیفہ برحق مان لیا ہے اور انگریزی سلطنت کی نسبت اسی سطر میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اُن کی اطاعت پولٹیکل نظر سے یعنی محض منافقانہ طور پر اور مصلحت وقت کے لحاظ سے کرنی چاہیئے مگر مذہبی نظر سے یعنی دلی اخلاص سے صرف سلطان ہی واجب الاطاعت ہے" اس تقریر میں اس نے یہ خیانت کی ہے کہ جو مذہبی آزادی اور مذہبی فوائد ہمیں سلطنت انگریزی سے پہنچے ہیں ان سب کا انکار کر دیا ہے اور سرکار انگریزی کے ایک ثابت شدہ احسان کا خون کر دیا ہے اور یہ نہیں سوچا کہ سکھوں کے وقت میں جب ہمارے تمام دینی فرائض روکے گئے تھے اور مذہبی احکام کے بجا لانے میں ہر وقت جان اور مال اور عزت کا اندیشہ تھا یہاں تک کہ بلند آواز سے بانگ نماز دینے سے مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تھے اس وقت سلطان روم کہاں تھا؟ آخر انگریز ہی تھے جو ہمارے چھوڑانے کے لئے آفتاب کی طرح دور سے آئے اور صدہا دینی روکوں سے ہمیں آزادگی دی۔ یہ بڑی بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس سے انکار کریں کہ گورنمنٹ انگریزی کے وجود سے دینی فوائد ہمیں کچھ بھی نہیں پہنچا۔

بلاشبہ پہنچا ہے بلکہ سلطان روم سے زیادہ پہنچا ہے۔ اس گورنمنٹ کے آنے سے ہم اپنے فرائض مذہبی آزادی سے ادا کرنے لگے۔ ہمارے مذہبی مدرسے کھل گئے۔ ہمارے واعظ خوب تسلی سے وعظ کرنے لگے۔ سکھوں کے وقت کسی ہندو کو مسلمان کرنے سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اکثر خون ہو جاتے تھے۔ صدہا مسلمان اسی وجہ سے قتل کئے گئے بلکہ آگ میں جلائے گئے اور درندوں کے آگے ڈالے گئے۔ اب انگریزی عملداری کا جھنڈا ہمارے ملک میں کھڑا ہونے سے ہزارہا ہندو مسلمان ہو گئے۔ ہزارہا دینی کتابیں شائع ہو گئیں اور مسلمانوں نے اعلیٰ درجہ تک دینی علوم میں ترقی کی اور ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔ اب کس قدر ناشکری بلکہ بدذاتی ہوگی کہ ہم ان تمام احسانوں کو اندر ہی اندر دبا دیں اور اس شکر کا اقرار نہ کریں جو انصاف کے رو سے ہمیں کرنا لازم ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ انگریزی سلطنت سے ہمیں امن اور آزادی اور دینی فائدہ نہیں پہنچا؟ ہرگز سچ نہیں۔ پھر محمد حسین کا یہ قول کہ وہ یہ تمام احسانات سلطان روم کی طرف منسوب کرتا ہے کس قدر بے انصافی اور ظلم پر مبنی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "ہم لوگ انگریزوں کی اطاعت محض پولیٹیکل نظر سے کرتے ہیں ورنہ دینی حمایت ان کی طرف سے کچھ بھی نہیں یہ سب سلطان کی طرف سے ہے" یہ دونو فقرے اس کے ایسے بُرے اور گندے اور فتنہ انگیز ہیں کہ اگر میرے مُنہ سے بھی نکلتے تو میں ضرور اپنے اُوپر فتویٰ دیتا کہ میں نے سرکار انگریزی کے بے شمار دینی احسانوں کے مقابل سخت ناشکر گذاری اور نمک حرامی کا کلمہ استعمال کیا ہے۔ ان لوگوں نے اسی بناء پر مجھے کافر ٹھہرایا تھا جبکہ میں نے سلطان روم کے مقابل گورنمنٹ انگریزی کے احسانات کو ترجیح دی تھی جس کی نسبت سید احمد خانصاحب کے۔سی۔ایس۔آئی نے اپنے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مع تہذیب الاخلاق ۲۴ر جولائی [illegible] میں میری گواہی دی تھی۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ حیادار آدمی کے لئے یہ ذلت بھی کچھ تھوڑی نہیں کہ گورنمنٹ کے سامنے جھوٹ بنانا اور اپنی قوم سے بھی اپنی نسبت کافر اور کذاب اور مفتری کا فتویٰ سُننا۔ سو بلاشبہ

وہ الہامی پیشگوئی اس پر پوری ہوگئی جس میں لکھا تھا کہ فریق ظالم اسی قسم کی ذلت دیکھے گا جو اس
نے فریق مظلوم کی کی۔ اب ذیل میں مولویوں کا وہ فتویٰ جس میں مولوی نذیر حسین محمد حسین کا استاد
بھی شامل ہے لکھتا ہوں اور ناظرین پر اس بات کا انصاف چھوڑتا ہوں کہ میرے الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء
کو غور سے پڑھ کر خود گواہی دیں کہ خدا تعالیٰ نے کیسے وہی الفاظ محمد حسین کی نسبت مولویوں کے
مُنہ سے نکالے جو محمد حسین نے میری نسبت کہے تھے اور یہی معنے اس الہامی فقرہ کے ہیں کہ
جزاء سیئۃ بمثلھا۔ نقل فتویٰ شامل ہذا ہے۔

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۳ جنوری ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مہدی موعود کے آنے سے جو آخری زمانہ
میں آئیگا اور بلحاظ ظاہر و باطن خلیفہ برحق ہوگا اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔
قطعاً انکار کرتا ہے اور اس جمہوری عقیدہ کو کہ جس پر تمام اہلسنت دلی یقین رکھتے ہیں سراسر لغو و بیہودہ
سمجھتا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا ایک قسم کی ضلالت اور الحاد خیال کرتا ہے کیا ہم اس کو اہلسنت میں سے اور
راہِ راست پر سمجھ سکتے ہیں یا وہ کذاب اور اجماع کا چھوڑنے والا اور ملحد اور دجال ہے۔ بینوا توجروا

المرقوم ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۱۵ شعبان المبارک ۱۳۱۶ھ

السائل المعتصم باللہ الاحد مرزا غلام احمد عافاہ اللہ وایّد

الجـــــــــــواب

(۱) جو شخص عقیدہ ثابتہ مسلمہ اہل سنت وجماعت سے خلاف کرے تو وہ مبتدع اور بے شک اس آیت کریمہ کے وعید کا مستحق ہے۔ قال عز من قال و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی و نصله جهنم و ساءت مصیرا۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه رواہ احمد و ابو داؤد۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی نار رواہ ابن ماجہ۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالة و ید اللہ علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی۔ اور جمہور اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ مہدی علیہ السلام اخیر زمانہ میں تشریف لاویں گے اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور اس کے ہاتھ سے دین غالب ہوگا اور ظاہر یا طنی خلافت کرے گا۔ و من خالف عن ذالك فقد ضل و اضل و من یضلل اللہ فما له من سبیل۔

حررہ عبد الحق الغزنوی تلمیذ مولوی عبد اللہ غزنوی

(۲) درباب مہدی معہود و نزول عیسیٰ بن مریم رسول اللہ و خروج دجال اکبر احادیث متواترہ وارد اند و بریں است اجماع اہل سنت وجماعت منکر احادیث متواترہ کافر و مخالف اہل سنت وجماعت مبتدع و ضال و مضل است۔ فقط۔

عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی عفی عنہ عنہما ثم امرتسری

(۳) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسا شخص جس کا ذکر سوال میں مندرج ہے مبتدع اور دائرۂ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔ کما حررہ المجیب و انا عبد اللہ الغنی ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی القاسمی عفی عنہ امرتسر

(۴) جو کچھ مولوی عبدالحق صاحب نے جواب میں لکھا ہے میرا اس سے اتفاق ہے ایسے آدمی کے ملنے والوں سے پرہیز چاہیئے و نشست برخاست ترک کرنی چاہیئے۔ وانا ابو محمد عبداللہ امرتسری

مہر *

(۵) علماء اعلام کا جواب صحیح ہے۔ بیشک شخص مذکور السوال ضال اور مضل ہے اور اہلسنت سے خارج ہے۔ فقیر غلام محمد البگوی عفاعنہ امام مسجد شاہی لاہور بقلم خود

(۶) امام مہدی علیہ و علیٰ آبائہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت میں ظہور فرمانا اور دنیا کو عدل و انصاف سے پر کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور جمہور اُمت نے اسے تسلیم کیا ہے اس امام موصوف کے تشریف لانے کا انکار صریح ضلالت اور مسلک اہلسنت والجماعت سے انحراف کرنا ہے۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاتذھب الدنیا حتی یملك العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی رواہ الترمذی و ابو داود و روایۃ لہ قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلك الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا منی او من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا۔ مشکوٰۃ شریف۔ قال العلامۃ التفتازانی فی المقاصد قد وردت الاحادیث الصحیحۃ فی ظہور امام من ولد فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا یملأ الدنیا قسطاً و عدلاً کما ملئت جورا و ظلما۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ (پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و پریسیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور و سکرٹری انجمن مستشار العلماء)

---

* یہ مہر انجمن تائید الاسلام امرتسر کی ہے جس کے ممبر تین سو کے قریب علماء و رئیس وغیرہ ہیں۔ منہ *

(۷) یہ شخص مذکور سوال مفتری کذاب و ضال و مضل و خارج اہلسنت سے ہے ۔ الراقم سید محمد نذیر حسین دہلوی بقلم خود

(۸) الجواب صحیح و صواب (۹) صح الجواب

محمد یعقوب | حمزہ المفتری الدہلوی غفر اللہ القوی | سید محمد عبد السلام غفرلہ | سید محمد نذیر حسین | سید محمد ابو الحسن

(۱۰) جو عقیدہ خلاف اہلسنت والجماعت ہو وہ اہل اسلام کے نزدیک کس طرح معتبر ہو سکتا ہے۔

فقیر حشمت علی عفی اللہ عنہ

مہر | محمد عبد الغفار ابو السلار | ابو الحسن محمد اسمٰعیل | خلیل الرحمٰن المنان غفرلہ | مہر

(۱۱) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے اور احادیث نبوی صلعم کا منکر ہے۔ فقط

العبد الضعیف محمد وصیت علی مدرس مدرسہ حسین بخش صاحب [محمد وصیت علی]

(۱۲) اصاب من اجاب ۔ محمد شاہ عفا عنہ [محمد شاہ عفی عنہ]

(۱۳) جو شخص کہ احادیث صحیحہ سے اور اجماع سے انکار کرے اس کی ضلالت اور گمراہی میں کچھ شک نہیں کیونکہ سینکڑوں حدیثوں سے امام مہدی علیہ السلام کا آنا اخیر زمانہ میں ثابت ہے اور یہ شخص کذاب اور دجال ہے۔ فقط محمد یونس

مدرس مدرسہ مولوی عبد الواحد صاحب۔ [محمد یونس]

(۱۴) الجواب صحیح۔ فتح محمد مدرس مدرسہ فتحپوری [فتح محمد]

(۱۵) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔ عبد الغفور مدرس مدرسہ حسین بخش [عبد الغفور]

(۱۶) جو شخص حضرت مہدی علیہ السلام کے وجود با جود کا انکار کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے ایسے مغشوش الرائے یاوہ گو عبد الدنیا کے کلام کا اعتبار نہیں۔ ایسا شخص منکر احادیث نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کا مقام نار ہے محمد عبد الغنی الہ آبادی مدرس مدرسہ فتحپوری

(۱۷) واقعی یہ شخص مخالف حدیث نبوی کے عقیدہ رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا مکان بلا شک

نار ہے کیونکہ یہ فعل اہل بدعت کا ہے۔ محمد ہدایت اللہ عفی عنہ فلتی علاقہ کانپور مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

(۱۸) جو شخص امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرتا ہے وہ گمراہ ہے اور احادیث صحاح کا منکر ہے مثلاً ترمذی وغیرہ میں یہ حدیثیں موجود ہیں۔ عبداللہ خاں بچھرایونی بقلم خود [مہر]

(۱۹) الجواب الصحیح واقعی حدیث نبوی صلعم کا منکر ہے اور ایسے عقیدہ کا شخص کذاب لوگوں میں سے ہے۔ فقط

مولوی محمد عبدالرزاق خلف حاجی خدابخش المتخلص ناچیز ساکن قصبہ خورجہ ضلع بلند شہر

(۲۰) الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق معلوم ہو کہ انکار ظہور امام مہدی سے جیسے احادیث میں ہے اور سلفاً وخلفاً اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے صرف ضلالت اور گمراہی ہے۔ اور یہ انکار کسی دجال کا کام ہے۔ فقط۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

دستخط الراقم عبدالعزیز عفی عنہ لودیانوی

(۲۱) از بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند

مسیح موعود کا آنا اور مہدی موعود کا آنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ ابوداؤد میں ان الفاظ سے وارد ہوا لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث رجلاً منی او من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً انتھی۔ پس جو شخص اس سے منکر ہے وہ مخالف عقیدہ سنت جماعت اور خاطی ہے اس کو ہرگز متبع سنت نہ جاننا چاہئیے۔ فقط۔ واللہ اعلم

رشید احمد

مورخہ ۱۸ر شعبان سنہ ۱۳۱۶ ہجری

(مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان) ۸ر جنوری ۱۸۹۹ء

تصاویر

اشتہار واجب الاظہار

(۲۰۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

جس سے علماء پنجاب ہندوستان دینی و اخلاقی فائدہ حاصل کرسکتے ہیں

اے علماء پنجاب و ہندوستان خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حالات پر رحم کرے۔ آپ کو معلوم ہو کہ اس وقت اس خدا نے جو سچائی کو پسند کرتا اور نفاق اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہے۔ آپ لوگوں کے لئے عمدہ موقعہ دیا ہے کہ آپ اس فتوے پر نظر کرکے جو آپ نے ۱۰ رشعبان ۱۳۱۶ھ کے استفتاء کے پیش ہونے کے وقت دیا ہے آیندہ اس طریق کو اختیار کریں جو تقویٰ اور دیانت اور امانت کے مناسب حال ہے۔

اس امر کی تفصیل یہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعت السنۃ جو آپ لوگوں کا سرگروہ کہلاتا ہے کئی سال سے مجھے مہدی معہود کا منکر قرار دے کر کیسی بدگوئی اور بدزبانی کی کلاہ میری مذمت کر رہا ہے یہانتک کہ اب اس نے گالیوں اور طرح طرح کے افتراؤں اور تہمتوں کو انتہا تک پہنچا دیا اور میری توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا اور ایک شخص محمد بخش جعفر زٹلی نام کو کئی قسم کی طمع دے کر اس بات کے لئے مقرر کیا کہ وہ اس بات کا برابر سلسلہ جاری رکھے کہ طرح طرح کے گندے اشتہار گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت جاری کرے۔ پس بے ترتی

اور توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوشش کی گئی اور اب تک برابر بلاناغہ یہ سلسلہ جاری رہا اور بار بار اشتہاروں اور خطوط کے ذریعہ سے مباہلہ کی درخواست بھی کی گئی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ ناپاک کارروائی محمد حسین اور اس کے رفیقوں کی کسی فتنہ کی موجب نہ ہو اور میرے گروہ کو اس سے اشتعال پیدا نہ ہو اس لئے میں نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ میں میموریل بھیجنے کی صلاح دی تاکہ گورنمنٹ کی طرف سے انتظاماً اس گندی کارروائی کے انسداد کے لئے کوئی حکم جاری ہو اور اس طرح پر ایک مظلوم فرقہ اپنا انصاف پاکر خاموشی اختیار رکھے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے اس میموریل کا صرف اس قدر جواب آیا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرنی چاہیئے اور اس جواب کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد حسین اور اس کے رفیق محمد بخش نے اپنی بدگوئی کے اشتہار شائع کرنے میں اور بھی ترقی کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عدالتوں میں نالش کرنا ہمارا طریق نہیں ہے۔ سو انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی اور گندہ زبانی سے میری نسبت گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہار شائع کرنے شروع کر دیئے اور اس پر جعفر زٹلی محمد حسین کی ایما سے مباہلہ پر بھی زور دیتا رہا۔ چنانچہ کئی اشتہار مباہلہ کے لئے بھیجے اور ہمارے دل کو بار بار دکھایا۔ چونکہ ان فتنہ انگیز تحریروں کے بداثر کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے ان فتنوں کے روکنے کی غرض سے یہ مصلحت سمجھی کہ مباہلہ کے طور پر نہایت نرم الفاظ میں ایک اشتہار لکھوں۔ سو میں نے ایک اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع کیا۔ اس اشتہار کا خلاصہ مطلب صرف ایک دعا تھی یعنی یہ کہ ہم دونوں فریق میں سے جو ظالم ہے خدا اس کو ذلیل کرے۔ اور اس دعا پر ایک الہام ہوا تھا جس میں ارادہ الٰہی ان الفاظ سے بتلایا گیا تھا کہ جزاء سیئۃ بمثلھا و ترھقھم ذلّۃ۔ یعنی جس فریق ظالم کی طرف سے فریق مظلوم کو کوئی بدی پہنچی ہے اسی قسم کی بدی فریق ظالم کو پہنچے گی۔ سو یہ پیشگوئی محمد حسین کے حق میں بہت جلدی پوری ہو گئی کیونکہ پیشگوئی کا اصل مطلب اس شخص کو ذلّت پہنچانا تھا جو کاذب اور ظالم ہو۔ اور الہام الٰہی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اسی قسم کی ذلّت اس کو پہنچے گی جو اس نے پہنچائی ہو۔ سو یہ الہام کامل طور پر ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء کو پورا ہو گیا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے بعد تاریخ مذکورہ میں محمد حسین کی یہ ایک خیانت آمیز کارروائی پکڑی گئی کہ اس نے محض دروغگوئی کی راہ سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ یقین

دلایا کہ وہ اس مہدی کے آنے کا منکر ہے جو بنی فاطمہ میں سے آئے گا اور کافروں سے لڑے گا۔
اور اس بارے میں زمین کی طمع کے لئے ایک تحریر انگریزی میں ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء کو شائع کی اور
اس میں گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتلایا کہ میں مہدی کے آنے کی تمام حدیثیں غلط سمجھتا ہوں اور
پہلے سے گورنمنٹ کو یہ دھوکہ بھی دے رکھا کہ میں اہلِ حدیث کا سرگروہ ہوں یعنی میرا اور ان کا
ایک عقیدہ ہے اور ادھر پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کو یوں خراب کیا کہ ان کو بار بار یہی
سبق دیا کہ مہدی معہود ضرور آئے گا اور وہ خلیفہ وقت اور صاحب السیف والامر ہوگا اور بار بار
ان کو یہی کہتا رہا کہ میرا اور تمہارا مہدی کے بارے میں عقیدہ ایک ہے اور میں اس مہدی کا قائل ہوں
جو تلوار کے ساتھ دین کو پھیلائے گا اور خلیفۃ المسلمین ہوگا اور اسی بناء پر اس نے میری تکفیر کے لئے استفتاء
طیار کر کے شورِ قیامت برپا کیا سو جب مولوی محمد حسین کا اس قسم کا رسالہ مجھے دستیاب ہوا تو اسی وقت میں
نے سمجھ لیا کہ اب اس بناء پر پیشگوئی اشتہار مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کامل طور پر پوری ہو گئی۔ تب میں نے
بلاتوقف اسی تاریخ یعنی ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو ایک استفتاء لکھا اور علماء پنجاب اور ہندوستان سے یہ فتویٰ
طلب کیا کہ ایسا شخص جو مہدی کے وجود سے منکر ہے اس کے حق میں تمہارا کیا فتویٰ ہے سو نذیر حسین
دہلوی اس کے اُستاد نے جیسا کہ مجھے کذاب دجال مفتری لکھا تھا ایسا ہی بلاتوقف محمد حسین کی نسبت فتویٰ
دے دیا کہ وہ کذاب دجّال مفتری ہے اور مولوی عبدالجبار غزنوی نے اس کی نسبت ۴۳
۴۳ یہ فتویٰ دیا کہ وہ کافر اور گمراہ اور ضال مضل ہے اور عبدالحق غزنوی نے اپنے فتویٰ میں اس کو
جہنمی بدعتی گمراہ ٹھیرایا اور مولوی احمد اللہ امرتسری نے اپنے فتویٰ میں عبدالحق سے اتفاق کیا مگر اتنا
زیادہ لکھا کہ ایسے گمراہ کے ساتھ میل ملاقات اور نشست برخاست جائز نہیں۔ لدھیانہ اور لاہور کے
مولویوں نے بھی ان فتووں سے اتفاق کیا اور مولوی عبداللہ صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے
بڑے شدومد سے حدیثوں کے حوالہ سے اس خیانت پیشہ کی خبر لی اور مولوی عبدالعزیز لدھیانوی
اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد یعقوب دہلوی اور دیگر علماء نامدار نے جیسا کہ ایسے شخص کی
سزا تھی بڑی شدومد سے فتوے لکھے اور تمام علماء کے فتووں کا خلاصہ یہی ہے کہ انہوں نے کہا کہ
خیانت پیشہ اور مہدی معہود کے منکر کو کافر دجّال بے ایمان مفتری کذاب جہنمی دائرۂ اسلام سے

خارج گمراہ ضال مضل اور ایسا ہی دوسرے الفاظ سے یاد کیا اور اس طرح پر اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا کہ جو میں نے اشتہار مباہلہ ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی تھی۔

اب میں ان تمام مولویوں کو جنہوں نے منکر مہدی معہود کی نسبت یہ فتوے دیا ہے یہ نیک صلاح دیتا ہوں کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان پر منافقانہ طریق کا کوئی دھبہ نہ لگے اور ان کی دیانت اور امانت اور تقویٰ اور دینداری میں فرق نہ آوے تو وہ بلا توقف ایک جلسہ کر کے محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنۃ کو اس جلسہ میں بلا دیں اور اس کو صاف طور پر کہہ دیں کہ آجتک تم ہم سب پر یہ اپنا اعتقاد ظاہر کرتے رہے کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ تم اس مہدی معہود کے قائل ہو جو بنی فاطمہ میں سے آئے گا اور لڑائیاں کرے گا اور دین کو پھیلائے گا اور اب تمہاری نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم نے زمین لینے کی طمع سے گورنمنٹ کو یہ احسان جتلانا چاہا ہے کہ تم ان تمام حدیثوں کو جو مہدی معہود کے بارے میں آئی ہیں جھوٹی سمجھتے ہو اور تم نے صریح طور پر ایک انگریزی فہرست مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں مہدی کی حدیثوں کی نسبت لفظ **موضوع** لکھ کر اپنا عقیدہ انکار مہدی ظاہر کر دیا ہے۔ اب یا تو صاف طور پر اپنا توبہ نامہ چھاپ کر شائع کرو تا گورنمنٹ عالیہ کو بھی تمہارے اندرونی حالات معلوم ہوں اور یا اس بات کو مان لو کہ تم اس ہمارے فتوے کے مستحق اور اہلحدیث کے عام عقیدہ کے مخالف اور دجال اور کذاب اور ملحد اور بے دین ہو۔

غرض اب تمام علماء کا فرض ہے کہ محمد حسین سے ضرور فیصلہ کریں اور اگر وہ ایسا فیصلہ چھاپ کر شائع نہ کریں تو ان کی مولویت اور تقویٰ اور طہارت کا یہی نمونہ کافی ہے کہ وہ فتوے جس کو انہوں نے اپنی قلم سے لکھا اب بعض نفسانی مصالح سے اس کے پابند رہنا نہیں چاہتے اور جس کو اپنے فتووں میں کافر اور بے دین اور کذاب اور دجال اور مفتری قرار دیا اور اس سے کنارہ کرنے کا بھی حکم دیا پھر اس سے مخالطت اور موانست رکھتے ہیں۔ یہ کس قدر بدچلنی اور بددیانتی اور ناپاکی نفس کا طریق ہوگا کہ جب میں نے ایسے مہدی سے انکار کیا تو مجھے کافر اور دجال ٹھیرانے میں ابتک برابر کوششیں ہو رہی ہیں اور جب محمد حسین نے نفسانی طمع کے لئے ایسے مہدی سے انکار کیا تو اس کے ساتھ برابر میل ملاقات

جاری کا رہے۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ میں منافقوں اور کافروں کو ایک ہی جگہ جمع کروں گا۔

پس اب آپ لوگوں کو ڈرنا چاہیئے کہ اس فتویٰ کے بعد خاموشی اختیار کر کے منافقوں کے ذیل میں نہ آجائیں۔ وقال اللہ تعالیٰ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ اگر ممکن ہو تو محمد حسین کا دامن اس الزام سے اسی کے صریح اقرار سے پاک کرنا چاہیئے۔ ورنہ باآواز بلند اپنے فتوے کی جابجا اشاعت کرنی چاہیئے۔ خاص کر مولوی نذیر حسین دہلوی کہ اب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں بڑے الزام کے نیچے ہیں کیونکہ انہوں نے اس استفتاء میں موٹی قلم سے یہ فتویٰ دے دیا ہے کہ ایسا شخص مفتری کذاب اور دائرہ اہل سنت سے خارج ہے۔ اب چاہیئے کہ وہ اس فتوے کے بعد محمد حسین اپنے شاگرد سے پورا فیصلہ کریں۔ یا اس سے توبہ نامہ لیں اور شائع کریں اور یا اس کا وہ عقیدہ جو اہل حدیث کا اجماعی عقیدہ ہے اس کی قلم سے لکھوا کر شائع کرا دیں تا گورنمنٹ بھی اُس کے منافقانہ حالات سے دھوکہ میں نہ رہے۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو اپنے فتوے کو اس کی نسبت عام طور پر شائع کر دیں۔ اور اگر ایسا نہ کریں تو پھر یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جا دیں گے۔

بالآخر ہم مردانہ طور پر اپنا اعتقاد ظاہر کرتے ہیں کہ یہ خیالات ان تمام مولویوں کے کہ خونی مہدی کسی وقت آنے والا ہے جو بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور وہ جبر کے ساتھ دین کو غالب کرے گا اور خلیفہ یعنی بادشاہ ہوگا بالکل لغو اور باطل اور جھوٹا عقیدہ ہے جو قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ثابت ہے کہ ایسے زمانہ میں جبکہ خدا تعالےٰ کی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی۔ اور غفلت پھیل جائے گی۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اخلاق پر اور بروزی طور پر ایک شخص آئے گا جو نہ لڑے گا اور نہ خونریزی کرے گا اور نہ زمین کی بادشاہی اور خلافت ظاہری سے اس کو کچھ سروکار ہوگا۔ اور محض روحانی طور پر سچے دین کی دلائل اور نشانوں کے ساتھ مدد کرے گا اور نیک دل اور غریب طبع انسان اس کے ساتھ شامل ہو جاویں گے۔ سو یاد رکھو کہ یہ پیشگوئی تمہارے ملک میں پوری ہو گئی۔ اب

کسی خونی مہدی کی انتظار عبث ہے۔ دلوں کو صاف کرو اور نفسانی جوشوں کے تابعدار مت ہو اور سچائی کے ساتھ اور علمی طاقت کے ساتھ اور رُوحانی برکتوں کے ساتھ دین کی مدد کرو نہ یہ کہ تلوار کے زمانہ کی انتظار کرو۔ اس دین میں کیا خوبی ہو سکتی ہے جو اپنی ترقی میں تلوار کا محتاج ہے؟ سو یقیناً سمجھو کہ اسلام تلوار کا محتاج نہیں۔ اسلام اُسی خدا کی طرف ہدایت کرتا ہے جو زمین و آسمان کے دیکھنے سے بھی اس کا موجود ہونا ثابت ہوتا ہے۔

سو ایسے خیالات سے توبہ کرو اور رُوحانیت کے طالب ہو تا تمہارے دل روشن اور پاک ہوں اور تا ہر ایک قسم کا فساد اور فتنہ تم سے دُور ہو اور تا تم پاک دل ہو کر اس خدا کو دیکھ سکو جو بغیر حقیقی پاکیزگی کے نظر نہیں آسکتا۔

یہی راہ خدا کے پانے کی راہ ہے۔ خدا
ہر ایک کو اس کی
توفیق دے
آمین

الراقم الناصح میرزا غلام احمد از قادیان

۱۲ جنوری ۱۸۹۹ء

ضمیمہ اشتہار ہذا

مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۹۹ء

مضمون کی فہرست انگریزی مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۸ء کا عنوان یہ ہے۔

The following is a list of articles in the Ishat-us-Sunnah wherein the

illegality of rebellion against or opposition to the Govt. and the true nature of Jehad (Crescentade) is explained.

ترجمہ۔ ذیل میں فہرست اُن مضامین اشاعت السنۃ کی ہے جن میں گورنمنٹ کی مخالفت اور اس کے برخلاف بغاوت کا ناجائز ہونا اور جہاد کی اصل حقیقت کو بیان کیا ہے۔

اس کے بعد شیخ محمد حسین ایک ایک دو دو سطر میں نتیجہ اور لُب لباب ان مضامین کا دیتا ہے جو اس نے مذکورہ بالا غرض کے لئے سنہ ۱۸۶۹ء سے لے کر سنہ ۱۸۹۶ء تک لکھے۔ ان ہی مضامین میں وہ مہدی کے متعلق مضامین کا ذکر کرتا ہے جن کا وہ لب لباب صفحہ ۵ میں اس طرح پر درج کرتا ہے

Criticism of traditions regarding the Mehdi and arguments showing their incorrectness.

ترجمہ۔ ان حدیثوں پر جرح کی گئی ہے جو مہدی کے متعلق ہیں اور دلائل دیئے گئے ہیں جن سے ان حدیثوں کا غلط اور نادرست ہونا ثابت ہوتا ہے۔

Questioning the authenticity of traditions describing the signs of the Mehdi.

ترجمہ جن حدیثوں میں مہدی کی علامات دکھائی ہیں اُن کے غیر وضعی ہونے پر شُبہ ہے۔

اس فہرست کے عنوان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صرف وہی مضمون درج کرنے منظور ہیں کہ جن کے ذریعہ سے محمد حسین نے اہل اسلام کے دلوں سے گورنمنٹ کے برخلاف مخالفانہ اور باغیانہ خیالات کو دور کرنا چاہا ہے ایسی فہرست میں ۱۰ ویں مضمون متعلق مہدی کا ذکر کیا اور اس کا لب لباب دیتا کہ وہ سب احادیث جو مہدی کے متعلق ہیں وہ غلط اور نادرست اور بے اصل اور وضعی ہیں۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ محمد حسین مہدی کے متعلق احادیث ماننے والوں کو گورنمنٹ

کا مخالف اور باغیانہ خیال رکھنے والا سمجھتا ہے ورنہ مہدی کی حدیثوں کو غلط اور موضوع قرار دے کر ان کو اس فہرست میں درج کرنے سے اور کیا غرض ہو سکتی ہے۔ اس کے نزدیک مہدی پر ایمان گورنمنٹ کی نگاہ میں ایک باغیانہ خیال ہے جس کی تردید اس نے اس طرح سے کر دی ہے۔

بالآخر ہم ان لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں جیسے مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری وغیرہ کہ جو محمد حسین کو ہماری مخالفت کرنے پر یہ سمجھتے تھے کہ اس نے انکار مہدی سے رجوع کر لیا ہے۔ وہ یقین رکھیں کہ وہ اندرونی طور سے ہمیشہ مہدی کا منکر رہا ہے۔ ورنہ وہ آج اس فہرست میں گورنمنٹ کے آگے ان حدیثوں کا غلط ہونا ظاہر نہ کرتا۔ منہ

---

(۲۰۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پنجاب اور ہندوستان کے اُن مولویوں کی ایمانداری کا نمونہ جنہوں نے میری نسبت کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ خاص کر مولوی نذیر حسین دہلوی استاد شیخ ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے تقویٰ اور دیانتداری کی حقیقت اور ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعت السنہ کا گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو صریح جھوٹ بول کر سخت دھوکہ دینا اور اُس کی اور اُس کے گروہ کی اس قابلِ شرم کارروائی پر اُس میری پیشگوئی کا

پورا ہونا جو اشتہار ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی گئی تھی۔

یعنے یہ پیشگوئی کہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترھقھم ذلۃ۔ مالھم من اللہ من عاصم۔ یعنی فریق ظالم کو اُسی قسم کی ذلّت پہنچے گی جو اس نے فریق مظلوم کو پہنچائی ہو۔

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد   کہ از بہرِ دنیا دہد دیں بباد

اس بات سے تو ہم کو بہت خوشی ہوئی کہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور عبد الجبار غزنوی اور عبد الحق غزنوی اور رشید احمد گنگوہی اور دوسرے علماء ان کے ہم مشربوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ کو جس نے مہدی خونی کے آنے کی نسبت حضور گورنمنٹ عالیہ میں اپنا انکار ظاہر کیا بوجہ اس کے اس عقیدہ کے اس کو کذّاب اور مفتری اور دجّال اور کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اپنے فتوؤں میں لکھا اور اس طرح پر اس کو ذلیل کر کے ہماری وہ پیشگوئی پوری کی جو اشتہار مباہلہ ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی گئی تھی اور نیز ان احادیث نبویہ کو بھی پورا کیا جو آخری زمانہ کے مولویوں کے بارے میں ہیں اور اپنے طریق عمل سے ان کی صحت پر گواہی دے دی۔ مگر اس دوسری بات کے خیال کرنے سے ہمیں رنج بھی ہوا کہ ان لوگوں کے یہ فتوے دیانت اور ایمانداری پر مبنی نہیں بلکہ یہود کے علماء کی طرح اپنی نفسانی اغراض اور تعصبات اور کینہ وری پر مبنی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہی کارروائی ان کے حالات باطنی پر کافی گواہ ہے جو ہمارے استفتار مورخہ ۲۹؍ دسمبر ۱۸۹۸ء میں ان سے ظہور میں آئی۔ ان سے یہ فتویٰ طلب کیا گیا تھا کہ اس شخص کی نسبت آپ لوگ کیا فرماتے ہیں جو اس مہدی کے آنے کا منکر ہو جس کی نسبت آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خلیفہ ہوگا اور بذریعہ لڑائیوں کے دین کو غالب کرے گا تو ان مولویوں نے اپنے دلوں میں یہ خیال کر کے کہ ایسے اعتقاد کا پابند تو یہی شخص یعنی یہ عاجز ہے محض شرارت کی راہ سے یہ تجویز کی کہ آؤ اب بھی اس فتوے کے رو سے اس کو کافر اور دجّال اور مفتری قرار

دیں۔ تب فی الفور یہ گندے اور پلید فتوے لکھ مارے اور اگر ان کو پہلے سے خبر ہوتی کہ یہ استفتاء شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ کے لئے لکھا گیا ہے تو ہرگز یہ فتوے نہ دیتے۔ اب اس حقیقت کو سُن کر کہ وہ شخص جس کی نسبت فتویٰ طلب کیا گیا تھا ان کا دلی دوست محمد حسین ہے جس قدر ان کو ندامت ہوگی اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہی علماء دین اور حامیانِ شرع متین ہیں جن کی دیانت پر لوگ بھروسہ کئے بیٹھے ہیں اور جن کی نسبت عوام خیال کرتے ہیں کہ وہ دین کے پیشوا اور دیندار بلکہ شیخ الکل ہیں۔ اب خدائے غیور کی غیرت نے ان سب کے پردے پھاڑ دیئے۔ خدا کے الہام میں ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ شاھت الوجوہ سو پورا ہو گیا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ کی بعض خفیہ تحریریں ہمارے ہاتھ آگئی ہیں جن میں وہ گورنمنٹ کے سامنے زمین لینے کی طمع سے یہ بیان کرتا ہے کہ جس مہدی قریشی کی لوگوں کو انتظار ہے جو اُن کے زعم میں خلیفہ ظاہر و باطن ہوگا اس مہدی کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور غلط اور نادرست ہیں یعنی مَیں ان کو نہیں مانتا **دیکھو محمد حسین کی فہرست انگریزی مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء** جس کو ابھی محمد حسین نے پوشیدہ طور پر شایع کیا ہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ جتلانا چاہا ہے کہ مَیں اس مہدی کے آنے سے منکر ہوں۔ سو محمد حسین کا یہ وہ عقیدہ ہے جس کے لئے ان مولویوں سے فتویٰ طلب کیا گیا تھا اور انہوں نے اس عقیدہ والے کو کافر اور کذّاب اور دجّال اور مفتری قرار دیا۔ اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پُورا کیا۔ محمد حسین نے نہایت پوشیدہ طور پر یہ اپنا عقیدہ گورنمنٹ پر ظاہر کیا تھا مگر خدا نے اس کا پردہ پھاڑا۔ یہ شخص یعنی محمد حسین دوسرے مولویوں کو یہی کہتا رہا ہے کہ مَیں تمہارا ہی ہم عقیدہ ہوں اور گورنمنٹ پر یہ ظاہر کرتا رہا کہ مَیں ان حدیثوں کو نہیں مانتا۔ اور ظاہر ہے کہ دو مختلف اور متناقض عقیدے ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ لہذا یقیناً یہی سچ ہے کہ جو عقیدہ اس نے اب انگریزی رسالہ میں گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کیا ہے۔ یہی اس کا عقیدہ ہے۔ سو اس کے رو سے کفر کا فتویٰ اس پر لگ گیا۔ کیونکہ جب کہ محمد حسین کے نزدیک

وہ تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے متعلق ہیں، موضوع اور غلط اور جھوٹی ہیں جیسا کہ وہ بطور احسان نمائی کے گورنمنٹ برطانیہ پر ظاہر کرتا ہے تو بلاشبہ اس منافق کا یہی مذہب ہے کہ ایسا مہدی ہرگز نہیں آنے گا۔ تو اس صورت میں ان مولویوں کا یہ فتویٰ اس پر بلاشبہ وارد ہو گیا کہ وہ کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن ایک قلمی تحریر جو مولوی احمد اللہ امرتسری سے میرے ایک دوست کو ملی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فہرست انگریزی سے پہلے مولوی محمد حسین نے مولوی احمد اللہ کے آگے ایک تقریب پر اشارۃً یہ ظاہر کر دیا تھا جس سے یہی معنے نکلتے تھے کہ اب میں نے اعتقاد انکار مہدی سے رجوع کر لیا ہے*۔ یہ تحریر جو مولوی احمد اللہ صاحب سے ملی ہے ثابت کرتی ہے کہ یہ شخص بہت ہی فریبی اور دھوکہ دہ آدمی ہے۔ کیونکہ اس رجوع کے بعد پھر اس نے وہی اعتقاد انکار مہدی گورنمنٹ پر ظاہر کیا اور ثابت ہوا کہ یہ تمام تحریریں گورنمنٹ انگریزی کو دھوکہ دینے کے لئے اس نے شائع کی ہیں اس خیال سے کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو خطرناک سمجھتی ہے جو ایسے مہدی کے آنے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ پس بلاشبہ اس نے یہ سخت فریب کی کارروائی کی ہے اور یہ ان شریف اور نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے جن کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔ ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ بلاشبہ سچا اور صحیح اعتقاد یہی ہے کہ ایسے مہدی کے آنے کی نسبت کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچتی اور جس قدر صحاح ستہ میں حدیثیں لکھی گئی ہیں ان میں سے کوئی بھی جرح سے خالی نہیں۔ اور اگر جاہل اور بے وقوف اور خائن اور نام کے مولوی جو دیانت اور ایمانداری اور راست گوئی سے خالی ہیں۔ ایسی مجروح اور

* اس جگہ ہم رقعہ دستخطی مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو اطلاع ناظرین کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں جس میں مولوی احمد اللہ صاحب نے محمد حسین کے اعتقاد مہدی کی نسبت بدظن ہو کر اس سے دریافت کیا تھا۔ وہ رقعہ یہ ہے۔

"ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ کے مطابق ہر منی۔ میرے سامنے مولوی محمد حسین صاحب نے میرے پاس صاف ظاہر کیا کہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا معتقد ہوں (یعنی اب معتقد ہو گیا ہوں) مانتا ہوں جو وہ

مردود حدیثوں کے ردّ کرنے والے اور ایسے مہدی کے منکر کی نسبت کافر اور دجّال اور کذّاب اور مفتری ہونے کا فتویٰ دیں جیسا کہ نذیر حسین اور عبد الجبار اور رشید احمد اور عبد الحق وغیرہ نے فتویٰ دیا تو یہ فتویٰ محض بددیانتی کی راہ سے ہے۔ لیکن محمد حسین نے جس پیمانہ سے ہمیں ناپ کر دیا تھا خدا نے وہی پیمانہ اس کی ذلّت کے لئے اس کے آگے رکھا تا الہام جزاء سیئۃ بمثلھا کامل طور پر پورا ہو جائے۔ غرض محمد حسین کو صرف یہی سزا نہیں ملی کہ اس کے دوستوں نے ہی اس کا نام کافر اور دجّال رکھا بلکہ جس تعدّی اور زیادتی کے ساتھ میری نسبت اس نے فتوے دلائے تھے۔ اسی طرح فتویٰ دینے والوں نے اس کے ساتھ بھی اپنے فتووں میں تعدّی اور زیادتی کی تا دونوں پہلو سے مثل کی شرط پوری ہو جائے جو الہام جزاء سیئۃ بمثلھا میں پائی جاتی تھی۔

اب ان مولویوں کے لئے جنہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ مہدی معہود کا انکار کرنے والا کافر اور دجّال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، بہتر طریق یہ ہے کہ ایک جلسہ کر کے اس جلسہ میں محمد حسین کو طلب کریں۔ پھر اگر وہ صاف طور پر اقرار کرے کہ وہ بھی اس خونی مہدی کے آنے کا منتظر ہے جو اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلائے گا تو اس کی دستخطی تحریر لے کر چھپوا دیں اور یاد رکھیں کہ وہ ہرگز ایسی تحریر نہیں دے گا اگرچہ یہ لوگ اس کو ذبح کر دیں کیونکہ یہ اس کے دنیوی مقاصد کے برخلاف ہے۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو پھر گورنمنٹ کو کیا منہ دکھا دے۔ ابھی تو وہ لکھ چکا ہے کہ وہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں تو پھر اب ان کو صحیح کیونکر بنا دے۔ لہذا ممکن نہیں کہ ایسا کرے۔ پس اگر یہ علماء جو اس کو کافر اور دجّال اور مفتری اور جہنمی ٹھہرا چکے ہیں بغیر ایسی تحریر شائع کرانے کے اس سے اختلاط رکھیں اور حسب منشاء اپنے فتووں کے اس کو کافر اور دجّال اور کذّاب اور مفتری نہ سمجھیں اور اس کی ملاقات سے پرہیز نہ کریں تو پھر یہ خود دجّال اور مفتری ہیں۔ لیکن ہم نہایت نیک نیتی سے گورنمنٹ عالیہ کو اس بات کی طرف توجہ دیتے ہیں کہ وہ محمد حسین کے چال چلن سے خبردار رہے اور اس وقت تک اس کی حالت کو قابل اعتماد نہ سمجھے جب تک وہ

ان مولویوں سے جو ایسے خطرناک مہدی کے منتظر ہیں بکلی علیحدگی اختیار نہ کرے۔ گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ کیسا ان لوگوں کا خطرناک عقیدہ ہے کہ ایسے خونی مہدی کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں اور کذاب اور دجال اور مفتری نام رکھتے ہیں۔ اور مَیں گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ محمد حسین مذکور کا یہ کہنا کہ مَیں ایسے مہدی کے آنے کا قائل نہیں اور مَیں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا بالکل منافقانہ پیرایہ میں ہے اور وہ انکار مہدی میں سراسر منافقانہ طریق اختیار کرتا اور گورنمنٹ کو دھوکا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ دیکھ لے گی کہ یہ فتویٰ جو **منکر مہدی** کی نسبت مولویوں نے لکھا ہے یہ محمد حسین کی نسبت ہرگز جاری نہیں کیا جاوے گا کیونکہ وہ درپردہ فی الفور اون کو کہہ دے گا کہ مَیں اس خونی مہدی کے آنے کا قائل ہوں۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس قدر اختلاف کے ساتھ کہ وہ مہدی کے آنے سے انکاری ہو اور وہ لوگ اس کو کافر اور دجال کہیں اور مفتری اور کذاب اور جہنمی اس کا نام رکھیں اور پھر ان کا باہمی میل ملاقات جاری رہے بجز اس صورت کے کہ درپردہ ایک ہی اعتقاد پر متفق ہوں۔ وہ تو فتوے میں یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ ایسے آدمی کے ساتھ کہ اس خونی مہدی کے آنے کا منتظر نہیں میل ملاقات ہرگز جائز نہیں کیونکہ وہ کافر ہے۔

غرض اب اگر اس کے بعد مولوی محمد حسین کے تعلقات ان مولویوں کے ساتھ قائم نہ رہے اور میل ملاقات سب ترک ہو گیا اور ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے تب تو اس بات کو مان لیا جائے گا کہ محمد حسین کا گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یہ ظاہر کرنا کہ مَیں اس مہدی کا آنا نہیں مانتا جو بزعم اہلحدیث خلیفہ اور بادشاہ ہو کر آئے گا اور سخت لڑائیاں کرے گا درست اور صحیح ہے۔ لیکن اگر محمد حسین مذکور کا میل ملاقات ان فتویٰ دینے والوں سے موقوف نہ ہوا۔ اور بدستور باہم شیر و شکر رہے تو پھر گورنمنٹ عالیہ کو قطعی اور یقینی طور پر سمجھنا چاہیئے کہ ان کے باہمی تعلقات قائم ہیں اور یہ سب اس خونی مہدی کے منتظر ہیں۔

اور عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے ان مولویوں کے ایسے چال چلن پر غور کریں کہ یہ ان کے کشتی بان کہلاتے ہیں اور سوچیں کہ کیا ایسے لوگوں کی پیروی کر کے کسی نیکی کی

امید ہو سکتی ہے۔ اب ذرا فتویٰ ہاتھ میں لے کر نذیر حسین کو پوچھیں کہ کیا ہم محمد حسین کو کذّاب دجّال، مفتری کہیں؟ پھر عبدالجبار غزنوی کے پاس جائیں اور اس سے دریافت کریں کہ کیا آپ کے فتویٰ کے مطابق محمد حسین کو ہم کافر قرار دیں؟ اور پھر عبدالحق غزنوی کو بھی اسی جگہ مل لیں اور اس سے پوچھیں کہ کیا تمہارے فتویٰ کے رُو سے ہم محمد حسین کو جہنّمی اور ناری کہا کریں۔ اور پھر ذرا تکلیف اُٹھا کر اسی جگہ امرتسر میں مولوی احمداللہ صاحب کے پاس جائیں اور ان سے دریافت کریں کہ کیا یہ سچ ہے کہ آپ کا فتویٰ عبدالحق کے فتویٰ کے مطابق ہے؟ کیا ہم آئندہ محمد حسین کو جہنّمی کہا کریں اور ہم آئندہ اس کی ملاقات چھوڑ دیں؟

اے مسلمانو! یقیناً سمجھو کہ یہ وہی مولوی ہیں جن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے۔ تم ان کو اسی نمونہ سے شناخت کر لو گے کہ بعد اس کے جو انہوں نے شیخ محمد حسین ایڈیٹر اشاعت السنہ کو کافر اور دجّال اور مفتری اور جہنّمی قرار دیا۔ پھر کیا حقیقت میں اس کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یا وہ صرف دکھانے کے دانت تھے۔

اب مَیں وہ استفتاء[1] جس پر ایسے شخص کے کافر اور دجّال ہونے کی نسبت مولویوں نے فتوے لکھے ہیں گورنمنٹ عالیہ کے گوش گذار کرنے کے لئے ذیل میں لکھتا ہوں تاکہ گورنمنٹ کو یاد رہے کہ یہ لوگ ان خیالات کے آدمی ہیں۔ فقط

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۷؍جنوری ۱۸۹۹ء

---

[1] یہ فتویٰ جلد ہذا کے صفحہ ۹۹ پر درج ہو چکا ہے اس لئے دوبارہ نقل نہیں کیا گیا (المرتب)

(۲۰۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

نقل اس ڈیفنس کی جو انگریزی میں چھاپا گیا

مَیں عدالت میں اپنی بریّت ثابت کرنے کے لئے بطور ڈیفنس یہ عریضہ لکھتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ اگر تمام واقعات کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو اس الزام سے جو مجھ پر لگایا جاتا ہے میرا بری ہونا صاف طور پر کُھل جائے گا۔

مَیں سب سے اوّل اس بات کو پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مَیں نے اپنے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں کوئی ایسی پیشگوئی نہیں کی جس سے محمد حسین یا اس کے کسی اَور شریک کی جان یا مال یا عزّت کو خطرہ میں ڈالا ہو یا خطرہ میں ڈالنے کا ارادہ کیا ہو۔ میرا اشتہار مباہلہ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جو فریق مخالف کی کئی چھپی ہوئی درخواست مباہلہ اور کئی قلمی خطوط طلبی مباہلہ کے بعد لکھا گیا اور ایسا ہی دوسرا اشتہار جو ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع ہوا۔ یہ دونوں اشتہار صاف طور پر بتلا رہے ہیں کہ اس پیشگوئی میں یعنی جو عربی الہام مندرجہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں ذلّت کا لفظ ہے اس سے فریق کاذب کی **ذلّت** مراد ہے۔ اور ذلّت بھی اس قسم کی ذلّت جو فریق کاذب نے دوسرے فریق کو بذریعہ اپنے کسی فعل کے پہنچائی ہو۔ یہ اس الہامی فقرہ کی تشریح ہے جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں درج ہے۔ یعنی یہ فقرہ کہ جزاء سیّئۃ بمثلھا و ترھقھم ذلّۃ جس کے لفظی معنے یہی ہیں کہ بدی کی سزا ذلّت ہے مگر اسی ذلّت کی مانند اور مشابہ جو فریق ظالم نے فریق مظلوم کو پہنچائی ہو۔ اب اگر اس الہامی فقرہ کو جو ملہم کے ارادہ اور نیّت کا ایک آئینہ ہے ایک ذرّہ تدبّر اور فکر سے سوچا جائے تو بدیہی طور پر معلوم ہوگا کہ اس فقرہ کے اس سے بڑھ کر

اور کوئی معنے نہیں کہ ظالم کو اسی قسم کی ذلت پہنچنے والی ہے جو فی الواقعہ مظلوم کو اُس کے ہاتھ سے پہنچ چکی ہے۔ یہ معنے امر بحث طلب کو بالکل صاف کر دیتے ہیں اور ثابت کر دیتے ہیں کہ اس پیشگوئی کو کسی مجرمانہ ارادہ سے کچھ بھی لگاؤ نہیں۔ اور یہ معنے صرف اسی وقت نہیں کئے گئے، بلکہ اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء اور ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء اور دوسرے اشتہارات میں جو پیش از اطلاع یابی مقدمہ شائع ہو چکے ہیں ان سب میں کامل طور پر یہی معنے کئے گئے ہیں۔ عدالت کا فرض ہے کہ ان سب اشتہارات کو غور سے دیکھے کیونکہ میرے پر وہی الزام آسکتا ہے جو میری کلام سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر جبکہ میں نے الہامی عبارت کے معنوں کی قبل از اطلاع یابی اپنے اشتہارات میں بخوبی تشریح کر دی ہے بلکہ ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں ذلت کی ایک مثال بھی لکھ دی ہے اور بار بار تشریح کر دی ہے تو پھر یہ الہام قانونی زد کے نیچے کیونکر آسکتا ہے۔ ہر ایک مظلوم کا حق ہے کہ وہ ظالم کو یہ بددعا دے کہ جیسا تو نے میرے ساتھ کیا خدا تیرے ساتھ بھی وہی کرے۔ اصول انصاف عدالت پر یہ فرض کرتا ہے کہ عدالت اس عربی الہام کے معنے غور سے دیکھے جس پر تمام مقدمہ کا مدار ہے۔ اگر میرے عربی الہام میں ایسا لفظ ہے جو ہر ایک قسم کی ذلت پر صادق آسکتا ہے تو پھر بلاشبہ میں قانونی الزام کے نیچے ہوں۔ لیکن اگر الہام میں مثلی ذلت کی شرط ہے تو پھر اس الہامی فقرہ کو قانون سے کچھ تعلق نہیں بلکہ اس صورت میں یہ بات تنقیح طلب ہوئی کہ فریق مظلوم کو کس قسم کی ذلت ظالم سے پہنچی ہے اور فریق مخالف اس بات کو ہرگز قبول نہیں کرے گا کہ اس نے کبھی مجھ کو ایسی ذلت پہنچائی ہے جو فوجداری قوانین کے نیچے آسکتی ہے۔ مگر مثلی ذلت کے لئے جو الہام نے قرار دی ہے یہی شرط ہے کہ ظالم کی اسی قسم کی ذلت ہو جو بذریعہ اس کے مظلوم کو پہنچی ہو۔ اگر یہ پیشگوئی ایسے طور سے پوری ہوتی جو وہ طور مثلی ذلت کے برخلاف ہوتا تو ہر ایک کو کہنا پڑتا کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ کیونکہ ضرور ہے کہ پیشگوئی اپنے اصل معنے کی رو سے پوری ہو۔......

۲۳ گئی۔ کیونکہ محمد حسین نے مع اپنے گروہ کے جو فتویٰ کفر کا میری نسبت دیا تھا اور میرا نام دجّال اور کذّاب اور مفتری رکھا تھا ایسا ہی اس کی نسبت اُس کے ہم مشرب علماء نے فتویٰ دے دیا۔

جناب شیخ محمد حسین [illegible] ۲۲

یعنی اس کی اس فہرست انگریزی کے نکلنے کے بعد جس میں اس نے مہدی کے آنے کی احادیث کو غلط اور نادرست لکھا ہے اس کی نسبت اسی کی قوم کے مولویوں نے صاف طور پر لکھ دیا کہ وہ کافر اور کذاب اور دجال ہے۔ سو وہ فقرہ الہامی جس میں لکھا تھا کہ ظالم کو ذلت اسی قسم کی پہنچے گی جو اس نے مظلوم کو پہنچائی ہو وہ بعینہٖ پورا ہو گیا کیونکہ محمد حسین اپنی منافقانہ طبیعت کی وجہ سے جس کا وہ قدیم سے عادی ہے گورنمنٹ کو یہ دھوکا دیتا رہا کہ وہ اس خطرناک اور خونی مہدی کا منکر ہے جس کے آنے کے لئے وحشیانہ حالت کے مسلمان منتظر ہیں۔ مگر تمام مولویوں کو یہ کہتا رہا کہ میں اس مہدی کا قائل ہوں جیسا کہ تم قائل ہو۔ اور یہ اس کا طریق نہایت قابل شرم تھا۔ جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس کو ذلیل کیا۔ اگر وہ دل کی سچائی سے ایسے خطرناک مہدی کے آنے کا منکر ہوتا تو میری نظر میں اور ہر ایک منصف کی نظر میں قابلِ تعریف ٹھیرتا۔ لیکن اس نے ایسا نہ کیا اور نفاق سے کام لیا۔ اس لئے الہام کے مطابق اس کی ذلت ہوئی اور جس اعتقاد کی وجہ سے قوم کی نظر میں مجھے اس نے کافر ٹھیرایا اور میرا نام دجال اور ملحد اور مفتری رکھا اب وہی القاب قوم کی طرف سے اس کو بھی ملے۔ اور بالکل الہام کے منشاء کے موافق پیشگوئی اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء پوری ہو گئی کیونکہ جیسا کہ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں پیشگوئی میں ذلت کے لفظ کے ساتھ مثل کی شرط تھی سو اس شرط کے موافق الہام پورا ہو گیا اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی۔ میں حکام انصاف پسند سے چاہتا ہوں کہ ذرا ٹھہر کر اور سوچ کر اس مقام کو پڑھیں یہی وہ مقام ہے جس پر غور کرنا انصاف چاہتا ہے۔

اصل جواب اسی قدر ہے جو میں نے عرض کر دیا۔ لیکن اس وقت یہ بھی ضروری ہے کہ دوسرے حملوں کا دفعیہ بھی جو الزام کو قوت دینے کے لئے پیش کئے گئے ہیں گذارش کر دوں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ عدالت میں میری نسبت یہ الزام پیش کیا گیا ہے کہ گویا میری قدیم سے یہ عادت ہے کہ خود بخود کسی کی موت یا ذلت کی پیشگوئی کیا کرتا ہوں اور پھر اپنی جماعت کے ذریعہ سے پوشیدہ طور پر اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ کسی طرح وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ گویا میں ایک قسم کا

ڈاکو یا خونی یا رہزن ہوں۔ اور گویا میری جماعت بھی اس قسم کے اوباش اور خطرناک لوگ ہیں جن کا پیشہ اس قسم کے جرائم ہیں۔ لیکن مَیں عدالت پر ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا سے خمیر کیا گیا ہے اور نہایت بری طرح میری اور میری معزز جماعت کی ازالۂ حیثیت عرفی کی گئی ہے۔ میں اس وقت اس کو زیادہ بیان کرنا غیر محل سمجھتا ہوں۔ لیکن عدالت پر واضح کرتا ہوں کہ مَیں ایک شریف اور معزز خاندان میں سے ہوں۔ میرے باپ دادے ڈاکو اور خونریز نہ تھے اور نہ کبھی کسی عدالت میں میرے پر کوئی جرم ثابت ہوا۔ اگر ایسے بد اور ناپاک ارادہ سے جو میری نسبت بیان کیا گیا ہے ایسی پیشگوئیاں کرنا میرا پیشہ ہوتا تو اس بیس برس کے عرصہ میں جو براہین احمدیہ کی تالیف سے شروع ہوا ہے۔ کم سے کم دو تین سو پیشگوئی موت وغیرہ کی میری طرف سے شائع ہوتی حالانکہ اس مدت دراز میں بجز ان دو تین پیشگوئیوں کے ایسی پیشگوئی اَور کوئی نہیں کی گئی۔

مَیں عرض کر چکا ہوں کہ یہ پیشگوئیاں لیکھرام اور عبداللہ آتھم کے بارے میں مَیں نے اپنی پیشدستی سے نہیں کیں بلکہ ان دونوں صاحبوں کے سخت اصرار کے بعد ان کی دستخطی تحریریں لینے کے بعد کی گئیں۔ اور لیکھرام نے میری اشاعت سے پہلے خود ان پیشگوئیوں کو شائع کیا تھا اور مَیں نے بعد میں شائع کیا۔ چنانچہ لیکھرام کو اپنی کتاب تکذیب صفحہ ۳۲۲ میں اس بات کا اقرار ہے کہ وہ پیشگوئیوں کیلئے دو ماہ تک قادیان میں ٹھہرا رہا اور اس نے خود پیشگوئی کے لئے اجازت دی اور اپنی دستخطی تحریر دی وہ اس صفحہ میں میری نسبت یہ بھی لکھتا ہے کہ " وہ موت کی پیشگوئی کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے جب تک اجازت نہ ہو" اور پھر اسی صفحہ میں اپنی طرف سے اجازت کا اعلان کرتا ہے۔ اس کی کتاب موجود ہے۔ یہ مقام پڑھا جائے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے میری اشاعت سے پہلے میری پیشگوئی کی آپ اشاعت کر دی ہے اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کی ایک تحریر مثل مقدمہ ڈاکٹر کلارک کے ساتھ شامل ہے۔ اور لیکھرام کی خط و کتابت جو مجھ سے ہوئی اور جس اصرار سے اپنے لئے اُس نے پیشگوئی طلب کی وہ رسالہ مدت سے چھپ چکا ہے اور قادیان کے ہندو بھی قریب دو سو کے اس بات کے گواہ ہیں کہ لیکھرام قریباً دو ماہ تک پیشگوئی کے تقاضا کے لئے پشاور سے آ کر قادیان میں

رہا۔ مَیں کبھی اس کے پاس پشاور نہیں گیا اس کے سخت اصرار اور بد زبانی کے بعد اور اس کی تحریر پہنچنے کے بعد اس کے حق میں پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور یہ دونوں پیشگوئیاں چونکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے تھیں اس لئے پُوری بھی ہو گئیں۔ اور مجھے اس سے خوشی نہیں بلکہ رنج ہے کہ کیوں ان دونوں صاحبوں نے اس قدر اصرار کے ساتھ پیشگوئی حاصل کی جس کا نتیجہ ان دونوں کی موت تھی۔ مگر میں اس الزام سے بالکل الگ اور جُدا ہوں کہ کیوں پیشگوئی کی گئی۔ لیکھرام نے اپنی تحریروں کے ذریعہ سے یہ ارادہ بار بار ظاہر کیا تھا کہ اس وجہ سے مَیں نے یہ پیشگوئی اصرار سے طلب کی ہے کہ تا جھُوٹا ہونے کی حالت میں ان کو ذلیل کروں۔ مَیں نے اس کو اور عبداللہ آتھم کو یہ بھی کہا تھا کہ پیشگوئیاں طلب کرنا عبث ہے کیونکہ اس سے پہلے تین ہزار کے قریب مجھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو چکے ہیں جن کے گواہ بعض قادیان کے آریہ بھی ہیں۔ اُن سے حلفاً دریافت کرو اور اپنی تسلّی کر لو۔ مگر مجھے اب تک ان دونوں کی نسبت یہ ہمدردی جوش مارتی ہے کہ کیوں انہوں نے ایسا نہ کیا۔ اور کیوں مجھے اس بات پر سخت مجبور کر دیا کہ مَیں ان کے بارے میں کوئی پیشگوئی کروں۔ یہ کہنا انصاف اور دیانت کے برخلاف ہے کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی۔ بلکہ نہایت صفائی سے الفاظ کے منشاء اور شرط مندرجہ پیشگوئی کے مفہوم کے مطابق پُوری ہو گئی۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم سے بہت مدّت سے میری ملاقات تھی اور میرے حالات سے وہ بہت واقف تھا۔ مجھ کو اس کی نسبت زیادہ افسوس اور درد ہے کہ کیوں اس نے ایسی پیشگوئی کو جس میں اس کی موت کی خبر تھی طلب کیا جس کے آخری اشتہار سے چھ مہینے بعد عین منشاء کے مطابق وہ فوت ہو گیا۔ صرف یہی نہیں کہ یہ دو پیشگوئیاں پُوری ہوئیں بلکہ انیس برس کے عرصہ میں تین ہزار کے قریب ایسے نشان ظاہر ہوئے اور ایسی غیبت کی باتیں قبل از وقت بتلائی گئیں اور نہایت صفائی سے پُوری ہوئیں جن پر غور کر کے گویا انسان خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اس قدر نشان کیونکر ظاہر ہو سکتے جن کی وجہ سے میری جماعت کے دل پاک اور خدا کے نزدیک ہو گئے۔ میری جماعت ان تمام باتوں پر گواہ ہے کہ کیونکر خدا تعالیٰ نے عجیب در عجیب نشان دکھلا کر اس طرح پر ان کو اپنی طرف کھینچا جس طرح

پہلے اس سے خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں پر ایمان لانے والے پاک دلی اور صاف باطنی اور خدا تعالےٰ کی محبت کی طرف کھینچے گئے تھے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ جھوٹ سے پرہیز کرتے اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے اور اس گورنمنٹ کے جس کے وہ زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں سچے خیرخواہ اور بنی نوع کے ہمدرد ہیں۔ یہ ان آسمانی نشانوں کا اثر ہے جو انہوں نے دیکھے اور وہ نشان خدا کی رحمت ہے جو اس وقت اور اس زمانہ میں لوگوں کو خدا کا یقین دلانے کے لئے اس بندۂ درگاہ کے ذریعہ سے نازل ہو رہے ہیں۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک جو اُن نشانوں کو دل کی سچائی سے طلب کرے گا دیکھے گا۔ امن اور سلامتی کے نشان اور امن اور سلامتی کی پیشگوئیاں جن کو آسودگی عامہ خلائق میں کچھ دست اندازی نہیں ہمیشہ ایک بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں۔ لیکن خدا کی قدیم سُنّت کے موافق ضرور تھا کہ مَیں بھی اسی طرح عوام کی زبان سے دُکھ دیا جاتا جیسا کہ پہلے پاک نبی دُکھ دیئے گئے خاص کر وہ اسرائیلی نبی سلامتی کا شہزادہ جس کے پاک قدموں سے سعیر کے پہاڑ کو برکت پہنچی اور جو قوم کی نا انصافی اور نابینائی سے مجرموں کی طرح پیلاطوس اور ہیرودوس کے سامنے عدالت میں کھڑا کیا گیا تھا سو مجھے اس بات سے فخر ہے کہ اس پاک نبی کی مشابہت کی وجہ سے مَیں بھی عدالتوں کی طرف کھینچا گیا۔ اور میرے پر بھی خود غرض لوگوں نے گورنمنٹ کو ناراض کرنے کے لئے اور مجھے جھوٹا ظاہر کرنے کے لئے افتراء کئے جیسا کہ اس مقدس نبی پر کئے تھے تا وہ سب کچھ پورا ہو جو ابتدائے سے لکھا گیا تھا۔ واقعی یہ سچ ہے کہ آسمانی برکتیں زمین سے نزدیک آ رہی ہیں۔ گورنمنٹ انگریزی جس کی نیت نہایت نیک ہے اور جو رعایا کے لئے امن اور سلامتی کی پناہ ہے۔ خدا نے پسند کیا کہ اس کے زیر سایہ مجھے مامور کیا۔ مگر کاش اس گورنمنٹ محسنہ کو نشان دیکھنے کے ساتھ کچھ دلچسپی ہوتی اور کاش مجھ سے گورنمنٹ کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی آسمانی نشان یا کوئی ایسی پیشگوئی جو امن اور سلامتی کے اندر محدود ہو دکھلاؤ تو جو میرے پر

افترا کیا گیا ہے کہ گویا میں ڈاکوؤں کا کام کر رہا ہوں یہ سب حقیقت کھل جاتی۔ آسمان پر ایک خدا ہے جس کی قدرتوں سے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ سو ایک مدعی الہام کی سچائی معلوم کرنے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی معیار نہیں کہ اس سے پیشگوئی طلب کی جائے توریت میں خدا تعالیٰ نے سچے ملہم کے لئے یہی نشانی قرار دی ہے۔ پھر اگر اس معیار کے رُو سے وہ سچا نہ نکلے تو جلد پکڑا جائے گا اور خدا اُسے رُسوا کرے گا۔ لیکن اگر وہ رُوح القدس سے تائید یافتہ ہے اور خدا اس کے ساتھ ہے تو ایسے امتحان کے وقت اس کی عزت اسی طرح ظاہر ہو گی جیسا کہ دانیال نبی کی عزت بابل کی اسیری کے وقت ظاہر ہوئی تھی۔ ایک برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ میں نے اس عہد کو چھاپ کر شائع کر دیا ہے کہ میں کسی کی موت و ضرر وغیرہ کی نسبت ہرگز کوئی پیشگوئی شائع نہ کروں گا۔ پس اگر یہ پیشگوئی جو اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں ہے کسی کی موت یا اس قسم کی ذلت کے متعلق ہوتی تو میں ہرگز اس کو شائع نہ کرتا۔ لیکن اس پیشگوئی کو کسی کی ایسی ذلت سے جو قانونی حد کے اندر آسکتی ہے کچھ تعلق نہ تھا جیسا کہ میں نے اپنے اشتہار میں مثال کے طور پر اس کی نظیر صرفی اور نحوی غلطی لکھی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی مولوی کو اس طرح پر نادم کیا جائے کہ اس کے کلام میں صرفی یا نحوی غلطی ہے تو اس قسم کی ذلت سے جو اس کو پہنچے گی قانون کو کچھ علاقہ نہیں۔

میرے اس الہام میں مثلی ذلت کی شرط ایک ایسی شرط ہے کہ اس شرط کے دیکھنے کے بعد حکام کو پھر زیادہ غور کرنے کی حاجت نہیں۔ میری نیک نیتی کو خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور جو شخص غور سے میری اس پیشگوئی کو پڑھے گا اور اس کی تشریحات کو دیکھے گا جو میں نے قبل از مقدمہ شائع کر دی ہیں تو اس کا کانشنس اور اس کی حق شناس رُوح میرے بے خطا ہونے پر ضرور گواہی دے گی۔ میں عدالت کو اس بات کا ثبوت دیتا ہوں کہ میں نے یہ اشتہار مباہلہ ایک مدت تک وہ الفاظ سُنکر جو دل کو

پاش پاش کرتے ہیں لکھا تھا۔ اور میرا اس تحریر سے ایک تو یہ ارادہ تھا کہ بدی کا بدی سے مقابلہ نہ کروں اور خدا تعالےٰ پر فیصلہ چھوڑوں اور دوسرے یہ بھی ارادہ تھا کہ اُن فتنہ انگیز تحریروں کے **اشتعال دہ اثر** سے جن کا اس ڈیفنس میں کچھ ذکر کرچکا ہوں اپنی جماعت کو بچالوں اور جوش اور اشتعال کو دبا دوں تا میری جماعت صبر اور پاک دلی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فیصلہ کی منتظر رہے۔

مَیں اس بات کا ثبوت دیتا ہوں کہ میری کارروائی محمد حسین کے مقابل پر اخیر تک سلامت روشی کے ساتھ رہی ہے اور مَیں نے بہت سے گندے اشتہار دیکھ کر جو اس کی تعلیم سے لکھے گئے تھے جن کا بہت سا حصہ خود اس نے اپنی اشاعۃ السُّنہ میں نقل کیا ہے وہ صبر کیا ہے جو دُنیاداروں کی فطرت سے ایسا صبر ہونا غیر ممکن ہے محمد حسین نے میرے ننگ و ناموس پر نہایت قابل شرم کمینگی کے ساتھ اور سراسر جھُوٹ سے حملہ کیا ہے اور میری بیوی کی نسبت محض افتراء سے نہایت ناپاک کلمے لکھے ہیں اور مجھے ذلیل کرنے کے لئے بار بار یہ کلمات شائع کئے کہ "یہ شخص لعنتی اور کُتّے کا بچہ ہے اور دوسو جوتہ اس کے سر پر لگانا چاہیئے اور اس کو قتل کردینا ثواب کی بات ہے۔" لیکن کون ثابت کرسکتا ہے کہ کبھی مَیں اس کے یا اس کے گروہ کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کئے۔ مَیں ہمیشہ ایسے الفاظ استعمال کرتا رہا جو ایک شریف انسان کو تہذیب کے لحاظ سے کرنے چاہئیں۔ ہاں جیسا کہ مذہبی مباحثات میں باوجود تمام تر نیک نیتی اور نرمی اور تہذیب کے ایسی صورتیں پیش آجایا کرتی ہیں کہ ایک فریق اپنے فریق مخالف کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جو عین محل پر چسپاں ہوتے ہیں۔ اس مہذبانہ طریق سے مَیں انکار نہیں کرسکتا۔ مباحثات میں ضرورت کے وقت بہت سے کلمات ایسے بھی استعمال ہوتے ہیں جو فریق مخالف کو طبعاً ناگوار معلوم ہوتے ہیں مگر محل پر چسپاں اور واقعی ہوتے ہیں مثلاً جو شخص اپنے مباحثات میں عمداً خیانت

کرتا ہے یا دانستہ روایتوں کے حوالہ میں جھوٹ بولتا ہے اس کو نیک نیتی اور اظہار حق کی وجہ سے کہنا پڑتا ہے کہ تم نے طریق خیانت یا جھوٹ کو اختیار کیا ہے اور ایسا بیان کرنا نرمی اور تہذیب کے برخلاف نہیں ہوتا بلکہ اس حد تک جو سچائی اور نیک نیتی کا التزام کیا گیا ہو۔ حق کے ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ایسے طریق کو یورپ کے ممتاز محققوں نے بھی جو طبعاً تہذیب اور نرمی کے اعلیٰ اصولوں کے پابند ہوتے ہیں، اختیار کیا ہے۔ یہاں تک کہ سر میور سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی نے اپنی کتاب لائف آف محمدؐ میں اس مذہبی تحریر میں ایسے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں کہ میں ایسے الفاظ کا ذکر بھی سخت نامناسب سمجھتا ہوں۔ اور میرے ایک مرید نے جو محمد حسین کی نسبت ایک مضمون اخبار الحکم میں لکھا ہے جو مسل مقدمہ میں شامل کیا گیا ہے۔ گو وہ مذہبی مباحثات کی طرز کو خیال کر کے ایسا ہرگز نہیں ہے جیسا کہ سمجھا گیا ہے۔ تاہم یہ بات ثابت شدہ ہے کہ مجھے اُس اخبار سے کچھ بھی تعلق نہیں چنانچہ اخبار الحکم کے پرچہ ۸ر دسمبر ۱۸۹۸ء اور ۱۳ر دسمبر ۱۸۹۸ء اور ۱۰ر جنوری ۱۸۹۹ء میں خود اس اخبار کے مالک شیخ یعقوب علی نے اس کی بخوبی تصریح کر دی ہے۔

میری نیک نیتی اس سے ظاہر ہے کہ قریباً ڈیڑھ برس کے عرصہ تک محمد حسین نے نہایت سخت اور گندے الفاظ کے ساتھ مجھے دُکھ دیا۔ پہلے ایسے ناپاک اشتہار محمد بخش جعفر زٹلی کے نام پر شائع کئے اور پھر نقل کے طور پر اُن کو اپنی اشاعۃ السنۃ میں لکھا اور کئی دوسرے لوگوں سے بھی یہ کام کرایا مگر میں چُپ رہا اور اپنی جماعت کو بھی ایسے گندے الفاظ بالمقابل بیان کرنے سے روک دیا۔ یہ واقعی اور سچی بات ہے۔ خدا کے اختیار میں ہے کہ عدالت کو اس تفتیش کی طرف توجہ دے۔ جب میری جماعت ایسی گالیوں سے نہایت درجہ درد مند ہوئی اور ایسے اشتہار لاہور کی گلی کوچوں اور مسجدوں میں محمد حسین نے چسپاں کرا دیئے تو میں نے اپنی جماعت کو یہ صلاح دی کہ وہ بکلّی

نواب لفٹیننٹ گورنر[1] بہادر بالقابہ اس بارے میں میموریل بھیجیں۔ چنانچہ میموریل بھیجا گیا۔ جس کے چند پرچے میرے پاس موجود ہیں۔ پھر جب اس ذریعہ سے اس فتنہ کا انسداد نہ ہوا تو ایک اور میموریل پندرہ ہزار یا شاید سولہ ہزار معزز لوگوں کے دستخط کرا کر بحضور وائسرائے بالقابہ اسی غرض کے حصول کے لئے روانہ کیا گیا۔ اس کے چند پرچے بھی موجود ہیں مگر اس کا بھی کوئی جواب نہ آیا۔ تب گندی گالیوں کے دینے میں اور بھی محمد حسین نے نہایت بے باکی سے آگے قدم رکھا۔ چنانچہ ان گالیوں کا نمونہ محمد بخش جعفر زٹلی کے اس اشتہار سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے ۱۱ جون ۱۸۹۷ء میں شائع کیا ہے۔ اس اشتہار میں اس کی عبارت جو دراصل محمد حسین کی عبارت ہے، یہ ہے "مرزا عیسائیوں کا کوڑا اور گندگی اٹھانے کے لئے تیار اور راضی ہے اور اپنا منہ ان کی جوتیوں پر ملنے کے لئے اس نے برٹش گورنمنٹ کو خدا کا درجہ دے دیا ہے۔ اس خر دجال نے حضرت سلطان المعظم یعنے سلطان روم کی نسبت ایسی بیہودہ گوئی کی ہے کہ جی چاہتا ہے کہ یہ خبیث باطنی شیطان سامنے بٹھایا جائے اور دو سو جوتے مارے جائیں اور جب شمار کرتے وقت عدد بھول جائے تو پھر از سر نو گننا شروع کیا جائے۔ اس کتے کے پیچھے پر لعنت۔ سلطان کی نسبت حقارت آمیز لفظ استعمال کرنے سے تو یہی اچھا ہوتا کہ وہ کھلا کھلا عیسائی ہو جاتا۔ میں نے مرزا کے متعلق پانچ پیشگوئیاں کی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) قادیانی ایک سخت مقدمہ میں پھنس جائے گا اور جلا وطن کیا جائے گا۔ یا بیڑیاں پڑیں گی اور قید خانہ میں ڈالا جائے گا۔

(۲) قید میں وہ دیوانہ ہو جائے گا۔

(۳) ایک ناسور نکلے گا۔

---

[1] نقل مطابق اصل ہے (المرتب)

(۴) وہ جذامی ہو جائے گا اور خود کشی کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔"

ایسا ہی اس اشتہار کے ساتھ ایک تصویر لکھی ہے جس میں مجھے شیطان بنایا ہے محمد حسین کا یہی طریق ہے کہ یہ گندے اشتہار پہلے اُن کے نام پر شائع کرتا ہے اور پھر نقل کے طور پر اپنی اشاعۃ السنّہ میں شائع کرتا ہے تا اگر کوئی اعتراض کرے کہ تو نے مولوی کہلا کر ایسی گندی اور قابل شرم کارروائی شروع کر رکھی ہے تو فی الفور اس کا جواب دیتا ہے کہ مَیں تو صرف اپنی اشاعۃ السنّہ میں دوسرے کے کلام کو نقل کرتا ہوں۔ اس میں کیا حرج ہے۔ لیکن اگر محمد بخش زٹلی وغیرہ کو عدالت خود بُلا کر دریافت کرے تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سارا پردہ کھُل جائے گا۔

غرض محمد حسین کی ایسی گندی کارروائیوں کے پہلے مَیں نے مجازی حکام کی طرف رجوع کیا یعنی میموریل بھیجے اور پھر اس حقیقی حاکم کی طرف توجہ کی جو دلوں کے خیالات کو جانتا اور مفسد اور نیک خیال آدمی میں فرق کرتا ہے یعنی مباہلہ کو جو اسلام میں قدیم سنّت اور نماز روزہ کی طرح فرائض مذہب میں بوقت ضرورت داخل ہے، تجویز کر کے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء لکھا اور خدائے علیم جانتا ہے جس پر افترا کرنا بد ذاتی ہے کہ بعد دُعا یہی الہام ہوا کہ مَیں ظالم کو ذلیل کروں گا مگر اُسی قسم کی ذلت ہو گی جو فریق مظلوم کو پہنچائی گئی ہو۔

میرے حالات میری انیس برس کی تعلیم سے ظاہر ہو سکتے ہیں کہ مَیں اپنی جماعت کو کیا تعلیم دے رہا ہوں۔ ایسا ہی میرے حالات میری جماعت کی چال چلن سے معلوم ہو سکتے ہیں اور بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں جو گورنمنٹ کی نظر میں نہایت نیک نام اور معزز عہدوں پر سرافراز ہیں۔ ایسے ہی میرے حالات قصبہ قادیان کے عام لوگوں سے دریافت کرنے کے وقت معلوم ہو سکتے ہیں کہ مَیں نے اُن میں کس طرز کی زندگی بسر کی ہے۔ ایسا ہی میرے حالات میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کی طرز زندگی سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ

گورنمنٹ انگلشیہ کی نظر میں کیسے تھے۔ اور عجیب تر یہ کہ محمد حسین جو ہر وقت میری ذلّت کے در پئے ہے وہ اپنی اشاعۃ السنّہ نمبر ۹ جلد نمبر ۷ میں میری نسبت اقرار کرتا ہے کہ یہ شخص اعلیٰ درجہ کا پاک باطن اور نیک خیال اور سچائی کا حامی اور گورنمنٹ انگریزی کا نہایت درجہ خیر خواہ ہے"

یہ بھی گذارش کرنا ضروری ہے کہ اگر لیکھرام کے مارے جانے کے وقت میں میری نسبت آریوں کو شکوک پیدا ہوئے تھے تو ان شکوک کی بنا ء بجز اس پیشگوئی کے اور کچھ نہ تھا جس کو لیکھرام نے آپ مانگا تھا اور مجھ سے پہلے آپ مشتہر کیا تھا۔ پھر اس میں میرے پر کیا الزام ہے۔ نہ مَیں نے خود بخود پیشگوئی کی اور نہ مَیں نے اس کو مشتہر کیا۔ اور اگر صرف شک پر لحاظ کیا جائے تو ہندوؤں نے سرسید احمد خان کے سی ایس آئی پر بھی قتلِ لیکھرام کا شُبہ کیا تھا۔ فقط۔

راقم

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان تعداد اشاعت ۱۰۰

---

(۲۰۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

ہمارے استغفار کی نسبت ایک منصفانہ گواہی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہمیں اس بات پر اطلاع پا کر کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر

اشاعت السنّہ نے مہدی کے آنے کے بارے میں اپنے ہم جنس مولویوں کو تو یہ کہا کہ ضرور وہ مہدی معہود آئے گا جو قریش میں سے ہوگا اور خلافت ظاہری و باطنی سے سرفراز ہوگا اور لڑائیاں اور سخت خونریزیاں کر کے تمام روئے زمین پر دین اسلام کو غالب کر دے گا اور اُس کے آنے کا منکر لعنتی اور کافر اور دجّال اور ضال اور مضل ہے اور پھر پوشیدہ طور پر گورنمنٹ عالیہ انگریزی پر یہ ظاہر کرتا رہا کہ مسلمانوں کا یہ خیال بالکل بیہودہ ہے کہ ایسا مہدی آئے گا اور اس کے خونریزی کے کاموں کی تائید کے لئے مسیح موعود آسمان سے اُترے گا اور وہ دونوں مل کر جبر اور اکراہ سے لوگوں کو مسلمان کریں گے۔ یہ حالت محمد حسین کی عام مسلمانوں سے پوشیدہ تھی۔ آخر ان دنوں میں ایک طمع کی وجہ سے محمد حسین نے ایک فہرست انگریزی رسالہ کے طور پر شائع کی اور اس میں صاف طور پر اس نے لکھ دیا کہ جس خونی مہدی کے آنے کے عام مسلمان منتظر ہیں۔ اس کے متعلق کی جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور غلط اور نادرست ہیں۔ اور اس تحریر سے گورنمنٹ پر یہ ظاہر کرنا چاہا کہ وہ ایسے مہدی کے آنے سے منکر ہے۔ یہ رسالہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو وکٹوریہ پریس میں چھپا ہے۔

غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے چاہا تھا کہ ہمارے اشتہار مباہلہ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کی الہامی پیشگوئی کے مطابق محمد حسین کو مثلی ذلّت پہنچاوے جیسا کہ الہام جزاء سیّئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ کا منشار تھا۔ اس لئے محمد حسین نے پوشیدہ طور پر یہ انگریزی رسالہ شائع کر دیا اور مولویوں کو اس رسالہ کے مضمون سے بالکل خبر نہ دی۔ مگر تاہم خدا تعالیٰ کے انصاف اور غیرت نے وہ رسالہ ظاہر کر دیا۔ تب ہم نے فی الفور سمجھ لیا کہ ہماری پیشگوئی پُورا کرنے کے لئے یہ سامان غیب سے ظہور میں آرہا ہے۔ تب اسی بنا پر استفتاء لکھا گیا اور مولوی نذیر حسین دہلوی سے لے کر تمام مشہور علماء نے اس پر مُہریں اور دستخط کر دیئے۔ اور ایسے منکر کی نسبت کسی نے کافر اور کسی نے

دجّال اور کسی نے کذّاب اور مفتری کے لفظ استعمال کئے اور عبدالجبار غزنوی اور عبدالحق غزنوی نے جو وحشیانہ جوش کی وجہ سے صدق اور دیانت سے کچھ بھی غرض نہیں رکھتے نہ صرف نرم الفاظ میں فتویٰ دیا بلکہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ ایسا شخص جو مہدی سے مُنکر ہو کافر اور جہنمی ہے۔ اور جب ان پر یہ بات کھُلی کہ فتویٰ تو ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی نسبت پوچھا گیا تھا تب مارے غم اور غصہ کے دیوانہ ہو گئے اور اشتہار کے ذریعہ سے یہ شور مچایا کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا اور محمد حسین کا نام ظاہر نہ کیا۔ اس کے جواب میں ہماری طرف سے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب نے اس مضمون کا اشتہار جاری کیا تھا کہ یہ شور اور جزع فزع سراسر بددیانتی سے ہے۔ فتویٰ صورت مسئلہ اور کیفیت سوال پر دیا جاتا ہے۔ اس میں یہ ضرور نہیں کہ سائل کا نام لکھا جائے یا اس شخص کا نام جس کی نسبت فتویٰ ہے۔ ہم منتظر تھے کہ ایسے صاف امر میں کوئی صاحب دیانت کی پابندی سے عبدالحق اور عبدالجبار غزنوی کے خائنانہ طریق سے مخالفت کرکے ہمارے اس بیان کی تصدیق کریں۔ سو ہمیں اس استفتاء کے دیکھنے سے بڑی خوشی ہوئی ہے جو آج ہمیں ملا ہے۔ جس میں مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور اور مولوی غلام محمد صاحب بگوی امام مسجد شاہی لاہور عبدالحق اور عبدالجبار کے برخلاف اسی اپنے پہلے فتوے پر قائم رہ کر ہمارے بیان مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہیں اور صاف طور پر لکھتے ہیں کہ جو استفتاء پیش ہوا تھا اس میں کوئی شخص دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا۔ فتویٰ دینے والے کو اس بات سے کام نہیں کہ فتویٰ زید کی نسبت پوچھا گیا ہے یا بکر کی نسبت۔ اور ظاہر کیا کہ ہم اپنے فتویٰ پر قائم ہیں۔ سو اس وقت محض عبدالحق اور عبدالجبار غزنوی کی پُرخیانت کارروائی کو عام لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے اس اشتہار کے ساتھ اس استفتاء کی نقل مع ان دونوں بزرگوں کے فتوے کے شامل کی جاتی ہے۔ فقط۔

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۱ جنوری ۱۸۹۹ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان تعداد اشاعت ۷۰۰

نقل فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم

۱۵ ماہ شعبان المبارک ۱۳۱۶ھ کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بوساطت اپنے مرید ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب ملازم فوج ملک افریقہ کے ایک استفتاء عام موافق سنت علماء خلف سلف جس میں کسی شخص کا نام نہیں تھا آپ صاحبان کی خدمت میں بڑے ادب سے پیش کیا۔ اب اعادہ الفاظ استفتاء کی کچھ ضرورت نہیں۔ صرف اگر کوئی شخص انکار امام مہدی موعود کرے اور عقیدہ اپنا تحریری ایک مقام بطور دستاویز دے کر اطمینان دلا دے کہ جو جو احادیث اسلام میں بحق مہدی علیہ السلام لکھی گئی ہیں وہ سراسر جھوٹ اور لغو ہیں تو اس پر علماء کیا فتویٰ فرماتے ہیں۔ سو علمائے نامدار پنجاب و ہندوستان نے اپنی اپنی فہم سے ایسے عقیدے والے کو جس کا ذکر استفتاء میں موجود ہے کافر، ضال، خارج از اسلام وغیرہ اپنی اپنی مواہیر اور دستخط سے قرار دیا تھا۔ چنانچہ وہ استفتاء چھپ کر عام طور پر شائع ہو چکا یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ تک بھی بھیجا گیا۔

اب ایک مولوی عبدالحق نام نے جس کی مہر یا دستخط اُس کفرنامہ پر ثبت ہیں۔ اپنے ہاتھوں کی تحریر پر سخت افسوس کھا کر بڑے حسرت اور غضب سے ایک اشتہار نکال کر مشتہر کیا ہے کہ فتویٰ دینے میں میں نے دھوکہ کھایا ہے یعنی وہ فتویٰ زید کے بارے میں ہم نے دیا ہے دھرم کے حق میں تھا اور نیز بے اختیار ہو کر اپنے ہاتھوں کو کاٹتے ہوئے فتوے پیش کرنے والے

اور کرانے والے پر بے جا الزام دغا اور فریب بد دیانتی بے ایمانی وغیرہ کا لگایا ہے وہ اس واسطے کہ بالواسطہ فتویٰ کیوں لیا گیا اور جس پر فتویٰ دیتا ہے اس کا نام کیوں نہیں لیا گیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لہٰذا آپ صاحبان کی خدمت شریف میں انصاف اور عدل کے خواہاں ہو کر التماس ہے کہ کیا آپ نے بھی مولوی موصوف کی طرح دھوکہ سے مُہریں یا دستخط کفرنامہ پر لگائے ہیں یا عام طور پر خواہ زید ہو خواہ عمر، جو شخص ایسا عقیدہ برخلاف اہل سنت والجماعت کے رکھتا ہے اس پر کفر کی مُہریں لگائی ہیں جیسا کہ مفہوم آیات قرآن مجید ہے اور ایسا عالم فتویٰ دینے کے لائق شرعاً ہے۔

راقم خیر خواہ مومنین

الجواب وھو الموفق للصواب

(۱) وہ استفتاء جس کا اس سوال میں ذکر کیا گیا ہے اور جواب چھپ کر مشہور ہو چکا ہے میرے سامنے بھی پیش ہوا تھا۔ اس کا جواب مَیں نے مندرجہ ذیل لفظوں میں دیا تھا۔

"امام مہدی علیہ وعلیٰ آبائہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت میں ظہور فرمانا اور دُنیا کو عدل و انصاف سے پُر کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور جمہور اُمت نے اسے تسلیم کیا ہے اس امام موصوف کے تشریف لانے کا انکار صریح ضلالت اور مسلک اہلسنت والجماعت سے انحراف کرنا ہے۔" مَیں نے اس جواب دینے میں کسی قسم کا دھوکا اور فریب نہیں کھایا ہے اور میرے نزدیک اس وقت بھی استفتائے مذکور کا یہی جواب ہے اور مَیں اس شخص کو جس کا استفتاء مذکور میں ذکر ہے اس وقت بھی مسلک اہل سنت والجماعت سے منحرف جانتا ہوں خواہ وہ زید ہو یا بکر۔ فقط۔ مفتی محمد عبداللہ عفا اللہ (ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور و سکرٹری انجمن مستشار العلماء)

(۲) جو استفتاء مطبوعہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۱۶ھ معرفت ڈاکٹر

محمد اسمٰعیل خاں مثبت بہ مواہیر اور دستخط علماء امرتسر تھا میرے روبرو پیش ہوا۔ اس کے اوپر میں نے یہ عبارت لکھی ہے۔ علماء اعظام کا جواب صحیح ہے۔ بیشک شخص مذکور السوال ضال اور مضل ہے اور اہلسنت سے خارج ہے۔ پس یہ جواب بشرط صدق سوال صحیح ہے مصداق علیہ اس کا خواہ زید ہو یا عمرو کسی خاص آدمی پر فتویٰ نہیں ہے۔ عام طور پر عقیدہ اہل سنّت کا لکھا گیا ہے اور اس میں کسی شخص کا کسی قسم کا دھوکہ نہیں ہے۔

فقیر غلام محمد البگوی عفا عنہ امام مسجد شاہی لاہور ۱۲

مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۸۹۹ء

---

(۲۰۴)

گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ کے پہچاننے کے لئے ایک کھلا کھلا طریق آزمائش

(گورنمنٹ عالیہ سے بادب التماس ہے کہ اس مضمون کو غور سے دیکھا جائے اور حسب منشاء درخواست ہر دو فریق کا امتحان لیا جائے)

چونکہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ ہمیشہ پوشیدہ طور پر کوشش کرتا رہا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو میرے پر بدظن کرے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی سال سے اس کا یہی شیوہ ہے۔ اس لئے میں نے مناسب دیکھا کہ محمد حسین اور میری نسبت ایک ایسا طریق آزمائش قائم ہو جس سے گورنمنٹ عالیہ کو سچا خیر خواہ اور چھپا ہوا بدخواہ معلوم ہو جائے اور آئندہ ہماری دانا گورنمنٹ اسی پیمانہ کے رو سے دونوں میں سے مخلص اور منافق میں امتیاز کر سکے۔ سو وہ طریق میری دانست میں یہ ہے کہ چند ایسے عقاید جو غلط فہمی سے اسلامی عقائد سمجھے گئے

ہیں اور ایسے ہیں کہ ان کو جو شخص اپنا عقیدہ بنا دے وہ گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے ان عقائد کو اس طرح پر آلہ شناخت مخلص و منافق بنایا جائے کہ عرب یعنے مکہ اور مدینہ وغیرہ عربی بلاد اور کابل اور ایران وغیرہ میں شائع کرنے کے لئے عربی اور فارسی میں وہ عقائد ہم دونوں فریق لکھ کر اور چھاپ کر سرکار انگریزی کے حوالہ کریں تا کہ وہ اپنے اطمینان کے موافق شائع کر دے۔ اس طریق سے جو شخص منافقانہ طور پر برتاؤ رکھتا ہے اس کی حقیقت کھل جائیگی کیونکہ وہ ہرگز ان عقاید کو صفائی سے نہیں لکھے گا اور ان کا اظہار کرنا اس کو موت معلوم ہوگی اور ان عقائد کا شائع کرنا اس کے لئے محال ہوگا اور مکہ اور مدینہ میں ایسے اشتہار بھیجنا تو اس کو موت سے بدتر ہوگا۔ سو اگرچہ میں عرصہ بیس برس سے ایسی کتابیں عربی اور فارسی میں تالیف کر کے ممالک عرب اور فارس میں شائع کر رہا ہوں۔ لیکن اس امتحان کی غرض سے اب بھی اس اشتہار کے ذیل میں ایک تقریر عربی اور فارسی میں اپنے پُر امن عقاید کی نسبت اور مہدی اور مسیح کی غلط روایات کی نسبت اور گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت شائع کرتا ہوں۔ میرے نزدیک یہ ضروری ہے کہ اگر محمد حسین جو اہلحدیث کا سرگروہ کہلاتا ہے میرے عقائد کی طرح امن اور صلحکاری کے عقائد کا پابند ہے تو وہ اپنا اشتہار عربی اور فارسی میں چھاپ کر دو سو کاپی اس کی میری طرف روانہ کرے۔ تا میں اپنے ذریعہ سے مکہ اور مدینہ اور بلاد شام اور روم اور کابل وغیرہ میں شائع کروں۔ ایسا ہی مجھ سے دو سو کاپی میرے اشتہار عربی اور فارسی کی لے لے تا بطور خود اُن کو شائع کرے۔

ہماری دانا گورنمنٹ کو بخوبی یاد رہے کہ یوں ہی گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے صرف بگفتن کوئی رسالہ ذو معنیین لکھنا اور پھر اچھی طرح اس کو شائع نہ کرنا یہ طریق اخلاص نہیں ہے یہ اَور بات ہے اور سچے دل سے اور پورے جوش سے کسی ایسے رسالہ کو جو عام خیالات مسلمانوں کے برخلاف ہو درحقیقت غیر ممالک تک بخوبی شائع کر دینا یہ اَور بات ہے اور اس بہادر کا کام ہے جس کا دل اور زبان ایک ہی ہوں اور جس کو خدا نے

درحقیقت یہی تعلیم دی ہے۔ بھلا اگر یہ شخص نیک نیت ہے تو بلا توقف اس کو یہ کارروائی کرنی چاہیئے۔ ورنہ گورنمنٹ یاد رکھے اور خوب یاد رکھے کہ اگر اس نے میرے مقابل پر ایسا اشتہار عربی اور فارسی میں شائع نہ کیا تو پھر اس کا نفاق ثابت ہو جائے گا۔ یہ کام صرف چند گھنٹہ کا ہے اور بجز بدنیتی کے اس کا کوئی مانع نہیں۔ ہماری عالی گورنمنٹ یاد رکھے کہ یہ شخص سخت درجہ کے نفاق کا برتاؤ رکھتا ہے اور جن کا یہ سرگروہ کہلاتا ہے وہ بھی اسی عقیدے اور خیال کے لوگ ہیں۔

اب مَیں اپنے وعدہ کے موافق اشتہار عربی اور فارسی ذیل میں لکھتا ہوں اور سچائی کے اختیار کرنے میں بجز خدا تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور مَیں نے حسن ترتیب اور دونوں اشتہاروں کی موافقت تامہ کے لحاظ سے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ عربی میں اصل اشتہار لکھوں اور فارسی میں اسی کا ترجمہ کر دوں تا دونوں اشتہار اپنے اپنے طور پر لکھے جائیں اور نیز عربی اشتہار جس کو ہر ایک غیر زبان کا آدمی بآسانی پڑھ نہیں سکتا اس کا ترجمہ بھی ہو جائے۔ چنانچہ اب وہ دونوں اشتہار لکھ کر اس رسالہ کے ساتھ شامل کرتا ہوں۔

وباللّٰہ التوفیق

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

۲۱؍ فروری ۱۸۹۹ء

(۲۰۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی

اپنے مُریدوں کی اطلاع کیلئے

جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لئے اعلان

جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ پر عدالت جے. ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں دائر تھا بتاریخ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر اس کا فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آیندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے۔ کوئی کسی کو کافر اور دجّال اور مفتری اور کذّاب نہ کہے۔ کوئی کسی کو مباہلہ کے لئے نہ بلاوے اور قادیان کو چھوٹے کاف سے نہ لکھا جائے اور نہ بٹالہ کو طا کے ساتھ اور ایک دوسرے کے مقابل پر نرم الفاظ استعمال کریں۔ بدگوئی اور گالیوں سے مجتنب رہیں۔ اور ہر ایک فریق حتی الامکان اپنے دوستوں اور مریدوں کو بھی اس ہدایت کا پابند کرے اور یہ طریق نہ صرف باہم مسلمانوں میں بلکہ عیسائیوں سے بھی یہی چاہیئے " لہٰذا میں نہایت تاکید سے اپنے ہر ایک مرید کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ ہدایت مذکورہ بالا کے پابند رہیں اور نہ مولوی محمد حسین اور نہ اس کے گروہ اہل حدیث اور نہ کسی اور سے اس ہدایت کے مخالف معاملہ کریں۔ بہتر تو یہی ہے کہ ان لوگوں سے بکلّی قطع کلام اور ترک ملاقات رکھیں۔ ان جس میں رشد اور سعادت دیکھیں اس کو معقول اور نرم الفاظ سے راہ

راست سمجھائیں اور جس میں تیزی اور لڑنے کا مادہ دیکھیں اس سے کنارہ کریں۔ کسی کے دل کو ان الفاظ سے دُکھ نہ دیں کہ یہ کافر ہے یا دجّال ہے یا کذّاب ہے یا مفتری ہے گو وہ مولوی محمد حسین ہو یا اس گروہ میں سے یا اس کے دوستوں میں سے کوئی اور ہو۔ ایسا ہی کسی عیسائی اور کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ بھی ایسے الفاظ جو فتنہ کو برپا کر سکتے ہیں استعمال میں نہ لادیں اور نرم طریق سے ہر ایک سے برتاؤ کریں۔ اور ہم مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں بھی عرض کرتے ہیں کہ چونکہ اس نوٹس پر اُن کے بھی دستخط کرائے گئے ہیں بلکہ اسی تحریری شرط سے عدالت نے اُن پر مقدمہ چلانے سے اُن کو معافی دی ہے لہٰذا وہ بھی اسی طور سے اپنے گروہ اہلحدیث امرتسری لاہوری لدھانوی دہلوی اور راولپنڈی کے رہنے والے اور دوسرے اپنے دلی دوستوں کو بذریعہ چھپے ہوئے اعلان کے بلا توقّف اس نوٹس سے اطلاع دیں کہ وہ حسب ہدایت صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپورہ اپنے فریق مخالف یعنے میری نسبت کافر اور دجّال اور مفتری اور کذّاب کہنے سے اور گندی گالیاں دینے سے روکے گئے ہیں اور اس معاہدہ کی پابندی کے لئے نوٹس پر دستخط کر دیئے گئے ہیں کہ وہ آیندہ نہ مجھے کافر کہیں گے نہ دجّال نہ کذّاب نہ مفتری اور نہ گالیاں دیں گے اور نہ قادیان کو چھوٹے کاف سے لکھیں گے اور ایک حد تک اس بات کے ذمہ دار رہیں گے کہ ان کے دوستوں اور ملاقاتیوں اور گروہ کے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال نہ کرے۔ سو سمجھا دیں کہ اگر وہ لوگ بھی اس نوٹس کی خلاف ورزی کریں گے تو اس عہد شکنی کے جواب دہ ہوں گے۔

غرض جیسا کہ میں نے اس اعلان کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے لوگوں کو متنبہ کر دیا ہے مولوی محمد حسین کی دلی صفائی کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے اہل حدیث اور دوسرے منہ زور لوگوں کو جو اُن کے دوست ہیں بذریعہ اعلان متنبہ کریں کہ اب وہ کافر، دجّال، کذّاب کہنے سے باز آجائیں اور دلآزار گالیاں نہ دیں ورنہ سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے باز نہ آنے کی حالت میں پورا پورا قانون سے کام لے گی۔ اور ہم تو ایک عرصہ گذر گیا کہ اپنے طور

پھر یہ عہد شائع بھی کر چکے کہ آیندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کریں گے اور اس مقدمہ میں جو ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء کو فیصلہ ہوا، ہم نے اپنے ڈیفنس میں جو عدالت میں دیا گیا ثابت کر دیا ہے کہ یہ پیشگوئی کسی شخص کی موت وغیرہ کی نسبت نہیں تھی۔ محض ایسے لوگوں کی غلط فہمی تھی جن کو عربی سے ناواقفیت تھی۔ سو ہمارا خدا تعالیٰ سے وہی عہد ہے جو ہم اس مقدمہ سے مدت پہلے کر چکے۔ ہم نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ میں شیخ محمد حسین اور اس کے گروہ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ وہ سات سال تک اس طور سے ہم سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے منہ بند رکھیں اور انتظار کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت کسی نے ہماری یہ درخواست قبول نہ کی اور نہ چاہا کہ کافر اور دجال کہنے سے باز آجائیں یہاں تک کہ عدالت کو اب امن قائم رکھنے کے لئے وہی طریق استعمال کرنا پڑا جس کو ہم صلح کاری کے طور سے چاہتے تھے۔

یاد رہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ کے وقت مجھے یہ بھی کہا تھا کہ "وہ گندے الفاظ جو محمد حسین اور اس کے دوستوں نے آپ کی نسبت شائع کئے آپ کو حق تھا کہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا انصاف چاہتے اور چارہ جوئی کراتے اور وہ حق اب تک قائم ہے۔ اس لئے میں شیخ محمد حسین اور اُن کے دوستوں جعفر زٹلی وغیرہ کو مطلع کرتا ہوں کہ اب بہتر طریق یہی ہے کہ اپنے منہ کو تھام لیں۔ اگر خدا کے خوف سے نہیں تو اس عدالت کے خوف سے جس نے یہ حکم فرمایا اور یہ فہمایش کی اپنی زبان کو درست کر لیں اور اس بات سے ڈریں کہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں بذریعہ عدالت کچھ چارہ جوئی کروں۔ زیادہ کیا لکھا جاوے۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۶ر فروری ۱۸۹۹ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان تعداد ۷۰۰

(۲۰۶)

اپنی جماعت کے نام اور نیز ہر ایک رشتہ دار کے نام جو خواہشمند ہو

ہماری جماعت میں اوّل درجہ کے مخلص دوستوں میں سے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہیں جنہوں نے علاوہ اپنی لیاقتوں کے ابھی وکالت میں بھی امتحان پاس کیا ہے اور بہت سا سا اپنا حرج اُٹھا کر چند ماہ سے ایک دینی کام کے انجام کے لئے یعنی بعض میری تالیفات کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے میرے پاس قادیان میں مقیم ہیں۔ اور یقین ہے کہ جب وہ بعد فراغت اس کام کے اپنے کام وکالت پر جائیں گے تو کسی قریب ضلع میں ہی کام شروع کریں گے۔ اور مَیں اس مدت میں یعنے جب سے کہ وہ میرے پاس ہیں ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ طور پر اُن کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کے رُو سے تجسّس کرتا رہا ہوں۔ سو خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ مَیں نے اُن کو دینداری اور شرافت کے ہر پہلو میں بھی نہایت عمدہ انسان پایا ہے۔ غریب طبع باحیا نیک اندرون پرہیزگار آدمی ہے۔ اور بہت سی خوبیوں میں رشک کے لائق ہے۔ ان دنوں میں ان کو شادی کی ضرورت ہے۔ عمر تخمیناً چوبیس ۲۴ برس کے قریب ہوگی۔ خاندان کے زمیندار شریف اور موضع مرار علاقہ ریاست کپورتھلہ کے باشندے ہیں۔ پہلے بھی مَیں نے اُن کے لئے اپنی جماعت میں تحریک٭ کی تھی

٭ جن صاحبوں نے پہلے اشتہار کے وقت اس بارہ میں اپنے خط بھیجے تھے وہ خط محفوظ نہیں رہے لہذا ان کو بھی چاہیئے کہ دوبارہ اطلاع دیں۔ منہ

مگر بعض وجوہ کے سبب سے اس وقت اس کام کی انجام دہی میں معذوری پیش آئی۔ اور اب وہ وقت ہے کہ بخیر وخوبی وہ کام کیا جائے۔ لہذا دوبارہ یہ اشتہار جاری کیا گیا میرے نزدیک جہانتک مجھے علم ہے ہماری جماعت کا ایسا انسان یا کوئی اور شخص بہت ہی خوش قسمت ہوگا جس کی لڑکی یا ہمشیرہ کا رشتہ مولوی صاحب موصوف سے ہو جائے گا۔

یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے ہونہار لڑکے جو بہمہ صفت موصوف ہوں اور ہر طرح لائق اور معزز درجہ کے آدمی تلاش کرنے سے نہیں ملتے اور لوگ اکثر دھوکہ کھا لیتے ہیں اور اپنی لڑکیوں پر ظلم کرتے ہیں۔ چاہیئے کہ ہر ایک صاحب بہت جلد مجھے اطلاع دیں۔ اور یہ بات ضروری ہے کہ لڑکی علاوہ شکل صورت خداداد کے سنجیدگی اور عورتوں کی ضرورت کے موافق علم اور لیاقت سے کافی بہرہ رکھتی ہو۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

والسّلام

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۹؍اگست ۱۸۹۹ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان تعداد ۲۰۰)

محمد اسمٰعیل

---

(۲۰۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(ضمیمہ ۳ منسلکہ کتاب تریاق القلوب)

حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست

جبکہ ہماری یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں بلکہ غریب سے غریب

اور عاجز سے عاجز خدا کے بندوں کی ہمدردی کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس ملک کے پرندوں
اور چرندوں اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لئے بھی اس کے عدل گستر قوانین
موجود ہیں۔ اور ہر ایک قوم اور فرقہ کو مساوی آنکھ سے دیکھ کر ان کی حق رسی میں مشغول
ہے تو اس انصاف اور داد گستری اور عدل پسندی کی خصلت پر نظر کر کے یہ عاجز بھی
اپنی ایک تکلیف کے دفع کے لئے حضور گورنمنٹ عالیہ میں یہ عاجزانہ عریضہ پیش کرتا ہے
اور پہلے اس سے کہ اصل مقصود کو ظاہر کیا جائے اس محسن اور قدر شناس گورنمنٹ کی
خدمت میں اس قدر بیان کرنا بے محل نہ ہوگا کہ یہ عاجز گورنمنٹ کے اس قدیم خیر خواہ
خاندان میں سے ہے جس کی خیر خواہی کا گورنمنٹ کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے
اور اپنی چٹھیوں سے گواہی دی ہے کہ وہ خاندان ابتدائی انگریزی عملداری سے آج تک
خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ میں برابر سرگرم رہا ہے۔ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ
اس محسن گورنمنٹ کے ایسے مشہور خیر خواہ اور دلی جان نثار تھے کہ وہ تمام حکام جو اُن
کے وقت میں اس ضلع میں آئے، سب کے سب اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے
میرے والد موصوف کو ضرورت کے وقتوں میں گورنمنٹ کی خدمت کرنے میں کیسا پایا۔
اور اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ انہوں نے ۱۸۵۷ء کے مفسدہ کے
وقت اپنی تھوڑی حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے معہ پچاس جوانوں کے اس محسن
گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے اور ہر وقت امداد اور خدمت کے لئے کمربستہ رہے
یہاں تک کہ اس دنیا سے گذر گئے۔ والد مرحوم گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور
ہر دلعزیز رئیس تھے جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور وہ خاندان مغلیہ میں سے ایک
تباہ شدہ ریاست کے بقیہ تھے جنہوں نے بہت سی مصیبتوں کے بعد گورنمنٹ انگریزی
کے عہد میں آرام پایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دل سے اس گورنمنٹ سے پیار کرتے تھے
اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی۔ اُن

کی وفات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بالکل دُنیا سے الگ کرکے اپنی طرف کھینچ لیا اور مَیں نے اس کے فضل سے آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لئے پسند کر لیا۔ لیکن مَیں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیرخواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ بیس برس کی مدت سے مَیں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دست بردار ہو جائیں۔ اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ اُن کا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گذار نہ بنیں اور نمک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں کیونکہ یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم جلتے ہوئے تنور میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو مَیں نے اس مُلک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے۔ اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے*۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔

---

* خرسطفور جبارہ نام ایک دمشق کا رہنے والا فاضل عیسائی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے صفحہ چوالیس ۴۴ میں میری کتاب حمامۃ البشریٰ کا ذکر کرتا ہے اور حمامۃ البشریٰ میں سے چھ سطریں بطور نقل کے لکھتا ہے اور میری نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام ملک ہند میں مشہور ہے۔ دیکھو خلاصۃ الادیان و زبدۃ الایمان صفحہ ۴۴ چودھویں سطر سے اکیسویں سطر تک۔ منہ

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو بیس برس کا زمانہ ہے۔ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں۔ اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شایع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں۔ اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ یہ شخص ڈاکو تھا۔چور تھا۔ زنا کار تھا۔ اور صدہا پرچوں میں یہ شایع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق تھا اور باایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو۔* تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس نے

* ان مباحثات کی کتابوں سے ایک یہ بھی مطلب تھا کہ برٹش انڈیا اور دوسرے ملکوں پر بھی اس بات کو واضح کیا جاتا کہ ہماری گورنمنٹ نے ہر ایک قوم کو مباحثات کے لئے آزادی دے رکھی ہے کوئی خصوصیت پادریوں کی نہیں ہے۔ منہ

قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں اُن کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزارہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے یک دفعہ اُن کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بایں ہمہ میری تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری مُحسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصّب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں ایک عزّت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفصیل کے لئے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مَیں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ (۱) اوّل والد مرحوم کے اثر نے (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے، (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔

اب مَیں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیرسایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔ صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دُکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لئے ان لوگوں نے فتوے دیئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے۔ اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کرکے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ یہ شخص اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے اور ہمیشہ سلطنت انگریزی کی تعریف کرتا ہے اور ایک باعث یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھیراتے ہیں کہ مَیں نے خدا تعالیٰ کے سچے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس خونی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں۔ بیشک مَیں اقرار کرتا ہوں کہ مَیں نے ان لوگوں کا بڑا نقصان کیا ہے کہ مَیں نے ایسے خونی مہدی کا آنا سراسر جھوٹ ثابت کر دیا ہے جس کی نسبت ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آکر بے شمار ان کو روپیہ دے گا مگر مَیں معذور ہوں۔ قرآن اور حدیث سے یہ بات بپایۂ ثبوت نہیں پہنچتی کہ دُنیا میں کوئی ایسا مہدی آئے گا جو زمین کو خون میں غرق کر دے گا۔ پس مَیں نے ان لوگوں کا بجز اس کے کوئی گناہ نہیں کیا کہ اس خیالی لُوٹ مار کے روپیہ سے مَیں نے ان کو محروم کر دیا ہے۔ مَیں خدا سے پاک الہام پاکر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دُور ہو جائیں اور نفسانی جذبات سے اُن کے سینے دھوئے جائیں اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور حلم اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے۔ اور مَیں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں

کے دل سے پابند ہیں۔ اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لئے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کریں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی رُوح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان توبہ کر کے گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ مگر میں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے اور نہ میں اس وقت یہ استغاثہ کرتا ہوں کہ کیوں وہ ہر وقت میرے قتل کے درپے ہیں اور کیوں میرے قتل کے لئے جھوٹے فتوے شائع کر رہے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ بد ارادے ان کے عبث ہیں۔ کیونکہ کوئی چیز زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر نہ ہولے۔ اور میں اُن کی بدی کے عوض میں اُن کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اُن کی آنکھیں کھولے اور وہ خدا اور مخلوق کے حقوق کے شناسا ہو جائیں مگر چونکہ ان لوگوں کی عداوت حد سے بڑھ گئی ہے اس لئے میں نے اُن کی اصلاح کے لئے اور ان کی بھلائی کے لئے بلکہ تمام مخلوق کی خیر خواہی کے لئے ایک تجویز سوچی ہے جو ہماری گورنمنٹ کی امن پسند پالسی کے مناسب حال ہے جس کی تعمیل اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ محسن گورنمنٹ جس کے احسانات سب سے زیادہ مسلمانوں پر ہیں، ایک یہ احسان کرے کہ اس ہر روزہ تکفیر اور تکذیب اور قتل کے فتووں اور منصوبوں

٭ میں نے اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ میری جماعت تین سو ۳۰۰ آدمی ہیں۔ لیکن اب وہ شمار بہت بڑھ گیا ہے کیونکہ زور سے ترقی ہو رہی ہے۔ اب میں یقین رکھتا ہوں کہ میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور میری فراست یہ پیشگوئی کرتی ہے کہ تین سال تک ایک لاکھ تک میری اس جماعت کا عدد پہنچے گا۔ منہ

کے روکنے کے لئے خود درمیان میں ہو کر یہ ہدایت فرما دے کہ اس تنازعہ کا فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مدعی یعنی یہ عاجز جس کو مسیح ہونے کا دعویٰ ہے اور جس کو یہ دعویٰ ہے کہ جس طرح نبیوں سے خدا تعالےٰ ہمکلام ہوتا تھا اسی طرح مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور غیب کے بھید مجھ پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور آسمانی نشان دکھلائے جاتے ہیں۔ یہ مدعی یعنی یہ عاجز گورنمنٹ کے حکم سے ایک سال کے اندر ایک ایسا آسمانی نشان دکھلا دے، ایسا نشان جس کا مقابلہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ جو زمین پر رہتے ہیں نہ کر سکے اور مسلمانوں کی قوموں یا دوسری قوموں میں سے کوئی ایسا ملہم اور خواب بین اور معجزنما پیدا نہ ہو سکے جو اس نشان کے ایک سال کے اندر نظیر پیش کرے اور ایسا ہی ان تمام مسلمانوں بلکہ ہر ایک قوم کے پیشواؤں کو جو ملہم اور خدا کے مقرب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہدایت اور فہمائش ہو کہ اگر وہ اپنے تئیں سچ پر اور خدا کے مقبول سمجھتے ہیں اور ان میں کوئی ایسا پاک دل ہے جس کو خدا نے ہمکلام ہونے کا شرف بخشا ہے اور الٰہی طاقت کے نمونے اس کو دیئے گئے ہیں تو وہ بھی ایک سال تک کوئی نشان دکھلا دیں۔ پھر بعد اس کے اگر ایک سال تک اس عاجز نے ایسا کوئی نشان نہ دکھلایا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور انسانی ہاتھ کی ملونی سے بھی بلند تر ہو یا یہ کہ نشان تو دکھلایا مگر اس قسم کے نشان اور مسلمانوں یا اور قوموں سے بھی ظہور میں آگئے تو یہ سمجھا جائے کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں اور اس صورت میں مجھ کو کوئی سخت سزا دی جائے گو موت کی ہی سزا ہو کیونکہ اس صورت میں فساد کی تمام بنیاد میری طرف سے ہوگی اور مفسد کو سزا دینا قرین انصاف ہے۔ اور خدا پر جھوٹ بولنے سے کوئی گناہ بدتر نہیں۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ نے ایک سال کی میعاد کے اندر میری مدد کی اور زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی میرا مقابلہ نہ کر سکا تو پھر میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ محسنہ میرے مخالفوں کو نرمی سے ہدایت کرے کہ اس نظارۂ قدرت کے بعد شرم اور حیا سے کام لیں اور تمام مردی اور بہادری سچائی کے قبول کرنے میں ہے۔

اس قدر عرض کر دینا پھر دوبارہ ضروری ہے کہ نشان اس قسم کا ہو گا کہ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو اور اس میں نکتہ چینی کی ایک ذرہ گنجایش نہ ہو کہ ممکن ہے کہ اس شخص نے ناجائز اسباب سے کام لیا ہو بلکہ جس طرح آفتاب اور ماہتاب کے طلوع اور غروب میں یہ ظن نہیں ہو سکتا کہ کسی انسان نے پیش از وقت اپنی حکمت عملی سے ان کو چڑھایا ہے یا غروب کر دیا ہے اسی طرح اس نشان میں بھی ایسا ظن کرنا محال ہو۔ اس قسم کا فیصلہ صدہا نیک نتیجے پیدا کرے گا اور ممکن ہے کہ اس سے تمام قومیں ایک ہو جائیں اور بے جا نزاعیں اور جھگڑے اور قوموں کا تفرقہ اور حد سے زیادہ عناد جو قانون سڈیشن کے منشا کے بھی برخلاف ہے یہ تمام پھوٹ صفحہ برٹش انڈیا سے نابود ہو جائے اور اس میں شک نہیں کہ یہ پاک کارروائی گورنمنٹ کی ہمیشہ کے لئے اس ملک میں یادگار رہے گی اور یہ کام گورنمنٹ کے لئے بہت مقدم اور ضروری ہے اور انشاء اللہ اس سے نیک نتیجے پیدا ہوں گے۔ چونکہ آجکل یورپ کی بعض گورنمنٹیں اس بات کی طرف بھی مائل ہیں کہ مختلف مذاہب کی خوبیاں معلوم کی جائیں کہ اُن سب میں سے خوبیوں میں بڑھا ہوا کونسا مذہب ہے اور اس غرض سے یورپ کے بعض ملکوں میں جلسے کئے جاتے ہیں جیسا کہ ان دنوں میں اٹلی میں ایسا ہی جلسہ درپیش ہے اور پھر پیرس میں بھی ہو گا۔ سو جبکہ یورپ کے سلاطین کا میلان طبعاً اس طرف ہو گیا ہے اور سلاطین کی اس قسم کی تفتیش بھی لوازم سلطنت میں سے شمار کی گئی ہے اس لئے مناسب نہیں ہے کہ ہماری یہ اعلیٰ درجہ کی گورنمنٹ دوسروں سے پیچھے رہے۔ اور تمہید اس کارروائی کی اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ ہماری عالی ہمت گورنمنٹ ایک مذہبی جلسہ کا اعلان کر کے اس زیر تجویز جلسہ کی ایسی تاریخ مقرر کرے جو دو سال سے زیادہ نہ ہو اور تمام قوموں کے سرگروہ علماء اور فقراء اور ملہموں کو اس غرض سے بلایا جائے کہ وہ جلسہ کی تاریخ پر حاضر ہو کر اپنے مذہب کی سچائی کے دو ثبوت دیں (۱) اول ایسی تعلیم پیش کریں جو دوسری تعلیموں سے اعلیٰ ہو جو انسانی درخت کی تمام شاخوں کی آبپاشی کر سکتی ہو (۲) دوسرے یہ ثبوت دیں کہ ان کے مذہب

میں روحانیت اور طاقت بالا ویسی ہی موجود ہو جیسا کہ ابتداء میں دعوےٰ کیا گیا تھا اور
وہ اعلان جو جلسہ سے پہلے شائع کیا جائے اس میں بہ تصریح یہ ہدایت ہو کہ قوموں کے
سرگروہ ان دو ثبوتوں کے لئے طیار ہو کر جلسہ کے میدان میں قدم رکھیں اور تعلیم کی خوبیاں
بیان کرنے کے بعد ایسی اعلیٰ پیشگوئیاں پیش کریں جو محض خدا کے علم سے مخصوص ہوں۔
اور نیز ایک سال کے اندر پوری بھی ہو جائیں۔ غرض ایسے نشان ہوں جن سے مذہب کی
روحانیت ثابت ہو اور پھر ایک سال تک انتظار کر کے غالب مغلوب کے حالات شائع
کر دیئے جائیں۔ میرے خیال میں ہے کہ اگر ہماری دانا گورنمنٹ اس طریق پر کاربند ہو اور
آزما دے کہ کس مذہب اور کس شخص میں روحانیت اور خدا کی طاقت پائی جاتی ہے تو یہ
گورنمنٹ دُنیا کی تمام قوموں پر احسان کرے گی اور اس طرح سے ایک سچے مذہب کو اس
کی تمام رُوحانی زندگی کے ساتھ دُنیا پر پیش کر کے تمام دُنیا کو راہ راست پر لے آئے گی
کیونکہ وہ تمام شور وغوغا جو کسی ایسے مذہب کے لئے کیا جاتا ہے جس کے ساتھ فوق العادۃ
زندہ نشان نہیں اور محض روایات پر مدار ہے وہ سب ہیچ ہے کیونکہ کوئی مذہب بغیر
نشان کے انسان کو خدا سے نزدیک نہیں کر سکتا اور نہ گناہ سے نفرت دلا سکتا ہے
مذہب مذہب پکارنے میں ہر ایک کی بلند آواز ہے لیکن کبھی ممکن نہیں کہ فی الحقیقت
پاک زندگی اور پاک دلی اور خدا ترسی میسر آسکے جب تک کہ انسان مذہب کے آئینہ
میں کوئی فوق العادۃ نظارہ مشاہدہ نہ کرے نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک
ایک نیا یقین پیدا نہ ہو۔ اور کبھی نیا یقین پیدا نہیں ہو سکتا جب تک موسیٰ اور مسیح اور
ابراہیم اور یعقوب اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں
نئی زندگی انہی کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو، یقین نیا ہو، نشان نئے ہوں اور دوسرے تمام
لوگ قصوں کہانیوں کے جال میں گرفتار ہیں۔ دل غافل ہیں اور زبانوں پر خدا کا نام ہے میں
سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین کے شور وغوغا تمام قصے اور کہانیاں ہیں اور ہر ایک شخص جو اس

وقت کئی سو برس کے بعد اپنے کسی پیغمبر یا اوتار کے ہزار ہا معجزات سناتا ہے وہ خود اپنے دل میں جانتا ہے کہ وہ ایک قصہ بیان کر رہا ہے جس کو نہ اُس نے اور نہ اُس کے باپ نے دیکھا ہے اور نہ اس کے دادے کو اُس کی خبر ہے۔ وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ کہانتک اس کا یہ بیان صحیح اور درست ہے کیونکہ یہ دُنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ ایک تنکے کا پہاڑ بنا دیا کرتے ہیں اس لئے یہ تمام قصے جو معجزات کے رنگ میں پیش کئے جاتے ہیں ان کا پیش کرنے والا خواہ کوئی مسلمان ہو یا عیسائی ہو جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا جانتا ہے یا کوئی ہندو ہو جو اپنے اوتاروں کے کرشمے کتابیں اور پستک کھول کر سناتا ہے یہ سب کچھ ہیچ اور لاشئی ہیں اور ایک کوڑی ان کی قیمت نہیں ہو سکتی جب تک کہ کوئی زندہ نمونہ ان کے ساتھ نہ ہو۔ اور سچا مذہب وہی ہے جس کے ساتھ زندہ نمونہ ہے۔ کیا کوئی دل اور کوئی کانشنس اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ ایک مذہب تو سچا ہے مگر اس کی سچائی کی چمکیں اور سچائی کے نشان آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور ان ہدایتوں کے بھیجنے والے کے مُنہ پر ہمیشہ کے لئے مُہر لگ گئی ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ ہر ایک انسان جو سچی بھوک اور پیاس خدا تعالےٰ کی طلب میں رکھتا ہے وہ ایسا خیال ہرگز نہیں کرے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ سچے مذہب کی یہی نشانی ہو کہ زندہ خدا کے زندہ نمونے اور اس کے نشانوں کے چمکتے ہوئے نور اس مذہب میں تازہ بتازہ موجود ہوں۔ اگر ہماری گورنمنٹ عالیہ ایسا جلسہ کرے تو یہ نہایت مبارک ارادہ ہے۔ اور اس سے ثابت ہوگا کہ یہ گورنمنٹ سچائی کی حامی ہے اور اگر ایسا جلسہ ہو تو ہر ایک شخص اپنے اختیار سے اور ہنسی خوشی سے اس جلسہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ قوموں کے پیشوا جنہوں نے مقدس کہلا کر کروڑ ہا روپیہ قوموں کا کھا لیا ہے ان کے تقدّس کو آزمانے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی عمدہ طریق نہیں کہ جو اُن کا یا اُن کے مذہب کا خدا کے ساتھ رشتہ ہے اس رشتہ کا زندہ ثبوت مانگا جائے۔ یہ عاجز اپنے دلی جوش سے جو ایک پاک جوش ہے

یہی چاہتا ہے کہ ہماری محسن گورنمنٹ کے ہاتھ سے یہ فیصلہ ہو۔ خدایا اس عالی مرتبہ گورنمنٹ کو یہ الہام کر تا وہ اس قسم کے جلسوں میں سب سے پیچھے آکر سب سے پہلے ہو جائے۔ اور میں چونکہ مسیح موعود ہوں اس لئے حضرت مسیح کی عادت کا رنگ مجھ میں پایا جانا ضروری ہے حضرت مسیح علیہ السلام وہ انسان تھے جو مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب پر چڑھے گو خدا کے رحم نے اُن کو بچا لیا اور مرہم عیسیٰ[✤] نے ان کے زخموں کو اچھا کر کے آخر کشمیر جنت نظیر میں اُن کو پہنچا دیا۔ سو انہوں نے سچائی کے لئے صلیب سے پیار کیا اور اس طرح اس پر چڑھ گئے جیسا کہ ایک بہادر سوار خوش عناں گھوڑے پر چڑھتا ہے۔ سو ایسا ہی میں بھی مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب سے پیار کرتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے حضرت مسیح کو صلیب سے بچا لیا اور ان کی تمام رات کی دُعا جو باغ میں کی گئی تھی قبول کر کے ان کو صلیب اور صلیب کے نتیجوں سے نجات دی ایسا ہی مجھے بھی بچائے گا۔ اور حضرت مسیح صلیب سے نجات پا کر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے ملک میں سے ہوتے ہوئے کوہ نعمان میں پہنچے اور جیسا کہ اس جگہ شہزادہ نبی کا چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے وہ ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے۔ آخر کشمیر میں گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مدت تک عبادت کرتے رہے اور سکھوں کے زمانہ تک ان کی یادگار کا کوہ سلیمان پر کتبہ موجود تھا۔ آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں

[✤] مرہم عیسیٰ ایک نہایت مبارک مرہم ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخم اچھے ہوئے تھے جبکہ آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے سُولی سے نجات پائی تو صلیب کی کیلوں کے جو زخم تھے جن کو آپ نے حواریوں کو دکھلایا تھا وہ اسی مرہم سے اچھے ہوئے تھے۔ یہ مرہم طب کی ہزار کتاب میں درج ہے اور قانون بوعلی سینا میں بھی مندرج ہے اور رومیوں اور یونانیوں اور عیسائیوں اور یہودیوں اور مسلمانوں غرض تمام فرقوں کے طبیبوں نے اس مرہم کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ منہ

وفات پائی اور خانیار کے محلہ کے قریب آپ کا مقدس مزار ہے۔ غرض جیسا کہ اس نبی نے سچائی کے لئے صلیب کو قبول کیا ایسا ہی مَیں بھی قبول کرتا ہوں۔ اگر اس جلسہ کے بعد جس کی گورنمنٹ محسنہ کو ترغیب دیتا ہوں ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دنیا پر غالب نہ ہوں تو مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ مَیں راضی ہوں کہ اس جرم کی سزا میں سُولی دیا جاؤں اور میری ہڈیاں توڑی جائیں۔ لیکن وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے مَیں نے اس عریضہ کو لکھا ہے وہ میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ہے وہ مجھے اس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کرے گا۔ اسی کی رُوح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ مَیں نہ اپنی طرف سے بلکہ اس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حجت کے لئے چاہیئے پورا ہو۔ یہ سچ ہے کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے کہتا ہوں۔ اور وہی ہے جو میرا مددگار ہوگا۔

بالآخر مَیں اس بات کا بھی شکر کرتا ہوں کہ ایسے عریضہ کو پیش کرنے کے لئے مَیں بجز اس سلطنت محسنہ کے اور کسی سلطنت کو وسیع الاخلاق نہیں پاتا۔ اور گو اس ملک کے مولوی ایک اور کفر کا فتویٰ بھی مجھ پر لگاویں مگر مَیں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ایسے عرائض کے پیش کرنے کے لئے عالی حوصلہ عالی اخلاق صرف سلطنت انگریزی ہی ہے مَیں اس سلطنت کے مقابل پر سلطنت روم کو بھی نہیں پاتا جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔ اب مَیں اس دُعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کو عمر دراز کرکے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دُعائیں جو مَیں نے اپنے رسالہ ستارۂ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرماوے۔ اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے مشرف فرماوے گی۔ والدعا

عریضہ خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان۔ المرقوم ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء

(ضمیمہ نمبر ۳ منسلکہ کتاب تریاق القلوب)

(۲۱۰)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الاشتہار الانصار

نحمد اللہ ونصلی علی رسولہ الکریم الامین۔ وآلہ الطاھرین الطیّبین واصحابہ
ہم خدا کی حمد کرتے ہیں اور اس کے رسول پر درود بھیجتے ہیں جو کریم اور امین ہے اور اس کے آل پر درود بھیجتے
العاملین المکمّلین۔ الذین سعوا فی سُبل ربّ العلمین۔ واعرضوا عن الدنیا
ہیں جو طیب اور طاہر ہیں اور نیز اس کے اصحاب پر جو کامل مکمل ہیں۔ وہ اصحاب جو خدا تعالیٰ کی راہ میں دوڑے
ومافیھا واقبلوا علی اللہ مُتبتّلین منقطعین۔ امّا بعد فاعلموا ایّھا الاحباب
اور دنیا اور مافیہا سے کنارہ کیا اور خدا کی طرف دوسروں سے بکلی توڑ کر جھک گئے۔ بعد اس کے اے دوستو! تمہیں
رحمکم اللہ انّ داعی اللہ قد جاءکم فی وقتہٖ وادرککم رحم اللہ علی رأس
معلوم ہو خدا تم پر رحم کرے کہ خدا کی طرف سے ایک بُلانے والا تمہارے پاس اپنے وقت پر آیا ہے اور خدا کے رحم نے
المائۃ وکنتم من قبل تنتظرون کالعطاشی اوکالجائعین۔ فقد جاءکم فضلًا من
صدی کے سر پر تمہاری دستگیری کی اور تم پہلے اس بُلانے والے کا انتظار پیاسوں کی طرح یا بھوکوں کی طرح کر رہے
اللہ لینذر قومًا ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ وانّہٗ اُمر لیدعوکم
تھے سو وہ خدا کے فضل سے آگیا تا اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے تھے اور تاکہ مجرموں کی
الی الصدق والایمان۔ ولیھدیکم الٰی سبیل العرفان۔ والٰی کل ماینفعکم فی
راہ کھل جائے اور اس کو حکم ہے کہ تم کو صدق اور ایمان کی طرف بلاوے اور معرفت کی راہوں کی طرف تمہیں ہدایت
یوم الدین۔ فعلّمکم مالم تکونوا تعلمون واتم علیکم حجۃ اللہ وجعلکم من
کرے اور ہر ایک امر جو حق کے دن تمہیں کام آوے سمجھاوے۔ پس اس نے تمہیں وہ حقائق اور دقائق سکھا دیئے کہ تم خود بخود ان کو

المبصرین۔ وانکم رأیتم مالم یر آباؤکم الاوّلون۔ و اتاکم مالم یاتهم من نور و

نہیں جان سکتے تھے اور خدا تعالیٰ کی حجت تم پر پوری کر دے اور تمہیں بینا بنایا اور تم نے وہ دیکھا جو تمہارے پہلے باپ

یقین۔ فلا تردّوا نعم اللّٰه و لاتکونوا من الغافلین۔ و انی اریٰ فیکم قومًا ما قدروا

دادوں نے نہیں دیکھا تھا اور وہ نور اور یقین تم کو ملا جو انہیں نہیں ملا تھا پس خدا کی نعمتوں کو ردّ مت کرو اور غافل مت

اللّٰه حق قدرہ و قالوا اٰمنّا وما هم بمومنین۔ ایمنّون علی اللّٰه والمنة علیها للّٰه

ہو۔ اور میں تم میں ایسے لوگ بھی دیکھتا ہوں جنہوں نے اپنے خدا کا ایسا قدر نہیں کیا جو کرنا چاہیئے تھا۔ اور کہتے

ان کانوا عالمین۔ له العزة والکبریاء ان لم تقبلوا فیصرف عنکم وجهه ویأت بقوم

ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے۔ کیا یہ لوگ خدا پر احسان کرتے ہیں اور سب احسان خدا کے ہی ہیں

اٰخرین۔ ولاتضرونه شیئًا واللّٰه غنی عن العٰلمین۔ و انّ هٰذہٖ ایام اللّٰه و ایام حججه فاتقوا

اگر یہ جانتے ہوں۔ اسی کے لئے عزّت اور بزرگی ہے۔ اگر تم قبول نہیں کرو گے تو وہ تم سے اپنا منہ پھیر لیگا اور ایک اور قوم لائیگا اور

اللّٰه و ایامه ان کنتم متقین۔ وستردّون الی اللّٰه وتسئلون ومانریٰ معکم اموالکم

تم اس کا کچھ بھی حرج نہیں کر سکو گے اور یہ خدا کے دن ہیں اور اس کی حجتوں کے دن ہیں پس خدا سے اور اس کے دنوں سے ڈرو اگر متقی ہو اور عنقریب تم

و[illegible] املاککم فتیقظوا و لاتکونوا من الجاهلین۔ وجاهدوا باموالکم و انفسکم و

خدا کی طرف واپس کئے جاؤ گے اور پوچھے جاؤ گے اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہارے ساتھ تمہارے مال اور املاک جائینگے پس ہوش میں آجاؤ اور جاہل مت

قوموا للّٰه قانتین۔ احسبتم ان یرضیٰ عنکم ربکم ولما تفعلوا فی سُبُله ما فعلٰی من سنن

ہو۔ اور اپنے مالوں کے ساتھ اور جانوں کے ساتھ خدا کی راہ میں کوشش کرو اور اطاعت کرتے ہوئے کھڑے ہو۔ کیا تم یہ گمان کرتے

الصادقین۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ مالکم لاتفهمون۔ اتُترکون احیاءً

ہو کہ خدا تم سے راضی ہو جائیگا حالانکہ ابھی تم نے وہ کام نہیں کئے جو صادقوں کے کام ہیں۔ تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچو گے جبتک کہ وہ چیزیں خرچ

ابدًا غیر میتّین۔ انی اُمرتُ ان انبّهکم فاعلموا ان اللّٰه ینظر الی اعمالکم

نہیں کرو گے جو تمہیں پیاری ہیں۔ کیا سبب جو تم نہیں سمجھتے۔ کیا تم ہمیشہ زندہ چھوڑے جاؤ گے اور نہیں مرو گے۔ مجھے حکم دیا

و انما انا نذیر مبین۔ واللّٰه یدعوکم لتنصروہ باموالکم وجهد انفسکم فهل انتم

گیا ہے کہ میں تمہیں متنبہ کروں۔ پس جان لو کہ خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور خدا تمہیں بلاتا ہے تا اپنے مالوں اور جانوں

من الطائعین۔ ومن ینصر اللّٰہ ینصرہ ویردّ الیہ ما ارسل الیہ ویزید وھو

کی کوششوں کے ساتھ تم اس کی مدد کرو پس کیا تم فرمانبرداری اختیار کرو گے اور جو تم میں سے خدا کی مدد کریگا خدا اس کی مدد

خیر المحسنین۔ فقوموا ایّھا النّاس ولیسبق بعضکم بعضًا و اللّٰہ یعلم من کان

کریگا اور جو کچھ اس نے خدا کو دیا خدا کچھ زیادہ کے ساتھ اس کو واپس دے دیگا اور وہ سب محسنوں سے بہتر محسن ہے۔ سو اٹھو

من السابقین۔ والذین اٰمنوا ورعوا ید البیعۃ وما عاھدوا وعملوا الصالحات

لوگو اور چاہیئے کہ ایک دوسرے پر سبقت لے جائے اور خدا جانتا ہے ان کو جو سبقت لے جائیں گے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور

ثم جاھدوا فیھا ثم استقاموا فلھم مغفرۃ و رزق کریم و رضوان من اللّٰہ

بیعت کے ہاتھ اور اپنے عہد کی رعایت رکھی اور اچھے کام کئے پھر ترقیات کرتے رہے پھر استقامت اختیار کی ان کے لئے

و اولئک ھم المومنون حقًا و اولئک من عباد اللّٰہ الصالحین۔

مغفرت اور رزق بزرگ اور خدا کی رضا ہے اور وہی سچے مومن ہیں اور وہی ہیں جو خدا کے نیک بندوں میں سے ہیں۔

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

اے دوستو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حالات پر رحم فرماوے اور آپ کے دل میں الہام کرے کہ ہماری تمام ضرورتوں کے لئے آپ صاحبوں کے دلوں میں سچے جوش پیدا ہوں۔ حال یہ ہے کہ بہت سا حصہ عمر کا ہم طے کر چکے ہیں اور جو کچھ باقی ہے وہ معمولی قانون قدرت کے سہارے پر نہیں بلکہ محض اس کے ان وعدوں پر نظر ہے جن میں سے کسی قدر براہین احمدیہ اور ازالہ اوہام میں بھی درج ہیں کیونکہ اس نے محض اپنے فضل سے وعدہ دیا ہے کہ وہ مجھے نہیں چھوڑے گا اور نہ مجھ سے الگ ہوگا جب تک پاک اور خبیث میں فرق کر کے نہ دکھلا دے۔ اور تیس برس کے قریب اس الہام کو ہو گیا کہ اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ مَیں ان کاموں کے لئے تجھے اٹھتی

برس تک یا کچھ تھوڑا کم یا چند سال اسّی برس* سے زیادہ عمر دوں گا۔ اب جب میں خدا تعالےٰ کے اس پاک الہام پر نظر کرتا ہوں تو بے اختیار ایک زلزلہ میرے دل پر پڑتا ہے اور بسااوقات میرے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اور ایک موت کی سی حالت نمودار ہو جاتی ہے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ بہت سا حصہ اس میعاد کا گذر گیا اور اب میں بہ نسبت اس دُنیا کی ہمسائیگی کے قبر سے زیادہ نزدیک ہوں۔ میرے اکثر کام ابھی ناتمام ہیں اور میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور میں اس خدا تعالےٰ کو جانتا اور پہچانتا ہوں جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اندھا ہے وہ دل جو خدا کو نہیں جانتا اور مردہ ہے وہ جسم جو یقینی الہام اور وحی سے منوّر نہیں اور نہ منوّر ہونے والوں کے ساتھ ہم صحبت اور ہم نشین ہے۔ سو میں اس پاک وحی سے ایسا ہی کامل حصہ رکھتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کامل قرب کی حالت میں انسان رکھ سکتا ہے۔ جب انسان ایک پُرجوش محبت کی آگ میں ڈالا جاتا ہے جیسا کہ تمام نبی ڈالے گئے تو پھر اس کی وحی کے ساتھ اضغاث احلام نہیں رہتے بلکہ جیسا کہ خشک گھاس تنور میں جل جاتا ہے ویسا ہی وہ تمام اوہام اور نفسانی خیالات جل جاتے ہیں اور خالص خدا کی وحی رہ جاتی ہے اور یہ وحی صرف اُنہی کو ملتی ہے جو دنیا میں کمال صفا محبت اور محویّت کی وجہ سے نبیوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۴ اٹھارھویں سطر میں یہ الہام میری نسبت ہے جری اللہ فی حُلل الانبیاء یعنی خدا کا فرستادہ نبیوں کے حُلّہ میں۔ سو میں شکّی اور ظنّی الہام کے ساتھ نہیں بھیجا گیا بلکہ یقینی اور قطعی وحی کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور میرے نزدیک سب بدبختوں سے زیادہ تر وہ بدبخت ہے جو شکّی اور ظنّی الہامات کے ابتلاء میں بلعم کی طرح چھوڑا گیا ہے کیونکہ شک اور ظن علم میں داخل نہیں اور ممکن ہے کہ ایسا شخص کسی صادق کی تکذیب سے جلد تر جہنّم میں گرے کیونکہ

---

* یہ الہام مدّت ہوئی کہ میری کتاب ازالہ اوہام میں بھی درج ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ منہ

شک ہمیشہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ مگر مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کسی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں مگر میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری رُوح خدا کے فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔

اب وہ غرض جس کے لئے میں نے یہ اشتہار لکھا ہے یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ کم کم اور کئی مقاصد میرے التواء میں پڑے ہوئے ہیں جن کا اہتمام بجز مالی مدد کے غیر متصور ہے سب سے پہلے میں اس بات کا ذکر کرتا ہوں کہ میرے نزدیک خدا تعالیٰ کے حکم اور امر کے موافق جو متواتر مجھے بتلایا گیا ہے اس انتظام کا قائم رکھنا ضروری ہے بلکہ سب سے بڑھ کر ضروری ہے کہ مہمانوں کی آمد و رفت بکثرت جاری رہے اور ہمیشہ ایک جماعت حق کے طالبوں اور انصار کی معارف دینی میرے مُنہ سے سُننے کے لئے قادیان میں حاضر رہتی ہے چنانچہ اب تک یہ انتظام قائم رہا۔ خدا تعالےٰ کا احسان ہے کہ باوجودیکہ کوئی احسن انتظام اس لنگر خانہ کے چلانے کے لئے اب تک نہیں تھا مگر کوئی ابتلاء پیش نہ آیا اور باوصفیکہ لنگر خانہ کے تمام متعلقات کا خرچ جس کی تفصیل لکھنے کی ضرورت نہیں اکثر سات سو روپیہ ماہوار تک یا کبھی اس سے بھی بڑھ کر اور کبھی دو ہزار ماہوار تک بھی پہنچ گیا مگر خدا تعالیٰ کی پوشیدہ مدد کا ہاتھ شامل حال رہا کہ کوئی امتحان پیش نہ آیا۔ اب یہ صورت ہے کہ بباعث ایام قحط خرچ بہت بڑھ گیا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ مثلاً ہم جو اس سے پہلے ہمیشہ دو سو روپیہ ماہواری یا اڑھائی سو روپیہ یا اس سے کم کا لنگر خانہ کے لئے آٹا منگوایا کرتے تھے اب

شاید پانسو روپیہ تک نوبت پہنچے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے لئے ہمارے پاس کچھ بھی سامان نہیں اور اسی خرچ کے قریب قریب لکڑی اور گوشت اور روغن اور تیل وغیرہ کا خرچ ہے میرے نزدیک یہ انتظام ہمارے اس تمام سلسلہ کی بنیاد ہے اور دوسری تمام باتیں اس کے بعد ہیں کیونکہ فاقہ اُٹھانے والے معارف اور حقائق بھی سُن نہیں سکتے۔ سو سب سے اوّل اس انتظام کے لئے ہماری جماعت کو متوجہ ہونا چاہیئے اور یہ خیال نہ کریں کہ اس راہ میں روپیہ خرچ کرنے سے ہمارا کچھ نقصان ہے کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے جس کے لئے وہ خرچ کریں گے۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ خسارہ کی حالت میں وہ لوگ ہیں جو ریاکاری کے موقعوں میں تو صدہا روپیہ خرچ کریں اور خدا کی راہ میں پیش و پس سوچیں۔ شرم کی بات ہے کہ کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر پھر اپنی خسّت اور بخل کو نہ چھوڑے۔ یہ خدا تعالےٰ کی سُنّت ہے کہ ہر ایک اہل اللہ کے گروہ کو اپنی ابتدائی حالت میں چندوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی مرتبہ صحابہؓ پر چندے لگائے جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر رہے سو مردانہ ہمّت سے امداد کے لئے بلا توقّف قدم اُٹھانا چاہیئے۔ ہر ایک اپنی مقدرت کے موافق اس لنگرخانہ کے لئے مدد کرے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو ایک ایسا انتظام ہو کہ ہم لنگرخانہ کے سر درد سے فارغ ہو کر اپنے کام میں بافراغت لگے رہیں اور ہمارے اوقات میں کچھ حرج نہ ہو جو ہمیں مدد دیتے ہیں۔ آخر وہ خدا کی مدد دیکھیں گے۔

مَیں اس بات کے لکھنے سے رہ نہیں سکتا کہ اس نصرت اور جانفشانی میں اوّل درجہ پر ہمارے خالص مخلص حبّی فی اللہ مولوی حکیم نورالدین صاحب* ہیں جنہوں نے نہ صرف مالی امداد کی بلکہ دُنیا کے تمام تعلقات سے دامن جھاڑ کر اور فقیروں کا جامہ پہن کر اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے قادیان میں موت کے دن تک آبیٹھے اور ہر وقت حاضر ہیں۔ اگر مَیں چاہوں تو مشرق میں بھیج

---

* سفر نصیبین کے خرچ کے لئے بھی جس کا ذکر تیسری شاخ میں آئے گا اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب نے ایک آدمی کے جانے کا خرچ اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ منہ

دون یا مغرب میں۔ میرے نزدیک یہ وہ لوگ ہیں جن کی نسبت براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے اصحاب الصفہ وما ادراک ما اصحاب الصفہ اور حضرت ممدوح سے دوسرے درجہ پر حبّی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ہیں۔ اور ان کو تو پہلے سے ہی خدا تعالےٰ نے دنیا کے مناصب اور جاہ طلبی کی مناسبت نہیں دی مگر اب وہ بالکل دنیوی خیالات کو بھی استعفاء دے کر اس دروازہ پر بیٹھے ہیں اور دن رات اپنے دماغ سے فوق الطاقت کام لے کر خدمت دین کر رہے ہیں اور جمعہ کی نماز میں بہت سے حقائق معارف قرآن شریف بیان کرتے اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اور مولوی حکیم نورالدین صاحب کے ہم شہر حکیم فضل دین ہیں اور وہ بھی قریباً اسی جگہ رہتے اور خدمات میں مشغول ہیں۔ اور ایک مخلص دوست ہمارے ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب دُنیا سے گذر گئے مگر جائے شکر ہے کہ چار اور مخلص ڈاکٹر یعنی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہوری اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کلانوری اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ ایسا ہی نہایت با اخلاص بعض وہ مخلص ہیں جنہوں نے اس جگہ بود و باش اختیار کی ہے۔ منجملہ ان کے مرزا خدابخش صاحب بھی ہیں۔ اور نیز صاحبزادہ سراج الحق صاحب سرساوی اپنے وطن سرساوہ سے ہجرت کر کے قادیان میں آ گئے ہیں۔ اور کئی اور صاحب ہیں۔ اور ہم دُعا کرتے ہیں کہ ان تمام صاحبوں کے لئے یہ ہجرتیں مبارک ہوں۔ اور مولوی حکیم نورالدین صاحب تو ہمارے اس سلسلہ کے ایک شمع روشن ہیں۔ ہر روز قرآن شریف اور حدیث کا درس دیتے ہیں اور اس قدر معارف حقائق قرآن شریف بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ خدا کی مدد نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرت مولوی صاحب اور حبّی فی اللہ مولوی عبدالکریم دونوں دلی صدق سے چاہتے ہیں کہ قادیان میں ہی ان کا جینا ہو اور قادیان میں ہی مرنا۔ اور مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک اور جوان صالح خدا تعالیٰ کے فضل کو پا کر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے یعنی حبّی فی اللہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے پلیڈر۔ میں اُن کے آثار

بہت عمدہ پاتا ہوں۔ اور وہ ایک مدت سے اپنے دنیائی کاروبار کا حرج کر کے خدمت دین کے لئے قادیان میں مقیم ہیں اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب سے حقائق معارف قرآن شریف سُن رہے ہیں اور مجھے یقین ہے* کہ میری فراست اس بات میں غلطی نہیں کرے گی کہ جوان موصوف خدا تعالےٰ کی راہ میں ترقی کرے گا اور یقین ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تقویٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھائے گا جو ہم جنسوں کے لئے پیروی کے لائق ہوں گے۔ اے خدا ایسا ہی کر آمین ثم آمین۔ اور بھی کئی دوست مخلص انگریزی خوان ہیں جیسے عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب برادر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے اور خواجہ جمال الدین صاحب بی۔ اے اور مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ ان سب پر مجھے نیک ظن ہے۔ خدا اس ظن کو بحال رکھے اور یہ لوگ اپنے وقتوں پر خدمات میں مستعد ہیں۔ اور میرے خیال میں مولوی شیر علی غریب طبع نیک مزاج اور حلیم اور سلامت طبع میں مولوی محمد علی صاحب سے مشابہ ہیں اور اسی جگہ قادیان میں رہتے ہیں۔ اور وہ گروہ مخلص جو ہماری جماعت میں سے کاروبار تجارت میں مشغول ہیں ان میں سے ایک حبّی فی اللہ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب تاجر مدراس قابل تعریف ہیں اور انہوں نے بہت سے موقعہ ثواب کے حاصل کئے ہیں۔ وہ اس قدر پُرجوش محب ہیں کہ اتنی دُور رہ کر پھر نزدیک ہیں اور ہمارے سلسلہ کے لنگر خانہ کی بہت سی مدد کرتے ہیں اور ان کا صدق اور ان کی مسلسل خدمات جو محبت اور اعتقاد اور یقین سے بھری ہوئی ہیں تمام جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہیں کیونکہ تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ وہ ایک سَو روپیہ ماہواری بلا ناغہ بھیجتے ہیں اور آجتک کئی دفعہ پانسو روپیہ تک یکمشت محض اپنی محبت اور اخلاص کے جوش سے بھیجتے رہے ہیں اور جو ایک سو روپیہ ماہواری ہے وہ اس سے علاوہ ہے۔ اسی طرح حبّی فی اللہ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور سیٹھ صاحب کے مصرع ثانی ہیں

× وہ تمام کتابیں جو انگریزی میں ترجمہ ہو کر ہماری طرف سے نکلتی ہیں ان کا ترجمہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہی کرتے ہیں۔
منہ

مَیں خوب جانتا ہوں کہ شیخ صاحب موصوف دل و جان سے ہمارے محب ہیں۔ انہوں نے فوجداری مقدمات میں جو میرے پر کئے گئے تھے اپنے بہت سے روپیہ سے میری مدد کی اور جوشِ محبت فی اللہ اور سرگرمی ہو کر میری ہمدردی کرتے رہے۔ اب وہ ہمارے کام کے لئے صدہا روپیہ کا خرچ اُٹھا کر لندن میں بیٹھے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو جلد تر خیر و عافیت سے واپس لائے۔ یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ حبّی فی اللہ سردار نواب محمد علی خان صاحب بھی محبت اور اخلاص میں بہت ترقی کر گئے ہیں اور فراست صحیحہ شہادت دیتی ہے کہ وہ بہت جلد قابلِ رشک اخلاص اور محبت کے منار تک پہنچیں گے اور وہ ہمیشہ حتی الوسع مالی امداد میں بھی کام آتے رہے ہیں اور امید ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ خدا کی راہ میں اپنے مالوں کو فدا کریں گے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کے عملوں کو دیکھتا ہے۔ مجھے کہنے اور لکھنے کی ضرورت نہیں۔

ان کے سوا اور بھی مخلص ہیں جنہوں نے حال میں ہی بیعت کی ہے جیسا کہ ان دنوں میں حبّی فی اللہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ممباسہ جو ہزارہا کوس سے اپنا اخلاص ظاہر کر رہے ہیں اور انہوں نے اور ان کے دوستوں نے ممباسہ ملک افریقہ سے اپنی مالی امداد سے بہت سا ثواب حاصل کیا ہے٭ اور ڈاکٹر صاحب پر امید ہے کہ وہ آئندہ بھی بہت توجہ سے خود اور اپنی جماعت سے یہ نصرت دین کا کام لیں گے۔ ایسا ہی میری جماعت میں سے شیخ حامد علی تھہ غلام نبی اور میاں عبد العزیز پٹواری سکنہ اوجلہ اور میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیریاں ساکنان سیکھواں اور صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانہ اور حبّی فی اللہ منشی چودھری نبی بخش صاحب رئیس بٹالہ جو بطور ہجرت اسی جگہ قادیان میں آ گئے ہیں۔ اور منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ شہر اور میاں عبد اللہ صاحب پٹواری ساکن سنور ریاست پٹیالہ اور سید فضل شاہ صاحب اور سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیر اور میاں محمد علی۔

٭ افسوس کہ ہم اختصار کی وجہ سے ان تمام مخلصوں کے نام اس اشتہار میں لکھ نہیں سکے جو ممباسہ اور اس کے نواح میں موجود ہیں۔ منہ

صاحب ملہم لاہور اور شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی اور سید امیر علی شاہ صاحب ملہم اور سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ اور بابو تاج دین صاحب اکونٹنٹ لاہور اور حبی فی اللہ حکیم سید حسام الدین صاحب سیالکوٹی جو میرے پرانے دوست ہیں اور منشی زین العابدین محمد حکیم صاحب انجنیئر بمبئی اور مولوی غلام امام صاحب برہما ملک آسام اور مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ ضلع مراد آباد اور سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی اور خلیفہ نور دین صاحب ہیں جو ابھی محض للہ ایک خدمت پر مامور ہو کر کشمیر بھیجے گئے تھے اور چند روز ہوئے جو فائز المرام ہو کر واپس آگئے ہیں اور اسی طرح اور بہت سے مخلص ہیں مگر افسوس کہ اگر میں ان کے نام لکھوں تو یہ اشتہار اشتہار نہیں رہے گا ان سب کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو دونوں جہان کی خوشی عطا کرے۔ جو کچھ وہ خدا کے لئے کرتے ہیں یا آئندہ کریں گے وہ سب خدا تعالےٰ کی آنکھ کے نیچے ہے۔

مگر بطور شکر احسان باری تعالیٰ کے اس بات کا ذکر کرنا واجبات سے ہے کہ میرے اہم کام تحریر تالیفات میں خدا تعالیٰ کے فضل نے مجھے ایک عمدہ اور قابل قدر مخلص دیا ہے یعنے عزیزی میاں منظور محمد کاپی نویس جو نہایت خوشخط ہے جو نہ دنیا کے لئے بلکہ محض دین کی محبت سے کام کرتا ہے اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے اسی جگہ قادیان میں اقامت اختیار کی ہے اور یہ خدا تعالےٰ کی بڑی عنایت ہے کہ میری مرضی کے موافق ایسا مخلص سرگرم مجھے میسر آیا ہے کہ میں ہر ایک وقت دن کو یا رات کو کاپی نویسی کی خدمت اس سے لیتا ہوں۔ اور وہ پوری جانفشانی سے خدا تعالےٰ کی رضامندی کے لئے اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس روحانی جنگ کے وقت میں میری طرف سے دشمنوں کو شکست دینے والے رسالوں کے ذریعہ سے تاڑ تاڑ مخالفوں پر فیر ہو رہے ہیں۔ اور درحقیقت ایسے موقعہ اسباب میسر کر دینا یہ بھی خدا تعالےٰ کا ایک نشان ہے جس طرف سے دیکھا جائے تمام نیک اسباب میرے لئے میسر کئے گئے ہیں۔ اور تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی کہ گویا میں نہیں بلکہ فرشتے لکھتے جاتے

ہیں گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں۔

دوسری شاخ اخراجات کی جس کے لئے ہر وقت میری جان گدازش میں ہے سلسلہ تالیفات ہے۔ اگر یہ سلسلہ سرمایہ کے نہ ہونے سے بند ہو جائے تو ہزارہا حقائق اور معارف پوشیدہ رہینگے اس کا مجھے کس قدر غم ہے؟ اس سے آسمان پھر سکتا ہے۔ اسی میں میرا سرور اور اسی میں میرے دل کی ٹھنڈک ہے کہ جو کچھ علوم اور معارف سے میرے دل میں ڈالا گیا ہے مَیں خدا کے بندوں کے دلوں میں ڈالوں۔ دُور رہنے والے کیا جانتے ہیں مگر جو ہمیشہ آتے جاتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ کیونکر مَیں دن رات تالیفات میں مستغرق ہوں اور کس قدر میں اپنے وقت اور جان کے آرام کو اس راہ میں فدا کر رہا ہوں۔ میں ہر دم اس خدمت میں لگا ہوا ہوں لیکن اگر کتابوں کے چھپنے کا سامان نہ ہو اور عملہ مطبع کے خرچ کا روپیہ موجود نہ ہو تو مَیں کیا کروں جس طرح ایک عزیز بیٹا کسی کا مر جاتا ہے اور اس کو سخت غم ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھے کسی ایسی اپنی کتاب کے نہ چھپنے سے غم دامنگیر ہوتا ہے جو وہ کتاب بندگان خدا کو نفع رساں اور اسلام کی سچائی کے لئے ایک چراغ روشن ہو۔

تیسری شاخ اخراجات کی جس کی ضرورت مجھے حال میں پیش آئی ہے جو نہایت ضروری بلکہ اشد ضروری ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ میں تثلیث کی خرابیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اس لئے یہ دردناک نظارہ کہ ایسے لوگ دُنیا میں چالیس کروڑ سے بھی کچھ زیادہ پائے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا سمجھ رکھا ہے میرے دل پر اس قدر صدمہ پہنچاتا رہا ہے کہ مَیں گمان نہیں کر سکتا کہ مجھ پر میری تمام زندگی میں اس سے بڑھ کر کوئی غم گذرا ہو بلکہ اگر ہم و غم سے مرنا میرے لئے ممکن ہوتا تو یہ غم مجھے ہلاک کر دیتا کہ کیوں یہ لوگ خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کی پرستش کر رہے ہیں اور کیوں یہ لوگ اس نبی پر ایمان نہیں لاتے جو سچی ہدایت اور راہ راست لے کر دنیا میں آیا ہے۔ ہر ایک وقت مجھے یہ اندیشہ رہا ہے کہ اس غم کے صدمات سے میں ہلاک نہ ہو جاؤں اور پھر اس کے ساتھ یہ دقت تھی کہ ری مباحثات

ان لوگوں کے دلوں پر اثر نہیں کرتے اور پرانے مشرکانہ خیالات اس قدر دل پر غالب آگئے ہیں کہ بیشت اور فلسفہ اور طبعی پڑھ کر ڈبو بیٹھے ہیں۔ اور ان کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک اسی برس کا بڈھا ہندو ہرچند دل میں تو خوب جانتا ہے کہ گنگا صرف ایک پانی ہے جو کسی کو کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتا اور نہ ضرر کر سکتا ہے تب بھی وہ اس بات کے کہنے سے باز نہیں آتا کہ گنگا مائی میں بڑی بڑی ست اور طاقتیں ہیں۔ اور اگر اس پر دلیل پوچھی جائے تو کوئی بھی دلیل بیان نہیں کر سکتا۔ تاہم منہ سے یہ کہتا ہے کہ اس کی شکتی کی دلیل میرے دل میں ہے جس کے الفاظ متحمل نہیں ہو سکتے۔ مگر وہ کیا دلیل ہے۔ صرف پرانے خیالات جو دل میں جمے ہوئے ہیں۔ یہی حالات ان لوگوں کے ہیں کہ نہ ان کے پاس کوئی معقول دلیل حضرت عیسٰیؑ کی خدائی پر ہے اور نہ کوئی تازہ آسمانی نشان ہے جس کو وہ دکھا سکیں* اور نہ توریت کی تعلیم جس پر انہیں ایمان لانا ضروری ہے اور جس کو یہودی حفظ کرتے چلے آئے ہیں۔ اس مشرکانہ تعلیم کی مصدق ہے مگر تاہم محض تحکم اور دھکے کی راہ سے یہ لوگ اس بات پر ناحق اصرار کر رہے ہیں کہ یسوع مسیح خدا ہی ہے خدا نے قرآن کریم میں سچ فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ اس افترا سے آسمان پھٹ جائیں کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا جاتا ہے۔ اور میرا اس درد سے یہ حال ہے کہ اگر دوسرے لوگ بہشت چاہتے ہیں تو میرا بہشت یہی ہے کہ میں اپنی زندگی میں اس شرک سے انسانوں کو رہائی پاتے اور خدا کا جلال ظاہر ہوتے دیکھ لوں اور میری روح ہر وقت دعا کرتی ہے کہ اے خدا اگر میں تیری طرف سے ہوں اور اگر تیرے فضل کا سایہ میرے ساتھ ہے تو مجھے یہ دن دکھلا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے سر سے یہ تہمت اٹھا دی جائے کہ گویا نعوذ باللہ انہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ ایک زمانہ گذر گیا کہ میرے پنجوقت کی یہی دعائیں ہیں کہ خدا ان لوگوں کو آنکھ بخشے اور وہ اس کی وحدانیت

---

* افسوس کہ عیسائیوں کے ہاتھ میں صرف سماعی مشکوک اور مشتبہ قصے ہیں جن کا نام نشان اور معجزات رکھا ہوا ہے لیکن اگر حقیقت میں ان کے مذہب میں معجزہ نمائی کی طاقت ہے تو میرے مقابل پر کیوں نہیں دکھلاتے یقیناً سمجھو کہ کچھ بھی طاقت نہیں کیونکہ خدا ان کے ساتھ نہیں۔ منہ

پر ایمان لاویں اور اس کے رسُول کو شناخت کرلیں اور تثلیث کے اعتقاد سے توبہ کریں چنانچہ ان دُعاؤں کا یہ اثر ہوا ہے کہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ آسمان پر گئے بلکہ صلیب سے نجات پا کر اور پھر مرہم عیسٰی سے صلیبی زخموں سے شفا حاصل کرکے نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے اور افغانستان سے کوہ نعمان میں گئے اور وہاں اس مقام میں ایک مدت تک رہے جہاں شہزادہ نبی کا ایک چبوترہ کہلاتا ہے جو اب تک موجود ہے اور پھر وہاں سے پنجاب میں آئے اور مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے آخر کشمیر گئے اور ایک سَو پچیس برس کی عمر پا کر کشمیر میں ہی فوت ہوئے اور سرینگر خانیار کے محلہ کے قریب دفن کئے گئے اور میں اس تحقیقات کے متعلق ایک کتاب تالیف کر رہا ہوں جس کا نام ہے **مسیح ہندوستان میں**۔ چنانچہ میں نے اس تحقیق کے لئے مخلصی محبی خلیفہ نوردین صاحب کو جن کا ابھی ذکر کر آیا ہوں کشمیر میں بھیجا تھا+ تا وہ موقعہ پر حضرت مسیح کی قبر کی پوری تحقیقات کریں چنانچہ وہ قریباً چار ماہ کشمیر میں رہ کر اور ہر ایک پہلو سے تحقیقات کرکے اور موقعہ پر قبر کا ایک نقشہ بنا کر اور پانسو چھپّن ۵۵۶ آدمیوں کی اس پر تصدیق کرا کر کہ یہی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر ہے جس کو عام لوگ شہزادہ نبی کی قبر اور بعض یوز آسف نبی کی قبر اور بعض عیسٰی صاحب کی قبر کہتے ہیں، ۷ ستمبر ۱۸۹۹ء کو واپس میرے پاس پہنچ گئے۔ سو کشمیر کا مسئلہ تو خاطر خواہ انفصال پا گیا اور پانسو چھپّن ۵۵۶ شہادت سے ثابت ہو گیا کہ درحقیقت یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر ہے کہ جو سرینگر محلہ خانیار کے قریب موجود ہے۔

لیکن اب ایک اور خیال باقی رہا ہے کہ اگر پورا ہو جائے تو نور علیٰ نور ہوگا اور وہ دو ۲ باتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ میں نے سُنا ہے کہ کوہ نعمان میں جو شہزادہ نبی کا چبوترہ ہے اس کے نام ریاست کابل میں کچھ جاگیر مقرر ہے۔ لہٰذا اس غرض کے لئے بعض احباب کا کوہ نعمان میں جانا اور بعض عجیب

+ خلیفہ نورالدین صاحب کو خدا تعالیٰ اجر بخشے کہ اس تمام سفر اور رہائش کشمیر میں انہوں نے اپنا خرچ اُٹھایا اپنی جان کو تکلیف میں ڈالا اور اپنے مال سے سفر کیا۔ منہ

کا کابل میں جانا اور جاگیر کے کاغذات کی ریاست کے دفتر سے نقل لینا فائدہ سے خالی معلوم نہیں ہوتا✝
دوسرے یہ کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام افغانستان کی طرف نصیبین کی راہ
سے آئے تھے اور کتاب روضۃ الصفا سے پایا جاتا ہے کہ اس فتنہ صلیب کے وقت نصیبین کے
بادشاہ نے حضرت مسیحؑ کو بلایا تھا اور ایک انگریز اس پر گواہی دیتا ہے کہ ضرور حضرت مسیحؑ کو اس کا
خط آیا تھا بلکہ وہ خط بھی اس انگریز نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ اس صورت میں یہ یقینی امر ہے کہ
نصیبین میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے اس سفر کی اب تک کچھ یادگار قائم ہوگی۔ اور کچھ تعجب نہیں
کہ وہاں بعض کتبے بھی پائے جائیں یا آپ کے بعض حواریوں کی وہاں قبریں ہوں جو شہرت پا چکی ہوں
لہذا میرے نزدیک یہ قرین مصلحت قرار پایا ہے کہ تین دانشمند اور اولوالعزم آدمی اپنی جماعت میں
سے نصیبین میں بھیجے جائیں۔ سو اُن کی آمد و رفت کے اخراجات کا انتظام ضروری ہے۔ ایک ان
میں سے مرزا خدا بخش صاحب ہیں اور یہ ہمارے ایک نہایت مخلص اور جان نثار مرید ہیں جو اپنے
شہر جھنگ سے ہجرت کر کے قادیان میں آ رہے ہیں اور دن رات خدمت دین میں سرگرم ہیں۔
اور ایسا اتفاق ہوا ہے کہ مرزا صاحب موصوف کا تمام سفر خرچ ایک مخلص باہمت نے اپنے ذمہ
لے لیا ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ ان کا نام ظاہر کیا جائے۔ مگر دو اور آدمی ہیں جو مرزا خدا بخش
صاحب کے ہم سفر ہوں گے اُن کے سفر خرچ کا بندوبست قابل انتظام ہے۔ سوا امور متذکرہ بالا

✝ ایک ہمارے مخلص نے جن کا نام عبد العزیز ہے جو اوجلہ ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں اور اس ضلع کے
پٹواری ہیں جن کا نام پہلے میں لکھ چکا ہوں اپنے جوش اخلاص سے نصیبین کے سفر کے لئے ایک آدمی کے جانے کا آدھا
خرچ اپنے پاس سے دیا ہے عالی ہمتی اس کو کہتے ہیں کہ اس تھوڑی سی دنیوی معاش کے ساتھ اس قدر خدمت
دین کو شجاعت ایمانی سے بجا لاتے ہیں اور ایسا ہی میاں خیر الدین کشمیری سیکھواں نے اس سفر کے لئے اپنی
حیثیت سے زیادہ ہمت کر کے دس روپیہ دیئے ہیں۔

✝✝ کابل اور کوہ نعمان میں بھیجنے کے لئے اسی نواح کے بعض آدمی تجویز کئے گئے ہیں کیونکہ وہ اس ملک اور اُن
پہاڑوں کے خوب واقف ہیں

میں سے ایک یہ تیسرا امر ہے کہ ایسے نازک وقت میں یہ تینوں شاخیں بھی امداد مالی کی سخت محتاج میں پیش آگیا ہے اور یہ سفر میرے نزدیک ایسا ضروری ہے کہ گویا کسی شاعر کا یہ شعر اسی موقع کے حق میں ہے ؎ گر جاں طلبد مضائقہ نیست - زر می طلبد سخن دریں ست ۔ خدا تعالیٰ کے آگے کوئی بات انہونی نہیں ۔ ممکن ہے کہ چند آدمی ہی ان تینوں شاخوں کا بندوبست کر سکیں*۔ غرض انہی تینوں شاخوں کے لئے نہایت ضروری سمجھ کر یہ اشتہار لکھا گیا ہے ۔ اے عقلمندو! خدا کے راضی کرنے کا یہ وقت ہے کہ پھر نہیں ملے گا ۔ میں تاکیداً لکھتا ہوں کہ جو صاحب اہل مقدرت ہوں اور کوئی بڑی رقم بھیجنا چاہیں تو بہتر ہے کہ وہ بذریعہ تار بھیج دیں کہ تینوں شاخوں کے لئے یہ ایک ایسا جلدی کا موقع ہے کہ توقف کی گنجایش نہیں ۔ اور ان شاخوں کے سوا اور کئی شاخیں مصارف کی بھی ہیں جیسا کہ مدرسہ کی شاخ جس کو محض اس غرض سے قادیان میں قائم کیا گیا ہے کہ تا لڑکے اپنی ابتدائی حالت میں ہی راہ راست سے واقفیت پیدا کر لیں اور نادان مولویوں یا پادریوں کے پنجہ میں نہ پھنس جائیں اور ایسا ہی وہ دوسری تمام شاخیں ہیں جن کا ذکر میرے رسالہ فتح اسلام میں ہے لیکن یہ اشتہار بالفعل انہی تینوں شاخوں کے لئے جن کی سخت ضرورتیں پیش آگئی ہیں شایع کیا جاتا ہے ۔ اب جو شخص صدق دل سے ہماری تحریک کی اطاعت کرنا چاہے اس کو چاہیئے کہ ہمارے اس اشتہار کی تعمیل میں ایک ذرہ توقف نہ کرے اور موجودہ مشکلات کے دُور کرنے کے لئے جو کچھ اس سے ہو سکے اور جو کچھ بن پڑے مگر خدا کے علم سے خوف کر کے بلا توقف اس کو بھیج دے ۔ یہ سچ ہے کہ یہ دن ایام قحط ہیں اور ہماری جماعت کے اکثر افراد سقیم الحال اور نادار اور عیال دار ہیں گو خدا کی راہ میں صدق دل سے خدمت کے لئے حاضر ہو جانا ایک ایسا مبارک امر ہے جو درحقیقت اور تمام مشکلات اور آفات کا علاج ہے ۔ پس جس کو یقین ہے کہ خدا برحق ہے اور دین و دُنیا میں اس کی عنایات کی حاجت ہے اس کو چاہیئے کہ اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دے اور بخل کے وقت میں مبتلا ہو کر اس ثواب سے محروم نہ رہے اس عالی سلسلہ میں داخل ہونے کے بعد

* میں لکھ چکا ہوں کہ ایک آدمی کے بلانے کا تمام خرچ مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اپنے ذمہ لے لیا ۔ منہ

وہی لائق ہے جو ہمت بھی عالی رکھتا ہو اور نیز آئندہ کے لئے ایک تازہ اور سچا عہد خدا تعالےٰ سے کرلے کہ وہ حتی الوسع بلا ناغہ ہر ایک مہینہ میں اپنی مالی امداد سے ان دینی مشکلات کے رفع کرنے کے لئے سعی کرتا رہے گا۔ یہ منافقانہ کام ہے کہ اگر کوئی مصیبت پیش آوے تب خدا اور اہل خدا یاد آجائیں اور جب آرام اور امن دیکھیں تو لاپروا ہو جائیں۔ خدا غنی بے نیاز ہے اس سے ڈرو اور اس کا فضل پانے کے لئے اپنے صدق کو دکھلاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ والسّلام

۱۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء

راقم مرزا غلام احمد از قادیان

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

---

(۲۰۹)

ذوالمصلحت کریم زین پلڈ فساد برکہ عادت وعلمدق دیانت علیم

جلسۃ الوداع

بیٹرنا از درآں یار مراد ہے علیہم جہاد پر ہمت و تشنیع و نشاط ہے علیہم

(ضمیمہ اشتہار الانصار ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

ہم اس اشتہار میں لکھ چکے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے تین آدمی اس کام کے لئے منتخب کئے جائیں گے کہ وہ نصیبین اور اس کی نواح میں جاویں اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے آثار اس ملک میں تلاش کریں۔ اب حال یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے سفر کے خرچ کا امر قریباً انتظام پذیر ہو چکا ہے صرف ایک شخص کی زاد راہ کا انتظام باقی ہے یعنی اخویم مکرمی مولوی حکیم نور الدین صاحب نے ایک آدمی کے لئے ایک طرف کا خرچ دے دیا ہے اور اخویم منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری

ساکن اوجلہ ضلع گورداسپورہ نے باوجود قلت سرمایہ کے ایک سو پچیس[۱۲۵] روپیہ دیئے ہیں اور میاں جلال الدین کشمیری ساکن سیکھواں ضلع گورداسپورہ اور ان کے دو برادر حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیرالدین نے پچاس[۵۰] روپیہ دیئے ہیں۔ ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دُنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں۔ گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا وہ سب لے آئے ہیں اور دین کو آخرت پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت میں شرط تھی۔ ایسا ہی مرزا خدابخش صاحب نے بھی اس سفر خرچ کے لئے پچاس[۵۰] روپے چندہ دیا ہے خدا تعالیٰ سب کو اجر بخشے۔ آج ۱۰ ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو قرعہ اندازی کے ذریعہ سے وہ دو شخص تجویز کئے گئے ہیں جو مرزا خدابخش صاحب کے ساتھ نصیبین کی طرف جائیں گے۔ اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان عزیزوں کی روانگی کے لئے ایک مختصر سا جلسہ کیا جائے کیونکہ یہ عزیز دوست ایمانی صدق سے تمام اہل و عیال کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کرکے اور وطن کی محبت کو خیرباد کہہ کر دُور دراز ملکوں میں جائیں گے اور سمندر کو چیرتے ہوئے اور جنگلوں پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے نصیبین یا اس سے آگے بھی سیر کریں گے اور کربلا معلّی کی زیارت بھی کریں گے۔ اس لئے یہ تینوں عزیز قابل قدر اور تعظیم ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے ایک بڑا تحفہ لائیں گے۔ آسمان اُن کے اس سفر سے خوشی کرتا ہے کہ محض خدا کے لئے قوموں کو شرک سے چھڑانے کے لئے یہ تین عزیز ایک منجی کی صورت پر اُٹھے ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ ان کی وداع کے لئے ایک مختصر سا جلسہ قادیان میں ہو اور ان کی خیر و عافیت اور ان کے متعلقین کی خیر و عافیت کے لئے دعائیں کی جائیں۔ لہٰذا میں نے اس جلسہ کی تاریخ ۱۲ ر نومبر ۱۸۹۹ء مقرر کرکے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ ان تمام خالص دوستوں کو اطلاع دوں جن کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عید نہیں کہ جس کام کے لئے وہ اس سردی کے ایام میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر اور اپنے عیال اور دوستوں سے علیحدہ ہو کر جاتے ہیں اس مراد کو حاصل کرکے واپس آویں اور فتح کے نقارے ان کے ساتھ ہوں۔

مَیں دُعا کرتا ہوں کہ اے قادر خدا جس نے اس کام کے لئے مجھے بھیجا ہے ان عزیزوں کو

فضل اور عافیت سے منزل مقصود تک پہنچا دے اور پھر بخیر و خوبی فائز المرام واپس آئیں۔ آمین ثم آمین
اور میں امید رکھتا ہوں کہ میرے وہ عزیز دوست جو دین کے لئے اپنے تئیں وقف کر چکے ہیں حتی الوسع
فرصت نکال کر اس جلسہ وداع پر حاضر ہوں گے اور اپنے ان مسافر عزیزوں کے لئے رو رو کر
دعائیں کریں گے۔ والسلام۔ ۱۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء

راقـــــــــــــــم

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (اسمٰعیل پریسمین)

---

(۲۱۰)

ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﷺ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار

چونکہ مجھے ان دنوں میں چند متواتر الہام ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ عنقریب
آسمان سے کوئی ایسا نشان ظاہر کرے گا جس سے میرا صدق ظاہر ہو۔ اس لئے میں اس اشتہار
کے ذریعہ سے حق کے طالبوں کو امید دلاتا ہوں کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب آسمان سے کوئی تازہ
شہادت میری تائید کے لئے نازل ہوگی۔ یہ ظاہر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ کے مامور دنیا میں آتے ہیں
گو ان کی تعلیم نہایت اعلیٰ تھی اور ان کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے اور ان کی زیرکی اور فراست بھی
اعلیٰ درجہ پر تھی لیکن ان کا خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونا لوگوں نے قبول نہ کیا جب تک کہ ان کی تائید

میں آسمان سے کوئی نشان نازل نہیں ہوا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ اس جگہ بھی بارش کی طرح اپنے نشان ظاہر کر رہا ہے تا دیکھنے والے دیکھیں اور سوچنے والے سوچیں۔ اور اب مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک برکت اور رحمت اور اعزاز کا نشان ظاہر ہوگا جس سے اکثر لوگ تسلی پائینگے جیسا کہ ۱۸ ستمبر ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا۔ **ایک عزت کا خطاب ایک عزت کا خطاب۔ لک خطاب العزۃ۔ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا۔** یہ تمام خدائے پاک قدیر کا کلام ہے جس کو میں نے موٹی قلم سے لکھ دیا ہے۔ اگرچہ انسانوں کے لئے بادشاہوں اور سلاطین وقت سے بھی خطاب ملتے ہیں مگر وہ صرف ایک لفظی خطاب ہوتے ہیں جو بادشاہوں کی مہربانی اور کرم اور شفقت کی وجہ سے یا اور اسباب سے کسی کو حاصل ہوتے ہیں اور بادشاہ اس کے ذمہ وار نہیں ہوتے کہ جو خطاب انہوں نے دیا ہے اس کے مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے تئیں ہمیشہ رکھے جس کو ایسا خطاب دیا گیا ہے۔ مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو شیر بہادر کا خطاب دیا تو وہ بادشاہ اس بات کا متکفل نہیں ہو سکتا کہ ایسا شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھلاتا رہے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ ایسا شخص ضعف قلب کی وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے بھی کانپ اٹھتا ہو چہ جائیکہ وہ کسی میدان میں شیر کی طرح بہادری دکھلاوے لیکن وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ سے شیر بہادر کا خطاب ملے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو کیونکہ خدا انسان نہیں ہے کہ جھوٹ بولے یا دھوکہ کھاوے یا کسی پولیٹیکل مصلحت سے ایسا خطاب دیدے جس کی نسبت وہ اپنے دل میں جانتا ہے کہ دراصل وہ شخص اس خطاب کے لائق نہیں ہے اس لئے یہ بات محقق امر ہے کہ فخر کے لائق وہی خطاب ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملتا ہے۔ اور وہ خطاب دو قسم کا ہے۔ اوّل وہ جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبیوں میں سے کسی کو صفی اللہ کا لقب دیا اور کسی کو کلیم اللہ کا اور کسی کو رُوح اللہ کا اور کسی کو مصطفےٰ اور حبیب اللہ کا۔ ان تمام نبیوں پر خدا تعالےٰ کا سلام اور رحمتیں ہوں۔ اور دوسری قسم خطاب کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ بعض نشانوں اور تائیدات کے ذریعہ سے بعض اپنے مقبولین کی اس قدر محبت لوگوں کے دلوں میں یک دفعہ

ڈال دیتا ہے کہ یا تو اُن کو جھوٹا اور کافر اور مفتری کہا جاتا ہے اور طرح طرح کی نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں اور ہر ایک بدعادت اور عیب اُن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یا ایسا ظہور میں آتا ہے کہ ان کی تائید میں کوئی ایسا پاک نشان ظاہر ہو جاتا ہے جس کی نسبت کوئی انسان کوئی بدظنی نہ کرسکے اور ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکے کہ یہ نشان انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے پاک ہے اور خاص خدا تعالےٰ کی رحمت اور فضل کے ہاتھ سے نکلا ہے۔ تب ایسا نشان ظاہر ہونے سے ہر ایک سلیم طبیعت بغیر کسی شک و شبہ کے اس انسان کو قبول کر لیتی ہے اور لوگوں کے دلوں میں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی یہ بات پڑ جاتی ہے کہ یہ شخص درحقیقت سچا ہے۔ تب لوگ اس الہام کے ذریعہ سے جو خدا تعالےٰ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اس شخص کو صادق کا خطاب دیتے ہیں* کیونکہ لوگ اس کو صادق صادق کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور لوگوں کا یہ خطاب ایسا ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ نے آسمان سے خطاب دیا کیونکہ خدا تعالےٰ آپ ان کے دلوں میں یہ مضمون نازل کرتا ہے کہ لوگ اس کو صادق کہیں۔ اب جہاں تک مَیں نے غور اور فکر کی ہے۔ مَیں اپنے اجتہاد سے نہ کسی الہامی تشریح سے اس الہام کے جس کو مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے یہی معنی کرتا ہوں کیونکہ ان معنوں کے لئے اس الہام کا آخری فقرہ ایک بڑا قرینہ ہے کیونکہ آخری فقرہ یہ ہے کہ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا۔ لہذا مَیں اپنے اجتہاد** سے اس کے یہ معنی سمجھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اس جھگڑے کے فیصلہ کرنے کے

---

* اس خطاب کی مثال یہ ہے کہ جیسا کہ مصر کے بادشاہ فرعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کا خطاب دیا کیونکہ بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس شخص نے صدق اور پاک باطنی اور پرہیزگاری کے محفوظ رکھنے کے لئے بارہ برس کا جیلخانہ اپنے لئے منظور کیا مگر بدکاری کی درخواست کو نہ مانا بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی دل پلید نہ ہوا تب بادشاہ نے اس راستباز کو صدیق کا خطاب دیا جیسا کہ قرآن شریف سورہ یوسف میں ہے یوسف ایھا الصدیق۔ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی خطابوں میں سے پہلا خطاب وہی تھا جو حضرت یوسفؑ کو ملا۔ منہ

** جس کے ساتھ خدا تعالےٰ کا معاملہ وحی اور الہام کے ساتھ ہو وہ خوب جانتا ہے کہ ملہمین کو کبھی اجتہادی طور پر

لئے جو کسی حد تک پُرانا ہو گیا ہے اور حد سے زیادہ تکذیب اور تکفیر ہو چکی ہے کوئی ایسا برکت اور رحمت اور فضل اور صلحکاری کا نشان ظاہر کرے گا کہ وہ انسانی ہاتھوں سے برتر اور پاک تر ہوگا۔ تب ایسی کُھلی کُھلی سچائی کو دیکھ کر لوگوں کے خیالات میں ایک تبدیلی واقع ہو گی اور نیک طینت آدمیوں کے کینے یک دفعہ رفع ہو جائیں گے۔ مگر جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یہ میرا ہی خیال ہے۔ ابھی کوئی الہامی تشریح نہیں ہے۔ میرے ساتھ خدا تعالیٰ کی عادت یہ ہے کہ کبھی کسی پیشگوئی میں مجھے اپنی طرف سے کوئی تشریح عنایت کرتا ہے اور کبھی مجھے میرے فہم پر ہی چھوڑ دیتا ہے۔ مگر یہ تشریح جو ابھی میں نے کی ہے اس کی ایک خواب بھی مؤید ہے جو ابھی ۲۱ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو میں نے دیکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں محبی اخویم مفتی محمد صادق کو دیکھا ہے اور قبل اس کے جو میں اس خواب کی تفصیل بیان کروں اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا کہ مفتی محمد صادق میری جماعت میں سے اور میرے مخلص دوستوں میں سے ہیں جن کا گھر بھیرہ ضلع شاہ پور میں ہے مگر ان

بھی اپنے الہام کے معنے کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح کے الہام بہت ہیں جو مجھے کئی دفعہ ہوئے ہیں اور بعض وقت ایسا الہام ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس کے کیا معنی ہیں اور ایک مدت کے بعد اس کے معنے کُھلتے ہیں۔ مثلاً ۲۰ ستمبر ۱۸۹۹ء کو خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے اپنا کلام مجھ پر نازل کیا انا اخرجنالك زروعًا یا ابراہیم یعنی اے ابراہیم ہم تیرے لئے ربیع کی کھیتیاں اگائیں گے۔ زروع زرع کی جمع ہے اور زرع عربی زبان میں ربیع کی کھیتی یعنی کنک و جَو وغیرہ کو کہتے ہیں مگر آثار ایسے نہیں ہیں کہ یہ الہام اپنے ظاہر معنوں کے رُو سے پورا ہو کیونکہ ربیع تخم ریزی کے ایام گویا گذر گئے۔ لہذا مجھے صرف اجتہاد سے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ تجھے کیا غم ہے تیری کھیتیاں تو بہت نکلیں گی یعنی ہم تیری تمام حاجات کے متکفل ہیں۔ ایسا ہی ایک اور دوسرا الہام متشابہات میں سے ہے۔ جو ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا۔ اور وہ یہ ہے کہ قیصر ہند کی طرف سے شکریہ۔ اب یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے کیونکہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر یک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مُردہ سمجھتا ہوں۔ میرا شکریہ کیسا۔ سو ایسے الہام متشابہات میں سے ہوتے ہیں جب تک خود خدا ان کی حقیقت ظاہر نہ کرے۔ منہ

دنوں میں ان کی ملازمت لاہور میں ہے۔ یہ اپنے نام کی طرح ایک محب صادق ہیں مجھے افسوس ہے کہ مَیں اپنے اشتہار ١٦ اکتوبر ١٨٩٩ء میں سہواً اُن کا تذکرہ کرنا بھُول گیا۔ وہ ہمیشہ میرے دینی خدمات میں نہایت جوش سے مصروف ہیں خدا ان کو جزاء خیر دے۔ اب خواب کی تفصیل یہ ہے کہ مَیں نے مفتی صاحب موصوف کو خواب میں دیکھا کہ نہایت روشن اور چمکتا ہوا ان کا چہرا ہے اور ایک لباس فاخرہ جو سفید ہے پہنے ہوئے ہیں اور ہم دونوں ایک بگھی میں سوار ہیں اور وہ لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی کمر پر مَیں نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ یہ خواب ہے اور اس کی تعبیر جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے یہ ہے کہ صدق جس سے مَیں محبت رکھتا ہوں ایک چمک کے ساتھ ظاہر ہوگا اور جیسا کہ مَیں نے صادق کو دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ چمکتا ہے اسی طرح وہ وقت قریب ہے کہ مَیں صادق سمجھا جاؤں گا اور صدق کی چمک لوگوں پر پڑیگی اور ایسا ہی ٢٠ اکتوبر ١٨٩٩ء کو خواب میں مجھے یہ دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز[1] ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑکر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔ مَیں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ عزیز عزت پانے والے کو کہتے ہیں اور سلطان جو خواب میں اس لڑکے کا باپ سمجھا گیا ہے۔ یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان میں اس دلیل کو کہتے ہیں کہ جو ایسی بیّن الظہور ہو جو بباعث اپنے نہایت درجہ کے روشن ہونے کے دلوں پر اپنا تسلّط کرے۔ گویا سلطان کا لفظ تسلط سے لیا گیا ہے۔ اور سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کرلے۔ اور طبائع سلیمہ پر اس کا تسلط تام ہو جائے پس اس لحاظ سے کہ خواب میں عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوا اُس کی یہ تعبیر ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگوں کے دلوں پر تسلط

---

[1] یہ رؤیا لفظاً پوری ہوئی کہ جناب مرزا عزیز احمد صاحب خلف مرزا سلطان احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دادا برگزیدہ کو صادق مان کر بیعت کرلی (الحکم ١٠ مارچ ١٩٠٦ء صفحہ ١ کالم ٢)

کرنے والا ہوگا ظہور میں آئیگا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جس کو دوسرے لفظوں میں اس نشان کا بچہ کہہ سکتے ہیں دلوں میں میرا عزیز ہونا ہوگا جس کو خواب میں عزیز کی تمثل سے ظاہر کیا گیا۔ پس خدا نے مجھے یہ دکھلایا ہے کہ قریب ہے جو سلطان ظاہر ہو یعنی دلوں پر تسلط کرنے والا نشان جس سے سلطان کے لفظ کا اشتقاق ہے اور اس کا لازمی نتیجہ جو اس کے فرزند کی طرح ہے عزیز ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس انسان سے وہ نشان ظاہر ہو جس کو سلطان کہتے ہیں جو دلوں پر ایسا تسلّط اور قبضہ رکھتا ہے جیسا کہ ظاہری سلطان جس کو بادشاہ کہتے ہیں رعایا پر تسلّط رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے نشان کے ظہور سے اس کا اثر بھی ظاہر ہو۔ یعنی دلوں پر تسلّط اس نشان کا ہو کہ صاحب نشان لوگوں کی نظر میں عزیز بن جائے اور جبکہ عزیز بننے کا موجب اور علت سلطان ہی ہوا یعنی ایسی دلیل روشن جو دلوں پر تسلط کرتی ہے تو اس میں کیا شک ہے کہ عزیز ہونا سلطان کے لئے بطور فرزند کے ہوا۔ کیونکہ عزیز ہونے کا باعث سلطان ہی ہے جس نے دلوں پر تسلّط کیا اور تسلط سے پھر یہ عزیز کی کیفیت پیدا ہوئی سو خدا تعالیٰ نے مجھ کو دکھلایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اور ایک نشان دلوں کو پکڑنے والا اور دلوں پر قبضہ کرنے والا اور دلوں پر تسلّط رکھنے والا ظاہر ہوگا جس کو سلطان کہتے ہیں۔ اور اس سلطان سے پیدا ہونے والا عزیز ہوگا یعنی عزیز ہونا سلطان کا لازمی نتیجہ ہوگا کیونکہ نتیجہ بھی عربی زبان میں بچہ کو کہتے ہیں۔ فقط

الراقم

مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

تعداد ۱۰۰۰

ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو ٭ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اُس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں ٭ نہیں رہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو ٭ اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

اس عاجز غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کے لئے ایک دُعا اور حضرت عزت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلہ کی درخواست

اے میرے حضرت اعلیٰ ذوالجلال قادر و قدوس حی و قیوم جو ہمیشہ راستبازوں کی مدد کرتا ہے تیرا نام ابدالآباد مبارک ہے۔ تیرے قدرت کے کام کبھی رُک نہیں سکتے۔ تیرا قوی ہاتھ ہمیشہ عجیب کام دکھلاتا ہے۔ تو نے ہی اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ "اُٹھ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دُنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چُنا" اور تو نے ہی مجھے کہا کہ "تو میری نظر میں منظور ہے۔ میں اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہوں" اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ "تو وہ مسیح موعود ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا" اور تو نے ہی مجھے مخاطب کرکے کہا کہ "تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید" اور تو نے ہی مجھ

فرمایا کہ "مَیں نے لوگوں کی دعوت کے لئے تجھے منتخب کیا۔ ان کو کہہ دے کہ مَیں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں اور سب سے پہلا مومن ہوں" اور تُو نے ہی مجھے کہا کہ "مَیں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا اسلام کو تمام قوموں کے آگے روشن کر کے دکھلاؤں اور کوئی مذہب ان تمام مذاہب میں سے جو زمین پر ہیں برکات میں معارف میں تعلیم کی عمدگی میں خدا کی تائیدوں میں خدا کے عجائب غرائب نشانوں میں اسلام سے ہمسری نہ کر سکے" اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ "تو میری درگاہ میں وجیہہ ہے۔ مَیں نے اپنے لئے تجھے اختیار کیا" مگر اے میرے قادر خدا تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا اور میرا نام کافر اور کذّاب اور دجّال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دلآزار باتوں سے مجھے ستایا گیا اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ "حرام خور لوگوں کا مال کھانے والا وعدوں کا تخلف کرنے والا حقوق کو تلف کرنے والا لوگوں کو گالیاں دینے والا عہدوں کو توڑنے والا اپنے نفس کے لئے مال کو جمع کرنے والا اور شریر اور خونی ہے" یہ وہ باتیں ہیں جو خود اُن لوگوں نے میری نسبت کہیں جو مسلمان کہلاتے اور اپنے تئیں اچھے اور اہل عقل اور پرہیزگار جانتے ہیں اور ان کا نفس اس بات کی طرف مائل ہے کہ درحقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں سچ کہتے ہیں اور انہوں نے صدہا آسمانی نشان تیری طرف سے دیکھے مگر پھر بھی قبول نہ کیا۔ وہ میری جماعت کو نہایت تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر ایک ان میں سے جو بد زبانی کرتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ بڑے ثواب کا کام کر رہا ہے سو اے میرے مولا قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ مَیں تیرا مقبول ہوں اور جس سے اُن کا ایمان قوی ہو اور وہ تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی ان کے اندر پیدا ہو اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلاویں اور ہر ایک طالب حق کو نیکی کی طرف کھینچیں اور اس طرح پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں تیری قدرت اور تیرے جلال کو دیکھیں اور سمجھیں کہ تو اپنے اس بندے کے ساتھ ہے

اور دُنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے نام کی روشنی اس بجلی کی طرح دکھلائی دے کہ جو ایک لمحہ میں
مشرق سے مغرب تک اپنے تئیں پہنچاتی اور شمال و جنوب میں اپنی چمکیں دکھلاتی ہے۔ لیکن اگر
اے پیارے مولیٰ میری رفتار تیری نظر میں اچھی نہیں ہے تو مجھ کو اس صفحۂ دُنیا سے مٹا دے
تا میں بدعت اور گمراہی کا موجب نہ ٹھہروں۔ میں اس درخواست کے لئے جلدی نہیں کرتا تا میں
خدا کے امتحان کرنے والوں میں شمار نہ کیا جاؤں۔ لیکن میں عاجزی سے اور حضرت ربوبیت
کے ادب سے یہ التماس کرتا ہوں کہ اگر میں اس عالی جناب کا منظور نظر ہوں تو تین سال
کے اندر کسی وقت میری اس دُعا کے موافق میری تائید میں کوئی ایسا آسمانی نشان ظاہر ہو
جس کو انسانی ہاتھوں اور انسانی تدبیروں کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہ ہو جیسا کہ آفتاب کے
طلوع اور غروب کو انسانی تدبیروں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اگرچہ اے میرے خداوند یہ سچ
ہے کہ تیرے نشان انسانی ہاتھوں سے بھی ظہور میں آتے ہیں۔ لیکن اس وقت میں اسی بات
کو اپنی سچائی کا معیار قرار دیتا ہوں کہ وہ نشان انسانوں کے تصرفات سے بالکل بعید ہو۔ تا
کوئی دشمن اس کو انسانی منصوبہ قرار نہ دے سکے۔ سو اے میرے خدا تیرے آگے کوئی بات
انہونی نہیں۔ اگر تو چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ تو میرا ہے جیسا کہ میں تیرا ہوں تیری جناب
میں الحاح سے دُعا کرتا ہوں کہ اگر یہ سچ ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں اور اگر یہ سچ ہے کہ
تو نے ہی مجھے بھیجا ہے تو تُو میری تائید میں اپنا کوئی ایسا نشان دکھلا جو پبلک کی نظر میں انسانوں
کے ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے برتر یقین کیا جائے تا لوگ سمجھیں کہ میں تیری طرف سے
ہوں۔ اے میرے قادر خدا! اے میرے توانا اور سب قوتوں کے مالک خداوند! تیرے ہاتھ
کے برابر کوئی ہاتھ نہیں اور کسی جنّ اور بھوت کو تیری سلطنت میں شرکت نہیں۔ دُنیا میں ہر
ایک فریب ہوتا ہے اور انسانوں کو شیاطین بھی اپنے جھوٹے الہامات سے دھوکہ دیتے ہیں
مگر کسی شیطان کو یہ قوت نہیں دی گئی کہ وہ تیرے نشانوں اور تیرے ہیبت ناک ہاتھ کے
آگے ٹھہر سکے یا تیری قدرت کی مانند کوئی قدرت دکھلا سکے کیونکہ تو وہ ہے جس کی شان لاالٰہ

الا انتہ ہے اور بر العلی العظیم ہے جو لوگ شیطان سے الہام پاتے ہیں ان کے الہاموں کے ساتھ کوئی قادرانہ غیب گوئی کی روشنی نہیں ہوتی جس میں الوہیت کی قدرت اور عظمت اور ہیبت بھری ہوئی ہو۔ وہ تو ہی ہے جس کی قوت سے تمام تیرے نبی تحدّی کے طور پر اپنے معجزانہ نشان دکھلاتے رہے ہیں اور بڑی بڑی پیشگوئیاں کرتے رہے ہیں جن میں اپنا غلبہ اور مخالفوں کی درماندگی پہلے سے ظاہر کی جاتی تھی۔ تیری پیشگوئیوں میں تیرے جلال کی چمک ہوتی ہے اور تیری الوہیت کی قدرت اور عظمت اور حکومت کی خوشبو آتی ہے اور تیرے مُرسلوں کے آگے فرشتہ چلتا ہے تا ان کی راہ میں کوئی شیطان مقابلہ کے لئے ٹھہر نہ سکے۔ مجھے تیری عزّت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری سنہ ۱۹۰۰ء عیسوی سے شروع ہو کر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء عیسوی تک پورے ہو جائیں گے، میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذّاب اور دجّال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ دیکھ! میری رُوح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ سو میں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں۔ لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی عزت کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں اور جس کو تو نے بھیجا ہے اس کی تکذیب کر کے ہدایت سے دُور نہ پڑ جائیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے مجھے بھیجا ہے۔ اور میری تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں یہاں تک کہ سُورج اور چاند کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں پیشگوئی کی تاریخوں کے موافق گرہن میں آویں اور تو نے وہ تمام نشان جو ایک سو سے زیادہ ہیں میری تائید میں دکھلائے جو میرے رسالہ تریاق القلوب میں درج ہیں۔ تو نے مجھے وہ چوتھا لڑکا عطا فرمایا جس کی نسبت میں نے پیشگوئی کی تھی کہ عبدالحق غزنوی حال امرت سری نہیں مرے گا

جب تک وہ لڑکا پیدا نہ ہولے۔ سو وہ لڑکا اس کی زندگی میں ہی پیدا ہو گیا۔ میں اُن نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں۔ میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے۔ اس لئے میری رُوح تیرے نام سے ایسی اُچھلتی ہے جیسا کہ شیرخوار بچہ ماں کے دیکھنے سے۔ لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔ اس لئے نہ میں نے بلکہ میری رُوح نے اس بات پر زور دیا کہ میں یہ دُعا کروں کہ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور اگر تیرا غضب میرے پر نہیں ہے اور اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء سے اخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندہ کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ! میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اُٹھاتا ہوں کہ تُو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر اور کاذب نہیں ہوں تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء تک ختم ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو جبکہ تو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر ایک دُعا قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں تبھی سے میری رُوح دُعاؤں کی طرف دوڑتی ہے۔ اور میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دُعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بیدین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔ اگر میں تیرا مقبول ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا ملک میں امن اور صلحکاری پھیلے اور تا لوگ یقین کریں کہ تو موجود ہے اور دُعاؤں کو سنتا اور ان کی طرف جو تیری طرف جھکتے ہیں جھکتا ہے۔ اب تیری طرف اور تیرے فیصلہ کی طرف ہر روز میری آنکھ رہے گی جب تک آسمان سے تیری نصرت نازل ہو اور میں کسی مخالف کو اس اشتہار میں مخاطب نہیں کرتا اور نہ اُن کو کسی مقابلہ کے لئے بُلاتا ہوں۔ یہ میری دُعا تیری ہی جناب میں ہے کیونکہ تیری نظر سے کوئی صادق یا کاذب غائب نہیں ہے۔ میری رُوح گواہی دیتی ہے کہ تو صادق کو ضائع نہیں کرتا اور کاذب تیری جناب میں کبھی عزت نہیں پا سکتا اور وہ جو کہتے ہیں کہ کاذب بھی نبیوں کی طرح تحدی کرتے ہیں اور اُن کی تائید اور نصرت

بھی ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ راست بازنبیوں کی۔ وہ جھوٹے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نبوت کے سلسلہ کو مشتبہ کر دیں۔ بلکہ تیرا قہر تلوار کی طرح مفتری پر پڑتا ہے اور تیرے غضب کی بجلی کذاب کو بھسم کر دیتا ہے مگر صادق تیرے حضور میں زندگی اور عزت پاتے ہیں۔ تیری نصرت اور تائید اور تیرا فضل اور رحمت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہے۔ آمین ثم آمین۔

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

تعداد ۳۰۰۰ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

---

(۲۱۲)

اپنی جماعت کیلئے اطلاع

یاد رہے کہ یہ اشتہار محض اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ تا میری جماعت خدا کے آسمانی نشان دیکھ کر ایمان اور نیک عملوں میں ترقی کرے اور ان کو معلوم ہو کہ وہ ایک صادق کا دامن پکڑ رہے ہیں نہ کاذب کا۔ اور تا وہ راستبازی کے تمام کاموں میں آگے بڑھیں اور اُن کا پاک نمونہ دُنیا میں چمکے۔ ان دنوں میں وہ چاروں طرف سے سُن رہے ہیں کہ ہر ایک طرف سے مجھ پر حملے ہوتے ہیں اور نہایت اصرار سے مجھ کو کافر اور دجال اور کذاب کہا جاتا ہے اور قتل کرنے کے لئے فتوے لکھے جاتے ہیں۔ پس ان کو چاہئے کہ صبر کریں اور گالیوں کا گالیوں کے ساتھ ہرگز جواب نہ دیں اور اپنا نمونہ اچھا دکھاویں۔ کیونکہ اگر وہ بھی ایسی ہی درندگی ظاہر کریں جیسا کہ اُن کے مقابل پر کی جاتی ہے تو پھر ان میں اللہ

دوسروں میں کیا فرق ہے۔ اس لئے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ ہرگز اپنا اجر پا نہیں سکتے جب تک صبر اور تقویٰ اور عفو اور درگذر کی خصلت سب سے زیادہ اُن میں نہ پائی جائے۔ اگر مجھے گالیاں دی جاتی ہیں تو کیا یہ نئی بات ہے؟ کیا اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کو ایسا ہی نہیں کہا گیا؟ اگر مجھ پر بہتان لگائے جاتے ہیں تو کیا اس سے پہلے خدا کے رسولوں اور راستبازوں پر الزام نہیں لگائے گئے؟ کیا حضرت موسیٰؑ پر یہ اعتراض نہیں ہوئے کہ اُس نے دھوکہ دے کر ناحق مصریوں کا مال کھایا اور جھوٹ بولا کہ ہم عبادت کے لئے جاتے ہیں اور جلد واپس آئیں گے اور عہد توڑا اور کئی شیرخوار بچوں کو قتل کیا۔ اور کیا حضرت داؤدؑ کی نسبت نہیں کہا گیا کہ اس نے ایک بیگانہ کی عورت سے بدکاری کی اور فریب سے اوریا نام ایک سپہ سالار کو قتل کرا دیا اور بیت المال میں ناجائز دست اندازی کی؟ اور کیا ہارونؑ کی نسبت یہ اعتراض نہیں کیا گیا کہ اس نے گوسالہ پرستی کرائی؟ اور کیا یہودی اب تک نہیں کہتے کہ یسوع مسیح نے دعویٰ کیا تھا کہ میں داؤد کا تخت قائم کرنے آیا ہوں اور یسوع کے اس لفظ سے بجز اس کے کیا مراد تھی کہ اس نے اپنے بادشاہ ہونے کی پیشگوئی کی تھی جو پوری نہ ہوئی؟ اور کیونکر ممکن ہے کہ صادق کی پیشگوئی جھوٹی نکلے۔ یہودی یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ مسیح نے کہا تھا کہ ابھی بعض لوگ زندہ موجود ہوں گے کہ میں واپس آؤں گا مگر یہ پیشگوئی بھی جھوٹی ثابت ہوئی اور وہ اب تک واپس نہیں آیا۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض امور پر جاہلوں کے اعتراض ہیں جیسا کہ حدیبیہ کے واقعہ پر بعض نادان مرتد ہو گئے تھے۔ اور کیا اب تک پادریوں اور آریوں کی قلموں سے وہ تمام جھوٹے الزام ہمارے سیّد و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت شائع نہیں ہوتے جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں۔ غرض مخالفوں کا کوئی بھی میرے پر ایسا اعتراض نہیں جو مجھ سے پہلے خدا کے نبیوں پر نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ جب تم ایسی گالیاں اور ایسے اعتراض سنو تو غمگین اور دلگیر مت ہو کیونکہ تم سے اور مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت یہی لفظ بولے گئے ہیں۔ سو ضرور تھا کہ خدا کی وہ تمام سنتیں اور عادتیں جو

نبیوں کی نسبت وقوع میں آچکی ہیں ہم میں پوری ہوں۔ ہاں یہ درست بات ہے اور یہ ہمارا حق ہے کہ جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے جب کہ ہم دُکھ دیئے جائیں اور ستائے جائیں اور ہمارا صدق لوگوں پر مشتبہ ہو جائے اور ہماری راہ کے آگے صدہا اعتراضات کے پتھر پڑ جائیں تو ہم اپنے خدا کے آگے روئیں اور اس کی جناب میں تضرعات کریں اور اس کے نام کی زمین پر تقدیس چاہیں اور اس سے کوئی ایسا نشان مانگیں جس کی طرف حق پسندوں کی گردنیں جھک جائیں سو اسی بنا پر میں نے یہ دُعا کی ہے۔ مجھے بارہا خدا تعالےٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دُعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔ سو میں نوح نبی کی طرح دونو ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں رَبِّ اِنّی مغلوب مگر بغیر فانتصر کے۔ اور میری رُوح دیکھ رہی ہے کہ خدا میری سُنے گا اور میرے لئے ضرور کوئی ایسا رحمت اور امن کا نشان ظاہر کر دے گا کہ جو میری سچائی پر گواہ ہو جائے گا۔ میں اس وقت کسی دوسرے کو مقابلہ کے لئے نہیں بلاتا اور نہ کسی شخص کے ظلم اور جور کا جناب الٰہی میں اپیل کرتا ہوں بلکہ جیسا کہ میں تمام اُن لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہوں جو زمین پر رہتے ہیں خواہ وہ ایشیا کے رہنے والے ہیں اور خواہ یورپ کے اور خواہ امریکہ کے۔ ایسا ہی میں عام اغراض کی بنا پر بغیر اس کے کہ کسی زید یا بکر کا میرے دل میں تصور ہو خدا تعالیٰ سے ایک آسمانی شہادت چاہتا ہوں جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ اور یہ فقط دُعائیہ اشتہار ہے جو خدا تعالےٰ کی شہادت طلب کرنے کے لئے میں لکھتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں اس کی نظر میں صادق نہیں ہوں تو ان تین برس کے عرصہ تک جو سنہ ۱۹۰۲ء تک ختم ہوں گے میری تائید میں ایک ادنیٰ قسم کا نشان بھی ظاہر نہیں ہوگا اور اس طرح پر میرا کذب ظاہر ہو جائیگا اور لوگ میرے ہاتھ سے مخلصی پا جائیں گے۔ اور اگر اس مدت تک میرا صدق ظاہر ہو جائے جیسا کہ مجھے یقین ہے تو بہت سے پردے جو دلوں پر ہیں اُٹھ جائیں گے میری یہ دُعا بدعت نہیں ہے بلکہ ایسی دُعا کرنا اسلام کی عبادات میں سے ہے جو نمازوں میں ہمیشہ پنجوقت مانگی جاتی ہے کیونکہ ہم نماز میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت

علیہم ۔ اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے
چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں ۔ نبیوں کا کمال ۔ صدیقوں کا کمال ، شہیدوں
کا کمال ، صلحاء کا کمال ۔ سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور
نشان کے ہو ۔ اور صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانہ پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے ،
یعنے ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اس کو معلوم ہو جائیں کہ وہ بوجہ خارق عادت ہونے
کے نشان کی صورت پر ہوں اور اس صدیق کے صدق پر گواہی دیں ۔ اور شہید کا کمال یہ ہے
کہ مصیبتوں اور دُکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی اور قوت اخلاقی اور
ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے ۔ اور مرد
صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دُور ہو جائے اور مجسّم صلاح بن جائے کہ
وہ کامل صلاحیت اس کی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے ۔ سو یہ چاروں قسم
کے کمال جو ہم پانچ وقت خدا تعالیٰ سے نماز میں مانگتے ہیں یہ دوسرے لفظوں میں ہم خدا تعالیٰ
سے آسمانی نشان طلب کرتے ہیں اور جس میں یہ طلب نہیں اس میں ایمان بھی نہیں ۔ ہماری نماز
کی حقیقت یہی طلب ہے جو ہم چار رنگوں میں پنجوقت خدا تعالیٰ سے چار نشان مانگتے ہیں اور
اس طرح پر زمین پر خدا تعالےٰ کی تقدیس چاہتے ہیں تا ہماری زندگی انکار اور شک اور غفلت
کی زندگی ہو کر زمین کو پلید نہ کرے ۔ اور ہر ایک شخص خدا تعالےٰ کی تقدیس تبھی کر سکتا ہے کہ
جب وہ یہ چاروں قسم کے نشان خدا تعالیٰ سے مانگتا رہے ۔ حضرت مسیح نے بھی مختصر لفظوں میں
یہی سکھایا تھا ۔ دیکھو متی باب ۸ آیت ۹ ۔ پس تم اسی طرح دُعا مانگو کہ اے ہمارے باپ جو
آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو ۔ والسلام

راقم

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۔ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

---

(۲۱۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار

ایها الناس قد ظهرت ایات الله لتائیدی و تصدیق وشهدت لی شهداء الله من تحت ارجلکم ومن فوق رؤسکم ومن یمینکم ومن شمالکم ومن انفسکم ومن افاقکم فهل فیکم رجل امین ومن المستبصرین۔ اتقوا الله ولا تکتموا شهادات عیونکم ولا تؤثروا الظنون علی الیقین۔ ولا تقدموا قصصًا غیر ثابتة علٰی ما رأیتم باعینکم ان کنتم متقین۔ واعلموا ان الله یعلم بما فی صدورکم ونیاتکم ولا یخفی علیه شیٔ من حسناتکم وسیّاٰتکم وان الله علیم بما فی صدور العالمین۔ انکم رأیتم ایات الله ثم نبذتم دلائل الحق وراء ظهورکم واعرضتم عنها متعمّدین وقد کنتم منتظرین مجددًا من قبل فاذا جاء ولی الله تولیتم وجوهکم مستکبرین۔ أتنتظرون مجددًا هو غیری وقد مر علیٰ رأس المائة من سنین۔ وقد ملئت الارض جورًا وظلمًا وسبق مساجد الله ما یعبد فی دیور الضالین۔ ففکروا فی انفسکم أ تجعلون رزقکم انکم تکذبون الصادقین۔ انکم کفرتم بمسیح الله وایاته وما کان لکم ان تتکلموا فیه ۔ فیها الاخائفین

رومی سلطنت کے ایک معزز عہدہ دار حسین کامی کی نسبت جو پیشگوئی اشتہار ۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۷ء اور اشتہار ۲۵ جون سنہ ۱۸۹۷ء میں درج ہے وہ کامل صفائی سے پوری ہو گئی۔

مَیں نے اپنے اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں یہ پیشگوئی شائع کی تھی کہ رومی سلطنت میں جس قدر ارکان دولت سمجھے جاتے ہیں اور سلطنت کی طرف سے کچھ اختیار رکھتے ہیں اُن میں ایسے لوگ بکثرت ہیں جن کا چال چلن سلطنت کو مضر ہے کیونکہ ان کی عملی حالت اچھی نہیں ہے۔ اس پیشگوئی کے لکھنے اور شائع کرنے کا باعث جیسا کہ مَیں نے اسی اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں بہ تفصیل لکھا ہے یہ ہوا تھا کہ ایک شخص مسمی حسین بک کامی وائس قونسل مقیم کراچی قادیان میں میرے پاس آیا جو اپنے تئیں سلطنت روم کی طرف سے سفیر ظاہر کرتا تھا اور اپنی نسبت اور اپنے باپ کی نسبت یہ خیال رکھتا تھا کہ گویا یہ دونوں اول درجہ کے سلطنت کے خیر خواہ اور دیانت اور امانت میں دونوں مقدس وجود اور سراپا نیکی اور راست بازی اور تدین کا خمیرا اپنے اندر رکھتے ہیں بلکہ جیسا کہ پرچہ اخبار ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء ناظم الہند لاہور میں لکھا ہے اس شخص کی ایسی ایسی لاف و گزاف سے لوگوں نے اس کو نائب حضرت سلطان روم سمجھا اور یہ مشہور کیا گیا کہ یہ بزرگوار محض اس غرض سے لاہور وغیرہ نواح سے اس ملک میں تشریف لائے ہیں کہ تا اس ملک کے غافلوں کو اپنی پاک زندگی کا نمونہ دکھلاویں اور تا لوگ ان کے مقدس اعمال کو دیکھ کر ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بناویں اور اس تعریف میں یہانتک اصرار کیا گیا تھا کہ اسی ایڈیٹر ناظم الہند نے اپنے پرچہ مذکورہ یعنی ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء کے پرچہ میں جھوٹ اور بے شرمی کی کچھ بھی پرواہ نہ کرکے یہ بھی شائع کر

دیا تھا کہ یہ نائب خلیفۃ اللہ سلطان روم جو پاک باطنی اور دیانت اور امانت کی وجہ سے
سراسر نور ہیں یہ اس لئے قادیان میں بلائے گئے ہیں کہ تا مرزائے قادیاں اپنے افترا سے
اس نائب الخلافت یعنی مظہر نور الہٰی کے ہاتھ پر توبہ کرے اور آئندہ اپنے تئیں مسیح موعود
ٹھہرانے سے باز آجائے اور ایسا ہی اور بھی بعض اخباروں میں میری بدگوئی کو مدنظر رکھ کر
اس قدر اس شخص کی تعریفیں کی گئیں کہ قریب تھا کہ اس کو آسمان چہارم کا فرشتہ بنا دیتے۔
لیکن جب وہ میرے پاس آیا تو اس کی شکل دیکھنے سے ہی میری فراست نے یہ گواہی دی کہ
یہ شخص امین اور دیانت دار اور پاک باطن نہیں ہے اور ساتھ ہی میرے خدا نے مجھ کو القا
کیا کہ رومی سلطنت انہی لوگوں کی شامت اعمال سے خطرہ میں ہے کیونکہ یہ لوگ کہ جو علی حسب
مراتب قرب سلطان سے کچھ حصہ رکھتے ہیں اور اس سلطنت کی نازک خدمات پر مامور ہیں یہ
اپنی خدمات کو دیانت سے ادا نہیں کرتے اور سلطنت کے سچے خیرخواہ نہیں ہیں بلکہ اپنی طرح طرح
کی خیانتوں سے اس اسلامی سلطنت کو جو حرمین شریفین کے محافظ اور مسلمانوں کے لئے مغتنمات
میں سے ہے کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ سو میں اس الہام کے بعد محض القاء الہٰی کی وجہ سے
حسین بک کامی سے سخت بیزار ہو گیا۔ لیکن نہ رومی سلطنت کے بغض کی وجہ سے بلکہ محض
اس کی خیرخواہی کی وجہ سے۔ پھر ایسا ہوا کہ ترک مذکور نے درخواست کی کہ میں خلوت میں
کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ وہ مہمان تھا اس لئے میرے دل نے اخلاقی حقوق کی وجہ سے
جو تمام بنی نوع کو حاصل ہیں یہ نہ چاہا کہ اس کی اس درخواست کو رد کروں۔ سو میں نے اجازت
دی کہ وہ میرے خلوت خانہ میں آجائے اور جو کچھ بات کرنا چاہتا ہے کرے۔ پس جب سفیر
مذکور میرے خلوت خانہ میں آیا تو اس نے جیسا کہ میں نے اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کے پہلے
اور دوسرے صفحہ میں لکھا ہے مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں اُن کے لئے دُعا کروں۔ تب میں
نے اس کو وہی جواب دیا جو اشتہار مذکور کے صفحہ ۲ میں درج ہے جو آج سے قریباً دو برس
پہلے تمام ہندوستان و انڈیا میں شائع ہو چکا ہے چنانچہ اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۲ کی یہ

عبارت ہے جو میری طرف سے سفیر مذکور کو جواب ملا تھا اور وہ یہ ہے جو میں موٹی قلم سے لکھتا ہوں " سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اُس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں " دیکھو صفحہ ۱۲ سطر ۶ و ۷ اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان

پھر میں نے اسی اشتہار کے صفحہ ۲ سطر ۹ کے مطابق اُس ترک کو نصیحت دی اور اشارہ سے اس کو یہ سمجھایا کہ اس کشف کا اوّل نشانہ تم ہو اور تمہارے حالات الہام کے رو سے اچھے معلوم نہیں ہوتے توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ۔ چنانچہ یہی لفظ کہ " توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ " اس اشتہار کے صفحہ ۲ سطر میں اب تک موجود ہے جو سفیر مذکور کو مخاطب کرکے کہا گیا تھا۔ پس یہ تقریر میری جو اس اشتہار میں سے اس جگہ لکھی گئی ہے دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی (۱) ایک یہ کہ میں نے اس کو صاف لفظوں میں سمجھا دیا کہ تم لوگوں کا چال چلن اچھا نہیں ہے اور دیانت اور امانت کی نیک صفات سے تم محروم ہو (۲) دوسرے یہ کہ اگر تیری یہی حالت رہی تو تجھے اچھا پھل نہیں ملے گا اور تیرا انجام بد ہوگا۔ پھر میں نے صفحہ ۳ میں بطور پیشگوئی سفیر مذکور کی نسبت لکھا ہے " اُس کے لئے (یعنی سفیر مذکور کے لئے) بہتر تھا کہ میرے پاس نہ آتا۔ میرے پاس سے ایسی بدگوئی سے واپس جانا اس کی سخت بد قسمتی ہے " دیکھو صفحہ ۳ سطر نمبر ۱۔ اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء۔ پھر اسی صفحہ کی سطر ۹ میں یہ پیشگوئی ہے " اللہ جل شانہ جانتا ہے جس پر جھوٹ باندھنا لعنت کا داغ خریدنا ہے کہ اس عالم الغیب نے مجھے پہلے سے اطلاع دے دی تھی کہ اس شخص کی سرشت میں نفاق کی رنگ آمیزی ہے۔" پھر میں نے اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء کے صفحہ میں مذکورہ پیشگوئیوں کا اعادہ کرکے دسویں سطر سے سولہویں سطر تک یہ عبارت لکھی ہے۔ " ہم نے گذشتہ اشتہارات میں ترکی گورنمنٹ پر بلحاظ اس کے بعض عظیم الدخل اور قوابت آندرون ارکان اور عمائد اور وزراء کے نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے ضرور اُس

لہ (حاشیہ اگلے صفحہ پر۔ مرتب)

خداداد نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود ان کے مفہوم کے خوفناک اثر سے ہمارے دل پر ایک عجیب رقت اور درد طاری ہوتی ہے سو ہماری وہ تحریر جیسا کہ گندے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی جوش پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ اس روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی جو رحمت الٰہی نے ہمیں بخشا ہے۔

پھر اسی اشتہار کے صفحہ ۲ میں یعنی سطر ۱۹ سے ۲۱ تک یہ عبارت ہے۔ "کیا ممکن نہ تھا کہ جو کچھ مَیں نے رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غدّاری سرشت ظاہر کرنے والے ہوں۔" یاد رہے کہ ابھی میں اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کے حوالہ سے بیان کر چکا ہوں کہ یہ غدّاری اور نفاق کی سرشت بذریعہ

ـــہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ جس عادت زبوں نے ترکوں کو یہ روز بد دکھایا اور عیسائی سلطنتوں کے ہاتھوں اُسے برباد کرایا، وہ عادت ابھی تک ان میں کم و بیش پائی جاتی ہے۔ یہ عادت ملک و قوم کی اغراض پر اپنی ذاتی اغراض کو ترجیح دینا ہے۔ حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ یہ تباہی بخش مرض عام لوگوں کے طبقہ سے گذر کر مقتدر اور سربرآوردہ طبقہ کے اشخاص میں گھر کر گیا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ کسی نہ کسی نمک حرام ترک افسر کی غداری کی خبریں مشہور نہ ہوتی ہوں۔ اب جو شخص ملک و قوم کی اغراض کو ایک طرف پھینک کر غدّاری کے میدان میں نکلا ہے۔ کمال الدین پاشا فرزند عثمان پاشا ہی۔ یہ نوجوان   داماد تھا مگر کچھ عرصہ سے اس کی ہوا ایسی بگڑی ہے اور کسی دشمن نے اُس پر ایسا جادو چلایا ہے کہ وہ علانیہ سرکشی پر کمربستہ ہو گیا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر دختر سلطان المعظم نے اس سے کنارہ کر لیا اور زوجیت کے تمام تعلقات قطع کر دیئے۔ اب یہ نوجوان بروسا میں نظر بند کیا گیا ہے اور اس کے تمام تمغہ جات و جاگیر وغیرہ ضبط ہو گئی۔ کیسا دردناک سبق ہے کہ جس شخص کو سلطنت کی ترقی و اقبال میں ساعی ہونا چاہیئے تھا وہ سازش کے جرم میں زندان میں ڈالا جائے جب تک ترکوں میں اس قسم کے آدمی ہیں وہ اپنے آپ کو کبھی بھی خطرہ سے باہر نہیں نکال سکتے۔ منقول از اخبار وکیل نمبر ۲۲ جلد ۱ مورخہ ۲۰ اگست ۱۸۹۷ء صفحہ ۵ کالم نمبر ۲۔

الہام الٰہی حسین بیک کامی میں معلوم کرائی گئی ہے۔ غرض میرے ان اشتہارات میں جس قدر پیشگوئیاں ہیں جو میں نے اس جگہ درج کر دی ہیں اُن سب سے اوّل مقصود بالذات حسین کامی مذکور تھا۔ ہاں یہ بھی پیشگوئی سے مفہوم ہوتا تھا کہ اس کے سوا اور بھی بہت سے لوگ ہیں جو سلطنت روم کے ارکان اور کارکن سمجھے جاتے ہیں۔ مگر بہرحال الہام کا اوّل نشانہ یہی شخص حسین کامی تھا جس کی نسبت ظاہر کیا گیا کہ وہ ہرگز امین اور دیانت دار نہیں اور اس کا انجام اچھا نہیں جیسا کہ ابھی میں نے اپنے اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حسین کامی کی نسبت مجھے الہام ہوا کہ یہ آدمی سلطنت کے ساتھ دیانت سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کی سرشت میں نفاق کی رنگ آمیزی ہے اور اسی کو میں نے مخاطب کر کے کہا کہ توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ۔

یہ تو میرے الہامات تھے جو میں نے صاف دلی سے کھول کر انسانوں میں بذریعہ اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء اور اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء شائع کر دیئے۔ مگر افسوس کہ ان اشتہارات کے شائع کرنے سے ہزارہا مسلمان میرے پر ٹوٹ پڑے۔ بعض کو تو قلّتِ تدبّر کی وجہ سے یہ دھوکہ لگا کہ گویا میں نے سلطان روم کی ذات پر کوئی حملہ کیا ہے حالانکہ وہ میرے اشتہارات اب تک موجود ہیں سلطان کی ذات سے اُن پیشگوئیوں کو کچھ تعلق نہیں۔ صرف بعض ارکان سلطنت اور کارکن لوگوں کی نسبت الہام شائع کیا گیا ہے کہ وہ امین اور دیانت دار نہیں ہیں۔ اور کھلے کھلے طور پر اشارہ کیا گیا ہے کہ اوّل نشانہ ان الہامات کا وہی حسین کامی ہے اور وہی دیانت اور امانت کے پیرایہ سے محروم اور بے نصیب ہے۔ اور ان اشتہاروں کے شائع ہونے کے بعد بعض اخبار والوں نے حسین کامی کی حمایت میں میرے پر حملے کئے کہ ایسے امین اور دیانت دار کی نسبت یہ الہام ظاہر کیا ہے کہ وہ سلطنت کا سچا امین اور دیانتدار عہدہ دار نہیں ہے اور اس کی سرشت میں نفاق کی رنگ آمیزی ہے اور اس کو ڈرایا گیا ہے کہ توبہ کر ورنہ تیرا انجام اچھا نہیں حالانکہ وہ مہمان تھا۔ انسانیت کا یہ تقاضا تھا کہ اس کی عزت کی جاتی۔" ان تمام الزامات کا میری طرف سے یہی جواب ہے کہ میں نے اپنے نفس

کے جوش سے حسین کامی کو کچھ نہیں کہا بلکہ جو کچھ میں نے اس پر الزام لگایا تھا وہ الہام الٰہی کے ذریعہ سے تھا نہ ہماری طرف سے۔ مگر افسوس کہ اکثر اخبار والوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ درحقیقت حسین کامی بڑا امین اور دیانت دار بلکہ نہایت بزرگوار اور نائب خلیفۃ المسلمین سلطان روم تھا۔ اس پر ظلم ہوا کہ اس کی نسبت ایسا کہا گیا اور اکثر نے تو اپنی بات کو زیادہ رنگ چڑھانے کے لئے میرے تمام کلمات کو سلطان المعظم کی طرف منسوب کر دیا تا مسلمانوں میں جوش پیدا کریں۔ چنانچہ میرے ان الہامات سے اکثر مسلمان جوش میں آ گئے اور بعض نے میری نسبت لکھا کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ اب ہم ذیل میں بتلاتے ہیں کہ ہماری یہ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی واضح ہو کہ عرصہ تخمیناً دو ماہ یا تین ماہ کا گذرا ہے کہ ایک معزز ترک کی معرفت ہمیں یہ خبر ملی تھی کہ حسین کامی مذکور ایک ارتکاب جرم کی وجہ سے اپنے عہدہ سے موقوف کیا گیا ہے اور اس کی املاک ضبط کی گئی۔ مگر میں نے اس خبر کو ایک شخص کی روایت خیال کر کے شائع نہیں کیا تھا کہ شاید غلط ہو۔ آج اخبار نیّر آصفی مدراس مورخہ ۱۲؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء کے ذریعہ سے ہمیں مفصل طور پر معلوم ہو گیا کہ ہماری وہ پیشگوئی حسین کامی کی نسبت نہایت کامل صفائی سے پوری ہو گئی۔ ہماری وہ نصیحت جو ہم نے اپنے خلوت خانہ میں اس کو کی تھی کہ **توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ**۔ جس کو ہم نے اپنے اشتہار ۲۴؍ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر دیا تھا اس پر پابند نہ ہونے سے آخر وہ اپنی پاداش کردار کو پہنچ گیا۔ اور اب وہ ضرور اس نصیحت کو یاد کرتا ہو گا مگر افسوس یہ ہے کہ وہ اس ملک کے بعض ایڈیٹران اخبار اور مولویان کو بھی جو اس کو نائب خلیفۃ المسلمین اور رکن امین سمجھ بیٹھے تھے اپنے ساتھ ہی ندامت کا حصہ دے گیا اور اس طرح پر انہوں نے ایک صادق کی پیشگوئی کی تکذیب کا مزہ چکھ لیا۔ اب ان کو چاہیئے کہ آئندہ اپنی زبانوں کو سنبھالیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ میری تکذیب کی وجہ سے بار بار ان کو خجالت پہنچ رہی ہے۔ اگر وہ سچے پر ہیں تو کیا باعث کہ ہر ایک بات میں آخر کار کیوں ان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اب ہم اخبار مذکور میں سے وہ چٹھی مع تمہیدی عبارت کے ذیل میں نقل کر دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے:۔

"چندۂ مظلومان کریٹ اور ہندوستان"

"ہمیں آج کی ولایتی ڈاک میں اپنے ایک معزز اور لائق نامہ نگار کے پاس سے ایک قسطنطنیہ والی چٹھی ملی ہے جس کو ہم اپنے ناظرین کی اطلاع کے لئے درج ذیل کئے دیتے ہیں۔ اور ایسا کرتے ہوئے ہمیں کمال افسوس ہوتا ہے۔ افسوس اس وجہ سے کہ ہمیں اپنی ساری امیدوں کے برخلاف اس مجرمانہ خیانت کو جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ منتظم و مہذّب اسلامی سلطنت کے وائس قونصل کی جانب سے بڑی بے دردی کے ساتھ عمل میں آئی اپنے ان کانوں سے سننا اور پبلک پر ظاہر کرنا پڑا ہے جو کیفیت جناب مولوی حافظ عبد الرحمٰن صاحب الہندی نزیل قسطنطنیہ نے ہمیں معلوم کرائی ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حسین بک کامی نے بڑی بے شرمی کے ساتھ مظلومان کریٹ کے روپیہ کو بغیر ڈکار لینے کے ہضم کرلیا اور کارکن کمیٹی چندہ نے بڑی فراست اور عرقریزی کے ساتھ ان سے روپیہ اگلوایا مگر یہ دریافت نہیں ہوا کہ وائس قونصل مذکور پر عدالت عثمانیہ میں کوئی نالش کی گئی یا نہیں ہماری رائے میں ایسے خائن کو عدالتانہ کارروائی کے ذریعہ عبرت انگیز سزا دینی چاہیئے۔ بہرحال ہم امید کرتے ہیں کہ یہی ایک کیس غبن کا ہوگا جو اس چندہ کے متعلق وقوع میں آیا ہو۔ اور جو رقوم چندہ جناب مُلّا عبد القیوم صاحب اوّل تعلقہ دار لنگسگور اور جناب عبد العزیز بادشاہ صاحب ٹرکش قونصل مدراس کی معرفت حیدرآباد اور مدراس سے روانہ ہوئیں وہ بلاخیانت قسطنطنیہ کو کمیٹی چندہ کے پاس برابر پہنچ گئی ہوں گی۔"

"قسطنطنیہ کی چٹھی"

"ہندوستان کے مسلمانوں نے جو گذشتہ دو سالوں میں مہاجرین کریٹ اور مجروحین عساکر حرب یونان کے واسطے چندہ فراہم کرکے قونصل ہائے دولت علیہ ترکیہ مقیم ہند کو دیا

تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر زرِ چندہ تمام و کمال قسطنطنیہ میں نہیں پہونچا۔ اور اس امر کے باور کرنے کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ حسین بک کامی وائس قونصل مقیم کراچی کو جو ایک ہزار چھ سو روپیہ کے قریب مولوی انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر اور مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے مختلف مقامات سے وصول کر کے بھیجا تھا وہ سب غبن کر گیا۔ ایک کوڑی تک قسطنطنیہ میں نہیں پہنچائی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ سلیم پاشا ملحمہ کارکن کمیٹی چندہ کو جب خبر پہنچی تو اس نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اس روپیہ کے اگلوانے کی کوشش کی اور اس کی اراضی مملوکہ کو نیلام کرا کر وصولی رقم کا انتظام کیا اور باب عالی میں غبن کی خبر بھجوا کر نوکری سے موقوف کرایا۔ اسی لئے ہندوستان کے جملہ اصحاب جرائد کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو قومی خدمت سمجھ کر چار مرتبہ متواتر اپنے اخبارات میں مشتہر فرمائیں اور جس وقت ان کو معلوم ہو کہ فلاں شخص کی معرفت اس قدر روپیہ چندہ کا بھیجا گیا تو اس کو اپنے جریدہ میں مشتہر کرائیں اور نام مع عنوان کے ایسا مفصل لکھیں کہ بشرط ضرورت اس سے خط و کتابت ہو سکے اور ایک پرچہ اس جریدہ کا خاکسار کے پاس بمقام قاہرہ اس پتہ سے روانہ فرماویں۔ حافظ عبد الرحمن الہندی الامرتسری۔ سکہ جدیدہ۔ وکالہ صالح آفندی قاہرہ (ملک مصر)"

المشتہر

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ ۱۸ ؍نومبر ۱۸۹۹ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(۱۴۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　　نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

اشتہار

ایک عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا

اور نیز

ان لوگوں کا جواب جنہوں نے نافہمی سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے انکار کیا ہے

اس بات کی زیادہ تصریح کی ضرورت نہیں کہ میں نے ایک پیشگوئی مولوی محمد حسین بٹالوی اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت اپنے اشتہار مجریہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی تھی جس کا خلاصہ یہی تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو اپنے قلم سے انواع و اقسام کے بہتانوں سے میری ذلت کی ہے اور نیز اسی قسم کی ذلت بیجا تحریروں سے جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی اپنے دوستوں سے کرائی ہے۔ یہ کارروائی اس کی جناب الٰہی میں مورد اعتراض ہو کر مجھے الہام ہوا ہے کہ جس قسم کی اس نے میری ذلت کی اور مذکورہ بالا دو اپنے دوستوں سے کرائی اسی قسم کی ذلت اس کی بھی ہو جائے گی۔ یہ الہام ہزاروں انسانوں میں شائع ہوا۔ یہاں تک کہ اسی کی بنا پر ایک مقدمہ میرے پر ہو کر اس بہانہ سے عدالت تک بھی اس الہام کی شہرت ہو گئی مگر افسوس کہ اب تک بعض کوتہ اندیش اور نادان دوست محمد حسین کے محض خلاف واقعہ طور پر یہ سمجھ رہے ہیں کہ گویا وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور جو پیشگوئی میں ذلت کا وعدہ تھا وہ اب تک ظہور

میں نہیں آیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک صاحب ثناء اللہ نام امرتسری نے بھی پرچہ اخبار عام نومبر ۱۸۹۹ء میں اعتراض پیش کیا ہے۔ اور چونکہ ان مولویوں کی یہ عادت ہے کہ ایک خلاف واقعہ بات پر جم کر پھر ہزاروں انسانوں کو وہی سبق دیتے ہیں اور اس طرح پر ایک شخص کی غلط فہمی ہزاروں انسانوں کو غلطی میں ڈالتی ہے۔ لہٰذا میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ وہ پیشگوئی مع تمام اس کے لوازم کے تحریر کرکے پبلک کے سامنے رکھوں تا لوگ خود انصاف کر لیں کہ آیا وہ پیشگوئی پوری ہو گئی یا کچھ کسر باقی ہے۔ اس لئے ہم ذیل میں مبسوط طور پر اوّل سے آخر تک اس کو لکھتے ہیں۔

سو واضح ہو کہ مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے میرے ذلیل کرنے کی غرض سے تمام لوگوں میں مشہور کیا تھا کہ یہ شخص مہدی معہود اور مسیح موعود سے منکر ہے اس لئے بیدین اور کافر اور دجّال ہے بلکہ اسی غرض سے ایک استفتاء لکھا تھا اور علماء ہندوستان اور پنجاب کی اس پر مہریں ثبت کرائیں تھیں تا عوام مسلمان مجھ کو کافر سمجھ لیں اور پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ گورنمنٹ تک خلاف واقعہ یہ شکایتیں پہونچائیں کہ یہ شخص گورنمنٹ انگریزی کا بدخواہ اور بغاوت کے خیالات رکھتا ہے اور عوام کے بیزار کرنے کے لئے یہ بھی جابجا مشہور کیا کہ یہ شخص جاہل اور علم عربی سے بے بہرہ ہے اور ان تینوں قسم کے جھوٹ کے استعمال سے اس کی غرض یہ تھی کہ تا عوام مسلمان مجھ پر بدظن ہو کر مجھے کافر خیال کریں اور ساتھ ہی یہ بھی یقین کر لیں کہ یہ شخص درحقیقت علم عربی سے بے بہرہ ہے اور نیز گورنمنٹ بدظن ہو کر مجھے باغی قرار دے یا اپنا بدخواہ تصور کرے۔ جب محمد حسین کی بداندیشی اس حد تک پہنچی کہ اپنی زبان سے بھی میری ذلت کی اور لوگوں کو بھی خلاف واقعہ تکفیر سے جوش دلایا اور گورنمنٹ کو بھی جھوٹی مخبریوں سے دھوکہ دینا چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ وجوہ متذکرہ بالا کو عوام اور گورنمنٹ کے دل میں جما کر میری ذلت کرا دے تب میں نے اس کی نسبت اور اس کے دو دوستوں کی نسبت جو محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی ہیں وہ بددعا کی جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں درج ہے۔ اور

جیسا کہ اشتہار مذکور میں مَیں نے لکھا ہے یہ الہام مجھ کو ہوا - ان الذین یصدون عن سبیل اللہ سینالھم غضب من ربھم- ضرب اللہ اشد من ضرب الناس- انما امرنا اذا اردنا شیئًا ان نقول لہ کن فیکون - أ تعجب لامری۔ اِنّی مع العشاق - انی انا الرحمٰن ذوالمجد والعلٰے - ویعض الظالم علٰی یدیہ - ویُطرح بین یدیّ - جزاء سیّئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ - ما لھم من اللہ من عاصم - فاصبر حتّٰی یاتی اللہ بامرہ - ان اللہ مع الّذین اتقوا والذین ھم محسنون - ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ جو لوگ خدا تعالےٰ کی راہ سے روکتے ہیں - عنقریب خدا تعالےٰ کا غضب ان پر وارد ہوگا - خدا کی مار انسانوں کی مار سے سخت تر ہے - ہمارا حکم تو اتنے میں ہی نافذ ہو جاتا ہے کہ جب ہم ایک چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس چیز کو کہتے ہیں کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے - کیا تو میرے حکم سے تعجب کرتا ہے - میں عاشقوں کے ساتھ ہوں - میں ہی وہ رحمان ہوں جو بزرگی اور بلندی رکھتا ہے اور ظالم اپنا ہاتھ کاٹے گا اور میرے آگے ڈال دیا جائے گا - بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے اور ان کو ذلّت پہنچے گی یعنے اسی قسم کی ذلّت اور اسی مقدار کی ذلّت جس کے پہنچانے کا انہوں نے ارادہ کیا ان کو پہنچ جائے گی - خلاصہ منشاء الہام یہ ہے کہ وہ ذلت مثلی ہوگی کیونکہ بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے - اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے کوئی ان کو بچانے والا نہیں - پس صبر کر جب تک کہ اللہ تعالےٰ اپنے امر کو ظاہر کرے - خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہے جو نیکی کرنے والے ہیں -

یہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ نے محمد حسین اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت کی تھی - اللہ اس میں ظاہر کیا تھا کہ اسی ذلّت کے موافق ان کو ذلّت پہنچائی جائے گی جو انہوں نے پہنچائی ہو یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ محمد حسین نے اس پیشگوئی کے بعد پوشیدہ طور پر ایک انگریزی فہرست

* بعض نادان ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دھوکہ سے کیوں مولوی محمد حسین پر فتویٰ کفر [illegible] لکھوایا [illegible]

یعنی ان کارروائیوں کی شائع کی جن میں گورنمنٹ کے مقابل کی تائید ہے اور اس فہرست میں یہ جتلانا چاہا کہ منجملہ میری خدمات کے ایک یہ بھی خدمت ہے کہ میں نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھا ہے کہ مہدی کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں اور اس فہرست کو اس نے بڑی احتیاط سے پوشیدہ طور پر شائع کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ قوم کے روبرو اس فہرست کے برخلاف اس نے اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے اور اس دورنگی کے ظاہر ہونے سے وہ ڈرتا تھا کہ اپنی قوم مسلمانوں کے روبرو تو اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ ایسے مہدی کو بدل وجان مانتا ہے کہ جو دنیا میں آکر لڑائیاں کرے گا اور ہر ایک قوم کے مقابل پر یہاں تک کہ عیسائیوں کے مقابل پر بھی تلوار اُٹھائے گا۔ اور پھر اس فہرست انگریزی کے ذریعہ سے گورنمنٹ پر یہ ظاہر کرنا چاہا کہ وہ خونی مہدی کے متعلق تمام حدیثوں کو مجروح اور ناقابل اعتبار جانتا ہے لیکن خدا تعالےٰ کی قدرت سے وہ پوشیدہ کارروائی اس کی پکڑی گئی اور نہ صرف قوم کو

کہ یہ لوگ اپنے قدیم تعصب اور بخل سے باز نہیں آتے۔ یاد رہے کہ اصل جڑھ ذلّت کی وہ انگریزی فہرست تھی جو پوشیدہ طور پر محمد حسین نے چھاپ کر گورنمنٹ کی طرف بھیجی تھی۔ پس جب یہ ذلّت کا مادہ ہمارے ہاتھ میں آیا تو ہم نے استفتار طیار کرکے اور اس فہرست انگریزی کا مضمون پیش کرکے مولویوں سے اس پر کفر کی مُہریں لگوائیں۔ سو اس میں ہماری طرف سے کوئی اختراع نہ تھا۔ اصلی مادہ جو ہم دکھلانا چاہتے تھے وہ فہرست تھی جو ہمارے ہاتھ آگئی۔ اگر ہم استفتاء بھی تیار نہ کرتے تاہم وہ فہرست محمد حسین کی ذلّت کے لئے کافی تھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ محمد حسین کا ایک منہ نہیں ہے بلکہ وہ دو منہ سے کام لیتا ہے۔ اپنی قوم کے روبرو جو وہابی ہیں غازی مہدی پر ایمان ظاہر کرتا ہے پھر گورنمنٹ کے خوش کرنے کے لئے غازی مہدی کی حدیثوں کو مجروح اور ضعیف قرار دیتا ہے اور یہ طریق اور یہ برتاؤ یکرنگ انسانوں کا ہرگز نہیں ہوتا۔ سو ذلّت تو اس دورنگی میں تھی جو ہم نے ثابت کر دی۔ استفتار کا اس میں کچھ حقیقی دخل نہ تھا۔ افسوس یہ لوگ نہیں سوچتے کہ استفتار میں ہماری طرف سے کونسی خیانت تھا کیا استفتار میں کسی کا نام ظاہر کرنا بھی شرط ہے۔ منہ

اس سے اطلاع ہوئی بلکہ گورنمنٹ تک بھی یہ بات پہنچ گئی کہ اس نے اپنی تحریروں میں دونوں فریق گورنمنٹ اور رعایا کو دھوکہ دیا ہے اور ہر ایک ادنیٰ العقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ پردہ دری محمد حسین کی ذلت کا باعث تھی اور وہی انکار مہدی جس کی وجہ سے اس ملک کے نادان مولوی مجھے دجال اور کافر کہتے تھے محمد حسین کے انگریزی رسالہ سے اس کی نسبت بھی ثابت ہوگیا یعنے یہ کہ وہ بھی اپنے دل میں ایسی حدیثوں کو موضوع اور بیہودہ اور لغو جانتا ہے۔ غرض یہ ایک ایسی ذلت تھی کہ یک دفعہ محمد حسین کو اپنی ہی تحریروں کی وجہ سے پیش آگئی۔ اور ابھی ایسی ذلت کا کہاں خاتمہ ہے بلکہ آئندہ بھی جیسے جیسے گورنمنٹ اور مسلمانوں پر کھلتا جائے گا کہ کیسے اس شخص نے دورنگی کا طریق اختیار کر رکھا ہے ویسے ویسے اس ذلت کا مزہ زیادہ سے زیادہ محسوس کرتا جائے گا اور اس ذلت کے ساتھ ایک دوسری ذلت اس کو یہ پیش آئی کہ میرے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے صفحہ ۲ کے اخیر سطر میں جو یہ الہامی عبارت تھی کہ اُعجب لامری اس پر مولوی محمد حسین صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ یہہ عبارت غلط ہے اس لئے یہ خدا کا الہام نہیں ہو سکتا اور اس میں غلطی یہ ہے کہ فقرہ اُ تعجب لامری لکھا ہے یہ من امری چاہیئے تھا کیونکہ عجب کا صلہ من آتا ہے نہ لام۔ اس اعتراض کا جواب میں نے اپنے اُس اشتہار میں دیا ہے جس کے عنوان پر موٹی قلم سے یہ عبارت ہے **"حاشیہ متعلقہ صفحہ اول اشتہار مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء"** اس جواب کا ماحصل یہ ہے کہ معترض کی یہ نادانی اور ناواقفیت اور جہالت ہے کہ وہ ایسا خیال کرتا ہے کہ گویا عجب کا صلہ لام نہیں آتا۔ اس اعتراض سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ معترض فن عربی سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے اور صرف نام کا مولوی ہے کیونکہ ایک بچہ بھی جس کو کچھ تھوڑی سی مہارت عربی میں ہو سمجھ سکتا ہے کہ عربی میں عجب کا صلہ لام بھی بکثرت آتا ہے اور یہ ایک شائع متعارف امر ہے اور تمام اہل ادب اور اہل بلاغت کی کلام میں یہ صلہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس معروف و مشہور شعر میں لام ہی صلہ بیان کیا گیا ہے اور وہ شعر یہ ہے

عجبت لمولود لیس له اب * ومن ذی ولد لیس له ابوان

یعنی اس بچہ سے مجھے تعجب ہے جس کا باپ نہیں یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام سے اور اس سے زیادہ تعجب اس بچوں والوں سے ہے جس کے ماں باپ دونوں نہیں اس شعر میں دونوں صلوں کا بیان ہے لام کے ساتھ بھی اور من کے ساتھ بھی۔ اور ایسا ہی دیوان حماسہ میں جو بلاغت فصاحت میں ایک مسلّم اور مقبول دیوان ہے اور سرکاری کالجوں میں داخل ہے۔ پانچ شعر میں عجب کا صلہ لام ہی لکھا ہے۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک شعر یہ ہے جو دیوان مذکور کے صفحہ ۹ میں درج ہے۔

عجبت لمسراها وانّی تخلّصت * الیّ وباب السجن دونی مغلق

یعنے وہ معشوقہ جو عالم تصور میں میرے پاس چلی آئی مجھے تعجب ہوا کہ وہ ایسے زندان میں جس کے دروازے بند تھے میرے پاس جو مَیں قید میں تھا کیونکر چلی آئی۔ دیکھو اس شعر میں بھی اس بلیغ فصیح شاعر نے عجبت کا صلہ لام ہی بیان کیا ہے جیسا کہ لفظ لمسراها سے ظاہر ہے۔ اور ایسا ہی وہ تمام اشعار اس دیوان کے جو صفحہ ۳۹۰ و ۲۱۱ و ۵۷۵ و ۵۱۱ میں درج ہیں ان سب میں عجب کا صلہ لام ہی لکھا ہے۔ جیسا کہ یہ شعر ہے۔

عجبت لسعی الدھر بینی وبینها * فلمّا انقضی ما بیننا سکن الدھر

یعنے مجھے اس بات سے تعجب آیا کہ زمانہ نے ہم میں جدائی ڈالنے کے لئے کیا کیا کوششیں کیں مگر جب وہ ہمارا وقت عشقبازی کا گذر گیا تو زمانہ بھی چُپ ہو گیا۔ اب دیکھو کہ اس شعر میں بھی عجب کا صلہ لام ہی آیا ہے۔ اور ایسا ہی حماسہ کا یہ شعر ہے۔

عجبت لبرئی منك یا عزبعد ما * عمرت زمانًا منك غیر صحیح

یعنے اے معشوقہ یہ عجیب بات ہے کہ تیرے سبب سے ہی مَیں اچھا ہوا یعنی تیرے وصال سے اور تیرے سبب سے ہی ایک مدّت دراز تک مَیں بیمار رہا یعنی تیری جدائی کی وجہ

سے علیل رہا۔ شاعر کا مطلب اس شعر سے یہ ہے کہ وہ اپنی معشوقہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میری بیماری کا بھی تو ہی سبب تھی اور پھر میرے اچھا ہو جانے کا بھی تو ہی سبب ہوئی۔ اب دیکھو کہ اس شعر میں بھی عجب کا صلہ لام ہی آیا ہے۔ پھر ایک اور شعر حماسہ میں ہے اور وہ یہ ہے :-

عجبا لاحمد والعجائب جمة ✦ انی یلوم علی الزمان تبذلی

یعنی مجھ کو احمد کی اس حرکت سے تعجب ہے اور عجائب پر عجائب جمع ہو رہے ہیں کیونکہ وہ مجھے اس بات پر ملامت کرتا ہے کہ میں نے زمانہ کی گردش سے بازی کو کیوں ہار دیا۔ وہ کب تک مجھے ایسی بیہودہ ملامت کرے گا۔ کیا وہ نہیں سمجھتا کہ ہمیشہ زمانہ موافق نہیں رہتا اور تقدیر بد کے آگے تدبیر پیش نہیں جاتی۔ پس میرا اس میں کیا قصور ہے کہ زمانہ کی گردش سے میں ناکام رہا۔ اب دیکھو کہ اس شعر میں بھی عجب کا صلہ لام آیا ہے۔ اور اسی حماسہ میں اسی قسم کا ایک اور شعر ہے :-

عجبت لعبدان ھجونی سفاھة ✦ ان اصطبحوا من شائھم وتقیلوا

یعنے مجھے تعجب آیا کہ کنیزک زادوں نے سراسر حماقت سے میری ہجو کی اور اس ہجو کا سبب ان کی صبح کی شراب اور دوپہر کی شراب تھی۔ اب دیکھو اس شعر میں بھی عجب کا صلہ لام آیا ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ یہ تو اُن شاعروں کے شعر ہیں جو جاہلیت کے زمانہ میں گذرے ہیں وہ تو کافر ہیں۔ ہم اُن کے کلام کو کب مانتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ بباعث اپنے کفر کے جاہل تھے نہ بباعث اپنی زبان کے بلکہ زبان کے رو سے تو وہ امام مانے گئے ہیں یہاں تک کہ قرآن شریف کے محاورات کی تائید میں ان کے شعر تفاسیر میں بطور حجت پیش کئے جاتے ہیں اور اس سے انکار کرنا ایسی جہالت ہے کہ کوئی اہل علم اس کو قبول نہیں کرے گا۔ ماسوا اس کے یہ محاورہ صرف گذشتہ زمانہ کے اشعار میں نہیں ہے بلکہ ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے بھی اس محاورہ کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً ذرہ مشکوٰۃ کو کھولو اور

کتاب الایمان کے صفحہ ۲ میں اُس حدیث کو پڑھو جو اسلام کے بارے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جس کو متفق علیہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے عجبنا لہ یسئلہ ویصدقہ یعنے ہم نے اس شخص کی حالت سے تعجب کیا کہ پوچھتا بھی ہے اور پھر مانتا بھی جاتا ہے۔ اب دیکھو کہ اس حدیث شریف میں بھی عجبنا کا صلہ لام ہی لکھا ہے اور عجبنا منہ نہیں لکھا بلکہ عجبنا لہ کہا ہے۔

اب کوئی مولوی صاحب انصافاً فرمائیں کہ ایک شخص جو اپنے تئیں مولوی کہلاتا ہے بلکہ دوسرے مولویوں کا سرگروہ اور ایڈوکیٹ اپنے تئیں قرار دیتا ہے۔ کیا اس کے لئے یہ ذلت نہیں ہے کہ اب تک اس کو یہ خبر ہی نہیں کہ عجب کا صلہ لام بھی آیا کرتا ہے۔ کیا اس قدر جہالت کہ مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی حدیث کی بھی خبر نہیں۔ کیا یہ عزت کا موجب ہے اور اس سے مولویت کے دامن کو کوئی ذلت کا دھبہ نہیں لگتا؟ پھر جبکہ یہ امر پبلک پر عام طور پر کھل گیا اور ہزارہا اہل علم کو معلوم ہو گیا کہ محمد حسین نہ صرف علم صرف و نحو سے ناواقف ہے بلکہ جو کچھ احادیث کے الفاظ ہیں ان سے بھی بے خبر ہے تو کیا یہ شہرت اس کی عزت کا موجب ہوئی یا اس کی ذلت کا؟

پھر تیسرا پہلو ۲۰ر نومبر ۱۸۹۸ء کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا یہ ہے کہ مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اپنے حکم ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین سے اس اقرار پر دستخط کرائے کہ وہ آئندہ مجھے دجال اور کافر اور کاذب نہیں کہے گا اور قادیان کو چھوٹے کاف سے نہیں لکھے گا اور اس نے عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر اقرار کیا کہ آیندہ وہ مجھے کسی مجلس میں کافر نہیں کہے گا اور نہ میرا نام دجالی رکھے گا اور نہ لوگوں میں مجھے جھوٹا اور کاذب کر کے مشہور کرے گا۔ اب دیکھو کہ اس اقرار کے بعد وہ استفتاء اس کا کہاں گیا جس کو اس نے بنارس تک قدم فرسائی کر کے طیار کیا تھا۔ اگر وہ اس فتویٰ دینے میں راستی پر ہوتا تو اس کو حاکم کے روبرو یہ جواب دینا چاہیئے

تھا کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے اس لئے میں اس کو کافر کہتا ہوں اور دجّال بھی ہے اس لئے میں اس کا نام دجّال رکھتا ہوں اور یہ شخص واقعی جھوٹا ہے اس لئے میں اس کو جھوٹا کہتا ہوں بالخصوص جس حالت میں خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میں اب تک اور اخیر زندگی تک انہی عقاید پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کر لیا اور حکام کے سامنے اقرار کر دیا کہ میں آیندہ ان کو کافر نہیں کہوں گا اور نہ اُن کا نام دجّال اور کاذب رکھوں گا۔ پس سوچنے کے لائق ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی کہ اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا۔ اگر اس عمارت کی تقویٰ پر بنیاد ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ محمد حسین اپنی قدیم عادت سے باز آجاتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں۔ مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں+ ہوسکتا ہاں ضال

+ حاشیہ۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لایق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر مُلہم اور محدّث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلےٰ شان رکھتے ہیں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ ہاں بدقسمت منکر جو ان مقربان الٰہی کا انکار کرتا ہے وہ اپنے انکار کی شامت سے دن بدن سخت دل ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ نور ایمان اس کے اندر سے مفقود ہو جاتا ہے۔ اور یہی احادیث نبویہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ انکار اولیاء اور اُن سے دشمنی رکھنا اوّل انسان کو غفلت اور دنیا پرستی میں ڈالتا ہے اور اعمال حسنہ اور افعال صدق اور اخلاص کی ان سے توفیق چھین لیتا ہے اور پھر آخر سلب ایمان کا موجب ہو کر دینداری کی اصل حقیقت اور مغز سے ان کو بے نصیب اور بے بہرہ کر دیتا ہے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ من عادا ولیاً لی فقد اٰذنتہٗ

اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا اور مَیں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ ہاں مَیں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادۂ صدق وصواب سے دور سمجھتا ہوں جو اُن سچائیوں سے انکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھولی ہیں۔ مَیں بلا شبہ ایسے ہر ایک آدمی کو ضلالت کی آلودگی سے مبتلا سمجھتا ہوں جو حق اور راستی سے منحرف ہے۔ لیکن مَیں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کرکے اپنے تئیں خود کو کافر نہ بنالیوے۔ سو اس معاملہ میں ہمیشہ سے سبقت میرے مخالفوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے مجھ کو کافر کہا۔ میرے لئے فتویٰ طیار کیا۔ مَیں نے سبقت کرکے ان کے لئے کوئی فتویٰ طیار نہیں کیا اور اس بات کا وہ خود اقرار کر سکتے ہیں کہ اگر مَیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہوں تو مجھ کو کافر بنانے سے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ ان پر یہی ہے کہ وہ خود کافر ہیں۔ سو مَیں ان کو کافر

بقیہ حاشیہ۔ للصواب۔ یعنی جو میرے ولی کا دشمن بنتا ہے تو مَیں اس کو کہتا ہوں کہ بس اب میری لڑائی کے لئے تیار ہو جا۔ اگرچہ اوائل عداوت میں خداوند کریم و رحیم کے آگے ایسے لوگوں کی طرف سے کسی قدر عدم معرفت کا عذر ہو سکتا ہے لیکن جب اس ولی اللہ کی تائید میں چاروں طرف سے نشان ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور نور قلب اس کو شناخت کر لیتا ہے اور اس کی قبولیت کی شہادت آسمان اور زمین دونوں کی طرف سے بہ آواز بلند کانوں کو سُنائی دیتی ہے۔ تو نعوذ باللہ اس حالت میں جو شخص عداوت اور عناد سے باز نہیں آتا اور طریق تقویٰ کو بکلی الوداع کہہ کر دل کو سخت کر لیتا ہے اور عناد اور دشمنی سے ہر وقت درپے ایذا رہتا ہے تو اس حالت میں وہ حدیث مذکورہ بالا کے ماتحت آجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم و رحیم ہے۔ وہ انسان کو جلد نہیں پکڑتا لیکن جب انسان ناانصافی اور ظلم کرتا کرتا حد سے گذر جاتا اور بہرحال اس عمارت کو گرانا چاہتا ہے اور اس باغ کو جلانا چاہتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے طیار کیا ہے تو اس صورت میں قدیم سے اور جب سے کہ سلسلہ نبوت کی بنیاد پڑی ہے عادۃ اللہ یہی ہے کہ وہ ایسے مفسد کا دشمن ہو جاتا ہے اور سب سے پہلے دولت ایمان اس سے چھین لیتا ہے۔ تب بلعم کی طرح صرف لفاظی اور زبانی قیل وقال اس

نہیں کہتا بلکہ وہ مجھ کو کافر کہہ کر خود فتویٰ نبوی کے نیچے آتے ہیں۔ سو اگر مسٹر ڈوئی صاحب کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں اُن کو کافر نہیں کہوں گا تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا۔ ہاں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو کر ایک سچے ولی اللہ کے دشمن بن جاتے ہیں ان سے نیک عملوں کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور دن بدن اُن کے دل کا نُور کم ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک دن چراغ سحری کی طرح گُل ہو جاتا ہے سو یہ میرا عقیدہ اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ غرض جس شخص نے ناحق جوش میں آکر مجھ کو کافر قرار دیا اور میرے لئے فتویٰ طیار کیا کہ یہ شخص کافر دجّال کذّاب ہے اس نے خدا تعالیٰ کے حکم سے تو کچھ خوف نہ کیا کہ وہ اہل قبلہ اور کلمہ گو کو کیوں کافر بناتا ہے اور ہزارہا بندگان خدا کو جو کتاب اللہ کے تابع اور شعائر اسلام

بقیہ حاشیہ۔ کے پاس رہ جاتی ہے اور جو نیک بندوں کی خدا تعالےٰ کی طرف نسبت اُنس اور شوق اور ذوق اور محبت اور تبتّل اور تقویٰ کی ہوتی ہے وہ اس سے کھوئی جاتی ہے اور وہ خود محسوس کرتا ہے کہ ایام موجودہ سے دس سال پہلے جو کچھ اس کو رقت اور انشراح اور بسط اور خدا کی طرف جھکنے اور دنیا اور اہل دنیا سے بیزاری کی حالت دل میں موجود تھی اور جس طرح سچے زہد کی چمک کبھی کبھی اس کو آگاہ کرتی تھی کہ وہ خدا کے عباد صالحین میں سے ہو سکتا ہے اب وہ چمک بکلی اس کے اندر سے جاتی رہی ہے۔ اور دنیا طلبی کی ایک آگ اس کے اندر بھڑک اُٹھتی ہے اور انکار اہل اللہ کی شامت سے اس کو یہ بھی خیال نہیں آتا کہ جس زمانہ میں اس کے خیال نیک اور پاک اور زاہدانہ تھے اب اس زمانہ کی نسبت اس کی عمر بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ غرض اس کو کچھ سمجھ نہیں آتا کہ مجھ کو کیا ہو گیا اور دُنیا طلبی میں گرا جاتا اور دنیا کا جاہ ڈھونڈتا ہے حالانکہ موت کے قریب ہوتا ہے۔ غرض اسی طرح ایمان کا نور اس کے دل سے چھین لیتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ کی عداوت سے دوسرا سبب سلب ایمان کا یہ بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اُس ولی اللہ کی ہر حالت میں مخالفت کرتا رہتا ہے جو سرچشمہ نبوۃ سے پانی پیتا ہے جس کو سچائی پر قائم کیا جاتا ہے سو چونکہ اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ خواہ مخواہ ہر ایک ایسی سچائی کو رد کرتا ہے جو اس ولی کے منہ سے نکلتی ہے

ظاہر کرتے ہیں کیوں دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہے لیکن مجسٹریٹ ضلع کی ایک دھمکی سے ہمیشہ کے لئے یہ قبول کر لیا کہ میں آئندہ ان کو کافر اور دجّال اور کذاب نہیں کہوں گا اور آپ ہی فتویٰ طیار کیا اور آپ ہی حکام کے خوف سے منسوخ کر دیا اور ساتھ ہی جعفر زٹلی وغیرہ کی قلمیں ٹوٹ گئیں اور باایں ہمہ رسوائی پھر محمد حسین نے اپنے دوستوں کے پاس یہ ظاہر کیا کہ فیصلہ میری منشاء کے موافق ہوا ہے۔ لیکن سوچ کر دیکھو کہ کیا محمد حسین کا یہی منشاء تھا کہ آئندہ مجھے کافر نہ کہے اور تکذیب نہ کرے اور ان باتوں سے توبہ کر کے اپنا مُنہ بند کر لے اور کیا جعفر زٹلی یہ چاہتا تھا کہ اپنی گندی تحریروں سے باز آ جائے؟ پس اگر یہ وہی بات نہیں جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کی پیشگوئی پوری ہو گئی اور خدا نے میرے ذلیل کرنے والے کو ذلیل کیا ہے تو اور کیا ہے؟ جس شخص نے اپنے رسالوں میں یہ عہد شائع کیا تھا کہ میں اس شخص کو مرتے دم تک کافر اور دجّال کہتا رہوں گا جب تک وہ میرا مذہب قبول نہ کرے۔ تو اس میں اس کی کیا عزت رہی جو اس عہد کو اُس نے توڑ دیا۔ اور وہ جعفر زٹلی جو گندی گالیوں سے کسی طرح باز نہیں آتا تھا اگر ذلّت کی موت اس پر وارد نہیں ہوئی تو اب کیوں نہیں گالیاں نکالتا۔ اور اب ابوالحسن تبتی کہاں ہے اس کی زبان کیوں بند ہو گئی۔ کیا اس کے گندے ارادوں پر کوئی انقلاب نہیں آیا۔ پس یہی تو وہ ذلّت ہے جو پیشگوئی کا منشاء تھا کہ ان سب کے مُنہ میں لگام دی گئی اور درحقیقت

بقیہ حاشیہ۔ اور جس قدر اس کی تائید میں نشان ظاہر ہوتے ہیں یہ خیال کر لیتا ہے کہ ایسا ہونا جھوٹوں سے ممکن ہے اس لئے رفتہ رفتہ سلسلہ نبوۃ بھی اس پر مشتبہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا انجام کار اس مخالفت کے پردہ میں اس کی ایمانی عمارت کی اینٹیں گرنی شروع ہو جاتی ہیں یہانتک کہ کسی دن کسی ایسے عظیم الشان مسئلہ کی مخالفت یا نشان کا انکار کر بیٹھتا ہے جس سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ ہاں اگر کسی کا کوئی سابق نیک عمل ہو جو حضرت احدیت میں محفوظ ہو تو ممکن ہے کہ آخرکار عنایت الٰہی اُس کو تھام لے اور وہ رات کو یا دن کو یک دفعہ اپنی حالت کا مطالعہ کرے یا بعض ایسے امور اس کی آنکھ روشن کرنے کے لئے پیدا ہو جائیں جن سے یکدفعہ وہ خواب غفلت سے جاگ اُٹھے۔ وذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم۔ منہ

اس الہام کی تشریح جو ۲۱ر فروری ۱۸۹۹ء کو ہوا اس الہام نے دوبارہ کر دی ہے جو بتاریخ ۲۱ر فروری ۱۸۹۹ء رسالہ حقیقت المہدی میں شائع کیا گیا۔ بلکہ عجیب تر بات یہ ہے کہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں جو الہام شائع ہوا تھا اس میں ایک یہ فقرہ تھا کہ یعض الظالم علیٰ یدیہ اور پھر یہی فقرہ ۲۱ر فروری ۱۸۹۹ء کے الہام میں بھی جو ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کے الہام کے لئے بطور شرح کے آیا ہے جیسا کہ رسالہ حقیقت المہدی کے صفحہ ۱۲ سے ظاہر ہے۔ پس ان دونوں الہاموں کے مقابلہ سے ظاہر ہوگا کہ یہ دوسرا الہام جو ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کے الہام سے قریباً تین ماہ بعد ہوا ہے اس پہلے الہام کی تشریح کرتا ہے اور اس بات کو کھول کر بیان کرتا ہے کہ وہ ذلّت جس کا وعدہ اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں تھا وہ کس رنگ میں پوری ہوگی۔ اسی غرض سے یہ موخر الذکر الہام جو ۲۱ر فروری ۱۸۹۹ء کو ہوا پہلے الہام کے ایک فقرہ کا اعادہ کر کے ایک اور فقرہ بطور تشریح اس کے ساتھ بیان کرتا ہے یعنے پہلا الہام جو اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں درج ہے جو محمد حسین اور جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی کی ذلّت کی پیشگوئی کرتا ہے اس میں یہ فقرہ تھا کہ یعض الظالم علی یدیہ یعنی ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور دوسرے الہام میں جو ۲۱ر فروری ۱۸۹۹ء میں بذریعہ رسالہ حقیقت المہدی شائع ہوا اس میں یہی فقرہ ایک زیادہ فقرہ کے ساتھ اس طرح پر لکھا گیا ہے یعض الظالم علی یدیہ و یوثق اور اس فقرہ کے معنے اسی رسالہ حقیقت المہدی کے صفحہ ۱۲ کی اخیر سطر اور صفحہ ۱۳ کی پہلی سطر میں یہ بیان کئے گئے ہیں **ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔**
اب دیکھو کہ اس تشریح میں صاف بتلایا گیا ہے کہ ذلّت کس قسم کی ہوگی یعنے یہ ذلّت ہوگی کہ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی اپنی گندی اور بے حیائی کی تحریروں سے روکے جائیں گے۔ اور جو سلسلہ انہوں نے گالیاں دینے اور بے حیائی کے بے جا حملوں اور ہماری پرائیویٹ زندگی اور خاندانی تعلقات کی نسبت نہایت درجہ کی کمینہ پن کی شرارت اور بدزبانی اور افترا اور جھوٹ سے شائع کیا تھا وہ جبراً بند کیا جائے گا۔

اب سوچو کہ کیا وہ سلسلہ بند کیا گیا یا نہیں اور کیا وہ شیطانی کارروائیاں جو ناپاک زندگی کا خاصہ ہوتی ہیں جن کی بے جا غلو سے پاکدامن بیویاں آل رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر گندہ زبانی کے حملے کرنے کی نوبت پہنچ گئی تھی کیا یہ پلید اور بے حیائی کے طریق جو محمد حسین اور اس کے دوست جعفر زٹلی نے اختیار کئے تھے حاکم مجاز کے حکم سے رد کے گئے یا نہیں اور کیا یہ گندہ زبانی کی عادت جس کو کسی طرح یہ لوگ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے چھوڑائی گئی یا نہیں۔ پس ایک عقلمند انسان کے لئے یہ ذلّت کچھ تھوڑی نہیں کہ اس کے خلاف تہذیب اور بے حیائی اور سفلہ پن کی عادات کے کاغذات عدالت میں پیش کئے جائیں اور پڑھے جائیں اور عام اجلاس میں سب پر یہ بات کھلے اور ہزارہا لوگوں میں شہرت پاوے کہ مولوی کہلا کر ان لوگوں کی یہ تہذیب اور یہ شایستگی ہے۔ اب خود سوچ لو کہ کیا اس حد تک کسی شخص کی گندی کارروائیاں گندے عادات گندے اخلاق حکام اور پبلک پر ظاہر ہونا کیا یہ عزت ہے یا بے عزتی؟ اور کیا ایسے نفرتی اور ناپاک شیوہ پر عدالت کی طرف سے مواخذہ ہونا یہ کچھ سرفرازی کا موجب ہو یا شانِ مولویت کو اس سے ذلّت کا دھبہ لگتا ہے۔

اگر ہمارے معترضوں میں حقایق شناسی کا کانشنس کچھ باقی رہتا تو ایسا صریح باطل اعتراض ہرگز پیش نہ کرتے کہ ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار کی ذلّت کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیونکہ یہ پیشگوئی تو ایسے زور شور سے پوری ہوگئی کہ عدالت کے کمرہ میں ہی لوگ بول اُٹھے کہ آج خدا کا فرمودہ پورا ہوگیا۔ صدہا لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی کہ جب محمد حسین کو یہ فہمایش کی گئی کہ آیندہ ایسی گندی تحریریں شائع نہ کرے اور کافر اور دجّال اور کاذب بھی نہ کہے تو مسٹر برون صاحب ہمارا وکیل بھی بے اختیار بول اُٹھا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ یاد رہے کہ موجودہ کاغذات کے رُو سے جو عدالت کے سامنے تھے عدالت نے یہ معلوم کرلیا تھا کہ محمد حسین نے مع جعفر زٹلی کے یہ زیادتی کی ہے کہ مجھے نہایت گندی گالیاں دی ہیں اور میرے پرائیویٹ تعلقات میں کمینہ پن سے گندہ دہانی ظاہر کی ہے یہاں تک کہ تصویریں چھاپی ہیں لیکن عدالت نے احتیاطاً آیندہ

کی روک کے لئے اس نوٹس میں فریقین کو شامل کر لیا تا اس طریق سے بکلی سد باب کرے۔ مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب زندہ موجود ہیں جن کے سامنے یہ کاغذات پیش ہوئے تھے اور اب تک وہ مسل موجود ہے جس میں وہ تمام کاغذات شامل کئے گئے۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ عدالت میں محمد حسین کی طرف سے بھی کوئی ایسے کاغذات پیش ہوئے جن میں مَیں نے بھی سفلہ پن کی راہ سے گندی تحریریں شائع کی ہوں۔ عدالت نے اپنے نوٹس میں قبول کر لیا ہے کہ ان گندی تحریروں کے مقابل پر جو سراسر حیا اور تہذیب کے مخالف تھیں میری طرف سے صرف یہ کارروائی ہوئی کہ میں نے جناب الٰہی میں اپیل کیا۔ اب ظاہر ہے کہ ایک شریف کے لئے یہ حالت موت سے بدتر ہے کہ اس کا یہ رویہ عدالت پر کھل جائے کہ وہ ایسی گندہ زبانی کی عادت رکھتا ہے بلکہ ایک شریف تو اس خجالت سے جیتا ہی مر جاتا ہے کہ حاکم مجاز عدالت کی کرسی پر اس کو یہ کہے کہ یہ کیا گندہ طریق ہے جو تُو نے اختیار کیا اور ان کارروائیوں کا نتیجہ ذلّت ہونا یہ تو ایک ادنیٰ امر ہے۔ خود پولیس کے افسر جنہوں نے مقدمہ اُٹھایا تھا اُن سے پوچھنا چاہیئے کہ اس کارروائی کے دوران میں جبکہ وہ محمد حسین اور جعفر زٹلی کی گندہ زبانی کے کاغذات پیش کر رہے تھے کیا میری گندہ زبانی کا بھی کوئی کاغذ ان کو ملا جس کو انہوں نے عدالت میں پیش کیا اور چاہو تو محمد حسین کو علناً پوچھ کر دیکھ لو کہ کیا جو واقعات عدالت میں تم پر گذرے اور جبکہ عدالت نے تم سے سوالات کئے کہ کیا یہ گندی تحریریں تمہاری تحریریں ہیں اور کیا جعفر زٹلی سے تمہارا کچھ تعلق ہے یا نہیں تو ان سوالات کے وقت تمہارے دل کا کیا حال تھا۔ کیا اس وقت تمہارا دل حاکم کے ان سوالات کو اپنی عزت سمجھتا تھا یا ذلّت سمجھ کر غرق ہوتا جاتا تھا۔ اگر اتنے واقعات کے جمع ہونے سے جو ہم لکھ چکے ہیں پھر بھی ذلّت نہیں ہوئی اور عزت میں کچھ بھی فرق نہیں آیا تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ آپ لوگوں کی عزت بڑی پکی ہے۔

ماسوا اس کے ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار کی میعاد کے کئی اور ایسے امور بھی

ظاہر ہوئے ہیں جن سے بلاشبہ مولوی محمد حسین صاحب کی عالمانہ عزت میں اس قدر فرق آگیا ہے کہ گویا وہ خاک میں مل گئی ہے۔ ازانجملہ ایک یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے پرچہ چیبہ اخبار اور اخبار عام میں کمال حق پوشی کی راہ سے یہ شائع کر دیا تھا کہ وہ مقدمہ جو پولیس کی رپورٹ پر مجھ پر اور ان پر دائر کیا گیا تھا جو ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء میں فیصلہ ہوا اس میں گویا یہ عاجز بری نہیں ہوا بلکہ ڈسچارج ہوا اور بڑے زور شور سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ فیصلہ میں مسٹر ڈوئی صاحب کی طرف سے ڈسچارج کا لفظ ہے اور ڈسچارج بری کو نہیں کہتے بلکہ جس پر جرم ثابت نہ ہو سکے اس کا نام ڈسچارج ہے اور اس اعتراض سے محمد حسین کی غرض یہ تھی کہ تا لوگوں پر یہ ظاہر کرے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ لیکن جیسا کہ ہم کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۸۱ میں تحریر کر چکے ہیں یہ اس کی طرف سے محض افترا تھا اور دراصل ڈسچارج کا ترجمہ بری ہے اور کچھ نہیں اور اس نے عقلمندوں کے نزدیک بری کے انکار سے اپنی بڑی پردہ دری کرائی کہ اس بات سے انکار کیا کہ ڈسچارج کا ترجمہ بری نہیں ہے چنانچہ اسی صفحہ مذکورہ یعنی صفحہ ۸۱ میں یہ تفصیل میں نے لکھ دیا ہے کہ انگریزی زبان میں کسی کو جرم سے بری سمجھنے یا بری کرنے کے لئے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں (۱) ایک ڈسچارج (۲) دوسرے ایکٹ۔ ڈسچارج اس جگہ بولا جاتا ہے کہ جہاں حاکم مجوز کی نظر میں جرم کا ابتدا سے ہی کچھ ثبوت نہ ہو اور تحقیقات کے تمام سلسلہ میں کوئی ایسی بات پیدا نہ ہو جو اس کو ایسا مجرم ٹھہرا سکے اور فرد قرارداد جرم قائم کرنے کے لائق کر سکے۔ غرض اس کے دامن عصمت پر کوئی غبار نہ پڑ سکے اور بوجہ اس کے کہ جرم کے ارتکاب کا کچھ بھی ثبوت نہیں ملزم کو چھوڑا جائے۔ اور ایکٹ اس جگہ بولا جاتا ہے جہاں اول جرم ثابت ہو جائے اور فرد قرارداد جرم لگائی جائے اور پھر مجرم اپنی صفائی کا ثبوت دے کر اس الزام سے رہائی پائے۔ غرض ان دونوں لفظوں میں قانونی طور پر فرق یہی ہے کہ ڈسچارج وہ بریت کی قسم ہے کہ جہاں سرے سے جرم ثابت ہی نہ ہو سکے اور ایکٹ وہ بریت کی قسم ہے کہ جہاں جرم تو ثابت ہو جائے اور فرد قرارداد بھی لگ جائے مگر آخر میں ملزم کی

صفائی ثابت ہو جائے اور عربی میں بریت کا لفظ ایک تھوڑے سے تصرف کے ساتھ ان
دونوں مفہوموں پر مشتمل ہے۔ یعنی جب ایک ملزم ایسی حالت میں چھوڑا جائے کہ اس کے
دامن عصمت پر کوئی دھبہ جرم کا لگ نہیں سکا اور وہ ابتدا سے کبھی اس نظر سے دیکھا ہی
نہیں گیا کہ وہ مجرم ہے یہاں تک کہ جیسا کہ وہ داغ سے پاک عدالت کے کمرہ میں آیا ویسا
ہی داغ سے پاک عدالت کے کمرہ سے نکل گیا۔ ایسی قسم کے ملزم کو عربی زبان میں بری کہتے
ہیں اور جب ایک ملزم پر مجرم ہونے کا قوی شُبہ گذر گیا اور مجرموں کی طرح اس سے
کارروائی کی گئی اور اس تمام ذلت کے بعد اس نے اپنی صفائی کی شہادتوں کے ساتھ
اس شُبہ کو اپنے سر پر سے دُور کر دیا تو ایسے ملزم کا نام عربی زبان میں مبرّء ہے۔ پس
اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ ڈسچارج کا عربی میں ٹھیک ٹھیک ترجمہ بری ہے اور ایکوٹ کا
ترجمہ مبرّء ہے۔ عرب کے یہ دو مقولے ہیں کہ انا بری من ذالک و انا مبرء من ذالک
پہلے قول کے یہ معنے ہیں کہ میرے پر کوئی تہمت ثابت نہیں کی گئی اور دوسرے قول کے یہ
معنے ہیں کہ میری صفائی ثابت کی گئی ہے اور قرآن شریف میں یہ دونوں محاورے موجود
ہیں۔ چنانچہ بری کا لفظ قرآن شریف میں بعینہٖ ڈسچارج کے معنوں پر بولا گیا ہے جیسا کہ وہ
فرماتا ہے ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریٓا فقد احتمل بھتانا
و اثما مبینا۔ الجزو نمبرہ سورہ نساء۔ یعنی جو شخص کوئی خطا یا کوئی گناہ کرے اور پھر کسی
ایسے شخص پر وہ گناہ لگا دے جس پر وہ گناہ ثابت نہیں تو اس نے ایک کھُلے کھُلے بہتان اور
گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر لیا اور مبرّء کی مثال قرآن شریف میں یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا
ہے اولئک مبرّؤن مما یقولون۔ یہ اس مقام کی آیت ہے کہ جہاں بے لوث اور
بے گناہ ہونا ایک کا ایک وقت تک مشتبہ رہا۔ پھر خدا نے اس کی طرف سے ڈیفنس پیش
کرکے اس کی بریت کی۔ اب آیت یرم بہ بریٓا سے سر بداہت ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ
نے ایسے شخص کا نام بری رکھا ہے جس پر کوئی گناہ ثابت نہیں کیا گیا۔ اور یہی وہ مفہوم ہے

جس کو انگریزی میں ڈسچارج کہتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی مکابرہ کی راہ سے یہ کہے کہ اس جگہ بَری کے لفظ سے وہ شخص مراد ہے جو مجرم ثابت ہونے کے بعد اپنے صفائی کے گواہوں کے ذریعہ سے اپنی بریّت ظاہر کرے تو ایسا خیال بدیہی طور پر باطل ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا بَری کے لفظ سے یہی منشاء ہے تو اس سے یہ خرابی پیدا ہوگی کہ اس آیت سے یہ فتویٰ ملے گا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص پر جس کا گناہ ثابت نہیں کسی گناہ کی تہمت لگانا کوئی جُرم نہیں ہوگا گو وہ مستور الحال شریفوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہو اور صرف یہ کسر ہو کہ ابھی اس نے بے قصور ہونا عدالت میں حاضر ہو کر ثابت نہیں کیا۔ حالانکہ ایسا سمجھنا صریح باطل ہے۔ اور اس سے تمام تعلیم قرآن شریف کی زیر و زبر ہو جاتی ہے کیونکہ اس صورت میں جائز ہوگا کہ جو لوگ۔ مثلاً ایسی مستور الحال عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں جنہوں نے عدالت میں حاضر ہو کر اس بات کا ثبوت نہیں دیا کہ وہ ہر قسم کی بدکاری سے مدت العمر محفوظ رہی ہیں وہ کچھ گناہ نہیں کرتے اور اُن کو روا ہے کہ مستور الحال عورتوں پر ایسی تہمتیں لگایا کریں حالانکہ ایسا خیال کرنا اس مندرجہ ذیل آیت کی رو سے صریح حرام اور معصیت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعة شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدة۔ یعنی جو لوگ ایسی عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں جن کا زناکار ہونا ثابت نہیں ہے بلکہ مستور الحال ہیں اگر وہ لوگ چار گواہ سے اپنے اس الزام کو ثابت نہ کریں تو اُن کو اسّی دُرّے مارنے چاہئیں۔ اب دیکھو کہ ان عورتوں کا نام خدا نے بَری رکھا ہے جن کا زانیہ ہونا ثابت نہیں۔

پس بَری کے لفظ کی یہ تشریح بعینہٖ ڈسچارج کے مفہوم سے مطابق ہے کیونکہ اگر بَری کا لفظ جو قرآن نے آیت یرم بہ بریئًا میں استعمال کیا ہے صرف ایسی صورت پر بولا جاتا ہے کہ جبکہ کسی کو مجرم ٹھہرا کر اس پر فرد قرارداد جُرم لگائی جائے اور پھر وہ گواہوں کی شہادت سے اپنی صفائی ثابت کرے اور استغاثہ کا ثبوت ڈیفنس کے ثبوت سے ٹوٹ

جائے تو اس صورت میں ہر ایک شریر کو آزادی ہوگی کہ ایسی تمام عورتوں پر زنا کا الزام لگا دے جنہوں نے معتمد گواہوں کے ذریعہ سے عدالت میں ثابت نہیں کر دیا کہ وہ زانیہ نہیں خواہ وہ رسُولوں اور نبیوں کی عورتیں ہوں اور خواہ صحابہؓ کی اور خواہ اولیاء اللہ کی اور خواہ اہل بیت کی عورتیں ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ آیت یرم بہ بریئًا میں بَرِی کے لفظ کے ایسے معنے کرنے صاف الحاد ہے جو ہرگز خدا تعالےٰ کا منشا نہیں ہے بلکہ بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں بَرِی کے لفظ سے خدا تعالےٰ کا یہی منشا ہے کہ جو مستور الحال لوگ ہیں خواہ مرد ہیں خواہ عورتیں ہیں جن کا کوئی گناہ ثابت نہیں وہ سب بُری کے نام کے مستحق ہیں اور بغیر ثبوت ان پر کوئی تہمت لگانا فسق ہے جس سے خدا تعالےٰ اس آیت میں منع فرماتا ہے اور اگر کسی کو نبیوں اور رسولوں کی کچھ پرواہ نہ ہو اور اپنی ضد سے باز نہ آوے تو پھر ذرہ شرم کر کے اپنی عورتوں کی نسبت ہی کچھ انصاف کرے کہ کیا اگر ان پر کوئی شخص ان کی عفت کے مخالف کوئی ایسی ناپاک تہمت لگا دے جس کا کوئی ثبوت نہ ہو تو کیا وہ عورتیں آیت یرم بہ بریئًا کی مصداق ٹھہر کر بَرِی سمجھی جا سکتی ہیں اور ایسا تہمت لگانے والا سزا کے لائق ٹھہرتا ہے یا وہ محض اس حالت میں بُری سمجھی جائیں گی جبکہ وہ اپنی صفائی اور پاک دامنی کے بارے میں عدالت میں گواہ گذرائیں اور جب تک وہ بذریعہ شہادتوں کے اپنی عفت کا عدالت میں ثبوت نہ دیں تب تک جو شخص چاہے ان کی عفت پر حملہ کیا کرے اور ان کو غیر بری قرار دے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت موصوفہ میں بار ثبوت تہمت لگانے والے پر رکھا ہے اور جب تک تہمت لگانے والا کسی گناہ کو ثابت نہ کرے تب تک تمام مردوں عورتوں کو بَرِی کہلانے کے مستحق ٹھہرایا ہے۔ پس قرآن اور زبان عرب کے رو سے بَری کے معنے ایسے وسیع ہیں کہ جب تک کسی پر کسی جُرم کا ثبوت نہ ہو وہ بَری کہلائے گا کیونکہ انسان کے لئے بَری ہونا طبعی حالت ہے اور گناہ ایک عارضہ ہے جو پیچھے سے لاحق ہوتا ہے۔ لہذا ہر ایک انسان جب تک اس کا کوئی جُرم ثابت نہ ہو بَری کہلانے

کا مقدار ہے کیونکہ طبعی حالت بغیر کسی عارضہ لاحق کے دُور نہیں ہو سکتی۔

ایک اور امر عظیم الشان ہے جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کی میعاد میں ظہور میں آیا جس سے اشتہار مذکورہ کی پیشگوئی کا پُورا ہونا اور بھی وضاحت سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ پیشگوئی جو چوتھا لڑکا ہونے کے بارے میں ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ میں کی گئی تھی جس کے ساتھ یہ شرط تھی کہ عبدالحق غزنوی جو امرت سر میں مولوی عبدالجبار غزنوی کی جماعت میں رہتا ہے نہیں مرے گا جب تک یہ چوتھا لڑکا پیدا نہ ہولے۔ وہ پیشگوئی اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کی میعاد کے اندر پوری ہوگئی اور وہ لڑکا بفضلہ تعالےٰ ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو مطابق ۴ صفر ۱۳۱۷ھ پیدا ہوگیا جس کا نام **مبارک احمد** رکھا گیا اور جیسا کہ پیشگوئی میں شرط تھی کہ عبدالحق غزنوی اس وقت تک زندہ ہوگا کہ چوتھا لڑکا پیدا ہو جائے گا۔ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اب اس وقت تک کہ ۱۴ دسمبر ۱۸۹۹ء ہے ہر ایک شخص امرت سر میں جا کر تحقیق کر لے کہ عبدالحق اب تک زندہ ہے۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ یہ صاف صاف اور کھُلی کھُلی پیشگوئی محمد حسین اور اس کے گروہ کی عزت کا موجب نہیں ہو سکتی کیونکہ خدا نے ایسے انسان کی دعا کو قبول کرکے جو محمد حسین اور اس کے گروہ کی نظر میں کافر اور دجّال ہے اس کی پیشگوئی کے مطابق عبدالحق غزنوی کی زندگی میں اس کو پسر چہارم عطا فرمایا اور یہ ایک تائیدالہٰی ہے جو بجز صادق انسان کے اور کسی کے لئے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ پس جب کہ اس پیشگوئی کا میعاد کے اندر پورا ہو جانا اور عبدالحق کی زندگی میں ہی اس کا ظہور میں آنا میری عزت کا موجب ہوا تو بلاشبہ محمد حسین اور اس کے گروہ جعفر زٹلی وغیرہ کی ذلّت کا موجب ہوا ہوگا۔ یہ اَور بات ہے کہ یہ لوگ ہر ایک بات میں اور ہر ایک موقعہ پر یہ کہتے رہیں کہ ہماری کچھ بھی ذلّت نہیں ہوئی۔ لیکن جو شخص منصف ہو کر ان تمام واقعات کو پڑھے گا اس کو تو بہرحال ماننا پڑے گا کہ بلاشبہ ذلّت ہو چکی۔

اس جگہ افسوس سے ہمیں یہ بھی لکھنا پڑا ہے کہ پرچہ اخبار عام ۲۳ نومبر ۱۸۹۹ء میں ایک شخص ثناء اللہ نام امرت سری نے یہ مضمون چھپوایا ہے کہ اب تک مولوی محمد حسین کی کچھ بھی ذلّت

نہیں ہوئی۔ ہم حیران ہیں کہ اس صریح خلاف واقعہ امر کا کیا جواب لکھیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ثناء اللہ صاحب کے خیال میں ذلت کس کو کہتے ہیں۔ ہاں ہم یہ قبول کرتے ہیں کہ ذلت کئی قسم کی ہوتی ہے اور انسانوں کے ہر ایک طبقہ کے مناسب حال ایک قسم کی ذلت ہے مثلاً زمینداروں میں سے ایک وہ ہیں جو فقط سرکاری دستک جاری ہونے سے اپنی ذلت خیال کرتے ہیں اور ان کے مقابل پر اس قسم کے زمیندار بھی دیکھے جاتے ہیں کہ قسط مالگذاری بر وقت ادا نہ ہونے کی وجہ سے تحصیل کے چپراسی ان کو پکڑ کر لے جاتے ہیں اور بوجہ نہ ادائگی معاملہ کے سخت گوشمالی کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات دو چار جوتے ان کو مار بھی دیتے ہیں اور وہ زمیندار ہنسی خوشی سے مار کھا لیتے ہیں اور ذرہ خیال نہیں کرتے کہ کچھ بھی ان کی بے عزتی ہوئی ہے اور ان سے بھی زیادہ بعض شریر چوہڑوں اور چماروں اور ساہنسیوں میں سے ایسے ہوتے ہیں کہ جو جیلخانہ میں جاتے ہیں اور چوتڑوں پر بید بھی کھاتے ہیں اور با ایں ہمہ کبھی نہیں سمجھتے کہ ہماری عزت میں کچھ بھی فرق آیا ہے بلکہ جیل میں ہنستے رہتے اور گاتے رہتے ہیں گویا ایک نشے میں ہیں۔ اب چونکہ عزتیں کئی اور ذلتیں بھی کئی قسم کی ہیں اس لئے یہ بات میاں ثناء اللہ سے پوچھنے کے لائق ہے کہ وہ کس امر کو شیخ محمد حسین کی ذلت قرار دیتے ہیں۔ اور اگر اتنی قابل شرم باتوں میں سے جو بیچارے محمد حسین کو پیش آئیں اب تک اس کی کچھ بھی ذلت نہیں ہوئی تو ہمیں سمجھا دیں کہ وہ کونسی صورت تھی جس سے اس کی ذلت ہو سکتی اور بیان فرما دیں کہ جو مولوی محمد حسین جیسی شان اور عزت کا آدمی ہو اس کی ذلت کس قسم کی بے عزتی میں متصور ہے۔ اب تک تو ہم یہی سمجھے بیٹھے تھے کہ شریف اور معزز انسانوں کی عزت نہایت نازک ہوتی ہے اور تھوڑی سی کسر شان سے عزت میں فرق آ جاتا ہے مگر ہمیں میاں ثناء اللہ صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام قابل شرم امور سے مولوی صاحب موصوف کی عزت میں کچھ بھی فرق نہیں آیا۔ پس اس صورت میں ہم اس انکار کا کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے جب تک کہ میاں ثناء اللہ کھول کر ہمیں نہ بتلا دیں کہ کس قسم کی ذلت ہونی چاہئے تھی جس سے موحدین کے اس ایڈوکیٹ کی عزت میں فرق آ جاتا۔ اگر

وہ معقول طور پر ہمیں سمجھا دیں گے کہ شریفوں اور معززوں اور ایسے نامی علماء کی ذلّت اس قسم کی ہونی ضروری ہے تو اس صورت میں اگر ہماری پیشگوئی کے رو سے وہ خاص ذلّت نہیں پونہچی جو پہنچنا چاہئیے تھی تو ہم اقرار کر دیں گے کہ ابھی پیشگوئی پورے طور پر ظہور میں نہیں آئی۔ لیکن اب تک تو ہم مولوی محمد حسین کی عالمانہ حیثیت پر نظر کر کے یہی سمجھتے ہیں کہ پیشگوئی ان کی حیثیت کے مطابق اور نیز الہامی شرط+ کے مطابق پورے طور پر ظہور میں آ چکی۔

مدت ہوئی کہ ہمیں ان تمام مولویوں سے ترک ملاقات ہے۔ ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں کہ یہ لوگ اپنی بے عزتی کس حد کی ذلّت میں خیال کرتے ہیں اور کس حد کی ذلّت کو ہضم کر جاتے ہیں۔ میاں ثناء اللہ کو اعتراض کرنے کا بے شک حق ہے مگر ہم جواب دینے سے معذور ہیں جب تک وہ کھول کر بیان نہ کریں کہ بے عزتی تب ہوتی تھی کہ جب ایسا ظہور میں آتا۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ انسانوں کی مختلف طبقوں کے لحاظ سے بے عزتی بھی مختلف طور پر ہے اور ہر ایک کے لئے وجوہ ذلّت کے جُدا جُدا ہیں لیکن ہمیں کیا خبر ہے کہ آپ لوگوں نے مولوی محمد حسین کو کس طبقہ کا انسان قرار دیا ہے اور اس کی ذلّت کن امور میں تصوّر فرمائی ہے۔ ہماری دانست میں تو میاں ثناء اللہ کو مولوی محمد حسین صاحب سے کوئی پوشیدہ کینہ ہے کہ وہ اب تک ان کی اس درجہ کی ذلّت پر راضی نہیں ہوئے جو شریفوں اور معززوں اور اہل علم کے لئے کافی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ دُنیا میں ذلّت تین قسم کی ہوتی ہے ایک تو جسمانی ذلّت جس کے اکثر جرائم پیشہ تختۂ مشق ہوتے رہتے ہیں۔ دوسرے اخلاقی ذلّت۔ یہ تب ہوتی ہے جب کسی کی اخلاقی حالت نہایت گندی ثابت ہو اور اس پر اس کو سرزنش ہو۔ تیسرے علمی پردہ دری کی ذلّت

+ الہامی شرط یہ ہے کہ محمد حسین اور اس کے دو رفیقوں کی ذلّت صرف اسی قسم کی ہوگی جس قسم کی ذلّت انہوں نے پہنچائی تھی جیسا کہ الہام مندرجہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۹ء کے اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ جزاء سیئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ۔ پس الہامی شرط کو نظر انداز کر کے اعتراض اٹھانا نادان متعصبوں کا کام ہے نہ عقلمندوں اور منصفوں کا۔ منہ

جس سے عالمانہ حیثیت خاک میں ملتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اخلاقی ذلّت ظہور میں آچکی ہے اگر کسی کو شک ہے تو اس مثل کو ملاحظہ کرے جو مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب کی عدالت میں طیار ہوئی ہے۔ ایسا ہی عالمانہ حیثیت کی ذلّت ظہور میں آچکی اور عجیبت کے صلہ پہ جو اعتراض محمد حسین صاحب نے کیا ہے اور پھر جو ڈسچارج کا ترجمہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے کہ ڈسچارج کا ترجمہ بَری نہیں ہے۔ ان دونوں اعتراضوں سے صاف طور پر کھل گیا کہ علاوہ کمالات نحودانی اور حدیث دانی کے آپ کو قانون انگریزی میں بھی بہت کچھ دخل ہے اور یاد رہے کہ دشمن کی ذلّت ایک قسم کی یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کے مخالف کو جس کے ذلیل کرنے کے لئے ہر دم تدبیریں کرتا اور طرح طرح کے مکر استعمال میں لاتا ہے خدا تعالےٰ کی طرف سے عزت مل جائے۔ سو اس قسم کی ذلّت بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ ڈوئی صاحب کے مقدمہ کے بعد جو کچھ خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم نے میری طرف ایک دُنیا کو رجوع دیا اور دے رہا ہے یہ ایک ایسا امر ہے جو اس شخص کی اس میں صریح ذلّت ہے جو اس کے برخلاف میرے لئے چاہتا تھا۔ ہاں میاں ثناءاللہ کے تین اعتراض اور باقی ہیں اور وہ یہ کہ وہ پرچہ اخبار عام میں یہ کہتا ہے کہ محمد حسین کو چار مربع زمین مل گئی ہے اور کسی ریاست میں اس کا کچھ وظیفہ مقرر ہو گیا ہے۔ اور مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب نے اس کی منشاء کے موافق مقدمہ کیا ہے"

تیسرے اعتراض کے جواب کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ دعوٰے تو سراسر ترک حیا ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ محمد حسین کی منشاء کے موافق مقدمہ ہوا ہے خود محمد حسین کو قسم دے کر پوچھنا چاہیئے کہ کیا اس کا منشاء تھا کہ آیندہ وہ کافر اور دجّال اور کاذب کہنے سے باز آجائے اور کیا اس کا یہ منشاء تھا کہ آئندہ گالیوں اور فحش کہنے اور کہانے سے باز آجائے؟ پھر کون منصف اور صاحب حیا کہہ سکتا ہے کہ یہ مقدمہ محمد حسین کے منشاء کے موافق ہوا۔ ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ ہمیں بھی آئندہ موت اور ذلّت کی پیشگوئی کرنے سے روکا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہماری کارروائی خود اس وقت سے پہلے ختم ہو چکی تھی کہ جب

ڈوئی صاحب کے نوٹس میں ایسا لکھا گیا بلکہ ہم اپنے رسالہ انجام آتھم میں بتصریح لکھ چکے ہیں کہ ہم ان لوگوں کو آیندہ مخاطب کرنا بھی نہیں چاہتے جب تک یہ ہمیں مخاطب نہ کریں اور ہم بدل بیزار اور متنفر ہیں کہ ان لوگوں کا نام بھی لیں چہ جائیکہ ان کے حق میں پیشگوئی کرکے اسی قدر خطاب سے ان کو کچھ عزت دیں۔ ہمارا مدعا تین فرقوں کی نسبت تین پیشگوئیاں تھیں۔ سو ہم اپنے اس مدعا کو پورا کر چکے۔ اب کچھ بھی ہمیں ضرورت نہیں کہ ان لوگوں کی موت اور ذلت کی نسبت پیشگوئی کریں اور یہ الزام کہ آیندہ عموماً الہامات کی اشاعت کرنے اور ہر قسم کی پیشگوئیوں سے روکا گیا ہے یہ ان لوگوں کی باتیں ہیں جو وعید لعنۃ اللہ علی الکاذبین میں داخل ہیں۔ اب بھی ہم اس مقدمہ کے بعد بہت سی پیشگوئیاں شائع کر چکے ہیں۔ پس یہ کیسا گندہ جھوٹ ہے کہ یہ لوگ بے خبر لوگوں کے پاس بیان کر رہے ہیں۔

رہا یہ سوال کہ محمد حسین کو کچھ زمین مل گئی ہے یعنی بجائے ذلت کے عزت ہو گئی ہے۔ یہ نہایت بیہودہ خیال ہے بلکہ یہ اُس وقت اعتراض کرنا چاہیئے تھا کہ جب اس زمین سے محمد حسین کچھ منفعت اُٹھا لیتا۔ ابھی تو وہ ایک ابتلاء کے نیچے ہے۔ کچھ معلوم نہیں کہ اس زمین سے انجامکار کچھ زیرباری ہوگی یا کچھ منفعت ہوگی۔ ماسوا اس کے کنز العمال کی کتاب المزارعہ میں یعنے صفحہ ۲۷ میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث موجود ہے لا تدخل سکۃ الحرث علی قوم الا اذلھم اللہ (طب عن ابی امامہ) یعنی کھیتی کا لوہا اور آلہ کسی قوم میں نہیں آتا جو اس قوم کو ذلیل نہیں کرتا۔ پھر اسی صفحہ میں ایک دوسری حدیث ہے انہ صلی اللہ علیہ وسلم رای شیئاً من آلۃ الحرث فقال یدخل ھذا بیت قوم الا دخلہ الذل (خ عن ابی امامہ) یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آلہ زراعت کا دیکھا اور فرمایا کہ یہ آلہ کسی قوم کے گھر میں داخل نہیں ہوتا مگر اس قوم کو ذلیل کر دیتا ہے۔ اب دیکھو ان احادیث سے صریح طور پر ثابت ہے کہ جہاں کاشت کاری کا آلہ ہوگا وہیں ذلت ہوگی۔ اب ہم میاں ثناء اللہ کی بات مانیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بات پر ایمان رکھتا ہے

اس کو ماننا پڑے گا کہ کسی کے گلے میں کاشت کاری کا سامان پڑا یہ بھی ایک قسم کی ذلّت ہے سو یہ تو میاں ثناء اللہ نے ہماری مدد کی کہ جس قسم کی ذلّت کی ہمیں خبر بھی نہیں تھی ہمیں خبر دے دی۔ ہمیں تو پانچ قسم کی ذلّت کی خبر تھی۔ اس چھٹی قسم کی ذلّت پر میاں ثناء اللہ کی معرفت اطلاع ہوئی۔ اور رہی یہ بات کہ محمد حسین کا کسی ریاست میں وظیفہ مقرر ہو گیا ہے یہ ایسا امر ہے کہ اس کو کوئی دانشمند عزّت قرار نہیں دے گا۔ ان ریاستوں میں تو ہر ایک قسم کے لوگوں کے وظیفے مقرر ہیں جن میں سے بعض کے ناموں کا ذکر بھی قابل شرم ہے۔ پھر اگر محمد حسین کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا تو کس عزت کا موجب ہوا بلکہ اس جگہ تو وہ فقرہ یاد آتا ہے کہ بئس الفقیر علیٰ باب الامیر۔

غرض یہ پیشگوئی جو محمد حسین اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت تھی اعلیٰ درجہ پر پوری ہو گئی۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ ان لوگوں کی اس قسم کی ذلّت نہیں ہوئی جو ادنےٰ طبقہ کے لوگوں کی ذلّت ہوتی ہے۔ مگر پیشگوئی میں پہلے سے اس کی تصریح تھی کہ مثلی ذلّت ہو گی جیسا کہ پیشگوئی کا یہ فقرہ ہے۔ جزاء سیئۃ بمثلھا و ترھقھم ذلۃ یعنی جس قسم کی ذلّت ان لوگوں نے پہنچائی اسی قسم کی ذلّت ان کو پہنچے گی۔ اب ہم اس سوال کو زٹلی اور تبتی سے تو نہیں پوچھتے کیونکہ ان کی ذلّت اور عزت دونوں طفیلی ہیں۔ مگر جو شخص چاہے محمد حسین کو قرآن شریف ہاتھ میں دے کر

---

* قرآن شریف میں یہ قسم مذکور ہے کہ یہودیوں نے آسمانی کھانے سے انکار کر کے حضرت موسیٰ سے زمین مانگی تھی اور ساگ اور عدس اور پیاز وغیرہ کے خواہشمند ہوئے تھے۔ تب خدا نے ان کی یہ درخواست منظور کر کے فرمایا کہ تم نے زمین نہیں لی بلکہ اپنے لئے ذلّت لے لی۔ اگر چاہو تو قرآن شریف میں سے یہ تمام آیات غور سے پڑھو من بقلھا و قثائھا و فومھا و عدسھا اس آیت تک کہ وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ اب اس جگہ اگر کچھ ان دونوں قصوں میں فرق ہے تو صرف یہی کہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ سے زمین مانگی اور ذلّت کی پیشگوئی سُنی۔ اور محمد حسین نے مسٹر جے۔ ایم ڈوئی سے زمین مانگی مگر ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے بھی کچھ فرمایا یا نہیں۔ یہودیوں کا آسمانی کھانا مَن اور سلویٰ تھا اور محمد حسین کا آسمانی کھانا متوکلانہ رزق تھا۔ اب تمہاری کی خواہش ہوتی دیکھیں نتیجہ کیا ہو۔ منہ

ملفاً پوچھ لے کہ یہ مثلی ذلّت جو الہام سے مفہوم ہوتی ہے یہ تمہیں اور تمہارے رفیقوں کو پہنچ گئی یا نہیں ؟ بے حیائی سے بات کو حد سے بڑھانا کسی شریف انسان کا کام نہیں ہے بلکہ گندوں اور سفلوں کا کام ہے۔ لیکن ایک منصف مزاج سوچ سکتا ہے کہ الہام الٰہی میں یہ تو نہیں بتلایا گیا تھا کہ وہ ذلّت کسی زد و کوب کے ذریعہ سے ہوگی یا کسی اور جسمانی ضرر سے یا خون کرنے سے وہ ذلّت پہونچائی جائے گی بلکہ الہام الٰہی کے صاف اور صریح یہ لفظ تھے کہ ذلّت صرف اس قسم کی ہوگی جس قسم کی ذلّت ان لوگوں نے پہنچائی۔ الہام موجود ہے۔ ہزاروں آدمیوں میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ پھر یہودیوں کی طرح اس میں تحریف کرنا اس بے حیا انسان کا کام ہے جس کو نہ خدا تعالےٰ کا خوف ہے اور نہ انسانوں سے شرم ہے۔

راقـــــــــــم

میرزا غلام احمد از قادیان

تاریخ طبع ۱۷ دسمبر ۱۸۹۹ء

مطبعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(۲۱۵)

اپنی جماعت کیلئے
ایک ضروری اشتہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چونکہ مسلمانان ہند پر علی العموم اور مسلمانان پنجاب پر بالخصوص گورنمنٹ برطانیہ کے بڑے بڑے احسانات ہیں۔ لہذا مسلمان اپنی اس مہربان گورنمنٹ کا جس قدر شکریہ ادا کریں اتنا ہی تھوڑا ہے کیونکہ مسلمانوں کو ابھی تک وہ زمانہ نہیں بھولا جبکہ وہ سکھوں کی قوم کے ہاتھوں ایک دہکتے ہوئے تنور میں مبتلا تھے اور ان کے دست تعدی سے نہ صرف مسلمانوں کی دُنیا ہی تباہ تھی بلکہ ان کے دین کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ دینی فرائض کا ادا کرنا تو درکنار بعض اذان نماز کہنے پر جان سے مارے جاتے تھے۔ ایسی حالت زار میں اللہ تعالیٰ نے دُور سے اس مبارک گورنمنٹ کو ہماری نجات کے لئے ابر رحمت کی طرح بھیج دیا جس نے ان کو نہ صرف اُن ظالموں کے پنجہ سے بچایا بلکہ ہر طرح کا امن قائم کر کے ہر قسم کے سامان آسایش مہیا کئے اور مذہبی آزادی یہاں تک دی کہ ہم بلا دریغ اپنے دین متین کی اشاعت نہایت خوش اسلوبی سے کر سکتے ہیں۔

ہم نے عید الفطر کے موقع پر اس مضمون پر مفصل تقریر کی تھی جس کی مختصر کیفیت تو انگریزی اخباروں میں جا چکی ہے اور باقی مفصل کیفیت عنقریب مرزا خدا بخش صاحب شائع کرنے والے ہیں۔ ہم نے اس مبارک عید کے موقع پر گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کر کے

اپنی جماعت کو جو اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتی اور دیگر لوگوں کی طرح منافقانہ زندگی بسر کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہے توجہ دلائی کہ سب لوگ تہ دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس کو اس جنگ میں جو ٹرنسوال میں ہو رہی ہے فتح عظیم بخشے اور نیز یہ بھی کہا کہ حق اللہ کے بعد اسلام کا اعظم ترین فرض ہمدردی خلایق ہے اور بالخصوص ایسی مہربان گورنمنٹ کے خادموں سے ہمدردی کرنا کار ثواب ہے جو ہماری جانوں اور مالوں اور سب سے بڑھ کر ہمارے دین کی محافظ ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں ہیں اپنی توفیق اور مقدور کے موافق سرکار برطانیہ کے ان زخمیوں کے واسطے جو جنگ ٹرینسوال میں مجروح ہوئے ہیں چندہ دیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا اپنی جماعت کے لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر ایک شہر میں فہرست مکمل کرکے اور چندہ کو وصول کرکے یکم مارچ سے پہلے مرزا خدابخش صاحب کے پاس بمقام قادیان بھیج دیں کیونکہ یہ ڈیوٹی ان کے سپرد کی گئی ہے۔ جب آپ کا روپیہ مع فہرستوں کے آجائے گا تو اس فہرست چندہ کو اس رپورٹ میں درج کیا جائے گا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ہماری جماعت اس کام کو ضروری سمجھ کر بہت جلد اس کی تعمیل کرے۔ والسلام

راقم

مرزا غلام احمد از قادیان

۱۰ر فروری ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{8}$ کے ایک صفحہ پر ہے)

---

(۲۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

جہاد کے مسئلہ کی فلاسفی اور اس کی اصل حقیقت ایک ایسا پیچیدہ امر اور دقیق نکتہ ہے کہ جس کے نہ سمجھنے کے باعث سے اس زمانہ اور ایسا ہی درمیانی زمانہ کے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور ہمیں نہایت شرم زدہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو موقعہ ملا کہ وہ اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب کو جو سراسر قانون قدرت کا آئینہ اور زندہ خدا کا جلال ظاہر کرنے والا ہے مورد اعتراض ٹھہراتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ جہاد کا لفظ جُہد کے لفظ سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں کوشش کرنا اور پھر مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں میں جو لڑائی کو یُدھ کہتے ہیں دراصل یہ لفظ بھی جہاد کے لفظ کا ہی بگڑا ہوا ہے۔ چونکہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے اور تمام زبانیں اسی میں سے نکلی ہیں اس لئے یُدھ کا لفظ جو سنسکرت کی زبان میں لڑائی پر بولا جاتا ہے دراصل جُہد یا جہاد ہے اور پھر جیم کو یاء کے ساتھ بدل دیا گیا اور کچھ تصرف کر کے تشدید کے ساتھ بولا گیا۔

اب ہم اس سوال کا جواب لکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کو جہاد کی کیوں ضرورت پڑی اور جہاد کیا چیز ہے۔ سو واضح ہو کہ اسلام کو پیدا ہوتے ہی بڑی بڑی مشکلات کا سامنا پڑا تھا اور تمام قومیں اس کی دشمن ہو گئی تھیں۔ جیسا کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ جب

ایک نبی یا رسول خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور اس کا فرقہ لوگوں کو ایک گروہ ہونہار اور راستباز اور باہمت اور ترقی کرنے والا دکھائی دیتا ہے تو اس کی نسبت موجودہ قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ضرور ایک قسم کا بغض اور حسد پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ بالخصوص ہر ایک مذہب کے علماء اور گدی نشین تو بہت ہی بغض ظاہر کرتے ہیں کیونکہ اس مردِ خدا کے ظہور سے اُن کی آمدنیوں اور وجاہتوں میں فرق آتا ہے۔ اُن کے شاگرد اور مرید ان کے دام سے باہر نکلنا شروع کرتے ہیں کیونکہ تمام ایمانی اور اخلاقی اور علمی خوبیاں اس شخص میں پاتے ہیں جو خدا کی طرف سے پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اہلِ عقل اور تمیز سمجھنے لگتے ہیں کہ جو عزت بخیال علمی شرف اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے ان عالموں کو دی گئی تھی اب وہ اس کے مستحق نہیں رہے اور جو معزز خطاب ان کو دیئے گئے تھے جیسے نجم الامۃ اور شمس الامۃ اور شیخ المشائخ وغیرہ اب وہ ان کے لئے موزوں نہیں رہے۔ سو ان وجوہ سے اہلِ عقل ان سے مونہہ پھیر لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنے ایمانوں کو ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ ناچار ان نقصانوں کی وجہ سے علماء اور مشائخ کا فرقہ ہمیشہ نبیوں اور رسولوں سے حسد کرتا چلا آیا ہے۔ وجہ یہ کہ خدا کے نبیوں اور ماموروں کے وقت ان لوگوں کی سخت پردہ دری ہوتی ہے کیونکہ دراصل وہ ناقص ہوتے ہیں اور بہت ہی کم حصہ نور سے رکھتے ہیں اور ان کی دشمنی خدا کے نبیوں اور راستبازوں سے محض نفسانی ہوتی ہے اور سراسر نفس کے تابع ہو کر ضرر رسانی کے منصوبے سوچتے ہیں بلکہ بسا اوقات وہ اپنے دلوں میں محسوس بھی کرتے ہیں کہ وہ خدا کے ایک پاک دل بندہ کو ناحق ایذا پہنچا کر خدا کے غضب کے نیچے آگئے ہیں اور اُن کے اعمال بھی جو مخالف کاروستانیوں کے لئے ہر وقت اُن سے سرزد ہوتے رہتے ہیں ان کے دل کی قصوروار حالت کو اُن پر ظاہر کرتے رہتے ہیں مگر پھر بھی حسد کی آگ کا تیز انجن عداوت کے گڑھوں کی طرف ان کو کھینچے لئے جاتا ہے یہی اسباب تھے جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں

کے ظالموں کو نہ محض حق کے قبول کرنے سے محروم رکھا بلکہ سخت عداوت پر آمادہ کر دیا۔ لہٰذا وہ اس فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح اسلام کو صفحۂ دُنیا سے مٹا دیں اور چونکہ مسلمان اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھوڑے تھے اس لئے اُن کے مخالفوں نے بباعث اس تکبر کے جو فطرتًا ایسے فرقوں کے دل اور دماغ میں جاگزیں ہوتا ہے جو اپنے تئیں دولت میں مال میں کثرت جماعت میں عزّت میں مرتبت میں دوسرے فرقہ سے برتر خیال کرتے ہیں اس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہ سے سخت دشمنی کا برتاؤ کیا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آسمانی پودہ زمین پر قائم ہو بلکہ وہ ان راست بازوں کے ہلاک کرنے کیلئے اپنے ناخنوں تک زور لگا رہے تھے اور کوئی دقیقہ آزار رسانی کا اُٹھا نہیں رکھا تھا اور ان کو خوف یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس مذہب کے پَیر جم جائیں اور پھر اس کی ترقی ہمارے مذہب اور قوم کی بربادی کا موجب ہو جائے۔ سو اسی خوف سے جو اُن کے دلوں میں ایک رُعبناک صورت میں بیٹھ گیا تھا نہایت جابرانہ اور ظالمانہ کارروائیاں اُن سے ظہور میں آئیں اور انہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدّت تھی ان کی طرف سے یہی کارروائی رہی اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوعِ انسان کے فخر اُن شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور یتیم بچے اور عاجز اور مسکین عورتیں کوچوں اور گلیوں میں ذبح کئے گئے۔ اس پر بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔ چنانچہ ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا۔ اُن کے خُونوں سے کوچے سُرخ ہو گئے پر انہوں نے دم نہ مارا۔ وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔ خدا کے پاک اور مقدس رسُول کو جس پر زمین اور آسمان سے بے شمار سلام ہیں بارہا پتھر مار مار کر خون سے آلودہ کیا گیا مگر اس صدق اور استقامت کے پہاڑ نے ان تمام آزاروں کی دلی انشراح اور محبت سے برداشت کی اور ان صابرانہ اور عاجزانہ

دشمنوں سے مخالفوں کی شوخی دن بدن بڑھتی گئی اور انہوں نے اس مقدس جماعت کو اپنا ایک شکار سمجھ لیا۔ تب اس خدا نے جو نہیں چاہتا کہ زمین پر ظلم اور بے رحمی حد سے گذر جائے اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا اور اس کا غضب شریروں پر بھڑکا اور اس نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے اپنے مظلوم بندوں کو اطلاع دی کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں اور میں خدائے قادر ہوں۔ ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑوں گا۔ یہ حکم تھا جس کا دوسرے لفظوں میں جہاد نام رکھا گیا۔ اور اس حکم کی اصل عبارت جو قرآن شریف میں اب تک موجود ہے یہ ہے اُذِنَ للذین یقاتلون بانھم ظُلِمُوْا ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق۔ یعنی خدا نے ان مظلوم لوگوں کی جو قتل کئے جاتے ہیں اور ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے فریاد سُن لی اور ان کو مقابلہ کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے جو مظلوم کی مدد کرے۔ الجزو نمبر ۱۷ سورۃ الحج۔ مگر یہ حکم مختص الزمان والوقت تھا ہمیشہ کے لئے نہیں تھا بلکہ اس زمانہ کے متعلق تھا جبکہ اسلام میں داخل ہونے والے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کئے جاتے تھے۔ لیکن افسوس کہ نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد اس مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں جس کی اصل جڑ آیت کریمہ مذکورہ بالا ہے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا گیا۔ اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ عیسائیوں کو تو خالق کے حقوق کی نسبت غلطیاں پڑیں اور مسلمانوں کو مخلوق کے حقوق کی نسبت۔ یعنی عیسائی دین میں تو ایک عاجز انسان کو خدا بنا کر اُس قادر و قیوم کی حق تلفی کی گئی جس کی مانند نہ زمین میں کوئی چیز ہے اور نہ آسمان میں۔ اور مسلمانوں نے انسانوں پر ناحق تلوار چلانے سے بنی نوع کی حق تلفی کی اور اس کا نام جہاد رکھا۔ غرض حق تلفی کی ایک راہ عیسائیوں نے اختیار کی اور دوسری

ناہ حق تلفی کی مسلمانوں نے اختیار کر لی اور اس زمانہ کی بدقسمتی سے یہ دونوں گروہ ان دونوں قسم کی حق تلفیوں کو ایسا پسندیدہ طریق خیال کرتے ہیں کہ ہر ایک گروہ جو اپنے عقیدہ کے موافق ان دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی حق تلفی پر زور دے رہا ہے وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ گویا وہ اس سے سیدھا بہشت کو جائے گا اور اس سے بڑھ کر کوئی بھی ذریعہ بہشت کا نہیں۔ اور اگرچہ خدا کی حق تلفی کا گناہ سب گناہوں سے بڑھ کر ہے لیکن اس جگہ ہمارا یہ مقصود نہیں ہے کہ اس خطرناک حق تلفی کا ذکر کریں جس کی عیسائی قوم مرتکب ہے بلکہ ہم اس جگہ مسلمانوں کو اس حق تلفی پر متنبہ کرنا چاہتے ہیں جو بنی نوع کی نسبت ان سے سرزد ہو رہی ہے۔

یاد رہے کہ مسئلہ جہاد کو جس طرح پر حال کے اسلامی علماء نے جو مولوی کہلاتے ہیں سمجھ رکھا ہے اور جس طرح وہ عوام کے آگے اس مسئلہ کی صورت بیان کرتے ہیں ہرگز وہ صحیح نہیں ہے اور اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ لوگ اپنے پُرجوش وعظوں سے عوام وحشی صفات کو ایک درندہ صفت بناویں اور انسانیت کی تمام پاک خوبیوں سے بے نصیب کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ جس قدر ایسے ناحق کے خون ان نادان اور نفسانی انسانوں سے ہوتے ہیں کہ جو اس راز سے بے خبر ہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے اسلام کو اپنے ابتدائی زمانہ میں لڑائیوں کی ضرورت پڑی تھی ان سب کا گناہ ان مولویوں کی گردن پر ہے کہ جو پوشیدہ طور پر ایسے مسئلے سکھاتے رہتے ہیں جن کا نتیجہ دردناک خونریزیاں ہیں۔ یہ لوگ جب حکّام وقت کو ملتے ہیں تو اس قدر سلام کے لئے جھکتے ہیں کہ گویا سجدہ کرنے کے لئے طیار ہیں اور جب اپنے ہم جنسوں کی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو بار بار اصرار ان کا اسی بات پر ہوتا ہے کہ یہ ملک دارالحرب ہے اور اپنے دلوں میں جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں اور تھوڑے ہیں جو اس خیال کے انسان نہیں ہیں۔ یہ لوگ اپنے اس عقیدہ جہاد پر جو سراسر غلط

اور قرآن اور حدیث کے برخلاف ہے اس قدر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو اس کا نام دجّال رکھتے ہیں اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مَیں بھی مدت سے اسی فتویٰ کے نیچے ہوں اور مجھے اس ملک کے بعض مولویوں نے دجّال اور کافر قرار دیا اور گورنمنٹ برطانیہ کے قانون سے بھی بے خوف ہو کر میری نسبت ایک چھپا ہوا فتویٰ شائع کیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور اس کا مال لُوٹنا بلکہ عورتوں کو نکال کر لے جانا بڑے ثواب کا موجب ہے۔ اس کا سبب کیا تھا؟ یہی تو تھا کہ میرا مسیح موعود ہونا اور ان کے جہادی مسائل کے مخالف وعظ کرنا اور ان کے خونی مسیح اور خونی مہدی کے آنے کو جس پر اُن کو لُوٹ مار کی بڑی بڑی امیدیں تھیں سراسر باطل ٹھیرانا ان کے غضب اور عداوت کا موجب ہو گیا۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ درحقیقت یہ جہاد کا مسئلہ جیسا کہ ان کے دلوں میں ہے صحیح نہیں ہے اور اس کا پہلا قدم انسانی ہمدردی کا خون کرنا ہے۔ یہ خیال اُن کا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جب پہلے زمانہ میں جہاد روا رکھا گیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب حرام ہو جائے اس کے ہمارے پاس دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ خیال قیاس مع الفارق ہے۔ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اُٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اُٹھائی اور سخت بے رحمی سے بے گناہ اور پرہیزگار مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا اور ایسے درد انگیز طریقوں سے مارا کہ اب بھی ان قصوں کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر فرض بھی کر لیں کہ اسلام میں ایسا ہی جہاد تھا جیسا کہ ان مولویوں کا خیال ہے تاہم اس زمانہ میں وہ حکم قائم نہیں رہا کیونکہ لکھا ہے کہ جب مسیح موعود ظاہر ہو جائے گا تو سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ مسیح نہ تلوار اُٹھائے گا اور نہ کوئی اور زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اس کی دُعا اس کا حربہ ہو گا اور اس کی عقد ہمت اس کی تلوار ہو گی۔ وہ صلح کی بنیاد ڈالیگا

اور بکری اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کرے گا اور اُس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہوگا۔ ہائے افسوس! کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے کلمہ یضع الحرب جاری ہو چکا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعود جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے۔ حتی تضع الحرب اوزارھا یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آجائے یہی تضع الحرب اوزارھا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری موجود ہے جو قرآن شریف کے بعد اصح الکتب مانی گئی ہے۔ اس کو غور سے پڑھو۔ اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات سُنو! مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے۔ خدا کے پاک نبی کے نافرمان مت بنو۔ مسیح موعود جو آنے والا تھا آچکا اور اس نے حکم بھی دیا کہ آئندہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کشت وخون کے ساتھ ہوتی ہیں باز آجاؤ تو اب بھی خونریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے مُنہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے۔ جس نے مجھے قبول کیا ہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے مونہہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کو نہایت بُرا اور موجب غضب الہٰی جانے گا۔

اس جگہ ہمیں یہ بھی افسوس سے لکھنا پڑا کہ جیسا کہ ایک طرف جاہل مولویوں نے اصل حقیقت جہاد کی مخفی رکھ کر لُوٹ مار اور قتل انسان کے منصوبے عوام کو سکھائے اور اس کا نام جہاد رکھا ہے۔ اسی طرح دوسری طرف پادری صاحبوں نے بھی یہی کارروائی کی۔ اور ہزاروں رسالے اور اشتہار اُردو اور پشتو وغیرہ زبانوں میں چھپوا کر ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں اس مضمون کے شائع کئے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے کا نام اسلام ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے جہاد کی دو گواہیاں پا کر یعنی ایک مولویوں کی گواہی اور دوسری پادریوں کی شہادت اپنے وحشیانہ جوش

میں ترقی کی ہے۔ میرے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری محسن گورنمنٹ ان پادری صاحبوں
کو اس خطرناک افترا سے روک دے جس کا نتیجہ ملک میں بے امنی اور بغاوت ہے۔ یہ
تو ممکن نہیں کہ پادریوں کے ان بے جا افتراؤں سے اہل اسلام دین اسلام کو چھوڑ دیں گے
ہاں ان وعظوں کا ہمیشہ یہی نتیجہ ہوگا کہ عوام کے لئے مسئلہ جہاد کی ایک یاد دہانی ہوتی رہیگی
اور وہ سوئے ہوئے جاگ اُٹھیں گے۔ غرض اب جب مسیح موعود آگیا تو ہر ایک مسلمان کا
فرض ہے کہ جہاد سے باز آوے۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو شاید اس غلط فہمی کا کسی قدر عذر بھی
ہوتا۔ مگر اب تو مَیں آگیا اور تم نے وعدہ کا دن دیکھ لیا۔ اس لئے اب مذہبی طور پر تلوار
اُٹھانے والوں کا خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر نہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اور حدیثوں
کو پڑھتا اور قرآن کو دیکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریق جہاد جس پر اس زمانہ کے
اکثر وحشی کاربند ہو رہے ہیں یہ اسلامی جہاد نہیں ہے بلکہ یہ نفس امارہ کے جوشوں سے یا
بہشت کی طمع خام سے ناجائز حرکات ہیں جو مسلمانوں میں پھیل گئے ہیں۔ مَیں ابھی بیان
کرچکا ہوں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں خود سبقت کرکے ہرگز
تلوار نہیں اُٹھائی بلکہ ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھایا اور اس قدر صبر کیا
جو ہر ایک انسان کا کام نہیں اور ایسا ہی آپ کے اصحاب بھی اسی اعلیٰ اصول کے پابند
رہے اور جیسا کہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ دُکھ اُٹھاؤ اور صبر کرو ایسا ہی انہوں نے صدق
اور صبر دکھایا۔ وہ پیروں کے نیچے کچلے گئے انہوں نے دم نہ مارا۔ اُن کے بچے اُن کے
سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے، وہ آگ اور پانی کے ذریعہ سے عذاب دیئے گئے مگر
وہ شر کے مقابلہ سے ایسے باز رہے کہ گویا وہ شیر خوار بچے ہیں۔ کون ثابت کرسکتا ہے کہ
دُنیا میں تمام نبیوں کی امتوں میں سے کسی ایک نے بھی باوجود قدرت انتقام ہونے کے
خدا کا حکم سُن کر ایسا اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ سے دستکش بنا لیا جیسا کہ انہوں نے بنایا؟
کس کے پاس اس بات کا ثبوت ہے کہ دُنیا میں کوئی اَور بھی ایسا گروہ ہوا ہے جو باوجود

بہادری اور شجاعت اور قوت بازو اور طاقت مقابلہ اور پائے جانے تمام لوازم مردمی اور مردانگی کے پھر خونخوار دشمن کی ایذار اور زخم رسانی پر تیرہ برس تک برابر صبر کرتا رہا۔ ہمارے سید و مولیٰ اور آپ کے صحابہ کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا بلکہ اس صبر کے زمانہ میں بھی آپ کے جاں نثار صحابہ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے جو جہاد کے حکم کے بعد انہوں نے دکھائے اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دے دی۔ ایسا ہوا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جو مکہ میں دشمنوں کی خونریزیوں پر صبر کیا گیا تھا اس کا باعث کوئی بزدلی اور کمزوری نہیں تھی بلکہ خدا کا حکم سُن کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کو طیار ہو گئے تھے بیشک ایسا صبر انسانی طاقت سے باہر ہے اور گو ہم تمام دُنیا اور تمام نبیوں کی تاریخ پڑھ جائیں تب بھی ہم کسی اُمت میں اور کسی نبی کے گروہ میں یہ اخلاق فاضلہ نہیں پاتے۔ اور اگر پہلوں میں سے کسی کے صبر کا قصہ بھی ہم سُنتے ہیں تو فی الفور دل میں گذرتا ہے کہ قرائن اس بات کو ممکن سمجھتے ہیں کہ اس صبر کا موجب دراصل بزدلی اور عدم قدرت انتقام ہو۔ مگر یہ بات کہ ایک گروہ جو درحقیقت سپاہیانہ ہُنر اپنے اندر رکھتا ہو اور بہادر اور قوی دل کا مالک ہو اور پھر وہ دُکھ دیا جائے اور اس کے بچے قتل کئے جائیں اور اس کو نیزوں سے زخمی کیا جائے مگر پھر بھی وہ بدی کا مقابلہ نہ کرے یہ وہ مردانہ صفت ہے جو کامل طور پر یعنی تیرہ برس برابر ہمارے نبی کریم اور آپ کے صحابہ سے ظہور میں آئی ہے اس قسم کا صبر جس میں ہر دم سخت بلاؤں کا سامنا تھا جس کا سلسلہ تیرہ برس تک کی دراز مدت تک لمبا تھا درحقیقت بے نظیر ہے اور اگر کسی کو اس میں شک ہو تو ہمیں بتلاوے کہ گذشتہ راستبازوں میں اس قسم کے صبر کی نظیر کہاں ہے؟

اور اس جگہ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس قدر ظلم جو صحابہ پر کیا گیا ایسے ظلم کے وقت میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے کوئی تدبیر بچنے کی

ان کو نہیں بتلائی بلکہ بار بار یہی کہا کہ ان تمام دکھوں پر صبر کرو اور اگر کسی نے مقابلہ کے لئے کچھ عرض کیا تو اس کو روک دیا اور فرمایا کہ مجھے صبر کا حکم ہے۔ غرض ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صبر کی تاکید فرماتے رہے جب تک کہ آسمان سے حکم مقابلہ آگیا۔ اب اس قسم کے صبر کی نظیر تم تمام اوّل اور آخر کے لوگوں میں تلاش کرو۔ پھر اگر ممکن ہو تو اس کا نمونہ حضرت موسٰی کی قوم میں سے یا حضرت عیسٰی کے حواریوں میں سے دستیاب کرکے ہمیں بتلاؤ۔

حاصل کلام یہ کہ جبکہ مسلمانوں کے پاس صبر اور ترک شر اور اخلاق فاضلہ کا یہ نمونہ ہے جس سے تمام دُنیا پر اُن کو فخر ہے تو یہ کیسی نادانی اور بدبختی اور شامت اعمال ہے جو اب بالکل اس نمونہ کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ جاہل مولویوں نے خدا ان کو ہدایت دے عوام کالانعام کو بڑے دھوکے دیئے ہیں اور بہشت کی کنجی اسی عمل کو قرار دے دیا ہے جو صریح ظلم اور بیرحمی اور انسانی اخلاق کے برخلاف ہے۔ کیا یہ نیک کام ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مثلاً اپنے خیال میں بازار میں چلا جاتا ہے اور ہم اس قدر اس سے بے تعلق ہیں کہ نام تک بھی نہیں جانتے اور نہ وہ ہمیں جانتا ہے مگر تاہم ہم نے اس کے قتل کرنے کے ارادہ سے ایک پستول اس پر چھوڑ دیا ہے۔ کیا یہی دینداری ہے؟ اگر یہ کچھ نیکی کا کام ہے تو پھر درندے ایسی نیکی کے بجا لانے میں انسانوں سے بڑھ کر ہیں۔ سبحان اللہ! وہ لوگ کیسے راستباز اور نبیوں کی رُوح اپنے اندر رکھتے تھے کہ جب خدا نے مکّہ میں ان کو یہ حکم دیا کہ بدی کا مقابلہ مت کرو اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ۔ پس وہ اس حکم کو پا کر شیرخوار بچّوں کی طرح عاجز اور کمزور بن گئے۔ گویا نہ اُن کے ہاتھوں میں زور ہے نہ اُن کے بازوؤں میں طاقت۔ بعض اُن میں سے اس طور سے بھی قتل کئے گئے کہ دو اُونٹوں کو ایک جگہ کھڑا کرکے اُن کی ٹانگیں مضبوط طور پر اُن اُونٹوں سے باندھ دی گئیں اور پھر اُونٹوں کو مخالف سمتوں میں دوڑایا گیا۔ پس وہ ایک دم میں ایسے چر گئے جیسے گاجر یا مُولی چیری جاتی ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں اور خاص کر مولویوں نے ان تمام

واقعات کو نظر انداز کر دیا ہے اور اب وہ خیال کرتے ہیں کہ گویا تمام دنیا اُن کا شکار ہے۔ اور جس طرح ایک شکاری ایک ہرن کا کسی بن میں پتہ لگا کر چھپ چھپ کر اس کی طرف جاتا ہے اور آخر موقع پا کر بندوق کا فائر کرتا ہے یہی حالات اکثر مولویوں کے ہیں۔ انہوں نے انسانی ہمدردی کے سبق میں سے کبھی ایک حرف بھی نہیں پڑھا بلکہ اُن کے نزدیک خواہ مخواہ ایک غافل انسان پر پستول یا بندوق چلا دینا اسلام سمجھا گیا ہے۔ ان میں وہ لوگ کہاں ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ماریں کھائیں اور صبر کریں۔ کیا خدا نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم خواہ نخواہ بغیر ثبوت کسی جرم کے ایسے انسان کو کہ نہ ہم اُسے جانتے ہیں اور نہ وہ ہمیں جانتا ہے غافل پا کر چھُری سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں یا بندوق سے اس کا کام تمام کریں۔ کیا ایسا دین خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ یونہی بے گناہ بے جُرم بے تبلیغ خدا کے بندوں کو قتل کرتے جاؤ اس سے تم بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ افسوس کا مقام ہے اور شرم کی جگہ ہے کہ ایک شخص جس سے ہماری کچھ سابق دشمنی بھی نہیں بلکہ رُوشناسی بھی نہیں وہ کسی دوکان پر اپنے بچوں کے لئے کوئی چیز خرید رہا ہے یا اپنے کسی اور جائز کام میں مشغول ہے اور ہم نے بے وجہ بے تعلق اس پر پستول چلا کر ایک دم میں اس کی بیوی کو بیوہ اور اس کے بچّوں کو یتیم اور اس کے گھر کو ماتم کدہ بنا دیا یہ طریق کس حدیث میں لکھا ہے یا کس آیت میں مرقوم ہے؟ کوئی مولوی ہے جو اس کا جواب دے؟ نادانوں نے جہاد کا نام سُن لیا ہے اور پھر اس بہانہ سے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنا چاہا ہے یا محض دیوانگی کے طور پر مرتکب خونریزی کے ہوئے ہیں۔ ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جو اسلام نے خدائی حکم سے تلوار اُٹھائی وہ اس وقت اُٹھائی گئی کہ جب بہت سے مسلمان کافروں کی تلواروں سے قبروں میں پہنچ گئے۔ آخر خدا کی غیرت نے چاہا کہ

جو لوگ تلواروں سے ہلاک کرتے ہیں وہ تلواروں سے ہی مارے جائیں۔ خدا بڑا کریم اور رحیم اور حلیم ہے اور بڑا برداشت کرنے والا ہے۔ لیکن آخر کار راستبازوں کے لئے غیرت مند بھی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جبکہ اس زمانہ میں کوئی شخص مسلمانوں کو مذہب کیلئے قتل نہیں کرتا تو وہ کس حکم سے ناکردہ گناہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ کیوں ان کے مولوی بے جا حرکتوں سے جن سے اسلام بدنام ہوتا ہے ان کو منع نہیں کرتے۔ اس گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت کس قدر مسلمانوں کو آرام ہے۔ کیا کوئی اس کو گن سکتا ہے۔ ابھی بہتیرے ایسے لوگ زندہ ہوں گے جنہوں نے کسی قدر سکھوں کا زمانہ دیکھا ہوگا۔ اب وہی بتائیں کہ سکھوں کے عہد میں مسلمانوں اور اسلام کا کیا حال تھا۔ ایک ضروری شعار اسلام کا جو بانگ نماز ہے وہی ایک جرم کی صورت میں سمجھا گیا تھا۔ کیا مجال تھی کہ کوئی اونچی آواز سے بانگ کہتا اور پھر سکھوں کے برچھیوں اور نیزوں سے بچ رہتا۔ تو کیا اب خدا نے یہ برا کام کیا جو سکھوں کی بے جا دست اندازیوں سے مسلمانوں کو چھڑایا اور گورنمنٹ انگریزی کی امن بخش حکومت میں داخل کیا اور اس گورنمنٹ کے آتے ہی گویا نئے سرے پنجاب کے مسلمان مشرف باسلام ہوئے۔ چونکہ احسان کا عوض احسان ہے اس لئے نہیں چاہیئے کہ ہم اس خدا کی نعمت کو جو ہزاروں دعاؤں کے بعد سکھوں کے زمانہ کے عوض ہم کو ملی ہے یوں ہی رد کر دیں۔

اور مَیں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لئے مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے

محت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے۔ جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدا کی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ مَیں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اُترتے ہیں مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو۔ ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اوّل بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام مَیل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اُٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ مَیل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اُٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہانتک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے مَیلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔ دیکھو مَیں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات مَیں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث

کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئیگا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلاویں کہ اس سے اُن کا دین پھیلے گا اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے ایسا ہی اب وہ روحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھُل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے اور دُعا میں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سُن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتدا سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دُور دُور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پُورا کرنے کے لئے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھر جائیگی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دُنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی۔ زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے اور ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک کے احسن انتظاموں اور سیر و سیاحت کے سہل طریقوں کو کامل طور پر جاری فرما دیا ہے۔ سو یہ سب کچھ پیدا کیا گیا

تا وہ بات پوری ہو کہ مسیح موعود کی دعوت بجلی کی طرح ہر ایک کنارہ کو روشن کرے گی اور مسیح کا منارہ جس کا حدیثوں میں ذکر ہے دراصل اس کی بھی یہی حقیقت ہے کہ مسیح کی ندا اور روشنی ایسی جلد دُنیا میں پھیلے گی جیسے اُونچے مینار پر سے آواز اور روشنی دُور تک جاتی ہے۔ اس لئے ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک اور تمام اسباب سہولت تبلیغ اور سہولت سفر مسیح کے زمانہ کی ایک خاص علامت ہے جس کو اکثر نبیوں نے ذکر کیا ہے اور قرآن بھی کہتا ہے وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ یعنی عام دعوت کا زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ ہے وہ٭ ہے جبکہ اُونٹ بے کار ہو جائیں گے یعنی کوئی ایسی نئی سواری پیدا ہو جائے گی جو اُونٹوں کی حاجت نہیں پڑے گی اور حدیث میں بھی ہے یترک القلاص فلا یسعی علیھا یعنی اس زمانہ میں اُونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ اور یہ علامت کسی اَور نبی کے زمانہ کو نہیں دی گئی۔ سو شکر کرو کہ آسمان پر نور پھیلانے کے لئے تیاریاں ہیں۔ زمین میں زمینی برکات کا ایک جوش ہے یعنی سفر اور حضر میں اور ہر ایک بات میں وہ آرام تم دیکھ رہے ہو جو تمہارے باپ دادوں نے نہیں دیکھے۔ گویا دُنیا نئی ہو گئی ہے۔ بے بہار کے میوے ایک ہی وقت میں مل سکتے ہیں۔ چھ مہینے کا سفر چند روز میں ہو سکتا ہے۔ ہزاروں کوسوں کی خبریں ایک ساعت میں آسکتی ہیں ہر ایک کام کی سہولت کے لئے مشینیں اور کلیں موجود ہیں۔ اگر چاہو تو ریل میں یوں سفر کر سکتے ہو جیسے گھر میں کے ایک بُستان سرائے میں۔ پس کیا زمین پر ایک انقلاب نہیں آیا؟ پس جبکہ زمین میں ایک اعجوبہ نما انقلاب پیدا ہو گیا اس لئے خدائے قادر چاہتا ہے کہ آسمان میں بھی ایک اعجوبہ نما انقلاب پیدا ہو جائے اور یہ دونوں مسیح کے زمانہ کی نشانیاں ہیں۔ انہی نشانیوں کی طرف اشارہ ہے جو میری کتاب براہین احمدیہ کے ایک الہام میں جو

٭ مَیں بار بار لکھ چکا ہوں کہ مسیح موعود اسرائیلی نبی نہیں ہے بلکہ اس کی خو اور طبیعت پر آیا ہے جبکہ توریت میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسٰی قرار دیا گیا ہے تو ضرور تھا کہ موسوی سلسلہ کی مانند محمدی سلسلہ کے آخر پر بھی ایک مسیح ہو۔ منہ

آج سے بیس برس پہلے لکھا گیا پائی جاتی ہیں اور وہ یہ ہے۔ ان السمٰوٰت و الارض کانتا رتقا ففتقناھما یعنی زمین اور آسمان دونوں ایک گٹھڑی کی طرح بندھے ہوئے تھے جن کے جوہر مخفی تھے ہم نے مسیح کے زمانہ میں وہ دونوں گٹھڑیاں کھول دیں اور دونوں کے جوہر ظاہر کر دیئے۔*

بالآخر یاد رہے کہ اگرچہ ہم نے اس اشتہار میں مفصل طور پر لکھ دیا ہے کہ یہ موجودہ طریق غیر مذہب کے لوگوں پر حملہ کرنے کا جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جس کا نام وہ جہاد رکھتے ہیں یہ شرعی جہاد نہیں ہے بلکہ صریح خدا اور رسُول کے حکم کے مخالف اور سخت معصیت ہے۔ لیکن چونکہ اس طریق پر پابند ہونے کی بعض اسلامی قوموں میں پرانی عادت ہو گئی ہے اس لئے اُن کے لئے اس عادت کو چھوڑنا آسانی سے ممکن نہیں بلکہ ممکن ہے کہ جو شخص ایسی نصیحت کرے اسی کے دشمن جانی ہو جائیں اور غازیانہ جوش سے اس کا قصہ بھی تمام کرنا چاہیں۔ ہاں ایک طریق میرے دل میں گذرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر امیر صاحب والئی کابل جن کا رُعب افغانوں کی قوموں پر اس قدر ہے کہ شاید اس کی نظیر کسی پہلے افغانی امیر میں نہیں ملے گی نامی علماء کو جمع کر کے اس مسئلہ جہاد کو معرض بحث میں لاویں اور پھر علماء کے ذریعہ سے عوام کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کریں بلکہ اس ملک کے علماء سے چند رسالے پشتو زبان میں تالیف کرا کر عام طور پر شائع کرائیں تو یقین ہے کہ اس قسم کی کارروائی کا لوگوں پر بہت اثر پڑے گا اور وہ جوش جو نادان ملّا عوام میں پھیلاتے ہیں رفتہ رفتہ کم ہو جائے گا اور یقیناً امیر صاحب کی رعایا کی بڑی بدقسمتی ہو گی اگر اس ضروری

---

* کیا یہ سچ نہیں کہ اس زمانہ میں زمین کی گٹھڑی ایسی کھلی ہے کہ ہزارہا نئی حقیقتیں اور خواص اور کلیں ظاہر ہوتی جاتی ہیں پھر آسمانی گٹھڑی کیوں بند رہے۔ آسمانی گٹھڑی کی نسبت گذشتہ نبیوں نے بھی پیشگوئی کی تھی کہ بچے اور عورتیں بھی خدا کا الہام پائیں گی اور وہ مسیح موعود کا زمانہ ہو گا۔ منہ

اصلاح کی طرف امیر صاحب توجہ نہیں کریں گے اور آخری نتیجہ اس کا اس گورنمنٹ کے لئے خود زحمتیں ہیں جو ملاؤں کے ایسے فتووں پر خاموش بیٹھی ہے کیونکہ آجکل ان ملاؤں اور مولویوں کی یہ عادت ہے کہ ایک ادنے اختلاف مذہبی کی وجہ سے ایک شخص یا ایک فرقہ کو کافر ٹھیرا دیتے ہیں اور پھر جو کافروں کی نسبت ان کے فتوے جہاد وغیرہ کے ہیں وہی فتوے ان کی نسبت بھی جاری کئے جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں امیر صاحب بھی ان فتووں سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت یہ ملّا لوگ کسی جزدی بات پر امیر صاحب پر ناراض ہو کر ان کو بھی دائرہ اسلام سے خارج کر دیں اور پھر ان کے لئے بھی وہی جہاد کے فتوے لکھے جائیں جو کفار کے لئے وہ لکھا کرتے ہیں۔ پس بلاشبہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں مومن یا کافر بنانا اور پھر اس پر جہاد کا فتویٰ لکھنا ہے ایک خطرناک قوم ہے جن سے امیر صاحب کو بھی بے فکر نہیں بیٹھنا چاہیئے اور بلاشبہ ہر ایک گورنمنٹ کے لئے بغاوت کا سرچشمہ یہی لوگ ہیں۔ عوام بے چارے ان لوگوں کے قابو میں ہیں اور اُن کے دلوں کی کل ان کے ہاتھ میں ہے جس طرف چاہیں پھیر دیں اور ایک دم میں قیامت برپا کر دیں۔ پس یہ گناہ کی بات نہیں ہے کہ عوام کو اُن کے پنجہ سے چھڑا دیا جائے اور خود اُن کو نرمی سے جہاد کے مسئلہ کی اصل حقیقت سمجھا دی جائے۔ اسلام ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا کہ مسلمان رہزنوں اور ڈاکوؤں کی طرح بن جائیں اور جہاد کے بہانہ سے اپنے نفس کی خواہشیں پوری کریں۔ اور چونکہ اسلام میں بغیر بادشاہ کے حکم کے کسی طرح جہاد درست نہیں اور اس کو عوام بھی جانتے ہیں اس لئے یہ بھی اندیشہ ہے کہ وہ لوگ جو حقیقت سے بے خبر ہیں اپنے دلوں میں امیر صاحب پر یہ الزام لگا دیں کہ انہی کے اشارہ سے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ لہٰذا امیر صاحب کا ضرور یہ فرض ہے کہ جہانتک ممکن ہو اس غلط فتوے کو روکنے کے لئے جہد بلیغ فرما دیں کہ اس صورت میں امیر صاحب کی بریت بھی آفتاب کی طرح چمک اُٹھے گی اور ثواب بھی ہوگا کیونکہ حقوق عباد پر نظر کرکے اس سے بڑھ کر اور کوئی

نیکی نہیں کہ مظلوموں کی گردنوں کو ظالموں کی تلوار سے چھڑایا جائے اور چونکہ ایسے کام کرنے والے اور غازی بننے کی نیت سے تلوار چلانے والے اکثر افغان ہی ہیں جن کا امیر صاحب کے مُلک میں ایک معتد بہ حصّہ ہے اس لئے امیر صاحب کو خدا تعالیٰ نے یہ موقعہ دیا ہے کہ وہ اپنی امارت کے کارنامہ میں اس اصلاح عظیم کا تذکرہ چھوڑ جائیں اور یہ وحشیانہ عادات جو اسلام کی بدنام کنندہ ہیں جہاں تک ان کے لئے ممکن ہو قوم افغان سے چھڑا دیں ورنہ دَور مسیح موعود آگیا ہے۔ اب بہرحال خدا تعالےٰ آسمان سے ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ جیسا کہ زمین ظلم اور ناحق کی خونریزی سے پُر تھی اب عدل اور امن اور صلحکاری سے پُر ہو جائے گی اور مبارک وہ امیر اور بادشاہ ہیں جو اس سے کچھ حصّہ لیں۔

ان تمام تحریروں کے بعد ایک خاص طور پر اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں کچھ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ اور گو یہ جانتا ہوں کہ ہماری یہ گورنمنٹ ایک عاقل اور زیرک گورنمنٹ ہے لیکن ہمارا بھی فرض ہے کہ اگر کوئی نیک تجویز جس میں گورنمنٹ اور عامہ خلائق کی بھلائی ہو خیال میں گذرے تو اُسے پیش کر دیں۔ اور وہ یہ ہے کہ میرے نزدیک یہ واقعی اور یقینی امر ہے کہ یہ وحشیانہ عادت جو سرحدی افغانوں میں پائی جاتی ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی کسی بے گناہ کا خون کیا جاتا ہے اس کے اسباب جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں دو ہیں (۱) اوّل وہ مولوی جن کے عقائد میں یہ بات داخل ہے کہ غیر مذہب کے لوگوں اور خاص کر عیسائیوں کو قتل کرنا موجب ثواب عظیم ہے اور اس سے بہشت کی وہ عظیم الشان نعمتیں ملیں گی کہ وہ نہ نماز سے مل سکتی ہیں نہ حج سے نہ زکوٰۃ سے اور نہ کسی اور نیکی کے کام سے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ در پردہ عوام الناس کے کان میں ایسے وعظ پہنچاتے رہتے ہیں۔ آخر دن رات ایسے وعظوں کو سُن کر ان لوگوں کے دلوں پر جو حیوانات میں اور ان میں کچھ تھوڑا ہی فرق ہے بہت بڑا اثر پڑتا ہے اور وہ درندے ہو جاتے ہیں اور ان میں ایک ذرہ رحم باقی نہیں رہتا اور ایسی بے رحمی سے

خونریزیاں کرتے ہیں جن سے بدن کانپتا ہے۔ اور اگرچہ سرحدی اور افغانی ملکوں
میں اس قسم کے مولوی بکثرت بھرے پڑے ہیں جو ایسے ایسے وعظ کیا کرتے ہیں
مگر میری رائے تو یہ ہے کہ پنجاب اور ہندوستان بھی ایسے مولویوں سے خالی نہیں۔
اگر گورنمنٹ عالیہ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اس ملک کے تمام مولوی اس قسم کے
خیالات سے پاک اور مبرّا ہیں تو یہ یقین بے شک نظر ثانی کے لائق ہے۔ میرے
نزدیک اکثر مسجد نشین نادان مغلوب الغضب مُلّا ایسے ہیں کہ ان گندے خیالات
سے بَری نہیں ہیں۔ اگر وہ ایسے خیالات خدا تعالےٰ کی پاک کلام کی ہدایت کے موافق
کرتے تو مَیں اُن کو معذور سمجھتا کیونکہ درحقیقت انسان اعتقادی امور میں ایک طور
پر معذور ہوتا ہے۔ لیکن مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جیسا کہ وہ گورنمنٹ کے احسانات
کو فراموش کر کے اس عادل گورنمنٹ کے چھپے ہوئے دشمن ہیں ایسا ہی وہ خدا تعالےٰ
کے بھی مجرم اور نافرمان ہیں۔ کیونکہ مَیں مفصّل بیان کر چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہرگز
نہیں سکھلاتا کہ ہم اس طرح پر بے گناہوں کے خون کیا کریں اور جس نے ایسا سمجھا ہے
وہ اسلام سے برگشتہ ہے۔ (۲) دوسرا سبب ان مجرمانہ خونریزیوں کا جو غازی بننے کے
بہانہ سے کی جاتی ہیں میری رائے میں وہ پادری صاحبان بھی ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ
اس بات پر زور دیا کہ اسلام میں جہاد فرض ہے اور دوسری قوموں کو قتل کرنا مسلمانوں
کے مذہب میں بہت ثواب کی بات ہے۔ میرے خیال میں سرحدی لوگوں کو جہاد
کے مسئلہ کی خبر بھی نہیں تھی۔ یہ تو پادری صاحبوں نے یاد دلایا۔ میرے پاس اس خیال
کی تائید میں دلیل یہ ہے کہ جب تک پادری صاحبوں کی طرف سے ایسے اخبار اور
رسالے اور کتابیں سرحدی ملکوں میں شائع نہیں ہوئے تھے اس وقت تک ایسی
وارداتیں بہت ہی کم سُنی جاتی تھیں یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بالکل نہیں تھیں۔ بلکہ
جب سکھوں کی سلطنت اس ملک سے اُٹھ گئی اور ان کی جگہ انگریز آئے تو عام مسلمانوں

کو اس انقلاب سے بڑی خوشی تھی اور سرحدی لوگ بھی بہت خوش تھے۔ جب پادری فنڈل صاحب نے ۱۸۴۹ء میں کتاب میزان الحق تالیف کر کے ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں شائع کی اور نہ فقط اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی نسبت توہین کے کلمے استعمال کئے بلکہ لاکھوں انسانوں میں یہ شہرت دی کہ اسلام میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ بڑا ثواب ہے۔ ان باتوں کو سُن کر سرحدی حیوانات جن کو اپنے دین کی کچھ بھی خبر نہیں جاگ اُٹھے اور یقین کر بیٹھے کہ درحقیقت ہمارے مذہب میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا بڑے ثواب کی بات ہے۔ میں نے غور کر کے سوچا ہے کہ اکثر سرحدی وارداتیں اور پُرجوش عداوت جو سرحدی لوگوں میں پیدا ہوئی اس کا سبب پادری صاحبوں کی وہ کتابیں ہیں جن میں وہ تیز زبانی اور بار بار جہاد کا ذکر لوگوں کو سُنانے میں حد سے زیادہ گذر گئے یہاں تک کہ آخر میزان الحق کی عام شہرت اور اس کے زہریلے اثر کے بعد ہماری گورنمنٹ کو ۱۸۶۷ء میں ایکٹ نمبر ۲۳ ۱۸۶۷ء سرحدی اقوام کے غازیانہ خیالات کے روکنے کے لئے جاری کرنا پڑا۔ یہ قانون سرحد کی چھ قوموں کے لئے شائع ہوا تھا اور بڑی امید تھی کہ اس سے وارداتیں رُک جائیں گی۔ لیکن افسوس کہ بعد اس کے پادری عمادالدین امرتسری اور چند دوسرے بدزبان پادریوں کی تیز اور گندی تحریروں نے مُلک کی اندرونی محبت اور مصالحت کو بڑا نقصان پہنچایا اور ایسا ہی اور پادری صاحبوں کی کتابوں نے جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں دلوں میں عداوت کا تخم بونے میں کمی نہیں کی۔ غرض یہ لوگ گورنمنٹ عالیہ کی مصلحت کے سخت حارج ہوئے۔ ہماری گورنمنٹ کی طرف سے یہ کارروائی نہایت قابل تحسین ہوئی کہ مسلمانوں کو ایسی کتابوں کے جواب لکھنے سے منع نہیں کیا اور اس تیزی کے مقابل پر مسلمانوں کی طرف سے بھی کسی قدر تیز کلامی ہوئی مگر وہ تیزی گورنمنٹ کی کشادہ دلی پر دلیل روشن بن گئی اور ہتک آمیز کتابوں کی وجہ سے جن فسادوں کی توقع تھی

وہ اس گورنمنٹ عالیہ کی نیک نیتی اور عادلانہ طریق ثابت ہو جانے کی وجہ سے اندر ہی اندر دب گئے۔ پس اگرچہ ہمیں اسلام کے ملاؤں کی نسبت افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ایک غلط مسئلہ جہاد کی پیروی کر کے سرحدی اقوام کو یہ سبق دیا کہ تا وہ ایک محسن گورنمنٹ کے معزز افسروں کے خون سے اپنی تلواروں کو سرخ کیا کریں اور اس طرح ناحق اپنی محسن گورنمنٹ کو ایذا پہنچایا کریں۔ مگر ساتھ ہی یورپ کے ملاؤں پر بھی جو پادری ہیں ہمیں افسوس ہے کہ انہوں نے ناحق تیز اور خلاف واقعہ تحریروں سے نادانوں کو جوش دلائے۔ ہزاروں دفعہ جہاد کا اعتراض پیش کر کے وحشی مسلمانوں کے دلوں میں یہ جما دیا کہ اُن کے مذہب میں جہاد ایک ایسا طریق ہے جس سے جلد بہشت مل جاتا ہے۔ اگر ان پادری صاحبوں کے دلوں میں کوئی بدنیتی نہیں تھی تو چاہئیے تھا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع کے جہادوں کا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جہاد سے مقابلہ کر کے اندر ہی اندر سمجھ جاتے اور چُپ رہتے۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ اس فتنہ عوام کے جوش دلانے کے بڑے محرک اسلامی مولوی ہیں تاہم ہمارا انصاف ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ کسی قدر اس فتنہ انگیزی میں پادریوں کی وہ تحریریں بھی حصہ دار ہیں جن سے آئے دن مسلمان شاکی نظر آتے ہیں۔ افسوس کہ بعض جاہل ایک حرکت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ کو مشکلات پیش آتی ہیں۔ ان مشکلات کے دفع کرنے کے لئے میرے نزدیک احسن تجویز وہی ہے جو حال میں رومی گورنمنٹ نے اختیار کی ہے اور وہ یہ کہ امتحاناً چند سال کے لئے ہر ایک فرقہ کو قطعاً روک دیا جائے کہ وہ اپنی تحریروں میں اور نیز زبانی تقریروں میں ہرگز ہرگز کسی دوسرے مذہب کا صراحتہً یا اشارۃً ذکر نہ کرے۔ ہاں اختیار ہے کہ جس قدر چاہے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے۔ اس صورت میں نئے نئے کینوں کی تخم ریزی موقوف ہو جائے گی اور پُرانے قصے بھول جائیں گے اور لوگ باہمی محبت اور مصالحت کی طرف رجوع کریں گے اور جب سرحد کے وحشی لوگ دیکھیں گے

کہ قوموں میں اس قدر باہم اُنس اور محبت پیدا ہو گیا ہے تو آخر وہ بھی متاثر ہو کر عیسائیوں کی ایسی ہی ہمدردی کریں گے جیسا کہ ایک مسلمان اپنے بھائی کی کرتا ہے۔ اور دوسری تدبیر یہ ہے کہ اگر پنجاب اور ہندوستان کے مولوی درحقیقت مسئلہ جہاد کے مخالف ہیں تو وہ اس بارے میں رسالے تالیف کر کے اور پشتو میں ان کا ترجمہ کرا کر سرحدی اقوام میں مشتہر کر دیں۔ بلاشبہ ان کا بڑا اثر ہوگا مگر ان باتوں کے لئے شرط ہے کہ سچے دل اور جوش سے کارروائی کی جائے نہ نفاق سے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد مسیح موعود عفی عنہ از قادیان

المرقوم ۲۲؍ مئی ۱۹۰۰ء

(۲۱۷)

ضمیمہ رسالہ جہاد

عیسیٰ مسیح اور محمد مہدی کے دعویٰ کی اصل حقیقت اور جناب نواب وائسرائے صاحب بہادر بالقابہ کی خدمت میں ایک درخواست

اگرچہ میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں اس بات کی تشریح کر دی ہے کہ میری طرف سے یہ دعویٰ کہ میں عیسیٰ مسیح ہوں اور نیز محمد مہدی ہوں اس خیال پر مبنی نہیں ہے کہ میں درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں اور نیز درحقیقت حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں مگر پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے غور سے میری کتابیں نہیں

دیکھیں وہ اس شبہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ گویا میں نے تناسخ کے طور پر اس دعوے کو پیش کیا ہے اور گویا میں اس بات کا مدعی ہوں کہ سچ مچ ان دو بزرگ نبیوں کی رُوحیں میرے اندر حلول کر گئی ہیں۔ لیکن واقعی امر ایسا نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ آخری زمانہ کی نسبت پہلے نبیوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ ایک ایسا زمانہ ہوگا کہ جو دو قسم کے ظلم سے بھر جائے گا۔ ایک ظلم مخلوق کے حقوق کی نسبت ہوگا اور دوسرا ظلم خالق کے حقوق کی نسبت۔ مخلوق کے حقوق کی نسبت یہ ظلم ہوگا کہ جہاد کا نام رکھ کر نوعِ انسان کی خونریزیاں ہوں گی یہاں تک کہ جو شخص ایک بے گناہ کو قتل کرے گا وہ خیال کرے گا کہ گویا وہ ایسی خونریزی سے ایک ثواب عظیم کو حاصل کرتا ہے اور اس کے سوا اور بھی کئی قسم کی ایذائیں محض دینی غیرت کے بہانہ پر نوع انسان کو پہنچائی جائیں گی چنانچہ وہ زمانہ یہی ہے کہ ایمان اور انصاف کے رُو سے ہر ایک خدا ترس کو اس زمانہ میں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مثلاً آئے دن جو سرحدیوں کی ایک وحشی قوم ان انگریز حکام کو قتل کرتی ہے جو اُن کی یا اُن کے ہم قوم بھائی مسلمانوں کی جانوں اور عزتوں کے محافظ ہیں۔ کس قدر ظلم صریح اور حقوق العباد کا تلف کرنا ہے کیا ان کو سکھوں کا زمانہ یاد نہیں رہا جو بانگ نماز پر بھی قتل کرنے کو مستعد ہو جاتے تھے۔ گورنمنٹ انگریزی نے کیا گناہ کیا ہے جس کی یہ سزا اس کے معزز حکام کو دی جاتی ہے۔ اس گورنمنٹ نے پنجاب میں داخل ہوتے ہی مسلمانوں کو اپنے مذہب میں پوری آزادی دی۔ اب وہ زمانہ نہیں ہے جو دھیمی آواز سے بھی بانگ نماز دے کر مار کھاویں بلکہ اب بلند میناروں پر چڑھ کر بانگیں دو اور اپنی مسجدوں میں جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھو کوئی مانع نہیں۔ سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کی غلاموں کی طرح زندگی تھی اور اب انگریزی عملداری سے دوبارہ ان کی عزت قائم ہوئی۔ جان اور مال اور عزت تینوں محفوظ ہوئے اسلامی کتب خانوں کے دروازے کھولے گئے۔ تو کیا انگریزی گورنمنٹ نے نیکی کی یا بدی کی؟

سکھوں کے زمانہ میں بزرگوار مسلمانوں کی قبریں بھی اکھیڑی جاتی تھیں سرہند کا واقعہ بھی اب تک کسی کو بھولا نہیں ہوگا۔ لیکن یہ گورنمنٹ ہماری قبروں کی بھی ایسی ہی محافظ ہے جیسا کہ ہمارے زندوں کی۔ کیسی عافیت اور امن کی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہم لوگ رہتے ہیں جس نے ایک ذرّہ بھی مذہبی تعصب ظاہر نہیں کیا۔ کوئی مسلمان اپنے مذہب میں کوئی عبادت بجا لاوے۔ حج کرے۔ زکوٰۃ دے۔ نماز پڑھے یا خدا کی طرف سے ہو کر یہ ظاہر کرے کہ مَیں مجدّد وقت ہوں یا ولی ہوں یا قطب ہوں یا مسیح ہوں یا مہدی ہوں اس سے اس عادل گورنمنٹ کو کچھ سروکار نہیں بجز اس صورت کے کہ وہ خود ہی طریق اطاعت کو چھوڑ کر باغیانہ خیالات میں گرفتار ہو۔ پھر باوجود اس کے کہ گورنمنٹ کے یہ سلوک اور احسان ہیں مسلمانوں کی طرف سے اس کا عوض یہ دیا جاتا ہے کہ ناحق بے گناہ بے قصور ان حکام کو قتل کرتے ہیں جو دن رات انصاف کی پابندی سے ملک کی خدمت میں مشغول ہیں۔ اور اگر یہ کہو کہ یہ لوگ تو سرحدی ہیں۔ اس ملک کے مسلمانوں اور ان کے مولویوں کا کیا گناہ ہے تو اس کا جواب بادب ہم یہ دیتے ہیں کہ ضرور ایک گناہ ہے چاہو قبول کرو یا نہ کرو اور وہ یہ کہ جب ہم ایک طرف سرحدی وحشی قوموں میں غازی بننے کا شوق دیکھتے ہیں تو دوسری طرف اس ملک کے مولویوں میں اپنی گورنمنٹ اور اس کے انگریزی حکام کی سچی ہمدردی کی نسبت وہ حالت ہمیں نظر نہیں آتی اور نہ وہ جوش دکھائی دیتا ہے۔ اگر یہ اس گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیرخواہ ہیں تو کیوں بالاتفاق ایک فتویٰ تیار کر کے سرحدی ملکوں میں شائع نہیں کرتے تا ان نادانوں کا یہ عذر ٹوٹ جائے کہ ہم غازی ہیں اور ہم مرتے ہی بہشت میں جائیں گے۔ مَیں سمجھ نہیں سکتا کہ مولویوں اور اُن کے پیروؤں کا اس قدر اطاعت کا دعویٰ اور پھر کوئی عمدہ خدمت نہیں دکھلا سکتے۔ بلکہ یہ کام تو بطریق تنزّل ہے۔ بہت سے مولوی ایسے بھی ہیں جن کی نسبت اس سے بڑھ کر اعتراض ہے۔ خدا ان کے دلوں کی اصلاح کرے۔ غرض مخلوق کے حقوق کی نسبت ہماری قوم اسلام میں سخت

ظلم ہوتا ہے جب ایک محسن بادشاہ کے ساتھ یہ سلوک ہے تو پھر اوروں کے ساتھ کیا ہوگا۔ پس خدا نے آسمان پر اس ظلم کو دیکھا اس لئے اس نے اس کی اصلاح کے لئے حضرت عیسٰی مسیح کی خو اور طبیعت پر ایک شخص کو بھیجا اور اس کا نام اسی طور سے مسیح رکھا جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شکل کا جو عکس پڑتا ہے اس عکس کو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے کیونکہ یہ تعلیم جس پر اب ہم زور دیتے ہیں یعنی یہ کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور خدا کی مخلوق کی عموماً بھلائی چاہو۔ اس تعلیم پر زور دینے والا وہی بزرگ نبی گذرا ہے جس کا نام عیسٰی مسیح ہے۔ اور اس زمانہ میں بعض مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ اپنے دشمنوں سے پیار کریں ناحق ایک قابل شرم مذہبی بہانہ سے ایسے لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں جنہوں نے کوئی بدی اُن سے نہیں کی بلکہ نیکی کی۔ اس لئے ضرور تھا کہ ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے ایک ایسا شخص خدا سے الہام پا کر پیدا ہو جو حضرت مسیح کی خُو اور طبیعت اپنے اندر رکھتا ہے اور صلحکاری کا پیغام لے کر آیا ہے۔ کیا اس زمانے میں ایسے شخص کی ضرورت نہ تھی جو عیسٰی مسیح کا اوتار ہے؟ بے شک ضرورت تھی۔ جس حالت میں اسلامی قوموں میں سے کروڑہا لوگ رُوئے زمین پر ایسے پائے جاتے ہیں جو جہاد کا بہانہ رکھ کر غیر قوموں کو قتل کرنا ان کا شیوہ ہے بلکہ بعض تو ایک محسن گورنمنٹ کے زیر سایہ رہ کر بھی پوری صفائی سے ان سے محبت نہیں کر سکتے۔ سچی ہمدردی کو کمال تک نہیں پہنچا سکتے اور نہ نفاق اور دورنگی سے بکلّی پاک ہو سکتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح کے اوتار کی سخت ضرورت تھی۔ **سو میں وہی اوتار ہوں** جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور خُو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔

اور دوسری قسم ظلم کی جو خالق کی نسبت ہے وہ اس زمانہ کے عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو خالق کی نسبت کمال غلو تک پہنچ گیا ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں جو حضرت عیسٰے علیہ السلام خدا تعالےٰ کے ایک بزرگ نبی ہیں اور بلاشبہ عیسٰی مسیح خدا کا پیارا خدا کا برگزیدہ

اور دُنیا کا نور اور ہدایت کا آفتاب اور جناب الٰہی کا مقرب اور اس کے تخت کے نزدیک مقام رکھتا ہے اور کروڑہا انسان جو اس سے سچی محبت رکھتے ہیں اور اس کی وصیتوں پر چلتے ہیں اور اس کی ہدایات کے کاربند ہیں وہ جہنّم سے نجات پائیں گے لیکن باایں یہ سخت غلطی اور کفر ہے کہ اس برگزیدہ کو خدا بنایا جائے۔ خدا کے پیاروں کو خدا سے ایک بڑا تعلق ہوتا ہے۔ اس تعلق کے لحاظ سے اگر وہ اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہہ دیں یا یہ کہہ دیں کہ خدا ہی ہے جو اُن میں بولتا ہے اور وہی ہے جس کا جلوہ ہے تو یہ باتیں بھی کسی حال کے موقع میں ایک معنے کے رُو سے صحیح ہوتے ہیں جن کی تاویل کی جاتی ہے کیونکہ انسان جب خدا میں فنا ہو کر اور پھر اس کے نور سے پرورش پا کر نئے سرے ظاہر ہوتا ہے تو ایسے لفظ اس کی نسبت مجازاً بولنا قدیم محاورہ اہل معرفت ہے کہ وہ خود نہیں بلکہ خدا ہے جو اس میں ظاہر ہوا ہے لیکن اس سے درحقیقت یہ نہیں کھُلتا کہ وہی شخص درحقیقت ربّ العالمین ہے۔ اس نازک محل میں اکثر عوام کا قدم پھسل جاتا ہے اور ہزارہا بزرگ اور ولی اور اوتار جو خدا بنائے گئے وہ بھی دراصل انہی لغزشوں کی وجہ سے بنائے گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب رُوحانی اور آسمانی باتیں عوام کے ہاتھ میں آتی ہیں تو وہ اُن کی جڑ تک نہیں پہنچ سکتے۔ آخر کچھ بگاڑ کر اور مجاز کو حقیقت پر حمل کر کے سخت غلطی اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ سو اسی غلطی میں آجکل کے علماء مسیحی بھی گرفتار ہیں اور اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ کسی طرح حضرت مسیح علیہ السّلام کو خدا بنا دیا جائے سو یہ حق تلفی خالق کی ہے اور اس حق کے قائم کرنے کے لئے اور توحید کی عظمت دلوں میں بٹھانے کے لئے ایک بزرگ نبی ملک عرب میں گذرا ہے جس کا نام محمّد اور احمد تھا۔ خدا کے اس پر بے شمار سلام ہوں۔ شریعت دو حصّوں پر منقسم تھی۔ بڑا حصّہ یہ تھا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یعنی توحید اور دوسرا حصّہ یہ کہ ہمدردی بنی نوع انسان کرو اور لئے وہ چاہو جو اپنے لئے۔ سو ان دو حصّوں میں سے حضرت مسیح نے ہمدردی نوع انسان

یہ زور دیا کیونکہ وہ زمانہ اسی قسم کے زور کو چاہتا تھا۔ اور دوسرا حصہ جو بڑا حصہ
یعنی لا الہ الا اللہ جو خدا کی عظمت اور توحید کا سرچشمہ ہے اس پر حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا کیونکہ وہ اسی قسم کے زور کو چاہتا تھا۔ پھر
بعد اس کے ہمارا زمانہ آیا جس میں اب ہم ہیں۔ اس زمانہ میں یہ دونوں قسم کی خرابیاں
کمال درجہ تک پہنچ گئی تھیں یعنی حقوق عباد کا تلف کرنا اور بے گناہ بندوں کا خون کرنا
مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہو گیا تھا اور اس غلط عقیدہ کی وجہ سے ہزارہا بیگناہوں
کو وحشیوں نے تہ تیغ کر دیا تھا۔ اور پھر دوسری طرف حقوق خالق کا تلف کرنا بھی کمال
کو پہنچ گیا تھا اور عیسائی عقیدہ میں یہ داخل ہو گیا تھا کہ وہ خدا جس کی انسانوں اور
فرشتوں کو پرستش کرنی چاہیئے وہ مسیح ہی ہے اور اس قدر غلو ہو گیا کہ اگرچہ اُن کے
نزدیک عقیدہ کی رو سے تین اقنوم ہیں لیکن عملی طور پر دعا اور عبادت میں صرف
ایک ہی قرار دیا گیا ہے یعنی مسیح۔ یہ دونوں پہلو اتلاف حقوق کے یعنی حق العباد اور
حق رب العباد اس قدر کمال کو پہنچ گئے تھے کہ اب یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ ان دونوں
میں کونسا پہلو اپنے غلو میں انتہائی درجہ تک جا پہنچا ہے۔ سو اس وقت خدا نے جیسا
کہ حقوق عباد کے تلف کے لحاظ سے میرا نام مسیح رکھا اور مجھے خو اور بو اور رنگ اور
رُوپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کرکے بھیجا۔ ایسا ہی اس نے حقوق خالق
کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام
خُو اور بُو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کا اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں کر کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔
مسیح ایک لقب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں خدا کو چھونے والا
اور خدائی انعام میں سے کچھ لینے والا اور اس کا خلیفہ اور صدق اور راستبازی کو
اختیار کرنے والا۔ اور مہدی ایک لقب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں کہ فطرتاً ہدایت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا وارث اور اسم ہادی کے پورے عکس کا محل۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں اکٹھے کر دیئے سو میں ان معنوں کے رو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔ سو مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں بروز عیسیٰ اور بروز محمد۔ غرض میرا وجود ان دونوں نبیوں کے وجود سے بروزی طور پر ایک معجون مرکب ہے۔ عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دُنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے۔ آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے٭ جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے کیونکہ مسیح آ چکا۔ خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے نہ محض نفاق سے۔ اور یہ وہ صلحکاری کا جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے کہ اگر ایک لاکھ مولوی بھی چاہتا کہ وحشیانہ جہاد و ں کے روکنے کیلئے ایسا پُرتاثیر سلسلہ قائم کرے تو اس کے لئے غیر ممکن تھا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند سال میں ہی یہ مبارک اور امن پسند جماعت جو جہاد اور غازی پن کے خیالات کو مٹا رہی ہے کئی لاکھ تک پہنچ جائے گی اور وحشیانہ جہاد کرنے والے اپنا چولہ بدل لیں گے۔

٭ اگرچہ خاص آدمی جو علم اور فہم سے کافی بہرہ رکھتے ہیں دس ہزار کے قریب ہوں گے مگر ہر ایک قسم کے لوگ جن میں ناخواندہ بھی ہیں تیس ہزار سے کم نہیں ہیں بلکہ شاید زیادہ ہوں۔ منہ

اور محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں کیونکہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے رُوح القدس سے مدد دی گئی ہے۔ وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طور ظاہر ہوا۔ اور حضرت مسیح پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چمکا، وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلّی فرما ہوا ہے۔ اس نے مجھ سے باتیں کیں اور مجھے فرمایا کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کے لئے تمام نبی بھیجے گئے مَیں ہوں۔ مَیں اکیلا خالق اور مالک ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں اور مَیں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ جو کچھ مسیح کی نسبت دُنیا کے اکثر عیسائیوں کا عقیدہ ہے یعنی تثلیث و کفارہ وغیرہ یہ سب انسانی غلطیاں ہیں اور حقیقی تعلیم سے انحراف ہے۔ خدا نے اپنے زندہ کلام سے بلا واسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اس نے کہا کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور دوسرا یہ نشان ہے کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے مثلاً کسی دُعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس قبولیت کا علم دیا جانا یا اور غیبی واقعات معلوم ہونا جو انسان کی حد علم سے باہر ہیں تو اس مقابلہ میں وہ مغلوب رہے گا گو وہ مشرقی ہو یا مغربی۔ یہ وہ نشان ہیں جو مجھ کو دیئے گئے ہیں تا اُن کے ذریعہ سے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو کھینچوں جو درحقیقت ہماری روحوں اور جسموں کا خدا ہے جس کی طرف ایک دن ہر ایک کا سفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ مذہب کچھ چیز نہیں

جس میں الٰہی طاقت نہیں۔ تمام نبیوں نے سچے مذہب کی یہی نشانی ٹھیرائی ہے کہ اُس میں الٰہی طاقت ہو۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ دونوں نام جو خدا تعالےٰ نے میرے بلئے مقرر فرمائے یہ صرف چند روز سے نہیں ہیں بلکہ میری کتاب براہین احمدیہ میں جس کو شائع کئے قریباً بیس برس گذر گئے یہ دونوں نام خدا تعالیٰ کے الہام میں میری نسبت ذکر فرمائے گئے ہیں یعنی عیسٰی مسیح اور محمد مہدی تا مَیں ان دونوں گروہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو وہ پیغام پہنچا دوں جس کا مَیں نے اُوپر ذکر کیا ہے۔ کاش اگر دلوں میں طلب ہوتی اور آخرت کے دن کا خوف ہوتا تو ہر ایک سچائی کے طالب کو یہ موقعہ دیا گیا تھا کہ وہ مجھ سے تسلّی پاتا۔ سچا مذہب وہ مذہب ہے جو الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور فوق العادت کاموں سے خدا تعالےٰ کا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو مَیں اس بات کا گواہ رویت ہوں کہ ایسا مذہب توحید کا مذہب ہے جو اسلام ہے جس میں مخلوق کو خالق کی جگہ نہیں دی گئی اور عیسائی مذہب بھی خدا کی طرف سے تھا مگر افسوس کہ اب وہ اُس تعلیم پر قائم نہیں رہا۔ اور اس زمانہ کے مسلمانوں پر بھی افسوس ہے کہ وہ شریعت کے اس دوسرے حصہ سے محروم ہو گئے ہیں جو ہمدردی نوع انسان اور محبت اور خدمت پر موقوف ہے۔ اور وہ توحید کا دعویٰ کرکے پھر ایسے وحشیانہ اخلاق میں مبتلا ہیں جو قابل شرم ہیں۔ مَیں نے بارہا کوشش کی جو اُن کو ان عادات سے چھڑاؤں لیکن افسوس کہ بعض ایسی تحریکیں ان کو پیش آجاتی ہیں کہ جن سے وحشیانہ جذبات ان کے زندہ ہو جاتے ہیں اور وہ بعض کم سمجھ پادریوں کی تحریرات ہیں جو زہریلا اثر رکھتی ہیں مثلاً پادری عمادالدین کی کتابیں اور پادری ٹھاکرداس کی کتابیں اور صفدر علی کی کتابیں اور امہات المومنین اور پادری ریواڑی کا رسالہ جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نہایت درجہ کی توہین اور تکذیب سے پُر ہیں۔ یہ ایسی کتابیں ہیں کہ جو شخص مسلمانوں میں سے ان کو پڑھے گا اگر اس کو صبر اور حلم سے اعلیٰ درجہ کا حصہ نہیں تو بے اختیار جوش میں آجائے گا کیونکہ

ان کتابوں میں علمی بیان کی نسبت سخت کلامی بہت ہے جس کی عام مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایک معزز پادری صاحب نے اپنے ایک پرچہ میں جو لکھنؤ سے شائع ہوتا تھا لکھتے ہیں کہ اگر ۱۸۵۷ء کا دوبارہ آنا ممکن ہے تو پادری عماد الدین کی کتابوں سے اس کی تحریک ہوگی۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ پادری عماد الدین کا کیسا خطرناک کلام ہے جس پر ایک معزز مشنری صاحب یہ رائے ظاہر کرتے ہیں۔ اور گذشتہ دنوں میں میں نے بھی مسلمانوں میں ایسی تحریروں سے ایک جوش دیکھ کر چند دفعہ ایسی تحریریں شائع کی تھیں جن میں ان سخت کتابوں کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ ان تحریروں سے میرا مدعا یہ تھا کہ عوض معاوضہ کی صورت دیکھ کر مسلمانوں کا جوش رک جائے۔ سو اگرچہ اس حکمت عملی کی تحریروں سے مسلمانوں کو فائدہ تو ہوا۔ اور وہ ایسے رنگ کا جواب پا کر ٹھنڈے ہو گئے لیکن مشکل یہ ہے کہ اب بھی آئے دن پادری صاحبوں کی طرف سے ایسی تحریریں نکلتی رہتی ہیں کہ جو زود رنج اور تیز طبع مسلمان ان کی برداشت نہیں کر سکتے یہ نہایت خوفناک کارروائی ہے کہ ایک طرف تو پادری صاحبان یہ جھوٹا الزام مسلمانوں کو دیتے ہیں کہ ان کو قرآن میں ہمیشہ اور ہر ایک زمانہ میں جہاد کا حکم ہے گویا وہ ان کو جہاد کی رسم یاد دلاتے رہتے ہیں اور پھر تیز تحریریں نکال کر ان میں اشتعال پیدا کرتے رہتے ہیں۔ نہ معلوم کہ یہ لوگ کیسے سیدھے ہیں کہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ان دونوں طریقوں کو ملانے سے ایک خوفناک نتیجہ کا احتمال ہے۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف ہرگز جہاد کی تعلیم نہیں دیتا۔ اصلیت صرف اس قدر ہے کہ ابتدائی زمانہ میں بعض مخالفوں نے اسلام کو تلوار سے روکنا بلکہ نابود کرنا چاہا تھا۔ سو اسلام نے اپنی حفاظت کے لئے ان پر تلوار اٹھائی اور انہی کی نسبت حکم تھا کہ یا قتل کئے جائیں اور یا اسلام لائیں۔ سو یہ حکم مختص الزمان تھا ہمیشہ کے لئے نہیں تھا اور اسلام ان بادشاہوں کی کارروائیوں کا ذمہ وار نہیں ہے جو نبوت کے زمانہ کے بعد سراسر غلطیوں یا خود غرضیوں کی وجہ سے

ظہور میں آئیں۔ اب جو شخص نادان مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے بار بار جہاد کا مسئلہ یاد دلاتا ہے گویا وہ ان کی زہریلی عادت کو تحریک دینا چاہتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ پادری صاحبان صحیح واقعات کو مدنظر رکھ کر اس بات پر زور دیتے کہ اسلام میں جہاد نہیں ہے اور نہ جبر سے مسلمان کرنے کا حکم ہے۔ جس کتاب میں یہ آیت اب تک موجود ہے کہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں کرنی چاہیئے کیا اس کی نسبت ہم ظن کر سکتے ہیں کہ وہ جہاد کی تعلیم دیتی ہے۔ غرض اس جگہ ہم مولویوں کا کیا شکوہ کریں خود پادری صاحبوں کا ہمیں شکوہ ہے کہ وہ راہ انہوں نے اختیار نہیں کی جو درحقیقت سچی تھی اور گورنمنٹ کے مصالح کے لئے بھی مفید تھی۔ اسی درد دل کی وجہ سے میں نے جناب وائسرائے صاحب بہادر بالقابہ کی خدمت میں دو دفعہ درخواست کی تھی کہ کچھ مدت تک اس طریق بحث کو بند کر دیا جائے کہ ایک فریق دوسرے فریق کے مذہب کی نکتہ چینیاں کرے۔ لیکن ابتک ان درخواستوں کی طرف کچھ توجہ نہ ہوئی۔ لہذا اب بار سوم حضور ممدوح میں درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم پانچ برس تک یہ طریق دوسرے مذاہب پر حملہ کرنے کا بند کر دیا جائے اور قطعاً ممانعت کر دی جائے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کے عقائد پر ہرگز مخالفانہ حملہ نہ کرے کہ اس سے دن بدن ملک میں نفاق بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مختلف قوموں کی دوستانہ ملاقاتیں ترک ہو گئی ہیں کیونکہ بسا اوقات ایک فریق دوسرے فریق پر اپنی کم علمی کی وجہ سے ایسا اعتراض کر دیتا ہے کہ وہ دراصل صحیح بھی نہیں ہوتا اور دلوں کو سخت رنج پہنچا دیتا ہے اور بسا اوقات کوئی فتنہ پیدا کرتا ہے جیسا کہ مسلمانوں پر جہاد کا اعتراض بلکہ ایسا اعتراض دوسرے فریق کے لئے بطور یاد دہانی ہو کر بھولے ہوئے جوش اس کو یاد دلا دیتا ہے اور آخر فساد کا موجب ٹھہرتا ہے۔ سو اگر ہماری دانشمند گورنمنٹ پانچ برس تک یہ قانون جاری کر دے کہ برٹش انڈیا کے تمام فرقوں کو جن میں پادری بھی داخل ہیں قطعاً روک دیا جائے کہ وہ دوسرے مذہب پر ہرگز مخالفانہ حملہ نہ کریں اور محبت اور خلق سے ملاقاتیں کریں اور ہر ایک شخص اپنے

مذہب کی خوبیاں ظاہر کرے تو مجھے یقین ہے کہ یہ زہرناک پودہ پھوٹ اور کینوں کا جو اندر ہی اندر نشوونما پا رہا ہے جلد تر مفقود ہو جائے گا اور یہ کارروائی گورنمنٹ کی قابل تحسین ٹھیر کر سرحدی لوگوں پر بھی بے شک اثر ڈالے گی اور امن اور صلحکاری کے نتیجے ظاہر ہوں گے۔ آسمان پر بھی یہی منشار خدا کا معلوم ہوتا ہے کہ جنگ وجدل کے طریق موقوف ہوں اور صلحکاری کے طریق اور باہمی محبت کی راہیں کھل جائیں۔ اگر کسی مذہب میں کوئی سچائی ہے تو وہ سچائی ظاہر کرنی چاہیئے نہ یہ کہ دوسرے مذہب کی عیب شماری کرتے رہیں۔ یہ تجویز جو میں پیش کرتا ہوں اس پر قدم مارنا یا اس کو منظور کرنا ہر ایک حاکم کا کام نہیں ہے۔ بڑے پُرمغز حکام کا یہ منصب ہے کہ اس حقیقت کو سمجھیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارے عالیجاہ نواب معلّے القاب وائسرائے بہادر کرزن صاحب بالقابہ اپنی وسعت اخلاق اور موقع شناسی کی قوت سے ضرور اس درخواست پر توجہ فرمائیں گے اور اپنی شاہانہ ہمت سے اس پیش کردہ تجویز کو جاری فرمائیں گے۔ اور اگر یہ نہیں تو اپنے عہد دولت عہد میں اسقدر خدا کے لئے کارروائی کریں کہ خود بدولت امتحان کے ذریعہ سے آزمالیں کہ اس ملک کے مذاہب موجودہ میں سے الٰہی طاقت کس مذہب میں ہے۔ یعنی تمام مسلمان آریوں سکھوں سناتن دھرمیوں عیسائیوں برہموؤں یہودیوں وغیرہ فرقوں سے نامی علمار کے نام یہ احکام جاری ہوں کہ اگر ان کے مذہب میں کوئی الٰہی طاقت ہے خواہ وہ پیشگوئی کی قسم سے ہو یا اور قسم سے وہ دکھائیں۔ اور پھر جس مذہب میں وہ زبردست طاقت ہو جو طاقت بالا ہے ثابت ہو جائے ایسے مذہب کو قابل تعظیم اور سچا سمجھا جائے۔ اور چونکہ مجھے آسمان سے اس کام کے لئے رُوح ملی ہے اس لئے میں اپنی تمام جماعت کی طرف سے سب سے پہلے درخواست کرنے والا ہوں کہ اس امتحان کے لئے دوسرے فریقوں کے مقابل پر میں تیار ہوں۔ اور ساتھ ہی دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ اقبال نصیب

کرے جس کے زیر سایہ ہمیں یہ موقع ملا ہے کہ ہم خدا کی طرف سے ہو کر ایسی درخواستیں خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے کریں۔ والسلام ۷؍ جولائی ۱۹۰۰ء

الملتمس خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

---

(۲۱۸)

بشپ صاحب لاہور سے ایک سچے فیصلہ کی درخواست

میں نے سنا ہے کہ بشپ صاحب لاہور نے مسلمانوں کو اس بات کی دعوت کی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مقابل پر اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا معصوم ہونا ثابت کرکے دکھلاویں۔ میرے نزدیک بشپ صاحب موصوف کا یہ بہت عمدہ ارادہ ہے کہ وہ اس بات کا تصفیہ چاہتے ہیں کہ ان دونوں بزرگ نبیوں میں سے ایسا نبی کون ہے جس کی زندگی پاک اور مقدس ہو۔ لیکن میں سمجھ نہیں سکتا کہ اس سے اُن کی کیا غرض ہے کہ کسی نبی کا معصوم ہونا ثابت کیا جائے یعنی پبلک کو یہ دکھلایا جائے کہ اس نبی سے اپنی عمر میں کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ میرے نزدیک یہ ایسا طریق بحث ہے جس سے کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں ہوگا۔ کیونکہ تمام قوموں کا اس پر اتفاق نہیں ہے کہ فلاں قول اور فعل گناہ میں داخل ہے اور فلاں گفتار اور کردار گناہ میں داخل

نہیں۔ مثلاً بعض فرقے شراب پینا سخت گناہ سمجھتے ہیں اور بعض کے عقیدہ کے موافق جب تک روٹی توڑ کر شراب میں نہ ڈالی جائے اور ایک نو مرید مع بزرگان دین کے اس روٹی کو نہ کھاوے اور اس شراب کو نہ پیوے تب تک دیندار ہونے کی پوری سند حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی بعض کے نزدیک اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا بھی زنا ہے۔ مگر بعض کا یہ مذہب ہے کہ ایک خاوند والی عورت بیگانہ مرد سے بے شک اس صورت میں ہمبستر ہو جائے جبکہ کسی وجہ سے اولاد ہونے سے نومیدی ہو اور یہ کام نہ صرف جائز بلکہ بڑے ثواب کا موجب ہے اور اختیار ہے کہ دس یا گیارہ بچوں کے پیدا ہونے تک ایسی عورت بیگانہ مرد سے بدکاری میں مشغول رہے۔ ایسا ہی ایک کے نزدیک جُوں یا پِسّو مارنا بھی حرام ہے اور دوسرا تمام جانوروں کو سبز ترکاریوں کی طرح سمجھتا ہے اور ایک کے مذہب میں سُور کا چھونا بھی انسان کو ناپاک کر دیتا ہے اور دوسرے کے مذہب میں تمام سفید اور سیاہ سُور بہت عمدہ غذا ہیں۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ گناہ کے مسئلہ میں دنیا کو کلّی اتفاق نہیں ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت مسیح خدائی کا دعویٰ کر کے پھر بھی اوّل درجہ کے معصوم ہیں مگر مسلمانوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی بھی گناہ نہیں کہ انسان اپنے تئیں یا کسی اور کو خدا کے برابر ٹھہرا دے۔ غرض یہ طریق مختلف فرقوں کے لئے ہرگز حق شناسی کا معیار نہیں ہو سکتا جو بشپ صاحب نے اختیار کیا ہے۔ ہاں یہ طریق نہایت عمدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مقدس محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا علمی اور عملی اور اخلاقی اور تقدسی اور برکاتی اور تاثیراتی اور ایمانی اور عرفانی اور افاضہ خیر اور طریق معاشرت وغیرہ وجوہ فضائل میں باہم موازنہ اور مقابلہ کیا جائے یعنی یہ دکھلایا جائے کہ ان تمام امور میں کس کو فضیلت اور فوقیت ثابت ہے اور کس کی ثابت نہیں۔ کیونکہ جب ہم کلام کلی کے طور پر تمام طرق فضیلت کو مدنظر رکھ کر ایک نبی کے وجوہ فضائل بیان کریں گے تو

ہم پر یہ طریق بھی کھلا ہوگا کہ اُسی تقریب پر ہم اس نبی کی پاک باطنی اور تقدس اور طہارت اور معصومیت کے وجوہ بھی جس قدر ہمارے پاس ہوں بیان کر دیں۔ اور چونکہ اس قسم کا بیان صرف ایک جزوی بیان نہیں ہے بلکہ بہت سی باتوں اور شاخوں پر مشتمل ہے اس لئے پبلک کے لئے آسانی ہوگی کہ اس تمام مجموعہ کو زیر نظر رکھ کر اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے درحقیقت افضل اور اعلیٰ شان کس نبی کو حاصل ہے اور گو ہر ایک شخص فضائل کو بھی اپنے مذاق پر ہی قرار دیتا ہے مگر چونکہ یہ انسانی فضائل کا ایک کافی مجموعہ ہوگا اس لئے اس طریق سے افضل اور اعلیٰ کے جانچنے میں وہ مشکلات نہیں پڑیں گی جو صرف معصومیت کی بحث میں پڑتی ہیں۔ بلکہ ہر ایک مذاق کے انسان کے لئے اس مقابلہ اور موازنہ کے وقت ضرور ایک ایسا قدر مشترک حاصل ہو جائے گا جس سے بہت صاف اور سہل طریقہ پر نتیجہ نکل آئے گا کہ ان تمام فضائل میں سے فضائل کثیرہ کا مالک اور جامع کون ہے۔ پس اگر ہماری بحثیں محض خدا کے لئے ہیں تو ہمیں وہی راہ اختیار کرنی چاہیئے جس میں کوئی اشتباہ اور کدورت نہ ہو۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ معصومیت کی بحث میں پہلے قدم میں ہی یہ سوال پیش آئے گا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کی رو سے جو شخص عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گنہگار بلکہ کافر ہے تو پھر اس صورت میں معصومیت کیا باقی رہی۔ اور اگر کہو کہ ہمارے نزدیک ایسا دعویٰ نہ گناہ نہ کفر کی بات ہے تو پھر اُسی الجھن میں آپ پڑ گئے جس سے بچنا چاہیئے تھا کیونکہ جیسا آپ کے نزدیک حضرت مسیح کے لئے خدائی کا دعویٰ کرنا گناہ کی بات نہیں ہے ایسا ہی ایک شاکت مت والے کے نزدیک ماں بہن سے بھی زنا کرنا گناہ کی بات نہیں ہے اور آریہ صاحبوں کے نزدیک ہر ایک ذرہ کو اپنے وجود کا آپ ہی خدا جاننا اور اپنی بیاہتا بیوی کو باوجود اپنی موجودگی کے کسی دوسرے سے ہم بستر کرا دینا کچھ بھی گناہ کی بات نہیں اور سناتن دھرم والوں کے نزدیک راجہ رامچندر

اور کرشن کو اوتار جاننا اور پرمیشر ماننا اور پتھروں کے آگے سجدہ کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں اور ایک گبر کے نزدیک آگ کی پوجا کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں۔ اور ایک فرقہ یہودیوں کے مذہب کے موافق غیر قوموں کے مال کو چوری کر لینا اور ان کو نقصان پہنچا دینا کچھ گناہ کی بات نہیں اور بعض مسلمانوں کے سب کے نزدیک سُود لینا کچھ گناہ کی بات نہیں، تو اب ایسا کون فارغ ثالث ہے کہ ان جھگڑوں کا فیصلہ کرے اس لئے حق کے طالب کے لئے افضل اور اعلیٰ نبی کی شناخت کے لئے یہی طریق کھُلا ہے جو مَیں نے بیان کیا ہے۔ اور اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ تمام قومیں معصومیت کی وجوہ ایک ہی طور سے بیان کرتی ہیں یعنی اس بیان میں اگر تمام مذہبوں والے متفق بھی ہوں کہ فلاں فلاں امر گناہ میں داخل ہے جس سے باز رہنے کی حالت میں انسان معصوم کہلا سکتا ہے تو گو ایسا فرض کرنا غیر ممکن ہے تاہم محض اس امر کی تحقیق ہونے سے کہ ایک شخص شراب نہیں پیتا، رہزنی نہیں کرتا، ڈاکہ نہیں مارتا خون نہیں کرتا، جھوٹی گواہی نہیں دیتا۔ ایسا شخص صرف اس قسم کی معصومیت کی وجہ سے انسان کامل ہونے کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ کسی حقیقی اور اعلیٰ نیکی کا مالک ٹھہر سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی کسی کو اپنا یہ احسان جتلائے کہ باوجودیکہ مَیں نے کئی دفعہ یہ موقع پایا کہ تیرے گھر کو آگ لگا دوں اور تیرے شیر خوار بچے کا گلا گھونٹ دوں مگر پھر بھی مَیں نے آگ نہیں لگائی اور نہ تیرے بچے کا گلا گھونٹا۔ تو ظاہر ہے کہ عقلمندوں کے نزدیک یہ کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں سمجھی جائے گی اور نہ ایسے حقوق اور فضائل کو پیش کرنے والا کوئی بھلا مانس انسان خیال کیا جائے گا۔ ورنہ ایک حجام اگر یہ احسان جتلا کر ہمیں ممنون بنانا چاہے کہ بالوں کے کاٹنے یا درست کرنے کے وقت مجھے یہ موقعہ ملا تھا کہ میں تمہارے سر یا گردن یا ناک پر استرہ مار دیتا مگر مَیں نے یہ نیکی کی کہ نہیں مارا تو کیا وہ اس سے وہ ہمارا اعلیٰ درجہ کا محسن ٹھیر جائے گا اور والدین کے حقوق کی طرح اس کے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں گے؟ نہیں بلکہ وہ ایک طور کے جُرم کا مرتکب ہے جو اپنی ایسی صفات ظاہر

کرتا ہے اور ایک دانشمند حاکم کے نزدیک ضمانت لینے کے لائق ہے۔ غرض یہ کوئی اعلیٰ درجہ کا احسان نہیں ہے کہ کسی نے بدی کرنے سے اپنے تئیں بچالے رکھا کیونکہ قانون سزا بھی تو اسے روکتا تھا۔ مثلاً اگر کوئی شریر نقب لگانے یا اپنے ہمسایہ کا مال چرانے سے رُک گیا ہے تو کیا اس کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ اس شرارت سے باز رہ کر اس سے نیکی کرنا چاہتا تھا بلکہ قانون سزا بھی تو اسے ڈرا رہا تھا کیونکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر مَیں نقب زنی کے وقت یا کسی گھر میں آگ لگانے کے وقت یا کسی بے گناہ پر پستول چھوڑنے کے وقت یا کسی بچے کا گلا گھونٹنے کے وقت پکڑا گیا تو پھر گورنمنٹ پوری سزا دے کر جہنم تک پہنچا دے گی۔ غرض اگر یہی حقیقی نیکی اور انسان کا اعلیٰ جوہر ہے تو پھر تمام جرائم پیشہ ایسے لوگوں کے محسن ٹھہر جائیں گے جن کو انہوں نے کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔ لیکن جن بزرگواروں کو ہم انسان کامل کا خطاب دینا چاہتے ہیں کیا ان کی بزرگی کے اثبات کے لئے ہمیں یہی وجوہ پیش کرنے چاہئیں کہ کبھی انہوں نے کسی شخص کے گھر کو آگ نہیں لگائی۔ چوری نہیں کی، کسی بیگانہ عورت پر حملہ نہیں کیا، ڈاکہ نہیں مارا، کسی بچے کا گلا نہیں گھونٹا۔ حاشا وکلّا یہ کمینہ باتیں ہرگز کمال کی وجوہ نہیں ہو سکتیں بلکہ ایسے ذکر سے تو ایک طور سے ہجو نکلتی ہے۔ مثلاً اگر مَیں یہ کہوں کہ میری دانست میں زید جو ایک شہر کا معزز اور نیکنام رئیس ہے فلاں ڈاکہ میں شریک نہیں ہے یا فلاں عورت کو جو چند آدمی زنا کے لئے بہکا کر لے گئے تھے اس سازش سے زید کا کچھ تعلق نہ تھا تو ایسے بیان میں مَیں زید کی ایک طریق سے ازالہ حیثیت عرفی کر رہا ہوں کیونکہ پوشیدہ طور پر پبلک کو احتمال کا موقع دیتا ہوں کہ وہ اس مادہ کا آدمی ہے گو اس وقت شریک نہیں ہے۔ پس خدا کے پاک نبیوں کی تعریف اسی حد تک ختم کر دینا بلاشبہ اُن کی ایک سخت مذمت ہے۔ اور اسی بات کو ان کا بڑا کمال سمجھنا کہ جرائم پیشہ لوگوں کی طرح ناجائز تکالیف عامہ سے انہوں نے اپنے تئیں بچایا اُن کے مرتبہ عالیہ کی بڑی ہتک ہے۔ اوّل تو بدی سے باز

رہنا جس کو معصومیت کہا جاتا ہے کوئی اعلےٰ صفت نہیں ہے۔ دُنیا میں ہزاروں ایسی قسم کے لوگ موجود ہیں کہ ان کو موقع نہیں ملا کہ وہ نقب لگائیں یا دھاڑا ماریں یا خون کریں یا شیر خوار بچوں کا گلا گھونٹیں یا بیچاری کمزور عورتوں کا زیور کانوں سے توڑ کر لے جائیں۔ پس ہم کہاں تک اس ترک شر کی وجہ سے لوگوں کو اپنا محسن ٹھیراتے جائیں اور ان کو محض اسی وجہ سے انسان کامل مان لیں؟ ماسوا اس کے ترک شر کے لئے جس کو دوسرے لفظوں میں معصومیت کہتے ہیں بہت سے وجوہ ہیں۔ ہر ایک کو یہ لیاقت کب حاصل ہے کہ رات کو اکیلا اُٹھے اور حربہ نقب ہاتھ میں لے کر اور لنگوٹی باندھ کر کسی کوچے میں گھس جائے اور عین موقع پر نقب لگا دے اور مال قابو میں کرے اور پھر جان بچا کر بھاگ جائے۔ اس قسم کی شقیں نبیوں کو کہاں ملیں اور بغیر لیاقت اور قوت کے جرأت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی زناکاری بھی قوت مردمی کی محتاج ہے اور اگر مرد ہو بھی تب بھی محض خالی ہاتھ سے غیر ممکن ہے۔ بازاری عورتوں نے اپنے نفس کو وقف تو نہیں کر رکھا وہ بھی آخر کچھ مانگتی ہیں۔ تلوار چلانے کے لئے بھی بازو چاہیئے اور کچھ انگل بھی اور کچھ بہادری اور دل کی قوت بھی۔ بعض ایک چڑیا کو بھی مار نہیں سکتے۔ اور ڈاکہ مارنا بھی ہر ایک بزدل کا کام نہیں۔ اب اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ مثلاً ایک شخص جو ایک پُرثمر باغ کے پاس پاس جا رہا تھا اس نے اس باغ کا اس لئے بے اجازت پھل نہیں توڑا کہ وہ ایک بڑا مقدس انسان تھا۔ کیا وجہ کہ ہم یہ نہ کہیں کہ اس لئے نہیں توڑا کہ دن کا وقت تھا۔ پچاس محافظ باغ میں موجود تھے اگر توڑتا تو پکڑا جاتا مار کھاتا بے عزت ہوتا۔ اس قسم کی نبیوں کی تعریف کرنا اور بار بار معصومیت معصومیت پیش کرنا اور دکھلانا کہ انہوں نے ارتکاب جرائم نہیں کیا سخت مکروہ اور ترک ادب ہے۔ ہاں ہزاروں صفات فاضلہ کی ضمن میں اگر یہ بھی بیان ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر صرف اتنی ہی بات کہ اس نبی نے کبھی کسی بچے کا دو چار آنے کی طمع کے لئے گلا نہیں گھونٹا یا کسی اور کمینہ بدی کا مرتکب نہیں ہوا یہ بلاشبہ ہجو ہے۔ یہ ان لوگوں کے خیال

ہیں جنہوں نے انسان کی حقیقی نیکی اور حقیقی کمال میں کبھی غور نہیں کی۔ جس شخص کا نام ہم انسان کامل رکھتے ہیں ہمیں نہیں چاہیئے کہ محض ترک شر کے پہلو سے اس کی بزرگی کا وزن کریں کیونکہ اس وزن سے اگر کچھ ثابت ہو تو صرف یہ ہوگا کہ ایسا انسان بدمعاشوں کے گروہ میں سے نہیں ہے۔ معمولی بھلے مانسوں میں سے ہے کیونکہ جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے محض شرارت سے باز رہنا کوئی اعلیٰ خوبیوں کی بات نہیں۔ ایسا تو کبھی سانپ بھی کرتا ہے کہ آگے سے خاموش گذر جاتا ہے اور حملہ نہیں کرتا اور کبھی بھیڑیا بھی سامنے سے سرنگوں گذر جاتا ہے۔ ہزاروں بچے ایسی حالت میں مرجاتے ہیں کہ کوئی ضرر بھی کسی انسان کو انہوں نے نہیں پہنچایا تھا۔ بلکہ انسان کامل کی شناخت کے لئے کسب خیر کا پہلو دیکھنا چاہیئے یعنی یہ کہ کیا کیا حقیقی نیکیاں اس سے ظہور میں آئیں اور کیا کیا حقیقی کمالات اس کے دل اور دماغ اور کانشنس میں موجود ہیں اور کیا کیا صفات فاضلہ اُس کے اندر موجود ہیں۔ سو یہی وہ امر ہے جس کو پیش نظر رکھ کر حضرت مسیح کے ذاتی کمالات اور انواع خیرات اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور خیرات کو ہر ایک پہلو سے جانچنا چاہیئے مثلاً سخاوت، فتوت، مواسات، حقیقی حلم جس کے لئے قدرت سخت گوئی شرط ہے، حقیقی عفو جس کے لئے قدرت انتقام شرط ہے، حقیقی شجاعت جس کے لئے خوفناک دشمنوں کا مقابلہ شرط ہے، حقیقی عدل جس کے لئے قدرت ظلم شرط ہے، حقیقی رحم جس کے لئے قدرت سزا شرط ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی زیرکی اور اعلیٰ درجہ کا حافظہ اور اعلیٰ درجہ کی فیض رسانی اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور اعلیٰ درجہ کا احسان جن کے لئے نمونے اور نظیریں شرط ہیں۔ پس اس قسم کی صفات فاضلہ میں مقابلہ اور موازنہ ہونا چاہیئے نہ صرف ترک شر میں جس کا نام بلقب صاحب معصومیت رکھتے ہیں کیونکہ نبیوں کی نسبت یہ خیال کرنا بھی ایک گناہ ہے کہ انہوں نے چوری ڈاکہ وغیرہ کا موقع پا کر اپنے تئیں بچایا یا یہ جرائم ان پر ثابت نہ ہو سکے بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ "مجھے نیک مت کہہ" یہ ایک ایسی وصیت

تھی جس پر پادری صاحبوں کو عمل کرنا چاہیئے تھا۔

اگر بشپ صاحب تحقیق حق کے درحقیقت شایق ہیں تو وہ اس مضمون کا اشتہار دے دیں کہ ہم مسلمانوں سے اسی طریق سے بحث کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے کمالات ایمانی و اخلاقی و برکاتی و تاثیراتی و قولی و فعلی و ایمانی و عرفانی و علمی و تقدسی اور طریق معاشرت کے رو سے کون نبی افضل و اعلیٰ ہے۔ اگر وہ ایسا کریں اور کوئی تاریخ مقرر کر کے ہمیں اطلاع دیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی شخص تاریخ مقررہ پر ضرور جلسہ قرار دادہ پر حاضر ہو جائے گا ورنہ یہ طریق محض ایک دھوکہ دینے کی راہ ہے جس کا یہی جواب کافی ہے اور اگر وہ قبول کر لیں تو یہ شرط ضروری ہوگی کہ ہمیں پانچ گھنٹہ سے کم وقت نہ دیا جائے۔

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۵؍ مئی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۶×۲۰/۴ کے چار صفحہ پر ہے)

---

(۲۱۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب بشپ صاحب کے لیکچر ’زندہ رسول‘ پر کچھ ضروری بیان

چونکہ مسلمانوں کو بھی اس تقریر کے بعد میں بات کرنے کا موقعہ دیا گیا ہے۔ اس لئے مختصر میں بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔ بشپ صاحب کی طرف سے یہ دعویٰ ہے کہ

حضرت مسیح علیہ السلام زندہ اپنے خاکی جسم کے ساتھ آسمان کی طرف چلے گئے تھے مگر افسوس کہ ہم کسی طرح اس دعویٰ کو قبول نہیں کر سکتے۔ نہ عقل کے رو سے نہ انجیل کے رو سے۔ اور نہ قرآن شریف کے رو سے۔ عقل کے رو سے اس لئے کہ حال اور گذشتہ زمانہ کے تجارب ثابت کرتے ہیں کہ انسان سطح زمین سے چھ میل تک بھی اوپر کی طرف صعود کر کے زندہ نہیں رہ سکتا اور یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وجود کی کوئی ایسی خاص بناوٹ تھی جس سے کرہ زمہریر کی سردی ان کو ہلاک نہیں کر سکتی تھی بلکہ برخلاف اس کے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تمام انسانوں کی طرح وہ کھاتے پیتے اور بھوک اور پیاس سے متاثر ہوتے تھے۔ یہ تو عقل کے رو سے ہم نے بیان کیا اور انجیل کے رو سے اس لئے یہ دعویٰ قبول کے لائق نہیں کہ اول تو انجیلیں چالیس سے بھی کچھ زیادہ ہیں جن میں سے حضرات عیسائی صاحبوں کی رائے میں چار صحیح اور باقی جعلی ہیں۔ لیکن یہ محض ایک رائے ہے جس کی تائید میں کافی وجوہ شائع نہیں کی گئیں اور نہ وہ تمام انجیلیں چھاپ کر عام طور پر شائع کی گئی ہیں تا پبلک کو رائے لگانے کا موقع ملتا۔ پھر قطع نظر اس سے یہ چار انجیلیں جن کے بیان پر بھروسہ کیا گیا ہے یہ بھی کھلی کھلی اور یقینی شہادت اس بات کی نہیں دیتیں کہ درحقیقت حضرت مسیح آسمان پر مع جسم عنصری چلے گئے تھے۔ ان انجیلوں نے کوئی جماعت دو یا چار ثقہ آدمیوں کی پیش نہیں کی جن کی شہادت پر اعتماد ہو سکتا۔ اور اس واقعہ کے ذاتی اور عینی رویت کے مدعی ہوتے۔ پھر انہیں انجیلوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح ایک چور کو تسلی دیتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ بہشت میں روزہ کھولے گا۔ بہت خوب۔ مگر اس سے لازم آتا ہے کہ یا تو چور بھی جسم عنصری کے ساتھ بہشت میں گیا ہو اور یا حضرت مسیح چور کی طرح محض روح کے ساتھ بہشت میں گئے ہوں۔ پھر اس صورت میں جسم کے ساتھ جانا صریح باطل۔ یا یوں کہو کہ چور تو بدستور بہشت میں روحانی رنگ میں رہا لیکن حضرت مسیح تین دن بہشت میں رہ کر پھر اس سے نکالے گئے۔ اسی طرح اور کئی قسم کے اشکالات

اور پیشگوئیاں بھی جو انجیل سے پیدا ہوتی ہیں چنانچہ یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح فوت ہونے پر بہشت کی طرف نہیں گئے تھے بلکہ دوزخ کی طرف گئے تھے۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ غالباً وہ چور بھی دوزخ کی طرف گیا ہوگا کیونکہ وہ تو خود دوزخ کے لائق ہی تھا۔ پس حق بات یہی تھی کہ انجیل کے متناقض بیان نے انجیل کو بے اعتماد کر دیا ہے۔ حضرت مسیح کا صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملنا، کباب کھانا، زخم دکھلانا، سڑک پر چلنا، ایک گاؤں میں رات اکٹھے رہنا جو انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ وہ امور ہیں جو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں جو حضرت مسیح آسمان پر نہیں گئے۔ اور قرآن شریف تو ہمیں بار بار یہ بتلاتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں۔ ہاں جو رفع ایماندار لوگوں کے لئے فوت کے بعد ہوا کرتا ہے وہ ان کے لئے بھی ہوا تھا جیسا کہ آیت یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ لفظ رافعک قرآن شریف میں لفظ متوفیک کے بعد مذکور ہے اور یہ قطعی قرینہ اس بات پر ہے کہ یہ وہ رفع ہے جو وفات کے بعد مومنوں کے لئے ہوا کرتا ہے۔ اصل جھگڑا اس کی یہ تھی کہ یہودی حضرت مسیح کے رفع روحانی کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ وہ سُولی دیئے گئے تھے تو بموجب حکم توریت کے وہ اس رفع سے بے نصیب ہیں جو مومنوں کو موت کے بعد خدا کی طرف سے بطور انعام ہوتا ہے اور خدا کے قرب کے ساتھ ایک پاک زندگی ملتی ہے۔ سو ان آیات میں یہودیوں کے اس خیال کا اس طرح پر رد کیا گیا کہ مسیح صلیب کے ذریعے قتل نہیں کیا گیا تھا اور اس کی موت صلیب پر نہیں ہوئی اس لئے وہ توریت کے اس حکم کے نیچے نہیں آسکتا کہ جو شخص سُولی پر چڑھایا جاوے اس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوتا بلکہ وہ لعنتی ہو کر جہنم کی طرف جاتا ہے۔ اب دیکھو کہ جسمانی رفع کا اس جگہ کوئی جھگڑا نہ تھا اور یہودیوں کا کبھی یہ مذہب نہیں ہوا۔ اور نہ اب ہے کہ جو شخص سُولی پر لٹکایا جاوے اس کا جسمانی طور پر رفع نہیں ہوتا یعنی وہ مع جسم آسمان پر نہیں جاتا کیونکہ یہودیوں نے جو حضرت مسیح کے اس رفع کا انکار کیا جو ہر ایک مومن کے لئے موت کے بعد ہوتا ہے تو اس

کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں اور نیز مسلمانوں کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ ایماندار کا موت کے بعد خدا کی طرف رفع ہو جیسا کہ آیت لا تفتح لهم ابواب السماء صریح دلالت کرتی ہے اور جیسا کہ ارجعي الى ربك راضية مرضية میں بھی یہی اشارہ ہے لیکن جسمانی رفع یہودیوں کے نزدیک اور نیز مسلمانوں کے نزدیک بھی نجات کے لئے شرط نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ کا جسمانی رفع نہیں ہوا تو کیا وہ یہودیوں کے نزدیک نجات یافتہ نہیں ہیں۔ غرض اس قصہ میں اکثر لوگ حقیقت کو چھوڑ کر کہیں کے کہیں چلے گئے ہیں قرآن شریف ہرگز اس عقیدہ کی تعلیم نہیں کرتا کہ نجات کے لئے جسمانی رفع کی ضرورت ہے اور نہ یہ کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں۔

قرآن نے کیوں اس قصہ کو چھیڑا۔ اس کا فقط یہ سبب تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں رُوحانی طور پر رفع اور عدم رفع میں ایک جھگڑا تھا۔ یہودیوں کو یہ حجت ہاتھ آگئی تھی کہ یسوع مسیح سُولی دیا گیا ہے لہذا وہ توریت کے رو سے اس رفع کا جو ایمانداروں کا ہوتا ہے بے نصیب رہا اور اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ وہ سچا نبی نہیں ہے جیسا کہ اب بھی وہ سُولی کا واقعہ بیان کر کے یہی مقام توریت کا پیش کرتے ہیں۔ اور مَیں نے اکثر یہودیوں سے جو دریافت کیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہمیں جسمانی رفع سے کچھ غرض نہیں۔ ہم تو یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ شخص توریت کے رو سے ایماندار اور صادق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ سُولی دیا گیا۔ پس توریت فتویٰ دیتی ہے کہ اس کا رفع رُوحانی نہیں ہوا۔ بمبئی اور کلکتہ میں بہت سے یہودی موجود ہیں جس سے چاہو پوچھ لو یہی جواب دے گا۔ سو یہی وہ جھگڑا تھا جو فیصلہ کے لائق تھا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ سے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا ہے کہ يا عيسى انّي متوفيك و رافعك الىّ یعنی یہ کہ وفات کے بعد حضرت مسیح کا رفع ہوا ہے اور وہ ایمانداروں کے گروہ میں سے ہے نہ اُن میں سے جن پر آسمان کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ مگر جسمانی طور پر کسی کا آسمان میں جا بیٹھنا نجات کے مسئلہ سے کچھ بھی تعلق

اس کو نہیں اور نہ کوئی قرب الٰہی اس سے ثابت ہوتا ہے۔ آجکل تو ثابت کیا گیا ہے کہ آسمان پر بھی مجسم مخلوق رہتے ہیں جیسے زمین پر۔ تو کیا آسمان پر رہنے سے وہ سب نجات یافتہ ہیں۔ باایں ہمہ یہ خیال سخت غیر معقول ہے کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کو یہ منظور تھا کہ حضرت مسیح کے جسم کو آسمان پر پہنچاوے تو چاہیئے تھا کہ اللہ تعالےٰ ان کے جسم کے تمام ذرات کو محفوظ رکھتا اور کوئی ذرہ اُن کے جسم میں سے تلف ہونے نہ پاتا اور نہ تحلیل ہوتا۔ تا یہ ظلم صریح لازم نہ آتا کہ بعض حصے مسیح کے جسم کے تو خاک میں مل گئے اور بعض حصے آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور اگر مسیح کے جسم کے ذرات تحلیل نہیں ہوئے تو کم سے کم صلیب کے وقت میں حضرت مسیح کا جسم پہلے جسم سے دس حصے زیادہ چاہیئے تھا کیونکہ علم طبعی کی شہادت سے یہی ثبوت ملتا ہے اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ تین برس کے بعد پہلے جسم کے اجزاء تحلیل ہو کر کچھ تو ہوا میں مل جاتے ہیں اور کچھ خاک ہو جاتے ہیں۔ سو چونکہ مسیح نے تینتیس ۳۳ برس کے عرصے میں دس جسم بدلے ہیں۔ اس کے آخری جسم کو آسمان پر پہنچانا اور پہلے جسموں کو خاک میں ملانا یہ ایک ایسی بیہودہ حرکت ہے جس کی فلاسفی یقیناً بشپ صاحب کو بھی معلوم نہیں ہوگی۔ اب جبکہ عقل اور انجیل اور قرآن شریف سے حضرت مسیح کا آسمان پر معہ جسم جانا ثابت نہیں بلکہ اس عقیدہ پر عقلی اور نقلی طور پر سخت اعتراضات کی بارش ہوتی ہے۔ تو اس خیال کو پیش کرنا میرے نزدیک تو قابل شرم امر ہے کہ سچ ہے کہ لوگ اس طرح پر اپنے رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر نہیں لے جاتے اور نہ روحانی قربوں کے لئے اس کی کچھ ضرورت ہے۔ مگر روحانی زندگی کے لحاظ سے ہم تمام نبیوں میں سے اعلیٰ درجے پر اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ سمجھتے ہیں اور قرآن شریف آیت واخرین منھم لمّا یلحقوا بھم میں اس زندگی کی طرف اشارہ فرماتا ہے کیونکہ اس کا یہی مطلب ہے کہ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے باطنی فیض پایا ایسا ہی آخری زمانے میں ہوگا کہ مسیح موعود اور اس کی جماعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض پائے گی جیسا کہ

اب ظہور میں آرہا ہے اور ایک بڑی دلیل اس بات پر کہ صرف ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم رُوحانی طور پر اعلیٰ زندگی رکھتے ہیں دوسرا کوئی نہیں رکھتا آپ کے تاثیرات اور برکات کا زندہ سلسلہ ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کرکے خدا تعالیٰ کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں اور فوق العادت خوارق اُن سے صادر ہوتے ہیں اور فرشتے ان سے باتیں کرتے ہیں۔ دُعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔ اس کا نمونہ ایک میں ہی موجود ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ یہ تو دلیل حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ہے مگر حضرت مسیح کی زندگی پر کونسی دلیل آپ کے پاس ہے۔ اتنا بھی تو نہیں کہ کوئی پادری صاحب یا مسیح! یا مسیح!! کرکے پکاریں اور آسمان سے مسیح کی طرف سے کوئی ایسی آواز آوے کہ تمام لوگ سُن لیں اور اگر اس قدر ثبوت بھی نہیں تو محض دعویٰ قابل التفات نہیں۔ اس طرح پر تو سکھ صاحب بھی کہتے ہیں کہ بابا نانک صاحب زندہ آسمان پر چلے گئے۔ پھر جب ہم ان سب باتوں سے الگ ہوکر تاریخی سلسلہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ سارے پردے درمیان سے اُٹھ کر کھُلی کھُلی حقیقت نظر آجاتی ہے کیونکہ تاریخ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر نہ جانے کے تین گواہ ایسے پیش کئے ہیں جن سے قطعی طور پر یہ فیصلہ ہوگیا ہے کہ بات صرف اتنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اس قول کے مطابق کہ اُن کا قصہ یُونس نبی کے قصے سے مشابہ ہے قبر میں مردہ ہونے کی حالت میں داخل نہیں ہوئے تھے جیسا کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں مُردہ ہونے کی حالت میں داخل نہیں ہوا تھا اور نہ وہ قبر میں مرے جیسا کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا تھا بلکہ یونس نبی کی طرح زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے کیونکہ ممکن نہیں کہ مسیح نے اس مثال کے بیان کرنے میں جھوٹ بولا ہو:۔

اس واقعہ پر پہلا گواہ تو یہی مثال ہے کہ مسیح کے منہ سے نکلی کیونکہ اگر مسیح قبر میں مُردہ ہونے کی حالت میں داخل کیا گیا تھا تو اس صورت میں یونس سے اس کو کچھ مشابہت نہ تھی

پھر دوسرا گواہ اس پر مرہم عیسیٰ ہے۔ یہ ایک مرہم ہے جس کا ذکر عیسائیوں اور یہودیوں اور مجوسیوں اور مسلمانوں کی طب کی کتابوں میں اس طرح پر لکھا گیا ہے کہ یہ حضرت مسیح کے لئے یعنی ان کی چوٹوں کے لئے تیار کی گئی تھی اور یہ کتابیں ہزار نسخہ سے بھی کچھ زیادہ ہیں جن میں سے بہت سی میرے پاس بھی موجود ہیں۔ پس اس مرہم سے جس کا نام مرہم عیسیٰ ہے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر جانے کا قصہ غلط اور عوام کی خود تراشیدہ باتیں ہیں۔ سچ صرف اس قدر ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر وفات پانے سے تو بچ گئے تھے مگر آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر زخم ضرور آئے تھے اور وہ زخم مرہم عیسیٰ کے لگانے سے اچھے ہو گئے تھے۔ آپ کے حواریوں میں سے ایک ڈاکٹر بھی تھا غالباً یہ مرہم اُس نے تیار کی ہوگی چونکہ مرہم عیسیٰ کا ثبوت ایک علمی پیرایہ میں ہم کو ملا ہے جس پر تمام قوموں کے کتب طب گواہ ہیں۔ اس لئے یہ ثبوت بڑے قدر کے لائق ہے۔ تیسرا تاریخی گواہ حضرت مسیح کے آسمان پر نہ جانے کا یوز آسف کا قصہ ہے جو آج سے گیارہ سو برس پہلے تمام ایشیا اور یورپ میں شہرت پا چکا ہے۔ یوز آسف حضرت مسیح ہی تھے جو صلیب سے نجات پا کر پنجاب کی طرف گئے اور پھر کشمیر میں پہنچے اور ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ اس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ یوز آسف کی تعلیم اور انجیل کی تعلیم ایک ہے اور دوسرے یہ قرینہ کہ یوز آسف اپنی کتاب کا نام انجیل بیان کرتا ہے۔ تیسرا قرینہ یہ کہ اپنے تئیں شہزادہ نبی کہتا ہے۔ چوتھا یہ قرینہ کہ یوز آسف کا زمانہ اور مسیح کا زمانہ ایک ہی ہے۔ بعض انجیل کی مثالیں اس کتاب میں بعینہٖ موجود ہیں جیسا کہ ایک کسان کی مثال۔ چوتھا تاریخی گواہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر وہ قبر ہے جو اب تک محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں موجود ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یوز آسف شہزادہ نبی کی قبر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ صاحب کی قبر ہے اور کہتے ہیں کہ کتبہ پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ شہزادہ اسرائیل کے خاندان میں سے تھا کہ قریباً اٹھارہ سو برس اس بات کو گذر گئے جب یہ نبی اپنی قوم سے ظلم اُٹھا کر کشمیر میں آیا تھا اور کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا۔

اور ایک شاگرد ساتھ تھا۔ اب بتلاؤ کہ اس تحقیق میں کونسی کسر باقی رہ گئی۔ سچائی کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے لیکن کچھ شک نہیں کہ بھانڈا پھوٹ گیا اور یوز آسف کے نام پر کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ نام یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے۔ آسف بھی حضرت مسیح کا عبرانی میں ایک نام ہے جس کا ذکر انجیل میں بھی ہے اور اس کے معنے ہیں متفرق قوموں کو اکٹھا کرنے والا۔ اب بخوف اندیشہ طول اسی پر بس ختم کرتا ہوں اور میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسُول صرف ایک ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اسی ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرالے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسُول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسُول وہی ایک رسُول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے دُنیا زندہ ہو رہی ہے۔ نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ظہور میں آ رہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھُل رہے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے ۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتھر

مرزا غلام احمد از قادیان

۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۲۵ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ ہجری روز جمعہ

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ۲ صفحہ پر ہے) رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

(۲۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار معیار الاخیار

اس اشتہار کو منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ اور حافظ محمد یوسف صاحب اور اولاد مولوی عبداللہ صاحب غزنوی غور سے پڑھیں اور منشی الٰہی بخش صاحب جواب دیں کہ کیا ان کا الہام سچا ہے یا اُن کے مرشد مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کا۔

انی انا المسیح الموعود نطوبیٰ لمن عرفنی او عرف من عرفنی

اے لوگو میری نسبت جلدی مت کرو اور یقیناً جانو کہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں۔ مَیں اُسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں سمجھو اور سوچو کہ دنیا میں کس قدر مفتری ہوئے اور اُن کا انجام کیا ہوا۔ کیا وہ ذلّت کے ساتھ بہت جلد ہلاک نہ کئے گئے؟ پس اگر یہ کاروبار بھی انسانی افتراء ہوتا تو کب کا تباہ ہو جاتا کیا کسی ایسے مفتری کا نام بطور نظیر پیش کر سکتے ہو جس کو افتراء اور دعویٰ وحی اللہ کے بعد میری طرح ایک زمانہ دراز تک مہلت دی گئی ہو۔ وہ مہلت جس میں سے آج تک بقدر زمانہ وحی محمدی علیہ السلام یعنے قریباً چوبیس برس گذر گئے۔ اور آئندہ معلوم نہیں

نہیں کہ ابھی کس قدر ہیں۔ اگر پیش کر سکتے ہو تو تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ ایسے مفتری کا نام لو اور اس شخص کی مدّت افتراء کا جس قدر زمانہ ہو اس کا میرے زمانہ بعث کی طرح تحریری ثبوت دو اور لعنت ہے اس شخص پر جو مجھے جھوٹا جانتا ہے اور پھر یہ نظیر مع ثبوت پیش نہ کرے وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اور ساتھ اس کے یہ بھی بتلاؤ کہ کیا تم کسی ایسے مفتری کو بطور نظیر پیش کر سکتے ہو جس کے کھُلے کھُلے نشان تحریر اور ہزاروں شہادتوں کے ذریعہ سے میری طرح بپایۂ ثبوت پہنچ گئے ہوں اے لوگو تم پر افسوس تم نے اپنے ایمانوں کو ایسے نازک وقت میں ضائع کیا جیسا کہ ایک نادان ایسے لق و دق بیابان میں پانی کو ضائع کر دے جس میں ایک قطرہ پانی کا میسّر نہیں آسکتا۔ خدا نے عین صدی کے سر پر عین ضرورت کے وقت میں تمہارے لئے ایک مجدّد بھیجا اور صدی بھی چودھویں صدی جو اسلام کے ہلال کو بدر کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی جس کی تم اور تمہارے باپ دادے انتظار کرتے تھے اور جس کی نسبت اہل کشف کے کشفوں کا ڈھیر لگ گیا تھا اور دوسری طرف مجدّد کے ظہور کے لئے ضرورتیں وہ پیش آئی تھیں جو کبھی نبوّت کے زمانہ کے بعد پیش نہ آئیں مگر آپ لوگوں نے پھر بھی قبول نہ کیا۔ اس مہدی کے وقت میں جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے خسوف کسوف بھی رمضان میں ہوا جو قریباً گیارہ سو برس سے تمہاری حدیث کی کتابوں میں لکھا ہوا موجود تھا۔ مگر آپ لوگوں نے پھر بھی نہ سمجھا چودھویں صدی میں سے سترہ برس گذر بھی گئے مگر پھر بھی آپ لوگوں کے دلوں میں کچھ سوچ پیدا نہ ہوئی۔ یہ ضرورتیں اور صدی خالی گئی۔ کیا تم میں کوئی بھی سوچنے والا نہیں؟ مَیں نے بار بار کہا کہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں۔ مَیں نے بلند آواز سے ہر ایک کو پکارا جیسا کہ کوئی پہاڑ پر چڑھ کر نعرے مارتا ہے۔ خدا نے مجھے کہا کہ اُٹھ اور ان لوگوں کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم خدا کی گواہی کو رد کر دو گے۔ خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا اس کے یہ الفاظ ہیں قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ قل

عندی شہادۃ من اللّٰہ فہل انتم مسلمون - قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا ای مرسل من اللّٰہ۔

غرض خدا کے روشن نشان میرے ساتھ ہیں اسی کی مانند جو خدا کے پاک نبیوں کے ساتھ تھے مگر آپ لوگوں کی روحوں میں کچھ حرکت پیدا نہ ہوئی۔ اس سے دل دردمند ہے کہ آپ لوگوں نے ایسی قابل شرم غلطی کھائی اور نور کو تاریکی سمجھا۔ مگر آپ لوگ اے اسلام کے علماء اب بھی اس قاعدہ کے موافق جو سچے نبیوں کی شناخت کے لئے مقرر کیا گیا ہے قادیان سے کسی قریب مقام میں جیسا کہ مثلاً بٹالہ ہے یا اگر آپ کو انشراح صدر میسر آوے تو خود قادیان میں ایک مجلس مقرر کریں جس مجلس کے سرگروہ آپ کی طرف سے چند ایسے مولوی صاحبان ہوں کہ جو علم اور یادداشت اور خوف باری تعالےٰ میں آپ لوگوں کے نزدیک مسلّم ہوں۔ پھر ان پر واجب ہوگا کہ منصفانہ طور پر بحث کریں اور ان کا حق ہوگا کہ تین طور سے مجھ سے اپنی تسلی کرلیں۔ (۱) قرآن اور حدیث کے رو سے (۲) عقل کی رو سے (۳) سماوی تائیدات اور خوارق اور کرامات کی رو سے۔ کیونکہ خدا نے اپنی کلام میں مامورین کے پرکھنے کے لئے یہی تین طریق بیان فرمائے ہیں۔ پس اگر میں ان تینوں طوروں سے ان کی تسلی نہ کرسکا یا اگر ان تینوں میں سے صرف ایک یا دو طور سے تسلی کی تو تمام دُنیا گواہ رہے کہ میں کاذب ٹھہروں گا۔ لیکن اگر میں نے ایسی تسلی کردی جس سے وہ ایمان اور حلف کی رو سے انکار نہ کرسکیں اور نیز وزن ثبوت میں ان دلائل کی نظیر پیش نہ کرسکیں تو لازم ہوگا کہ تمام مخالف مولوی اور اُن کے نادان پیرو خدا تعالیٰ سے ڈریں اور کروڑوں انسانوں کے گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر نہ لیں۔

اور اس جگہ میں بالخصوص اُن صاحبوں کو مندرجہ ذیل شہادت کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جو مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی نسبت جن کی اولاد مولوی عبدالواحد صاحب اور عبدالجبار

صاحب امرت سر میں موجود ہیں راست بازی کا اعتقاد رکھتے ہیں یا خود اُن کے فرزند ہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مجھے میرے مخالفوں کے گروہ میں سے دو شخص کے ذریعہ سے خبر پہنچی ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے میرے ظہور کی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ ان دونوں صاحبوں میں سے ایک صاحب کا نام حافظ محمد یوسف ہے جو داروغہ نہر ہیں اور غالباً اب مستقل سکونت امرتسر میں رکھتے ہیں۔ دوسرے صاحب منشی محمد یعقوب نام ہیں اور یہ دونوں حقیقی بھائی ہیں اور یہ دونوں صاحب عبداللہ صاحب کے خاص معتقدین اور مصاحبین میں سے ہیں جس سے کسی صاحب کو بھی انکار نہیں اور ان کی گواہیاں اگرچہ دو ہیں مگر حاصل مطلب ایک ہی ہے۔ حافظ محمد یوسف صاحب کا حلفی بیان جس کے غالباً دوسو کے قریب گواہ ہوں گے یہ ہے کہ " ایک دن عبداللہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ میں نے کشفی طور پر دیکھا ہے کہ ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا ہے اور میری اولاد اس سے محروم رہ گئی ہے یعنی اس کو قبول نہیں کیا اور وہ انکار اور مخالفت پر مرے گی اور منشی محمد یعقوب صاحب کا ایک تحریری بیان ہے جو ایک خط میں موجود ہے جو ابھی ۳۰ر اپریل ۱۹۰۶ء کو بذریعہ منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلہ سے مجھ کو پہنچا ہے جس کو انہوں نے بتاریخ ۲۷ر اپریل ۱۹۰۶ء اپنے ہاتھ سے لکھ کر منشی ظفر احمد صاحب کے پاس بھیجا تھا اور انہوں نے میرے پاس بھیج دیا جو اس وقت میرے سامنے رکھا ہے اور جو شخص چاہے دیکھ سکتا ہے۔ مگر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس تمام حقیقت کے سمجھانے کے لئے وہ حالات بھی لکھ دوں جو مجھے معلوم ہیں کیونکہ جو کچھ خط میں ایک کمزور عبارت میں لکھا گیا ہے اسی کو منشی محمد یعقوب صاحب ایک بڑے شدّ و مد میرے سامنے بیان کر چکے ہیں۔ مگر چونکہ اب وہ اور اُن کے دُنیا سے پیار کرنے والے بھائی حافظ محمد یوسف شیعوں کی طرح خلافت حقّہ سے انکار کر کے تقیہ کے رنگ میں بسر کر رہے ہیں اس لئے اب اُن کے لئے ایک موت ہے کہ سچا واقعہ مجلس میں اسی شدّ و مد کے ساتھ مُنہ پر لاویں

تاہم امید نہیں کہ وہ اس شہادت کو مخفی رکھیں کیونکہ حق کو چھپانا لعنتیوں کا کام ہے نہ قرآن شریف کے حافظوں کا۔ اس لئے ہم بھی منتظر ہیں کہ ان کی طرف سے کیا آواز آتی ہے۔ منشی محمد یعقوب صاحب تو بوجہ اس خط کے قابو میں آ گئے ہیں مگر حافظ محمد یوسف صاحب کے لئے اس وقت تک حیلہ بازی کی راہ کھلی ہے جب تک کہ قرآن شریف ہاتھ میں دے کر ایک مجمع مسلمانوں میں قسم کے ساتھ ان سے پوچھا نہ جائے*۔

القصہ جو میرے سامنے منشی محمد یعقوب صاحب نے کہا تھا اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب بمقام امرتسر مولوی عبد الحق غزنوی سے میرا مباہلہ ہوا تھا جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری سچائی ظاہر کرنے کے لئے ستر کے قریب نشان ظاہر کئے جن کے ہزارہا انسان گواہ ہیں۔ ایسا اس کے بعد ہزارہا نیک دل لوگوں کو میری بیعت میں داخل کیا جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں جنہوں نے اپنا صدق ظاہر کرنے کے لئے ہمارے سلسلہ کی تائید میں تیس ہزار کے قریب روپیہ دیا ہوگا۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے مجھے اس مباہلہ کے بعد پیشگوئی کے موافق کئی فرزند عطا فرمائے اور ایک فرزند کی نسبت جس کا نام مبارک احمد** ہے ظاہر فرمایا کہ عبد الحق نہیں مرے گا جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو+۔ یعنی مباہلہ کے بعد یہ ذلت بھی اس کو نصیب ہوگی کہ اس کی بیوی کا حمل خطا جائے گا اور اس کی پیشگوئی جھوٹی نکلے گی۔ مگر میری

* نوٹ۔ اگر حافظ محمد یوسف صاحب اور ان کے بھائی منشی محمد یعقوب صاحب نے اپنا انکار بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے شائع نہ کیا تو ہریک منصف کو سمجھ لینا چاہیئے کہ انہوں نے ہمارے اس بیان کو قبول کر لیا اور اگر اشتہار شائع کیا تو پھر عبد اللہ آتھم کی طرح قسم کیلئے ان کو مجبور کیا جائیگا تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔ منہ

** دوسرا نام اس لڑکے کا ایک خواب کی بناء پر دولت احمد بھی ہے۔ منہ

+ مباہلہ کے بعد وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ اخویم مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اور اس کے بدن پر بہت سے پھوڑے ہوں گے۔ چنانچہ لڑکا پیدا ہو گیا اور خوفناک پھوڑے اس کے بدن پر موجود ہیں۔ منہ

تصدیق کے لئے اس کی زندگی میں چوتھا لڑکا پیدا ہوگا۔ ایسا ہی خدا نے مباہلہ کے بعد لاکھوں انسانوں میں عزت کے ساتھ مجھے شہرت دی اور مخالف کی ذلت اور نامرادی ثابت کرکے دکھلا دی۔ اس مباہلہ کے میدان میں ایک کثیر جماعت کے روبرو منشی محمد یعقوب صاحب نے کھڑے ہو کر میری نسبت بیان کیا تھا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ایک نور پیدا ہوگا جس سے دُنیا کے چاروں طرف روشنی ہو جائے گی اور وہ نور مرزا غلام احمد ہے جو قادیان میں رہتا ہے۔ یہ وہ گواہی ہے کہ جو منشی محمد یعقوب نے بمقام امرتسر محمد شاہ صاحب کی مسجد کے قریب ایک میدان میں کھڑے ہو کر قریباً دو سو آدمی کے روبرو دی تھی اور اب جو ۳۰ر اپریل ۱۹۰۶ء کو منشی صاحب مذکور کا اس جگہ خط پہنچا اس کی عبارت یہ ہے جو ذیل میں لکھتا ہوں۔

"میرے اشفاق فرمائے منشی ظفر احمد جی زاد لطفہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آج ۲۲ر اپریل ۱۹۰۶ء کو آپ کا عنایت نامہ صادر ہوا۔ دریافت خیریت سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ بامن خود رکھ کر خواہش دلی پر پہنچاوے۔ آپ میرے بیان کو بالکل بھول گئے۔ میں نے تو اس صورت میں بیان کیا تھا کہ میرے گھر میں یہ خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے چاند ٹوٹا اور درمیان آسمان اور زمین کے آکر اُس کے چار ٹکڑے ہو کر ہر چہار ٹکڑے ہر ایک گوشہ دُنیا میں گرے اور گرتے ہوئے ہر چہار گوشہ میں بہت زور شور سے شعلہ زن ہوئے۔ یہ خواب بندہ نے علی الصباح مولوی عبداللہ صاحب مرحوم سے بیان کرکے تعبیر دریافت کی فرمایا قریب ہے کوئی شخص اللہ کی طرف سے پیدا ہو جس کے سبب سے دُنیا کے ہر گوشہ سے دین کی ترقی ہو۔ اور ساتھ ہی ایسا بھی فرمایا کہ شاید مرزا قادیان سے ظہور ہو۔ یعنے اس نور کا ظہور مرزا قادیانی کے وجود سے ہو۔ فقط"

اب یہ دو گواہیاں ان دو انسانوں کی ہیں کہ اس وقت وہ اپنی ذلیل دُنیا کی مصلحت

سے میرے مخالف ہیں۔ یہ دونوں مولوی عبداللہ صاحب کے رفیق اور مصاحب تھے۔ ہر ایک طالب حق کو چاہیئے کہ ان صاحبوں سے حلفاً دریافت کرے۔ منشی محمد یعقوب صاحب کا خط تو مَیں نے بجنسہٖ لکھ دیا ہے جو اُوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ان سے دریافت کرلو کہ ان کا یہ خط ہے یا نہیں۔ اور حافظ محمد یوسف صاحب کی گواہی کا نہ ایک نہ دو بلکہ دو سو آدمی گواہ ہے و لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ اب اگر مولوی عبداللہ صاحب کی اولاد کے دل میں کچھ بھی خدا تعالےٰ کا خوف ہو تو اپنے باپ کی پیشگوئی کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ہاں اس پیشگوئی میں یہ بھی ہے کہ وہ اس نور کو قبول نہیں کریں گے اور محروم رہ جائیں گے۔ سو جیسا کہ سمجھا جاتا ہے اگر محروم کے لفظ کے یہی معنے ہیں جو سمجھے گئے تو پھر قضا و قدر کے مقابل پر کیا پیش جاسکتی ہے۔ لیکن ہم خاص طور پر منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کو اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ یہ ان کے مُرشد کی پیشگوئی ہے جس کو وہ مسیح موعود سے بھی زیادہ عزّت دیتے ہیں۔ ہاں اگر اُن کو شک ہو تو حافظ محمد یوسف صاحب اور منشی محمد یعقوب سے قسمیہ دریافت کرلیں۔ اس قدر کافی ہوگا کہ اگر وہ اس بیان کو تصدیق نہ کریں تو اتنا کہہ دیں کہ میرے پر خدا کی لعنت ہو اگر مَیں نے جھوٹ بولا ہے اور نیز ذرہ شرم کرکے اس بات کو سوچیں کہ وہ میری نسبت کہتے ہیں کہ صدہا الہامات سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص کافر اور بے ایمان اور دجّال اور مفتری ہے اور ان کا مرشد عبداللہ غزنوی یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص خدا کا نور ہے اور اس سے محروم خدا سے محروم ہے۔ اب بابو الٰہی بخش صاحب بتلائیں کہ اُن کا کشف جھُوٹا ہے یا اُن کے مُرشد مولوی عبداللہ کا۔ اور اب ہم بہت انتظار کے بعد اس کے ذیل میں اپنا وہ خط درج کرتے ہیں جس کا ہم نے وعدہ کیا تھا اور وہ یہ ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

از جانب متوکل علی اللہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ و ایّد۔ بخدمت مکرم بابو الٰہی بخش صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد ہذا اس عاجز کو اس وقت تک آں مکرم کے الہامات کی انتظار رہی۔ مگر کچھ معلوم نہیں ہوا کہ توقف کا کیا باعث ہے۔ مَیں نے سراسر نیک نیتی سے جس کو خدائے کریم جانتا ہے یہ درخواست کی تھی تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو ان متناقض الہامات میں کچھ فیصلہ ہو جائے کیونکہ الہامات کا باہمی تناقض اور اختلافات اسلام کو سخت ضرر پہنچاتا ہے اور اسلام کے مخالفوں کو ہنسی اور اعتراض کا موقع ملتا ہے اور اس طرح پر دین کا استخفاف ہوتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ ایک شخص کو تو خدا تعالیٰ یہ الہام کرے کہ تو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور اس زمانہ کے تمام مومنوں سے بہتر اور افضل اور مثیل الانبیاء اور مسیح موعود اور مجدد چودھویں صدی اور خدا کا پیارا اور اپنے مرتبہ میں نبیوں کی مانند اور خدا کا مرسل ہے اور اس کی درگاہ میں وجیہ اور مقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے اور اودھر سے دوسرے کو یہ الہام کرے کہ یہ شخص فرعون اور کذاب اور مسرف اور فاسق اور کافر اور ایسا اور ایسا ہے۔ ایسا ہی اس شخص کو تو یہ الہام کرے کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسُول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے اور پھر دوسرے کو یہ الہام کرے کہ جو اس کی پیروی کرتے ہیں وہ شقاوت کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ پس آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر اسلام پر یہ مصیبت ہے کہ ایسے مختلف الہام ہوں اور مختلف فرقے پیدا ہوں جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہوں۔ اس لئے ہمدردیٔ اسلام اسی میں ہے کہ ان مختلف الہامات کا فیصلہ ہو جائے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کوئی فیصلہ کی راہ پیدا کر دے گا اور اس مصیبت سے مسلمانوں کو چھوڑ دے گا۔ لیکن یہ فیصلہ تب ہو سکتا ہے کہ ملہمین جن کو الہام ہوتا ہے وہ زنانہ سیرت اختیار نہ کریں اور مرد میدان بن کر جس طرح کے الہام ہوں وہ سب دیانت کے ساتھ

چھاپ دیں اور کوئی الہام جو تصدیق یا تکذیب کے متعلق ہو پوشیدہ نہ رکھیں تب کسی آسمانی فیصلہ کی امید ہے۔ اسی وجہ سے مَیں نے اللہ تعالےٰ کی قسمیں آپ کو پہلے خط میں دی تھیں تا آپ جلد تر اپنے الہام میری طرف بھیج دیں مگر آپ نے کچھ پرواہ نہیں کی اور میرے نزدیک یہ عذر آپ کا قبول کے لائق نہیں کہ آپ کو مخالفانہ الہام اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ ایک مُدت ان کی تشریح کے لئے چاہیئے۔ میرے خیال میں یہ کام چند منٹ سے زیادہ کا کام نہیں ہے اور غایت درجہ دو گھنٹہ تک مع تشریح و تفسیر آپ لکھ سکتے ہیں اور اگر کسی اور کتاب کی تالیف کا ارادہ ہے تو اس کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ مناسب ہے کہ آپ اس امت پر رحم کر کے اور نیز خدا تعالےٰ کی قسموں کی تعظیم کر کے بالفعل دو تین سو الہام ہی جو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کا کام ہے چھپوا کر روانہ فرماویں۔ یہ تو مَیں تسلیم نہیں کر سکتا کہ الہامات کی بڑی بڑی عبارات ہیں بلکہ ایسی ہوں گی جیسا کہ آپ کا الہام "مسرف کذّاب" تو اس صورت میں آپ جانتے ہیں کہ اس قسم کے الہام کاغذ کے ایک صفحہ میں کس قدر آسکتے ہیں۔ مَیں پھر آپ کو اللہ جل شانہٗ کی قسم دیتا ہوں کہ مسلمانوں کی حالت پر رحم کر کے بمجرد پہونچنے اس خط کے اپنے الہامات چھپوا کر روانہ فرماویں۔ مجھے اس بات پر بھی سخت افسوس ہوا ہے کہ آپ نے بیوجہ میری یہ شکایت کی کہ گویا مَیں نے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی کوئی بے ادبی کی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میری گفتگو صرف اس قدر تھی کہ آپ مولوی محمد حسین کو کیوں بُرا کہتے ہیں حالانکہ آپ کے مُرشد مولوی عبداللہ صاحب نے اس کے حق میں یہ الہام شائع کیا تھا کہ وہ تمام عالموں کے لئے رحمت ہے اور سب اُمّت سے بہتر ہے۔ یہ قرآنی الہام تھے جن کا مَیں نے ترجمہ کر دیا ہے۔ اس صورت میں اگر شک تھا تو آپ مولوی محمد حسین سے دریافت کر لیتے۔ سچی بات پر غصّہ کرنا مناسب نہیں ہے پھر ماسوا اس کے جس دعویٰ کے ساتھ خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اس کے مقابل پر عبداللہ صاحب کی کیا حقیقت اور سرمایا ہے۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر وہ اس وقت زندہ ہوتے

تو وہ میرے تابعداروں اور خادموں میں داخل ہو جاتے۔ ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے آگے گردن خم کرنا اور غربت اور چاکری کی راہ سے اطاعت اختیار کر لینا ہر ایک دیندار اور سچے مسلمان کا کام ہے۔ پھر وہ کیونکر میری اطاعت سے باہر رہ سکتے تھے۔ اس صورت میں آپ کا کچھ بھی حق نہیں تھا اگر مَیں حکَم ہونے کی حیثیت سے اُن میں کچھ کلام کرتا۔ آپ جانتے ہیں کہ خدا اور رسُول نے مولوی عبداللہ کا کوئی درجہ مقرر نہیں کیا اور نہ اُن کے بارے میں کوئی خبر دی۔ یہ فقط آپ کا نیک ظن ہے جو آپ نے اُن کو نیک سمجھ لیا ورنہ کسی حدیث یا آیت سے تو ثابت نہیں کہ درحقیقت پاک دل تھے۔ ہاں جہانتک ہمیں خبر ہے وہ پابند نماز تھے۔ رمضان کے روزے رکھتے تھے اور بظاہر دیندار مسلمان تھے اور اندرونی حال خدا کو معلوم۔

حافظ محمد یوسف صاحب نے کئی دفعہ قسم کو یاد کرنے سے یقین کامل سے کئی مجلسوں میں میرے روبرو بیان کیا کہ ایک دفعہ عبداللہ صاحب نے اپنے کسی خواب یا الہام کی بنا پر فرمایا تھا کہ آسمان سے ایک نُور قادیان میں گرا جس کے فیضان سے اُن کی اولاد بے نصیب رہ گئی۔ حافظ صاحب زندہ ہیں اُن سے پوچھ لیں+۔ پھر آپ کی شکایت کس قدر افسوس کے لائق ہے۔ اور اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے کہ ہمیشہ مولوی عبداللہ غزنوی کی نسبت میرا نیک ظن رہا ہے اور اگرچہ بعض حرکات ان کی مَیں نے ایسی بھی دیکھیں کہ اس حُسن ظن میں فرق ڈالنے والی تھیں تاہم مَیں نے اُن کی طرف کچھ خیال نہ کیا اور ہمیشہ سمجھتا رہا کہ وہ ایک مسلمان اپنی فہم اور طاقت کے موافق پابند سُنّت تھا۔ لیکن میں اس سے مجبور رہا کہ مَیں ان کو ایسے درجہ کا انسان خیال کرتا کہ جیسے خدا کے کامل بندے مامورین ہوتے ہیں اور مجھے خدا نے اپنی جماعت کے نیک بندوں کی نسبت وہ وعدے دیئے ہیں کہ جو لوگ اُن وعدوں کے موافق میری جماعت میں سے رُوحانی نشوونما پائیں گے اور پاک دل ہو کر خدا سے پاک

+ حاشیہ۔ حافظ صاحب کے بھائی محمد یعقوب نے ایک مجلس میں یہ بھی کہا کہ عبداللہ صاحب نے نام بھی لیا تھا کہ وہ نور مرزا غلام احمد پر نازل ہوا۔ مگر مَیں ایسی روایتوں کا ذمہ دار نہیں۔ جھوٹ سچ ان دونوں صاحبوں کی گردن پر۔ منہ

تعلق جوڑلیں گے مَیں اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ مَیں ان کو صدہا درجہ مولوی عبداللہ غزنوی سے بہتر سمجھوں گا اور سمجھتا ہوں کیونکہ خدا تعالےٰ ان کو وہ نشان دکھلاتا ہے کہ جو مولوی عبداللہ صاحب نے نہیں دیکھے اور اُن کو وہ معارف سمجھاتا ہے جن کی مولوی عبداللہ کو کچھ بھی خبر نہیں تھی اور انہوں نے اپنی خوش قسمتی سے مسیح موعود کو پایا اور اُسے قبول کیا مگر مولوی عبداللہ اس نعمت سے محروم گذر گئے۔ آپ میری نسبت کیسا ہی بدگمان کریں اس کا فیصلہ تو خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ لیکن مَیں بار بار کہتا ہوں کہ مَیں وہی ہوں اور اس نور میں میرا پودہ لگایا گیا ہے جس نور کا وارث مہدی آخر زمان چاہیئے تھا۔ مَیں وُہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کی عطا کی تقسیم ہے۔ اگر کوئی بخل سے مَر بھی جائے تو اس کو کیا پرواہ ہے۔ اور جو شخص مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے ذکر سے مجھ سے ناراض ہوتا ہے اس کو ذرہ خدا سے شرم کرکے اپنے نفس سے ہی سوال کرنا چاہیئے کہ کیا یہ عبداللہ اس مہدی و مسیح موعود کے درجہ پر ہو سکتا ہے جس کو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور فرمایا کہ خوش قسمت ہے وہ امت جو دو پناہوں کے اندر ہے ایک مَیں جو خاتم الانبیاء ہوں اور ایک مسیح موعود جو ولایت کے تمام کمالات کو ختم کرتا ہے اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جو نجات پائیں گے۔ اب فرمایئے کہ جو شخص مسیح موعود سے کنارہ کرکے عبداللہ غزنوی کی وجہ سے اس سے ناراض ہوتا ہے اس کا کیا حال ہے۔ کیا سچ نہیں ہے کہ تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے صلحاء اور اولیاء اور ابدال اور قطبوں اور غوثوں میں سے کوئی بھی مسیح موعود کی شان اور مرتبہ کو نہیں پہونچتا۔ پھر اگر یہ سچ ہے تو آپ کا مسیح موعود کے مقابل پر مولوی عبداللہ غزنوی کا ذکر کرنا اور بار بار یہ شکایت کرنا کہ عبداللہ کے حق میں یہ کہا ہے کس قدر خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کے رسُول کریمؐ کی وصیتوں سے لاپرواہی

ہے۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ عبداللہ غزنی سے نکالا جائے گا اور پنجاب میں آئے گا اس کو تم مان لینا اور میرا سلام اس کو پہونچانا؟ یا یہ نصیحت فرمائی تھی کہ غلبہ صلیب کے وقت مسیح موعود ظاہر ہوگا اور وہ نبیوں کی شان لے کر آئے گا اور خدا اس کے ہاتھ پر صلیبی مذہب کو شکست دے گا اس کی نافرمانی نہ کرنا اور اس کو میری طرف سے سلام پہونچانا؟ اور اگر یہ کہو کہ وہ تو آکر نصاریٰ سے لڑے گا اور ان کی صلیبوں کو توڑے گا اور ان کے خنزیروں کو قتل کرے گا تو میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ علماء اسلام کی غلطیاں ہیں بلکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود نرمی اور صلحکاری کے ساتھ آتا اور صحیح بخاری میں بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود جنگ نہیں کرے گا اور نہ تلوار اٹھائے گا بلکہ اس کا حربہ آسمانی حربہ ہوگا اور اس کی تلوار دلائل قاطعہ ہوگی۔ سو وہ اپنے وقت پر آچکا۔ اب کسی فرضی مہدی اور فرضی مسیح موعود کی انتظار کرنا اور خونریزی کے زمانہ کا منتظر رہنا سراسر کوتہ فہمی کا نتیجہ ہے جو خدا نے میرے ہاتھ پر بہت سے نشان دکھلائے اور وہ ایسے یقینی طور پر ظاہر ہوئے کہ تیرہ سو برس کے زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ان کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اسلامی اولیاء کی کرامات ان کی زندگی سے بہت پیچھے لکھی گئی ہیں۔ اور اُن کی شہرت صرف اُن کے چند مُریدوں تک محدود تھی۔ لیکن یہ نشان کروڑہا انسانوں میں شہرت پا گئے۔+ مثلاً دیکھو کہ لیکھرام کی پیشگوئی کو کیونکر فریقین نے اپنے اشتہارات میں شائع کیا اور قبل اس کے جو وہ پیشگوئی ظہور میں آوے لاکھوں انسانوں میں اس پیشگوئی کا مضمون شہرت پا گیا اور تین قومیں ہندو مسلمان عیسائی اس پر گواہ ہو گئیں۔ پھر اسی کرو فرسے وہ پیشگوئی ظہور میں بھی آئی اور اسی طرح لیکھرام قتل کے ذریعہ سے فوت ہوا۔ جیسا کہ پیش از وقت ظاہر کیا گیا تھا۔ کیا ایسی ہیبت ناک پیشگوئی کو پورا کرنا انسان کے

+ ایسے نشان جو مجھ سے ظہور میں آئے جن کے کروڑہا انسان گواہ ہیں ان میں سے ایک سو نشان کتاب تریاق القلوب میں مع گواہوں کے ذکر کے درج ہیں۔ منہ

اختیار میں ہے؟ کیا اس ملک کی تین قوموں میں اس قدر شہرت پاکر اور ایک کُشتی کی طرح لاکھوں انسانوں کے نظارہ کے نیچے آکر اس کا پورا ہو جانا ایسی پیشگوئی کی جو اس شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی ہو تیرہ سو برس کے زمانہ میں کوئی نظیر بھی ہے؟ بعض کا یہ کہنا کہ بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اس کا جواب بجز اس کے ہم کیا دیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایک ذرہ نور انصاف ہوتا تو وہ شبہ کے وقت میرے پاس آتے تو مَیں اُن کو بتلاتا کہ کس خوبی سے تمام پیشگوئیاں پوری ہوگئیں ہاں ایک پیشگوئی ہے جس کا ایک حصہ پورا ہوگیا اور ایک حصہ شرط کے اثر کی وجہ سے باقی ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ افسوس تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالےٰ کی وہ سنتیں اور قانون بھی معلوم نہیں جو پیش گوئیوں کے متعلق ہیں۔ ان کے قول کے مطابق تو یونس نبی بھی جھوٹا تھا جس نے اپنی پیشگوئی کے قطعی طور پر چالیس دن مقرر کئے تھے مگر وہ لوگ چالیس برس سے بھی زیادہ زندہ رہے اور چالیس دن میں نینوا کا ایک تنکا بھی نہ ٹوٹا بلکہ یونس نبی تو کیا تمام نبیوں کی پیشگوئیوں میں یہ نظیریں ملتی ہیں۔

پھر اخیر پر خدا تعالےٰ کی قسم آپ کو دیتا ہوں کہ آپ وہ تمام مخالفانہ پیشگوئیاں جو میری نسبت آپ کے دل میں ہو لکھ کر چھاپ دیں۔ اب دس دن سے زیادہ مَیں آپ کو مُہلت نہیں دیتا۔ جُون مہینے کی ۳۰ تاریخ تک آپ کا اشتہار مخالفانہ پیشگوئیوں کا میرے پاس آجانا چاہیئے* ورنہ یہی کاغذ چھاپ دیا جائے گا اور پھر آیندہ آپ کو کبھی مخاطب کرنا بھی بے فائدہ ہوگا۔

والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۰ جون ۱۸۹۹ء

---

* حاشیہ۔ اگر آپ ایک سو مخالفانہ الہام بھی جس میں مجھے کافر و دجّال و مسرف۔ کذاب اور لعنتی وغیرہ کہا گیا ہو جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے چھاپ کر میری طرف روانہ کریں تو مَیں اس کاغذ کی چھپوائی سے

سے دست کش رہوں گا بلکہ اگر تکفیر تکذیب کے الہام صرف پچاس ہی چھپوا کر بھیج دیں اور میعاد کے اندر بھیجیں تب بھی میں اس خط کو نہیں چھپواؤں گا۔ لیکن اگر آپ نے اس مدت میں کم سے کم پچاس الہام بھی چھپوا کر میری طرف روانہ کئے باوجود اس دعویٰ کے کہ بکثرت مخالفانہ الہام ہو چکے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کو چھاپ دوں گا۔ آپ اس وقت عبد الحق ملہم شاگرد رشید عبد اللہ غزنوی سے بھی مدد لیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

(دستخط المرسل خاکسار مرزا غلام احمد)

بابو الٰہی بخش صاحب کو میں نے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے مخالفانہ پیشگوئیوں کے شائع کرنے کے لئے مہلت دی تھی مگر میں نے بجائے دس دن کے ایک برس سے زیادہ انتظار کر کے اب یہ خط شائع کیا ہے۔ ان کو یاد کرنا چاہیئے کہ ان کا کیا وعدہ تھا اور کیا ظہور میں آیا۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان

۲۵؍ مئی سنہ ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار $20 \times \frac{29}{8}$ کے ۱۴ صفحہ پر ہے)

---

(۲۲۱)

ضمیمہ خطبہ الہامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم ط

اشتہار چندہ منارۃ المسیح

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"

(یہ وہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے جس کو شائع ہوئے بیس برس گذر گئے)
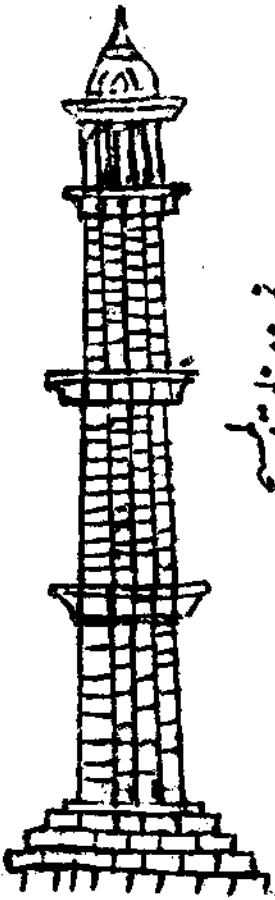
خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیان کی مسجد جو میرے والد صاحب مرحوم نے مختصر طور پر دو بازاروں کے وسط میں ایک اُونچی زمین پر بنائی تھی اب شوکت اسلام کے لئے بہت وسیع کی گئی اور بعض حصہ عمارات کے اور بھی بنائے گئے ہیں لہٰذا اب یہ مسجد اور رنگ پکڑ گئی ہے۔ یعنے پہلے اس مسجد کی وسعت صرف اس قدر تھی کہ بمشکل دو سو آدمی اس میں نماز پڑھ سکتا تھا لیکن اب دو ہزار کے قریب اس میں نماز پڑھ سکتا ہے اور غالباً آیندہ اور بھی یہ مسجد وسیع ہو جائے گی۔ میرے دعوے کی ابتدائی حالت میں اس مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے زیادہ سے زیادہ پندرہ یا بیس آدمی جمع ہوا کرتے تھے لیکن اب خدا تعالےٰ کا یہ فضل ہے کہ تین سو یا چار سو نمازی ایک معمولی اندازہ ہے اور کبھی سات سَو یا آٹھ سو تک بھی

نمازیوں کی نوبت پہونچ جاتی ہے۔ لوگ دُور دُور سے نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ عجیب خدا تعالےٰ کی قدرت ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں نے بہت زور کہ ہمارا سلسلہ ٹوٹ جائے اور درہم برہم ہو جائے لیکن جوں جوں وہ بیخکنی کے لئے کوشش کرتے گئے اور بھی ترقی ہوتی گئی اور ایک خارق عادت طور پر یہ سلسلہ اس ملک میں پھیل گیا۔ سو یہ ایسا امر ہے کہ ان کے لئے جو آنکھیں رکھتے ہیں ایک نشان ہے۔ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا تو ان مولویوں کی کوششوں سے کب کا نابود ہو جاتا۔ مگر چونکہ یہ خدا کا کاروبار اور اس کے ہاتھ سے تھا اس لئے انسانی مزاحمت اس کو روک نہیں سکی۔

اب اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ احادیث رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منشاء ہے ایک نہایت اُونچا منارہ بنایا جائے اور وہ منارہ تین کاموں کے لئے مخصوص ہو

اوّل۔ یہ کہ تا مؤذن اس پر چڑھ کر پنجوقت بانگ نماز دیا کرے اور تا خدا کے پاک نام کی اونچی آواز سے دن رات میں پانچ دفعہ تبلیغ ہو اور تا مختصر لفظوں میں پنجوقت ہماری طرف سے انسانوں کو یہ ندا کی جائے کہ وہ ازلی اور ابدی خدا جس کی تمام انسانوں کو پرستش کرنی چاہیئے صرف وہی خدا ہے جس کی طرف اس کا برگزیدہ اور پاک رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے سوا نہ زمین میں نہ آسمان میں اور کوئی خدا نہیں۔

دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اُونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا جس کی قریباً ایک۱ سو روپیہ یا کچھ زیادہ قیمت ہوگی۔ یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے دُور دُور جائے گی۔

تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی اُونچے حصے پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانسو روپیہ کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائے گا تا انسان اپنے وقت

کو پہچانیں اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔

یہ تینوں کام جو اس منارہ کے ذریعہ سے جاری ہوں گے ان کے اندر تین حقیقتیں مخفی ہیں۔

اوّل یہ کہ بانگ جو پانچ وقت اُونچی آواز سے لوگوں کو پہنچائی جائے گی اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ اب واقعی طور پر وقت آگیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کی آواز ہر ایک کان تک پہونچے۔ یعنی اب وقت خود بولتا ہے کہ اس ازلی ابدی زندہ خدا کے سوا جس کی طرف پاک رسُول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی کی ہے اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں۔ کیوں باطل ہیں؟ اس لئے کہ ان کے ماننے والے کوئی برکت اُن سے پا نہیں سکتے۔ کوئی نشان دکھلا نہیں سکتے۔

دوسرے وہ لالٹین جو اس منارہ کی دیوار میں نصب کی جائے گی۔ اس کے نیچے حقیقت یہ ہے کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے تا حقیقت کے طالبوں کے لئے پھر تازگی کے دن آئیں اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے آسمانی روشنی کو دیکھے اور اس روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ **سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔** اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسُول

کا نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنے **یضع الحرب** جس کے یہ معنے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آچکا اور **یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔**

غرض حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارۂ بیضاء کے پاس نازل ہوگا اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اس وقت بباعث دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہنچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہوگا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل اور تار اور اگن بوٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دُنیا کو ایک شہر کی مانند کر دیا۔ غرض مسیح کے زمانہ کے لئے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دُنیا میں پھیلے گی اور یہ باتیں کسی اور نبی کو میسّر نہیں آئیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کا آنا ایسے زمانہ میں ہوگا جیسا کہ بجلی آسمان کے ایک کنارہ میں چمک کر تمام کناروں کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے۔ یہ بھی اسی امر کی طرف اشارہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ مسیح تمام دُنیا کو روشنی پہنچانے آیا ہے اس لئے اس کو پہلے سے یہ سب سامان دیئے گئے۔ وہ خون بہانے کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے صلحکاری کا پیغام لایا ہے۔ اب کیوں انسانوں کے خون کئے جائیں۔ اگر کوئی سچ کا طالب ہے تو وہ خدا کے نشان دیکھے جو صدہا ظہور میں آئے اور آ رہے ہیں اور اگر خدا کا طالب نہیں تو اس کو چھوڑ دو اور اس کے قتل کی فکر میں مت ہو کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب وہ آخری دن نزدیک ہے جس سے تمام نبی جو دُنیا میں آئے ڈراتے رہے۔

غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لئے لگایا جائے گا مسیح کے وقت کے لئے یاددہانی ہے اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ احادیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا یعنی اس کے زمانہ میں اسلامی

سچائی بلندی کے انتہا تک پہونچ جائے گی جو اس منارہ کی مانند ہے جو نہایت اونچا ہو۔ اور دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا اسی کی مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بلند مینار پر اذان دیتا ہے تو وہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدر تھا کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں میں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے اور اسلامی حجت کی وہ بلند آواز جس کے نیچے تمام آوازیں دب جائیں وہ ازل سے مسیح کے لئے خاص کی گئی ہے اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اونچی نہیں۔ اسی کی طرف براہین احمدیہ کے اس الہام میں اشارہ ہے جو کتاب مذکور کے صفحہ ۵۲۲ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ " بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد " ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد بھی مسجد اقصیٰ ہے کیونکہ وہ صدر اسلام سے دور تر اور انتہائی زمانہ پر ہے۔ اور ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے شرقی منارہ کے قریب ہوگا۔*

---

* حاشیہ۔ بعض احادیث میں یہ پایا جاتا ہے کہ دمشق کے مشرقی طرف کوئی منارہ ہے جس کے قریب مسیح کا نزول ہوگا۔ سو یہ حدیث ہمارے مطلب سے کچھ منافی نہیں ہے کیونکہ ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ ہمارا یہ گاؤں جس کا نام قادیان ہے اور ہماری یہ مسجد جس کے قریب منارہ طیار ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہی واقع ہے۔ حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ منارہ دمشق سے ملحق اور اس کی ایک جزو ہوگا بلکہ اس کے شرقی طرف واقع ہوگا۔ پھر دوسری حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ مسجد اقصیٰ کے قریب مسیح کا نزول ہوگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ یہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے اور دمشق کا ذکر اس غرض کے لئے ہے جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ اور مسجد اقصیٰ سے مراد اس جگہ یروشلم کی مسجد نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے جو باعتبار بعد زمانہ

اب اے دوستو یہ منارہ اس لئے طیار کیا جاتا ہے کہ تا حدیث کے موافق مسیح موعود کے زمانہ کی یادگار ہو اور نیز وہ عظیم پیشگوئی پوری ہو جائے جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے کہ سبحان الذی اسری بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ اور جس کے منارہ کا ذکر حدیث میں بھی ہے کہ مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔ دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۶) کے خدا کے نزدیک مسجد اقصیٰ ہے۔ اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ جس مسجد کی مسیح موعود بنا کرے وہ اس لائق ہے کہ اس کو مسجد اقصیٰ کہا جائے جس کے معنے ہیں مسجد اَبعد۔ کیونکہ جبکہ مسیح موعود کا وجود اسلام کے لئے ایک انتہائی دیوار ہے اور مقرر ہے کہ وہ آخری زمانہ میں اور بعید تر حصّہ دنیا میں آسمانی برکات کے ساتھ نازل ہوگا۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کی مسجد مسجد اقصیٰ ہے کیونکہ اسلامی زمانہ کا خط ممتد جو ہے اس کے انتہائی نقطہ پر مسیح موعود کا وجود ہے۔ لہٰذا مسیح موعود کی مسجد پہلے زمانہ سے جو مصدر اسلام ہے بہت ہی بعید ہے سو اس وجہ سے مسجد اقصیٰ کہلانے کے لائق ہے اور اس مسجد اقصیٰ کا منارہ اس لائق ہے کہ تمام میناروں سے اُونچا ہو کیونکہ یہ منارہ مسیح موعود کے احقاق حق اور صرف ہمت اور اتمام حجت اور اعلاء ملت کی جسمانی طور پر تصویر ہے۔ پس جیسا کہ اسلامی سچائی مسیح موعود کے ہاتھ سے اعلیٰ درجہ کے ارتفاع تک پہنچ گئی ہے اور مسیح کی ہمت ثریا سے ایمان گم گشتہ کو واپس لا رہی ہے۔ اسی کے مطابق یہ مینار بھی روحانی امور کی عظمت ظاہر کر رہا ہے۔ وہ آواز جو دُنیا کے ہر چہار گوشہ میں پہونچائی جائے گی وہ رُوحانی طور پر بڑے اونچے مینار کو چاہتی ہے۔ قریباً بیس برس ہوئے کہ مَیں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں خدا تعالےٰ کا یہ کلام جو میری زبان پر جاری کیا گیا لکھا تھا یعنے یہ کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان و بالحق انزلناہ و بالحق نزل صدق اللّٰہ و رسولہ و کان امر اللّٰہ مفعولا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ یعنی ہم نے اس مسیح موعود کو قادیان میں اُتارا ہے اور وہ ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا گیا اور ضرورت

اس غرض سے ہے کہ تین خدا بنانے کی تخمریزی اوّل دمشق سے شروع ہوئی ہے اور مسیح موعود کا نزول اس غرض سے ہے کہ تاتین کے خیالات کو محو کر کے پھر ایک خدا کا جلال دُنیا میں قائم کرے۔ پس اس ایما کے لئے بیان کیا گیا کہ مسیح کا منارہ جس کے قریب اس کا نزول ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہے اور یہ بات صحیح بھی ہے کیونکہ قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے جو لاہور اس سے گوشہ مغرب اور جنوب میں واقع ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۷) حقہ کے ساتھ اُترا۔ خدا نے قرآن میں اور رسُول نے حدیث میں جو کچھ فرمایا تھا وہ اس کے آنے سے پورا ہوا۔ اس الہام کے وقت جیسا کہ مَیں کئی دفعہ لکھ چکا ہوں مجھے کشفی طور پر یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ یہ الہام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے اور اس وقت عالم کشف میں میرے دل میں اس بات کا یقین تھا کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکّہ اور مدینہ اور قادیاں کا۔ اس بات کو قریباً بیس برس ہو گئے جبکہ میں نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا اب اس رسالہ کی تحریر کے وقت میرے پر یہ منکشف ہوا کہ جو کچھ براہین احمدیہ میں قادیان کے بارے میں کشفی طور پر مَیں نے لکھا یعنے یہ کہ اس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے درحقیقت یہ صحیح بات ہے کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ قرآن شریف کی یہ آیت کہ سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے۔ پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہونچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہونچا دیا۔✝

✝ حاشیہ در حاشیہ۔ شوکت اسلامی کا زمانہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اس کا اثر غالب یہ تھا کہ حضرت موسیٰؑ کی طرح مومنوں کو کفار کے حملہ سے نجات دی اس لئے بیت اللہ کا نام بھی بیت آمن رکھا گیا لیکن زمانہ برکات کا یعنی مسیح موعود کا زمانہ ہے اس کا یہ اثر ہے کہ ہر قسم کے آثام زمین میں پیدا ہو جائیں اور نہ صرف امن بلکہ عیش رغد بھی حاصل ہو۔ منہ

وہ دمشق سے ٹھیک ٹھیک شرقی جانب پڑی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ منارۃ المسیح بھی دمشق سے شرقی جانب واقع ہے۔ ہر ایک طالب حق کو چاہیئے کہ دمشق کے لفظ پر خوب غور کرے کہ اس میں حکمت کیا ہے کہ یہ لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود دمشق کے شرقی طرف نازل ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کی قرار داد باتیں صرف امور اتفاقیہ نہیں ہو سکتے بلکہ اُن کے نیچے اسرار اور رموز ہوتے ہیں وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی تمام باتیں رموز اور اسرار سے پُر ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۸)۔ پس اس پہلو کے رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے مبارك ومبارك وكل امر مبارك يجعل فيه ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا قرآن کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ۔ اس آیت کے ایک تو وہی معنے ہیں جو علماء میں مشہور ہیں یعنی یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکانی معراج کا یہ بیان ہے۔ مگر کچھ شک نہیں کہ اس کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک زمانی معراج بھی تھا۔ جس سے یہ غرض تھی کہ تا آپ کی نظر کشفی کا کمال ظاہر ہو اور نیز ثابت ہو کہ مسیحی زمانہ کے برکات بھی درحقیقت آپ ہی کے برکات ہیں جو آپ کی توجہ اور ہمت سے پیدا ہوئی ہیں۔ اسی وجہ سے مسیح ایک طور سے آپ ہی کا روپ ہے اور وہ معراج یعنے بلوغ نظر کشفی دُنیا کی انتہاء تک تھا جو مسیح کے زمانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس معراج میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے۔ وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام نے مبارک رکھا ہے۔ یہ مسجد جسمانی طور پر مسیح موعود کے حکم سے بنائی گئی ہے اور روحانی طور پر مسیح موعود کے برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطور موہبت ہیں اور جیسا کہ مسجد الحرام کی روحانیت حضرت آدم

اب ہمارے مخالف گو اس دمشقی حدیث کو بار بار پڑھتے ہیں مگر وہ اس کا جواب نہیں دے سکتے کہ یہ جو اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ مسیح موعود دمشق کی شرقی طرف کے منارہ کے قریب نازل ہوگا اس میں کیا بھید ہے۔ بلکہ انہوں نے محض ایک کہانی کی طرح اس حدیث کو سمجھ لیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ کہانی نہیں ہے اور خدا تعالیٰ لغو کاموں سے پاک ہے بلکہ اس حدیث کے ان الفاظ میں جو اوّل دمشق کا ذکر فرمایا اور پھر اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۹) اور حضرت ابراہیم کے کمالات ہیں اور بیت المقدس کی روحانیت انبیاء بنی اسرائیل کے کمالات ہیں۔ ایسا ہی مسیح موعود کی یہ مسجد اقصیٰ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے اس کے رُوحانی کمالات کی تصویر ہے۔

پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج میں زمانہ گذشتہ کی طرف صعود ہے اور زمانہ آیندہ کی طرف نزول ہے اور ماحصل اس معراج کا یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خیر الاولین والآخرین ہیں۔ معراج جو مسجد الحرام سے شروع ہوا اس میں یہ اشارہ ہے کہ صفی اللہ آدم کے تمام کمالات اور ابراہیم خلیل اللہ کے تمام کمالات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے اور پھر اس جگہ سے قدم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکانی سَیر کے طور پر بیت المقدس کی طرف گیا۔ اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں تمام اسرائیلی نبیوں کے کمالات بھی موجود ہیں اور پھر اس جگہ سے قدم آنجناب علیہ السلام زمانی سیر کے طور پر اس مسجد اقصیٰ تک گیا جو مسیح موعود کی مسجد ہے۔ یعنی کشفی نظر اس آخری زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ کہلاتا ہے پہونچ گئی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو کچھ مسیح موعود کو دیا گیا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود ہے اور پھر قدم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آسمانی سیر کے طور پر اُوپر کی طرف گیا اور مرتبہ قاب قوسین کا پایا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مظہر صفات الٰہیہ اتم اور اکمل طور پر تھے۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس قسم کا معراج یعنی مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک جو زمانی مکانی دونوں رنگ کی سیر تھی اور نیز خدا تعالےٰ کی طرف ایک سیر تھا جو

شرقی طرف ایک منارہ قرار دیا ایک عظیم الشان راز ہے اور وہ یہی ہے جو ابھی ہم بیان کر چکے ہیں یعنے یہ کہ تثلیث اور تین خداؤں کی بنیاد دمشق سے ہی پڑی تھی۔ کیا ہی منحوس وہ دن تھا جب پولوس یہودی ایک خواب کا منصوبہ بنا کر دمشق میں داخل ہوا۔ اور بعض سادہ لوح عیسائیوں کے پاس یہ ظاہر کیا کہ خداوند مسیح مجھے دکھائی دیا اور اس تعلیم کے شائع کرنے کے لئے ارشاد فرمایا کہ گویا وہ بھی ایک خدا ہے۔ بس وہی خواب تثلیث کے مذہب کی تخم ریزی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۰) مکان اور زمان دونوں سے پاک تھا۔ اس جدید طرز کی معراج سے غرض یہ تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خیر الاولین والآخرین ہیں اور نیز خدا تعالےٰ کی طرف سیر اُن کا اُس نقطہ ارتفاع پر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی انسان کو گنجائش نہیں۔ مگر اس حاشیہ میں ہماری صرف یہ غرض ہے کہ جیسا کہ آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں کشفی طور پر لکھا گیا تھا کہ قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے یہ کشف نہایت صحیح اور درست تھا۔ کیونکہ زمانی رنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ کا معراج اور مسجد اقصیٰ کی طرف سیر مسجد الحرام سے شروع ہو کر یہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا جب تک ایسی مسجد تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سیر تسلیم نہ کیا جائے جو باعتبار بُعد زمانہ کے مسجد اقصیٰ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ مسیح موعود کا وہ زمانہ ہے جو اسلامی سمندر کا بمقابلہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرا کنارہ ہے۔ ابتداء سیر کا جو مسجد الحرام سے بیان کیا گیا اور انتہاء سیر کا جو اس بہت دُور مسجد تک مقرر کیا گیا جس کے ارد گرد کو برکت دی گئی۔ یہ برکت دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں شوکت اسلام ظاہر کی گئی اور حرام کیا گیا کہ کفار کا دست تعدی اسلام کو مٹا دے جیسا کہ آیت ومن دخلہ کان اٰمنا سے ظاہر ہے۔ لیکن زمانہ مسیح موعود میں جس کا دوسرا نام مہدی بھی ہے تمام قوموں پر اسلام کی برکتیں ثابت کی جائینگی اور دکھلایا جائے گا کہ ایک اسلام ہی بابرکت مذہب ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا کہ وہ ایسا برکات کا زمانہ ہوگا کہ دُنیا میں صلحکاری کی برکت پھیلے گی اور آسمان اپنے نشانوں کے ساتھ برکتیں دکھلائیگا اور زمین میں طرح طرح کے پھلوں کے دستیاب ہونے اور طرح طرح کے آراموں سے اس قدر

تھی۔ غرض یہ شرک عظیم کا کھیت اوّل دمشق میں ہی بڑھا اور پھولا اور پھر یہ زہر اور اور جگہ میں پھیلتی گئی۔ پس چونکہ خدا تعالےٰ کو معلوم تھا کہ انسان کو خدا بنانے کا بنیادی پتھر اوّل دمشق میں ہی رکھا گیا اس لئے خدا نے اس زمانہ کے ذکر کے وقت کہ جب غیرت خداوندی اس باطل تعلیم کو نابود کرے گی۔ پھر دمشق کا ذکر فرمایا اور کہا کہ مسیح کا منارہ یعنے اس کے نور کے ظاہر ہونے کی جگہ دمشق کی مشرقی طرف ہے۔ اس عبارت سے یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ منارہ دمشق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۱) برکتیں پھیل جائیں گی جو اس سے پہلے کبھی نہیں پھیلی ہوں گی۔ اسی وجہ سے مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ کا نام احادیث میں زمان البرکات ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہزارہا نئی ایجادوں نے کیسی زمین پر برکتیں اور آرام پھیلا دیئے ہیں کیونکہ ریل کے ذریعہ سے مشرق اور مغرب کے میوے ایک جگہ اکٹھے ہو سکتے ہیں اور تار کے ذریعہ سے ہزاروں کوسوں کی خبریں پہنچ جاتی ہیں۔ سفر کی وہ تمام مصیبتیں یک دفعہ دُور ہو گئیں جو پہلے زمانوں میں تھیں۔
غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے۔ لیکن ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع الآفات تھا اور اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کا بھاری مقصد دفع شر تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام کو اپنے قوی ہاتھ سے دشمنوں سے بچایا اور دشمنوں کو یوں ہانک دیا جیسا کہ ایک مرد مضبوط اپنی لاٹھی سے کتّوں کو ہانک دیتا ہے۔ پس چونکہ مسیح اور مہدی موعود کا زمانہ زمان البرکات تھا اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس کے حق میں فرمایا بارکنا حولہ۔ یعنی مسیح موعود کی فرودگاہ کے اردگرد جہاں نظر ڈالو گے ہر طرف سے برکتیں نظر آئیں گی۔ چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ زمین کیسی آباد ہو گئی۔ باغ کیسے بکثرت ہو گئے۔ نہریں کیسی بکثرت جاری ہو گئیں۔ تمدنی آرام کی چیزیں کیسی کثرت سے موجود ہو گئیں۔ پس یہ زمینی برکات ہیں اور جیسے اس زمانہ میں زمینی اور آسمانی برکتیں بکثرت ظاہر ہو گئی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تائیدات کا بھی ایک دریا چل رہا تھا۔

فحاصل البیان ان الزمان زمان التائیدات و دفع الأفات و زمان

کی ایک جُزو ہے اور دمشق میں واقع ہے جیسا کہ بد قسمتی سے سمجھا گیا۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ مسیح موعود کا نور آفتاب کی طرح دمشق کے مشرقی جانب سے طلوع کرکے مغربی تاریکی کو دُور کرے گا اور یہ ایک لطیف اشارہ تھا کیونکہ مسیح کے منارہ کو جس کے قریب اس کا نزول ہے دمشق کے مشرقی طرف قرار دیا گیا اور دمشقی تثلیث کو اس کے مغربی طرف رکھا اور اس طرح پر آنے والے زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی کی کہ جب مسیح موعود آئے گا تو آفتاب کی طرح

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۲) البرکات والطیبات والیه اشار عزاسمه بقوله سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله فاعلم ان لفظ مسجد الحرام فی قوله تعالٰی یدل علٰی زمان فیه ظهرت عزة حرمات اللہ بتائید من اللہ وظهرت عزة حدودہ و احکامه و فرائضه وتراءت شوکة دینه و رعب ملته وهو زمان نبینا صلی اللہ علیه وسلم والمسجد الحرام البیت الذی بناہ ابراهیم علیه السلام فی مکة وهو موجود الی هذا الوقت حرسه اللہ من کل آفة واما قوله عز اسمه بعد هذا القول اعنی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله فیدل علٰی زمان فیه یظهر برکات فی الارض من کل جهة کما ذکرناہ آنفا و هو زمان المسیح الموعود والمهدی المعهود والمسجد الاقصٰی هو المسجد الذی بناہ المسیح الموعود فی القادیان سمی اقصٰی لبعدہ من زمان النبوة ولما وقع فی اقصٰی طرف من زمن ابتداء الاسلام فتدبر هذا المقام فانه اودع اسرارًا من اللہ العلام۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج تین قسم پر منقسم ہے۔ سیر مکانی اور سیر زمانی اور سیر لامکانی ولازمانی۔ سیر مکانی میں اشارہ ہے طرف غلبہ اور فتوحات کے۔ یعنے یہ اشارہ کہ اسلامی ملک مکہ سے بیت المقدس تک پھیلے گا اور سیر زمانی میں اشارہ ہے طرف تعلیمات

جو مشرق سے نکلتا ہے ظہور فرمائے گا اور اس کے مقابل پر تثلیث کا چراغ مردہ جو مغرب کی
طرف واقع ہے دن بدن پژمردہ ہوتا جائے گا کیونکہ مشرق سے نکلنا خدا کی کتابوں سے اقبال
کی نشانی قرار دی گئی ہے اور مغرب کی طرف جانا ادبار کی نشانی۔ اور اسی نشانی کی طرف ایماء
کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قادیاں کو جو مسیح موعود کا نزول گاہ ہے دمشق سے مشرق کی طرف
آباد کیا اور دمشق کو اس سے مغرب کی طرف رکھا۔ بڑا دھوکہ ہمارے مخالفوں کو یہ لگا ہے کہ
انہوں نے حدیث کے لفظوں میں یہ دیکھ کر کہ مسیح موعود اس منارہ کے قریب نازل ہوگا جو
دمشق کی شرقی طرف ہے یہ سمجھ لیا کہ وہ منارہ دمشق میں ہی واقع ہے۔ حالانکہ دمشق میں ایسے
منارہ کا وجود نہیں۔ اور یہ خیال نہیں کیا کہ اگر کہا جائے کہ اگر مثلاً فلاں جگہ فلاں شہر کے شرقی
طرف ہے تو کیا ہمیشہ اس سے یہ مراد ہوا کرتا ہے کہ وہ جگہ اس شہر سے پیوستہ ہے۔ اور اگر حدیث
میں ایسے لفظ بھی ہوتے جن سے قطعی طور پر یہی سمجھا جاتا کہ وہ منارہ دمشق کے ساتھ پیوستہ ہے
اور دوسرے احتمال کی راہ نہ ہوتی تاہم ایسا بیان دوسرے قرائن کے مقابل پر قابل قبول نہ ہوتا۔
مگر اب چونکہ حدیث پر غور کرنے سے صاف طور پر سمجھ آتا ہے کہ اس حدیث کا صرف یہ منشا ہے
کہ وہ منارہ دمشق کے شرقی طرف ہے نہ درحقیقت اس شہر کا ایک حصّہ تو دیانت سے بعید اور
عقلمندی سے دُور ہے کہ خدا تعالیٰ کی ان حکمتوں اور بھیدوں کو نظرانداز کر کے جن کو ہم
نے اس اشتہار میں بیان کر دیا ہے بیوجہ اس بات پر زور ڈالا جائے کہ وہ منارہ جس کے
قریب مسیح کا نزول ہے وہ دمشق میں واقع ہے بلکہ جناب رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس
منارہ سے اُس مسجد اقصیٰ کا منارہ مُراد لیا ہے جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے یعنی مسیح موعود
کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی۔ اور یہ مسجد فی الحقیقت دمشق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۳) اور تاثیرات کے یعنی یہ کہ مسیح موعود کا زمانہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات سے
تربیت یافتہ ہوگا۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اور سیر لا مکانی و لا زمانی میں لشکّ
سیر طرف اعلیٰ درجہ کے قرب اللہ اور معانات کی جس پر دائرہ امکان قرب کا ختم ہے۔ فافہم منہ ٭

سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تا دمشقی مفاسد کی اصلاح کرے اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارۃ المسیح کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لئے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور معہ سود واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے۔ جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی رُوح پھونکی جائے گی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی جو انسان بناتے ہیں بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں خدا تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر

اختیار کیا جائے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہمارے سید رسُول صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جائے وہ اس سے نیکی کرتا ہے۔ ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک نیکی اور بدی نیّت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو تا تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ

یہ اشتہار منارہ کے بننے کے لئے لکھا گیا ہے۔ مگر یاد رہے کہ مسجد کی بعض جگہ کی عمارات بھی ابھی نادرست ہیں۔ اس لئے یہ قرار پایا ہے کہ جو کچھ منارۃ المسیح کے مصارف میں سے بچے گا وہ مسجد کی دوسری عمارت پر لگا دیا جائے گا۔ یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ دلوں کو کھولو اور خدا کو راضی کرو۔ یہ روپیہ بہت سی برکتیں ساتھ لے کر پھر آپ لوگوں کی طرف واپس آئے گا۔ میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا اور ختم کرتا ہوں اور خدا کے سپرد۔

بالآخر میں ایک ضروری امر کی طرف اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس منارہ میں ہماری یہ بھی غرض ہے کہ مینار کے اندر یا جیسا کہ مناسب ہو ایک گول کمرہ یا کسی اور وضع کا کمرہ بنا دیا جائے جس میں کم سے کم سو آدمی بیٹھ سکے اور یہ کمرہ وعظ اور مذہبی تقریروں کے لئے کام آئے گا۔ کیونکہ ہمارا ارادہ ہے کہ سال میں ایک یا دو دفعہ قادیان میں مذہبی تقریروں کا ایک

جلسہ ہوا کرے اور اس جلسہ میں ہر ایک شخص مسلمانوں اور ہندوؤں اور آریوں اور عیسائیوں اور سکھوں میں سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ مگر یہ شرط ہوگی کہ دوسرے مذہب پر کسی قسم کا حملہ نہ کرے۔ فقط اپنے مذہب اور اپنے مذہب کی تائید میں جو چاہے تہذیب سے کہے۔ اس لئے لکھا جاتا ہے کہ ہمارے دوست اس اشتہار کو ہر ایک کاریگر معمار کو دکھلائیں اور اگر وہ کوئی عمدہ نمونہ اس منارہ کا جس میں دونوں مطلب مذکورہ بالا پورے ہو سکتے ہوں تو بہت جلد ہمیں اس سے اطلاع دیں۔ والسّلام

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان ۲۸؍ مئی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار ۲۶×۲۰/۴ کے ۱۰ صفحہ پر ہے)

---

(۲۲۲)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوے

مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سیّدِ کونینِ مصطفےٰ — عیسٰی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلیں گے بچے سانپوں سے بےخوف و بےگزند
یعنے وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائیگا

* نوٹ (ایک زبردست الہام اور کشف) آج ۲ رجون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر میں لکھا تھا۔ اقبال۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ آخری سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا۔ یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے ۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے۔ اس کے یہ معنے مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ ان کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے۔ ہر یک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔ اس کے بعد ۲ رجون ۱۹۰۰ء کو وقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا۔ کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے ۔ جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے۔ یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہو گئی کہ ان کے لئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائے گی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے — کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
طلیعہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں — کر دے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں — اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی — وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی — وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی — وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی — خلقِ خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی — حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی — کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی — وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی — اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی — ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی — نورِ خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی
سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی — نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی
خوانِ تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی — دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی
مولیٰ سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی — دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی — اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی — صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی — بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے — کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو — عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو

اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے ۔ مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے

اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں ۔ روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں

کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں ۔ شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں

تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے ۔ جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے

کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے ۔ باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے

اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے ۔ اس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے

اب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے ۔ تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے

سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں ۔ وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں

پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا ۔ وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا

پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجئے ۔ آیت علیکم انفسکم یاد کیجئے

ایسا گماں کہ مہدی خونی بھی آئے گا ۔ اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا

اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں ۔ بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا ۔ یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے ۔ تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے

تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں ۔ کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں

پر تم نے اُن سے کچھ بھی اُٹھایا نہ فائدہ ۔ مونہہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ

بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں ۔ خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں ۔ حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں

اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں ۔ مخفی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں

آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں ۔ اُس وقت اس کو مونہہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں

تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار ۔ اب اُس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے اُستوار

لوگوں کو یہ بتا دے کہ وقت مسیح ہے — اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا — اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

الـمشتـهـر

مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

۷ جون ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان۔ (یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{4}$ کے ۸ صفحہ پر ہے)

(نوٹ از مرتب :۔ اس نظم کے نیچے عربی خط ممانعت جہاد کا ہے جو درج ذیل ہے)

عربی زبان میں ایک خط

اہل اسلام پنجاب اور ہندوستان اور عرب اور فارس وغیرہ ممالک کی طرف جہاد کی ممانعت کے بارے میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اعلموا ایها المسلمون رحمکم الله ان الله الذی تولّی الاسلام و کفل اموره العظام جعل دینه هذا وُصلة الی حِکَمِه و علومه و وضع المعارف فی ظاهره و مکتومه

(ترجمہ از مرتب)

اے مسلمانو! اللہ تم پر رحم کرے۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہی اسلام کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور وہی اس کے اہم امور کا کفیل ہے۔ اس نے اپنے اس دین کو اپنی حکمتوں اور اپنے علوم کیلئے تعلق کا ذریعہ بنایا ہے اور اس نے اس کے ظاہر و باطن میں معارف رکھے

فمن الحِکَم التی اودعھا ھذا الدین لیزید ھدی المھتدین۔ ھو الجہاد الذی امر بہ فی صدر زمن الاسلام۔ ثم نھی عنہ فی ھذہ الایام۔ والسر فیہ انہ تعالیٰ اذن للذین یقاتلون فی اوّل زمان الملۃ دفعًا لصول الکفرۃ وحفظًا للدین و نفوس الصحبۃ۔ ثمّ انقلب امر الزمان عند عھد الدولۃ البرطانیۃ*۔ وحصل الامن للمسلمین وما بقی حاجۃ السیوف والاَسِنَّۃِ۔ فعند ذٰلک اثّم المخالفون المجاھدین وسلکوھم

* نوٹ: لاشک انا نعیش تحت ھذہ السلطنۃ البرطانیۃ بالحریۃ التامۃ۔ و حُفِظَتْ اموالنا ونفوسنا وملّتنا واعراضنا من ایدی الظالمین بعنایۃ ھذہ الدولۃ فوجب علینا شکر من غمرنا بنوالہ۔ وسقانا کأس الراحۃ بما ترحم الہ۔ و وجب اَنْ نُرِیَ اعداءہ صقال العضب و نوقد لہ لاعلیہ نار الغضب۔ منہ

دیئے ہیں۔ اور ان حکمتوں میں سے جو اس نے اس دین میں ہدایت پانے والوں کی ھدایت کی زیادتی کے لئے ودیعت کی ہیں ایک حکمت جہاد ہے جس کا ابتدائے اسلام میں حکم دیا گیا اور پھر اس زمانہ میں اسے ممنوع قرار دیا گیا۔ اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے اسلام میں ان مسلمانوں کو جن پر حملے کئے جا رہے تھے کفار کے حملوں سے دفاع کے لئے اور دین اسلام اور صحابہ کی جانوں کی حفاظت کے لئے جہاد کی اجازت دے دی تھی لیکن سلطنت برطانیہ کے دَور میں وہ زمانہ بدل گیا* اور مسلمانوں کو امن نصیب ہوا۔ اور اس طرح تلواروں اور نیزوں کی حاجت نہ رہی۔ پس اس وقت مخالفوں نے مجاہدین کو گنہ گار ٹھیرایا۔ اور انہیں ظالموں اور خون بہانے

* نوٹ۔ بیشک ہم اس سلطنت برطانیہ کے زیرسایہ پوری آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس حکومت کی مہربانی سے ہمارے اموال ہماری جانیں ہماری ملّت اور ہماری عزتیں ظالموں کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں پس ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کی مہربانی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ اس نے ہم کو اپنی عمدہ خصائل کی وجہ سے راحت کا جام پلایا ہے تہ دل سے اس کا شکریہ ادا کریں اور ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم اس کے دشمنوں کو تلواروں کی چمک دکھائیں اور اس کے خلاف نہیں بلکہ اس کی خاطر اپنے غصّہ کی آگ کو بھڑکائیں۔ منہ

مسلک ابناء المیت السفاکین۔ ولبس الله علیھم سرّا لغزاۃ والغازین۔ فنظروا الی محاربات الدین کلھا بنظر الزرایۃ۔ ونسبوا کل من غزا الی الجبر والطغیان والغوایۃ فاقتضت مصالح الله ان یضع الحراب والجہاد ویرحم العباد۔ وقد مضت سنتہ ھذہ فی شیع الاولین۔ فان بنی اسرائیل قد طعن فیھم لجہادھم من قبل فبعث الله المسیح فی اٰخر زمن موسٰی و ابدٰی ان الزارین کانوا خاطئین۔ ثم بعثنی ربّی فی اٰخر زمن نبیّنا المصطفٰی۔ وجعل مقدار ھذا الزمن کمقدار زمن کان بین موسٰی وعیسٰی۔ وان فی ذالک لاٰیۃ لقوم متفکرین۔ والمقصود من بعثی وبعث عیسٰی واحد وھو اصلاح الاخلاق ومنع الجہاد۔ واراءۃ الاٰیات لتقویۃ ایمان العباد۔ ولا شک ان وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد۔ فالیوم حرام علی المسلمین ان یحاربوا للدین۔ وان یقتلوا

والوں کے مسلک پر چلنے والا قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے غازیوں کے راز کو مخفی رکھا۔ اس لئے انہوں نے دین کی تمام لڑائیوں کو نکتہ چینی کی نظر سے دیکھا اور ہر مجاہد کو جبر، سرکشی اور گمراہی کی طرف منسوب کیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں نے اس بات کا تقاضا کیا کہ وہ لڑائی اور جہاد کو منسوخ کر دے اور اسی طرح اپنے بندوں پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت پہلے لوگوں میں بھی جاری رہی ہے۔ چنانچہ اس سے قبل بنو اسرائیل پر بھی ان کے جہاد کی وجہ سے طعن کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے زمانہ کے آخر میں حضرت مسیح کو مبعوث کیا اور اس طرح اس نے یہ دکھا دیا کہ نکتہ چینی کرنے والے ہی خطا کار تھے۔ اب میرے رب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے آخر میں مجھے مبعوث کیا اور اس زمانہ کی مقدار کو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیانی زمانہ کی مقدار کے مشابہ بنا دیا اور اس میں سوچ بچار کرنے والوں کے لئے ایک بڑا نشان ہے اور میری بعثت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ایک ہی ہے اور وہ مقصد اصلاح اخلاق اور جہاد کو ممنوع قرار دینا اور بنی نوع انسان کے ایمان کی تقویت کے لئے نشانات کا دکھانا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ میں اور اس ملک میں جہاد کی وجوہ معدوم ہیں اور آج مسلمانوں پر دین کے لئے شریعت اسلامیہ کے منکرین سے لڑائی کرنا

من كفر بالشرع المتين۔ فان الله صرح حرمة الجهاد عند زمان الامن والعافية
وتلاه الرسول الكريم بانه من المناهي عند نزول المسيح في الامة۔ ولا يخفى ان الزمان
قد بدّل احواله تبديلاً صريحًا۔ وترك طورًا قبيحًا۔ ولا يوجد في هذا الزمان ملك يظلم
مسلمًا لاسلامه ولا حاكم يجور لدينه في احكامه۔ فلاجل ذالك بدّل الله حكمه في
هذه الاوان۔ ومنع ان يحارب للدين او تقتل نفسٌ لاختلاف الاديان۔ وامر ان
يتم المسلمون حججهم على الكفّار۔ ويضعوا البراهين موضع السيف البتّار۔ و
يتوردوا موارد البراهين البالغة۔ ويعلوا قنن البراهين العالية حتى تطأ اقدامهم
كل اساس يقوم عليه البرهان۔ ولا يفوتهم حجة تسبق اليه الاذهان۔ ولا
سلطان يرغب فيه الزمان۔ ولا يبقى شبهة يولدها الشيطان۔ وان يكونوا في

حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امن و عافیت کے زمانہ میں جہاد کی حرمت کی تصریح فرما دی ہے اور رسول
کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کھول کر بیان کر دی ہے کہ امت اسلامیہ میں مسیح کے نزول کے وقت
جہاد ممنوع ہوگا۔ اور یہ بات مخفی نہیں کہ زمانہ کے حالات صریح طور پر بدل گئے ہیں اور اس نے برا
طریق ترک کر دیا ہے اور اس زمانہ میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں پایا جاتا جو ایک مسلمان پر صرف اسلام کی
وجہ سے ظلم کرتا ہو اور نہ کوئی ایسا حاکم ہے جو اپنے احکام میں محض اس کے دین کی وجہ سے اس پر ظلم
کرتا ہو اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے اس حکم کو بدل دیا اور اس نے اس بات سے منع کر دیا
کہ دین کی خاطر جنگ و جدال کی جائے یا کسی شخص کو محض اختلاف دین کی وجہ سے قتل کیا جائے۔
اور اس نے حکم دیا کہ مسلمان کفار پر اتمام حجت کریں اور دلائل کو تیز دھار والی تلواروں کی جگہ دیں۔ اور
بلیغ براہین کے گھاٹوں پر وارد ہوں اور براہین عالیہ کی چوٹیوں پر چڑھیں تا ہر وہ بنا ان کے قدموں کے
نیچے ہو جس پر برہان قائم ہے اور ان سے کوئی ایسی حجت فوت نہ ہو جس کی طرف اذہان سبقت لے جائیں
اور نہ کوئی ایسی دلیل فوت ہو جس میں زمانہ رغبت کرے اور شیطان کا پیدا کردہ کوئی شبہ باقی نہ رہے اور

اتمام الحجج مستشفين۔ واراد ان يصيد شوارد الطبائع المتنفرة من مسئلة الجهاد۔ وينزل ماء الآي على القلوب المجدبة كالعهاد۔ ويغسل وسخ الشبهات و درن الوساوس و سوء الاعتقاد۔ فقدر للاسلام وقتًا كابّان الربيع وهو وقت المسيح النازل من الرقيع۔ ليجرى فيه ماء الآيات كالينابيع۔ و يُظهر صدق الاسلام ويُبيّن انّ المتزرين كانوا كاذبين۔ وكان ذالك واجبًا فى علم الله ربّ العالمين۔ ليعلم النّاس ان تضوّع الاسلام وتبيعوعته كان من الله لا من المحاربين۔ و انّى انا المسيح النازل من السماء۔ و ان وقتى وقت ازالة الظنون وادارة الاسلام كالشمس فى الضياء۔ ففكّروا ان كنتم عاقلين۔ وترون ان الاسلام قد وقعت حذته اديان كاذبة يُسعى

اتمام حجت کے سلسلہ میں وہ دوسروں کی شفاء کا موجب بن جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا۔ کہ مسئلہ جہاد سے نفرت کرنے والی غیر مانوس طبائع کو شکار کرے اور موسم بہار کی پہلی بارش کی مانند خشک اور بنجر زمین سے مشابہ دلوں پر نشانات کی بارش نازل کرے۔ اور شبہات کی مَیل، وساوس کی گندگی اور اعتقاد کے فساد اور برائی کو دھودے۔ پس اس نے اوائل موسم بہار کی مانند اسلام کے لئے وقت مقدر کیا۔ اور وہ آسمان سے نازل ہونے والے مسیح کا وقت ہے۔ تا اس میں چشموں کی مانند نشانات کا پانی بہے اور اسلام کی سچائی کو ظاہر کرے اور واضح کرے کہ نکتہ چین لوگ جھوٹے تھے۔ اور اللہ ربّ العالمین کے علم میں ضروری تھا تا وہ لوگوں کو بتائے کہ اسلام کی مہک اور اس کی اشاعت کے سامان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں گے نہ کہ لڑنے والوں کی طرف سے۔ اور مَیں ہی وہ مسیح ہوں جو آسمان سے اُترا ہوں اور میرا زمانہ وساوس وظنون کو زائل کرنے اور اسلام کی روشنی میں سورج کی مانند دکھانے کا زمانہ ہے۔ پس اگر تم عقل سے کام لینے والے ہو تو فکر اور سوچ سے کام لو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ اسلام کے مقابل ایسے ادیان ہیں جن کو سچا قرار دینے کی

لتصديقها۔ واعين كليلة يجاهد لتبريقها۔ وان اهلها اخذوا طريق الرفق والحلم فى دعواتهم۔ وارو التواضع والذل عند ملاقاتهم۔ وقالوا ان الاسلام اولع فى الابدان المدیٰ۔ ليبلغ القوة والعلى۔ وانا ندعوا الخلق متواضعين۔ فرأى الله كيدهم من السماء۔ وما اريد من البهتان والازدراء والافتراء۔ فجلى مطلع هذا الدين بنور البرهان۔ وارى الخلق انه هو القائم والشائع بنور ربه لا بالسيف والسنان۔ ومنع ان يقاتل فى هذا الحين۔ وهو حكيم يعلمنا ارتضاع كأس الحكمة والعرفان۔ ولا يفعل فعلاً ليس من مصالح الوقت والأوان۔ ويرحم عباده ويحفظ القلوب من الصداء والطبائع من الطغيان۔ فانزل مسيحه الموعود والمهدى المعهود۔ ليعصم قلوب الناس

کوشش کی جاتی ہے۔ اور ایسی کمزور نظر آنکھیں ہیں جن کو تیز نظر ثابت کرنے کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ اور ان ادیان کے پیروؤں نے اپنی تبلیغ میں رفق اور بردباری کا طریق اختیار کیا ہے۔ اور وہ اپنی ملاقات میں تواضع اور تذلّل کو دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام نے طاقت اور بلندی کے حصول کے لئے ابدان میں چھرے گھونپے ہیں۔ اور ہم مخلوق کو تواضع سے بلاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ان کی اس تدبیر کو دیکھا اور اس کو بھی جو بہتان۔ تحقیر اور افتراء کے متعلق ان کے ارادے تھے۔ اس نے اس دین کے چہرہ کو براہین کے نور سے روشن کیا اور اس نے مخلوق کو دکھایا کہ یہ اپنے رب کے نور کی وجہ سے نہ کہ تلوار اور نیزہ سے قائم رہے گا اور پھیلے گا۔ اور اس نے اس زمانہ میں لڑائی ممنوع قرار دے دی۔ اور وہ حکیم ہے جو ہمیں حکمت اور عرفان کا پیالہ پینا تو سکھاتا ہے لیکن کوئی ایسا فعل نہیں کرتا جو وقت اور زمانہ کی مصلحت کے خلاف ہو۔ اور وہ اپنے بندوں پر رحم کرتا اور ان کے دلوں کی زنگ سے حفاظت کرتا اور طبائع کی سرکشی سے بچاتا ہے۔ اس لئے اس نے اپنے موعود مسیح اور مہدی معہود کو اتارا تا وہ لوگوں کے دلوں کو شیطانی

من وساوس الشیطان۔ و تجارتھم من الخسران۔ ولیجعل المسلمین کرجل
ھَیِمَن ما اصطفاہ۔ واصاب ما اصباہ۔ فثبت ان الاسلام لایستعجل السیف
والسہام عند الدعوۃ۔ ولا یضرب الصعدۃ۔ ولکن یأتی بدلائل تحکی الصعدۃ فی
اعدام الفریۃ۔ وکانت الجلجۃ قد اشتدت فی زمننا لرفع الالتباس لیعلم النّاس
حقیقۃ الامر ویعرفوا السرّ کالاکیاس۔ والاسلام مشرب قد احتویٰ کل نوع
حفادۃ۔ والقرآن کتاب جمع کل حلاوۃ وطلاوۃ۔ ولکن الاعداء لا یرون
من الظلم والضیم۔ وینسابون انسیاب الایم۔ مع ان الاسلام دین خصّہ
اللہ بھذہ الاثرۃ۔ وفیہ برکات لا یبلغھا احد من الملۃ۔ وکان الاسلام فی
ھذا الزمان۔ کمثل معصوم اثّمَ وظُلِمَ بانواع البھتان۔ وطالت الالسنۃ علیہ

وساوس سے اور ان کی تجارت کو گھاٹے سے بچائے اور تا وہ مسلمانوں کو اس شخص کی طرح بنا
دے جو اپنی پسندیدہ ہستی پر عاشق ہو گیا ہو اور اس نے وہ کچھ پا لیا ہو جس نے اس کو فریفتہ بنا دیا
ہو۔ پس ثابت ہوا کہ اسلام تبلیغ میں تلوار اور نیزے کے استعمال میں جلدی نہیں کرتا اور نیزہ نہیں
مارتا بلکہ وہ ایسے دلائل پیش کرتا ہے جو افتراء کے مٹانے میں نیزہ کے مشابہ ہیں اور ہمارے زمانہ میں
وساوس اور شبہات کو دُور کرنے کی حاجت زیادہ شدت اختیار کر گئی ہے تا وہ لوگوں کو حقیقت امر سے
آگاہ کرے اور تا لوگ داناؤں اور ذہین لوگوں کی طرح راز سے واقف ہو جائیں اور اسلام ایک ایسا گھاٹ
ہے جو ہر قسم کے اعزاز اور ہر طرح کی خوشی کے اظہار پر حاوی ہے اور قرآن کریم نے اپنے اندر ہر قسم کی
حلاوت اور شان و شوکت کو جمع کر لیا ہے۔ لیکن دشمن ظلم و جور کو نہیں دیکھتے اور اژدہا کی طرح تیز چلتے ہیں۔
اس کے باوجود اسلام ایک ایسا دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس ترجیح سے مخصوص کیا ہے اور اس میں
ایسی برکات ہیں جن تک کوئی امت نہیں پہنچ سکتی۔ اور اس زمانہ میں اسلام اس معصوم کی مانند ہے جس کو
گنہگار قرار دیا گیا اور انواع و اقسام کے بہتان لگا کر اس پر ظلم کیا گیا اور اس پر زبانیں دراز ہوئیں۔

وصالوا علی حریمہ۔ وقالوا مذہب کان قتل الناس خلاصۃ تعلیمہ فبعثت لیصیب الناس ما فقدوا من سعادۃ الجد۔ ولیخلصوا من الخصم الالدّ۔ وانّی ظھرتُ بریث فی الارض وحلل بارقۃ فی السماء۔ فقیر فی الغبراء وسلطان فی الخضراء۔ فطوبیٰ للذی عرفنی او عرف من عرفنی من الاصدقاء۔ وجئتُ اھل الدنیا ضعیفاً نحیفاً کنحافۃ الصّب۔ وغرض القذف والشتم والسبّ۔ و لکنّی کعق قوی فی العالم الاعلیٰ۔ ولی عذب مذارب فی الافلاک وملک لا یبلیٰ۔ وحسام یضاھی البرق صقالہ۔ ویمزّق الکذب قتالہ۔ ولی صورۃ فی السماء لا یراھا الانسان۔ ولا تدرکھا العینان۔ وانّی من اعاجیب الزمان۔ وانّی طُھرتُ وبدّلتُ وبُعّدتُ من العصیان۔ وکذالک یطھّرُ ویبدّل من

اور اس کے محفوظ حصہ پر لوگوں نے حملہ کیا۔ اور انہوں نے کہا کہ اس کی تعلیم کا خلاصہ لوگوں کو قتل کرنا ہے۔ پس میں مبعوث کیا گیا تا لوگ بزرگی کی گم شدہ سعادت کو پالیں اور تا وہ سخت جھگڑالو قسم کے لوگوں سے نجات پا جائیں۔ اور میں زمین میں بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس اور آسمانوں میں چمکیلے لباس میں ظاہر ہوا ہوں۔ میں زمین میں غریب اور آسمان میں بادشاہ ہوں۔ پس خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے مجھے یا میرے پہچاننے والے دوستوں کو پہچانا۔ اور میں اہل دُنیا کے پاس ایک عاشق کی طرح نحیف و نزار اور لعن طعن اور گالی گلوچ کا نشانہ بن کر آیا ہوں۔ لیکن میں عالم اعلیٰ میں ایک بہادر اور مضبوط انسان ہوں۔ اور میرے لئے آسمانوں میں مرغّن کھانا ہے۔ اور ایسی حکومت ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی۔ اور ایسی صیقل شدہ تلوار ہے جو بجلی کی مانند ہے اور اس کے ساتھ لڑنا جھوٹ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ اور آسمان میں میری ایسی صورت ہے جس کو انسان نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ اُس کو آنکھیں پا سکتی ہیں۔ اور میں عجائبات زمانہ میں سے ہوں۔ اور میں گناہ و نافرمانی سے پاک اور دُور کیا گیا ہوں۔ اور اسی طرح وہ شخص بھی پاک اور تبدیل کر دیا جاتا ہے

احبنی وجاء بصدق الجنان۔ وان انفاسی ھذہ تریاق سمّ الخطیّات۔ وسدٌّ مانع من سوق الخطرات الی سُوْق الشبھات۔ ولا یمتنع من الفسق عبدٌ ابداً الّا الذی احبّ حبیب الرحمان۔ او ذھب منہ الطیبان وعطف الشیب شطاطہ بعد ما کان کقضیب البان۔ ومن عرف اللّٰہ او عرف عبدہ فلا یبقیٰ فیہ شیئٌ من الجد والسنان۔ وینکسر جناحہ ولا یبقیٰ بطش فی الکف والبنان۔ ومن خواص اھل النظر انھم یجعلون الحجر کالعقیان۔ فانھم قوم لا یشقی جلیسھم ولا یرجع رفیقھم بالحرمان۔ فالحمد للّٰہ علیٰ مننہ انہ ھو المنّان۔ ذو الفضل والاحسان۔ واعلموا انی انا المسیح وفی البرکات اسیح۔ وکل یوم تزید البرکات وتزداد الاٰیات۔ والنور یبرق علیٰ بابی۔

کہ مجھ سے محبت کرے اور صدق دل سے میرے پاس آئے اور میرے انفاس خطاؤں کے زہر کا تریاق ہیں اور خطرات کو شبہات کے بازار میں لے جانے سے روکنے والی دیوار ہیں۔ اور فسق و فجور سے کوئی بندہ رُک نہیں سکتا۔ مگر وہی جو خدائے رحمان کے محبوب سے محبت رکھتا ہو یا وہ جس کی دونوں آنکھیں جاتی رہی ہوں اور بڑھاپا اس کے قد و قامت کو جھکا دے بعد اس کے کہ وہ بان درخت کی ٹہنی کی مانند تھا۔ اور وہ شخص جو اللہ تعالےٰ کو یا اس کے بندہ کو پہچان لے اس میں تیزی نہیں رہتی۔ اس کے پَر ٹوٹ جاتے ہیں اور اس کی ہتھیلی اور پوروں میں قوت گرفت نہیں رہتی۔ اور اہل نظر کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ پتھر کو سونے کی مانند بنا دیتے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہم مجلس بے نصیب نہیں رہتا۔ اور جن کا دوست محروم نہیں لوٹتا۔ پس اللہ تعالےٰ کے لئے ہی اس کے احسانوں کی وجہ سے بہت تعریفیں ہیں کہ وہی بہت احسان کرنے والا اور فضل کرنے والا ہے۔ اور جان لو کہ میں ہی مسیح ہوں اور برکات میں چلتا پھرتا ہوں۔ اور ہر روز برکات اور نشانات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور نُور میرے دروازے پر چمکتا ہے

ويأتي زمانٌ يتبرّك الملوك باثوابي ۔ وذالك الزمان زمان قريب و ليس من القادر عجيب ۔

الاختبار اللطيف لمن كان يعدل او يحيف

ايها الناس ان كنتم في شك من امري ۔ ومما اوحي الي من ربي ۔ فناضلوني في انباء الغيب من حضرة الكبرياء ۔ وان لم تقبلوا ففي استجابة الدعاء ۔ و ان لم تقبلوا ففي تفسير القرآن في لسان العربية ۔ مع كمال الفصاحة ۔ و رعاية المُلَح الادبية ۔ فمن غلب منكم بعد ما ساق هذا المساق ۔ فهو خير مني و لا مراء و لا شقاق ۔ ثم ان كنتم تعرضون عن الامرين الاولين ۔

اور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے ۔ اور یہ زمانہ اب قریب ہی ہے اور خدائے قادر سے یہ بات عجیب نہیں ۔

عدل کرنے والے یا ظلم کرنے والے کا لطیف امتحان

اے لوگو! اگر تم میرے معاملہ میں اور اس وحی کے بارہ میں جو میری طرف کی گئی ہے شک میں ہو تو تم مجھ سے ان غیبی پیش گوئیوں میں جو مجھے حضرت کبریاء کی طرف سے دی گئی ہیں مقابلہ کر لو ۔ اور اگر تم اسے قبول نہ کرو تو قبولیت دُعا میں میرا مقابلہ کر لو ۔ اور اگر تم اسے بھی قبول نہ کرو تو مجھ سے تفسیر القرآن میں جو فصیح عربی زبان میں ہو اور جس میں ادبی عمدہ تراکیب کا لحاظ ہو مقابلہ کر لو ۔ پس اس رستہ پر چلنے کے بعد اگر تم میں کوئی مجھ پر غالب آ جائے تو وہ مجھ سے بہتر ہے ۔ اور اس میں کوئی جھگڑا اور اختلاف نہ ہوگا ۔ پھر اگر تم پہلے دو امور سے اعراض کرتے ہو

و تعتذرون و تقولون انا ما اُعطینا عین رؤیۃ الغیب ولا من قدرۃ علٰی اجراء تلک العین۔ فصارعونی فی فصاحۃ البیان مع التزام بیان معارف القرآن۔ واختاروا مسحب نظم الکلام۔ ولتتعجبوا ولا ترھبوا ان کنتم من الأدباء الکرام۔ و بعد ذالک ینظر الناظرون فی تفاضل الانشاء۔ ویحمدون من یستحق الاحماد والایراد ویلعنون من لُعن من السماء۔ فھل فیکم فارس ھذا المیدان۔ ومالک ذالک البستان۔ وان کنتم لا تقدرون علی البیان۔ ولا تکفون حصائد اللسان۔ فلستم علٰی شیءٍ من الصدق والسدادؔ ولیس فیکم الا مادۃ الفساد۔ اتحمون وطیس الجدال۔ مع ھذہ البرودۃ والجمود والجھل والکلال۔ موتوا فی غدیر۔ او بارزونی کقدیر۔ وادونی

اور عذر کرتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ ہمیں غیب بین آنکھ نہیں دی گئی اور نہ اس چشمہ کو جاری کرنے کرنے کی قدرت عطا ہوئی ہے تو تم فصاحت بیان میں معارف قرآنیہ کے بیان کے التزام کے ساتھ مجھے پچھاڑو اور نظم کلام کے راستہ کو اختیار کرو اور چلو اور ڈرو نہیں اگر تم معزز اُدباء سے ہو۔ (تو تم ضرور ایسا کرو گے) اور اس کے بعد دیکھنے والے انشاء پردازی میں ایک دوسرے پر فضیلت ظاہر کرنے کے بارہ میں غور کریں گے اور اس شخص کی تعریف کریں گے جو تعریف کا مستحق ہوگا۔ اور اس شخص پر لعنت کریں گے جو آسمان میں ملعون قرار دیا گیا ہے۔ پس کیا تم میں سے کوئی اس میدان کا شہسوار ہے۔ اور اس باغ کا کوئی مالک ہے۔ اور اگر تم قوت بیان نہیں رکھتے اور بدگوئیوں اور ہتک آمیز باتوں سے نہیں رک سکتے تو تم صدق و سداد پر قائم نہیں۔ اور تم میں فساد کے مادہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیا تم اس برودت ، جمود ، جہالت اور درماندگی کے باوجود لڑائی میں شدت اختیار کر رہے ہو۔ تالاب میں ڈوب مرو یا ایک طاقت ور کی طرح میرے ساتھ مقابلہ کرو۔ اور مجھے اپنی آنکھ دکھاؤ۔ اور

جهنکم۔ ولا تمشوا کضریر۔ واتقوا عذاب ملك خبیر۔ واذکروا اخذ حلیم وبصیر وان لم تنتهوا فیأتی زمانٌ تحضرون عند جلیل کبیر۔ ثم تذوقون ما یذوق المجرمون فی حصیر۔ وان کنتم تدّعون المهارة فی طرق الاشرار۔ ومکائد الکفار۔ فکیدوا کل کید الی قوۃ الاظفار۔ وقلّبوا امری ان کان عندکم ذرّة من الاقتدار۔ واحکموا تدبیرکم۔ وعاقبوا دبیرکم۔ واجمعوا کبیرکم و صغیرکم واستعملوا دقاریرکم۔ وادعوا لهذا الامر مشاهیرکم۔ وکل من کان من المحتالین۔ واسجدوا علی عتبة کل تریع زمن وجابر زمن لیُمدّکم بالمال والعقیان۔ ثم انهضوا بذالك المال وهدّمونی من البنیان۔ ان کنتم علی هدّ هیکل الله قادرین۔ واعلموا ان الله یُخزیکم عند قصد الشر۔ و

اندھے کی طرح نہ چلو۔ اور واقفِ حال چوکنے بادشاہ کے عذاب سے بچو۔ اور علیم و خبیر کی پکڑ کو یاد کرو۔ اور اگر تم نہیں رُکتے تو وہ وقت آنے والا ہے جب تم خدائے جلیل و کبیر کے دربار میں حاضر کئے جاؤ گے۔ پھر وہی چکھو گے جو مجرم جہنّم میں چکھیں گے۔ اور اگر اشرار کے طریقوں اور کفّار کی تدبیروں میں مہارت کے دعویدار ہو تو تم ناخنوں تک زور لگا کر پوری تدبیر کر لو۔ اور اگر تم میں ذرّہ بھی قدرت ہے تو تم میرے معاملہ کو اُلٹا دو۔ اور تم اپنی تدبیر کو محکم کر لو اور اپنے وصا نگے کو بار بار بٹے دو اور اپنے بڑوں اور چھوٹوں کو اکٹھا کرو اور خوب جھوٹ بولو۔ اور اس کام کے لئے اپنے مشاہیر اور ہر ایک حیلہ ساز کو بلا لو۔ اور اپنے ہر بوڑھے سردار اور ہر عادی جابر کی دہلیز پر سجدہ کرو تا وہ مال اور سونے سے تمہاری مدد کریں۔ اور پھر اس مال کو لے کر اُٹھو اور مجھے بنیادوں سے گرا دو۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کی اس بلند اور بالا عمارت کو گرانے پر قدرت رکھتے ہو۔ اور یہ جان لو کہ اللہ تعالےٰ شر کے ارادہ کے وقت تمہیں رسوا کرے گا

يحفظني من الضر۔ ويتم امرہ وينصر عبدہ ولا تضرونه شيئًا ولا تموتن حتى يريكم ما ارٰى من قبلكم كل من عادىٰ اولياءہ من النبيين والمرسلين والمامورين۔ واٰخر امرنا نصر من الله وفتح مبين۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد لله رب العالمين۔

المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

۷ جون سنہ ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

اور مجھے نقصان سے ضرور محفوظ رکھے گا۔ وہ اپنے کام کو پورا کرے گا اور اپنے بندہ کی مدد کریگا۔
اور تم اسے کچھ بھی تکلیف نہ دے سکو گے اور تم اس وقت تک مروگے نہیں
جب تک کہ اللہ تعالےٰ تمہیں وہ سب کچھ نہ دکھادے جو اس نے ہر اس
شخص کو دکھایا جس نے اس کے دوستوں یعنی نبیوں رسولوں
اور ماموروں سے دشمنی کی۔ اور ہمارے کام کا
انجام اللہ تعالےٰ کی نصرت اور کھلی
کھلی فتح ہے اور ہمارا آخری دعویٰ یہی ہے
کہ الحمد للہ رب العالمین۔

(۲۲۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی جماعت کے خاص گروہ کے لئے

منارۃ المسیح کے بارے میں توجہ دہانی اور اس کام کے لئے اُن سے

ایک درخواست

منارۃ المسیح کے بارے میں اس سے پہلے ایک اشتہار[1] شائع ہو چکا ہے۔ لیکن جس کمزوری اور کم توجہی کے ساتھ اس کام کے لئے چندہ وصول ہو رہا ہے اس سے ہرگز یہ امید نہیں کہ یہ کام انجام پذیر ہو سکے۔ لہذا میں آج خاص طور سے اپنے اُن مخلصوں کو اس کام کے لئے توجہ دلاتا ہوں جن کی نسبت مجھے یقین ہے کہ اگر وہ سچے دل سے کوشش کریں اور جیسا کہ اپنے نفس کے اغراض کے لئے اور اپنے بیٹوں کی شادیوں کے لئے پورے زور سے انتظام سرمایہ کر لیتے ہیں۔ ایسا ہی کا انتظام کریں تو ممکن ہے کہ یہ کام ہو جائے۔ اگر انسان کو ایمانی دولت سے حصہ ہو تو گو کیسے ہی مالی مشکلات کے شکنجہ میں آ جائے تاہم وہ کار خیر کی توفیق پا لیتا ہے۔ نظیر کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ ان دنوں میں میری جماعت میں سے دو ایسے مخلص آدمیوں نے اس کام کے لئے چندہ دیا ہے جو باقی دوستوں کیلئے درحقیقت جائے رشک ہیں۔ ایک ان میں سے منشی عبد العزیز نام ضلع گورداسپور میں

---

[1] یہ اشتہار زیر نمبر ۲۲۱ جلد ہذا کے صفحہ ۲۸۲ پر درج ہے (المرتب)

پٹواری ہیں جنہوں نے باوجود اپنی کم سرمائگی کے ایک سو روپیہ اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سو روپیہ کئی سال کا ان کا اندوختہ ہوگا۔ اور زیادہ وہ قابلِ تعریف اس سے بھی ہیں کہ ابھی وہ ایک اور کام میں سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب اپنے عیال کی بھی چنداں پروا نہ رکھ کر یہ چندہ پیش کر دیا۔ جزاہم اللہ خیرا لجزاء۔ دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے میاں شادیخاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں۔ اور اب اس کام کے لئے دو سو روپیہ چندہ بھیج دیا ہے۔ اور یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائداد پچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ”چونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کر لیں۔ اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا۔ سب بھیج دیا۔ اور درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ شاید ہمارے بعض مخلصوں کو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ منارۃ المسیح کیا چیز ہے اور اس کی کیا ضرورت ہے۔ سو واضح ہو کہ ہمارے سیّد و مولےٰ خیر الاصفیاء خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا اس کا نزول ایک سفید منارہ کے قریب ہوگا جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے دو مرتبہ اسلام میں کوشش کی گئی ہے۔ اوّل ۷۴۱ھ سے پہلے دمشق کی شرقی طرف سنگ مرمر کے پتھر سے ایک منارہ بنایا گیا تھا جو دمشق سے شرقی طرف اور جامع اموی کی ایک جزو تھی اور کہتے ہیں کہ کئی لاکھ روپیہ اس پر خرچ آیا تھا اور بنانے والوں کی غرض یہ تھی کہ تا وہ پیشگوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو جائے۔ لیکن بعد اس کے نصاریٰ نے اس منارہ کو جلا دیا۔ پھر اس حادثہ کے بعد ۷۴۱ھ میں دوبارہ کوشش کی گئی کہ وہ منارہ دمشق کی شرقی طرف پھر طیار کیا جائے۔ چنانچہ اس منارہ کے لئے بھی

غالباً ایک لاکھ روپیہ تک چندہ جمع کیا گیا۔ مگر خدا تعالیٰ کی قضا و قدر سے جامع اموی کو آگ لگ گئی اور وہ منارہ بھی جل گیا۔ غرض دو نوں مرتبہ مسلمانوں کو اس قصد میں ناکامی رہی*۔ اور اس کا سبب یہی تھا کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ قادیان میں منارہ بنے کیونکہ مسیح موعود کے نزول کی یہی جگہ ہے۔ سو اب یہ تیسری مرتبہ ہے اور خدا تعالیٰ نے آپ لوگوں کو موقع دیا ہے کہ اس ثواب کو حاصل کریں۔ جو شخص اس ثواب کو حاصل کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہمارے انصار میں سے ہوگا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ اگرچہ لاکھوں انسان اس جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہو رہے ہیں مگر مقبول دو گروہ ہی ہیں۔

(۱) اول وہ گروہ جنہوں نے بعد اس کے جو مجھے پہچان لیا جو میں خدا کی طرف سے ہوں بہت سے نقصان اُٹھا کر اپنے وطنوں سے ہجرت کی اور قادیان میں اپنے گھر بنا لئے اور اس درد کی برداشت کی جو ترک وطن اور ترک احباب وطن میں ہوا کرتی ہے۔ یہ گروہ مہاجرین ہے۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کا بڑا قدر ہے۔ کیونکہ خدا کے واسطے اپنے وطنوں کو چھوڑنا اور اپنے چلتے ہوئے کاموں کو خاک

---

* اس ملک کے بعض نادان مولویوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ منارہ پر روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے۔ اور پھر اس پر گھنٹہ رکھنا اور بھی اسراف لیکن ہمیں تعجب ہے کہ ایسی گستاخی کی باتیں زبان پر لانے والے پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ یاد رہے کہ اس منارہ کے بنانے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اسی غرض کے لئے پہلے دو دفعہ منارہ دمشق کی شرقی طرف بنایا گیا تھا جو جل گیا۔ یہ اسی قسم کی غرض ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو کسریٰ کے مال غنیمت میں سے سونے کے کڑے پہنائے تھے تا ایک پیشگوئی پوری ہو جائے اور نمازیوں کی تائید اور وقت شناسی کے لئے منارہ پر گھنٹہ رکھنا ثواب کی بات ہے نہ گناہ۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مولوی نہیں چاہتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیشگوئی پوری ہو۔ اگر قادیاں کے منارہ پر راضی نہیں تو چاہیئے کہ دمشق میں جا کر منارہ بنا دیں۔ سنن ابن ماجہ کے صفحہ ۳۰۶ پر جو حافظ ابن کثیر کا حاشیہ منارۃ المسیح کے بارے میں ہے اس کو غور سے پڑھیں اور جہالتوں ضلالتوں سے توبہ کریں۔ منہ

میں ملا دینا اور اپنے وطن کی پیاری مٹی کو خدا کے لئے الوداع کہہ دینا کچھ تھوڑی بات نہیں۔ فطوبیٰ للغرباء المہاجرین۔ دوسرا گروہ انصار ہے۔ اور وہ اگرچہ اپنے وطنوں میں ہیں، لیکن ہر ایک حرکت اور سکون میں ان کے دل ہمارے ساتھ ہیں اور وہ مال سے محض خدا کو راضی کرنے کے لئے مدد دیتے ہیں اور میں ارادہ کرتا ہوں اگر خدا تعالیٰ کا بھی ارادہ ہو کہ اس منارہ کے کسی مناسب پہلو میں ان مہاجرین کے نام لکھوں۔ جنہوں نے محض خدا کے لئے یہ دکھ اپنے اُوپر اُٹھا لیا کہ اپنے پیارے وطنوں کو چھوڑ کر ایک خدا کے مامور کا قرب مکانی حاصل کرنے کے لئے قادیان میں سکونت اختیار کر لی اور ایسا ہی ان انصار کے نام بھی جنہوں نے اپنی خدمت اور نصرت کو انتہا تک پہنچایا اور میرا نور قلب مجھے اس وقت اس بات کی طرف تحریک کرتا ہے جو ایسے مبارک کام کے لئے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہوتی ہے اپنی مخلص جماعت کو اس مالی مدد کی تکلیف دوں جو مومن کے لئے جنت کو واجب کرتا ہے۔ پس میں اسی غرض سے چند مخلصین کے نام ذیل میں لکھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ ہر ایک ان میں سے کم سے کم ایک سو روپیہ اس عظیم الشان کام کے لئے پیش کرے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ اگر انسان بیہودہ عذرات کی طرف مائل نہ ہو اس قدر رقم ان لوگوں کے لئے کچھ مشکل نہیں جو چالیس یا پچاس یا اس سے زیادہ آمدنی رکھتے ہیں۔ مثلاً عورتوں کا زیور ہی ایک ایسی چیز ہے کہ اگر صدق دل ہو تو اس میں سے کچھ ایسے کام کے لئے آسکتا ہے۔ بلکہ دیکھا گیا ہے کہ جب نیک بخت عورتیں اپنے دیندار خاوندوں اور باپوں اور بھائیوں کے مُنہ سے ایسی باتیں سُنتی ہیں تو خود ان کا ایمانی جوش حرکت کرنے لگتا ہے۔ اور بسا اوقات اپنے خاوندوں کے حوصلہ سے زیادہ ایک رقم کثیر پیش کر دیتی ہیں۔ بلکہ بعض عورتیں بعض مردوں سے صدہا درجے اچھی ہوتی اور موت کو یاد رکھتی ہیں۔ وہ خوب جانتی ہیں کہ جبکہ کبھی اس زیور کو چور لے جاتے ہیں یا کسی اور طریق سے تباہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس سے بہتر کیا ہے کہ اس خدا کے لئے جس کی طرف عنقریب کوچ کرنا ہے کوئی حصہ زیور کا خرچ کیا جائے۔ آخر یہ کام اسی جماعت نے کرنا ہے اور دوسرے لوگ اس میں

شریک نہیں ہو سکتے۔ وہ تو اور خیالات میں مبتلا ہیں۔

سو اے مخلصو! خدا تعالےٰ آپ لوگوں کے دلوں کو قوت بخشے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو ثواب حاصل کرنے اور امتحان میں صادق نکلنے کا یہ موقع دیا ہے۔ مال سے محبت مت کرو۔ کیونکہ وہ وقت آتا ہے کہ اگر تم مال کو نہیں چھوڑتے تو وہ تمہیں چھوڑ دے گا۔ مسیح موعود کے لئے جو وہی مہدی آخرالزمان ہے۔ دو پیشگوئیاں تھیں۔ ایک پیشگوئی آسمان کے متعلق تھی جو دعوے میں صادق ہونے کی نشانی تھی جس میں انسانی ہاتھوں کا دخل نہ تھا یعنے رمضان میں چاند کا پہلی رات میں اپنی خسوف کی راتوں میں سے گرہن لگنا اور سورج کا بیچ کے دن میں اپنے کسوف کے دنوں میں گرہن لگنا۔ دوسری پیشگوئی زمین کے متعلق تھی جو مسیح کے نازل ہونے کی نشانی تھی اور وہ یہ کہ دمشق کی شرقی طرف ایک سفید منارہ انسانی ہاتھوں سے طیار ہونا۔ سو وہ پیشگوئی جس میں انسانی ہاتھوں کا دخل نہ تھا۔ یعنے رمضان میں خسوف کسوف مقررہ تاریخوں میں ہونا وہ تو کئی سال گذر چکے کہ ظہور میں آچکی۔ لیکن یہ پیشگوئی جس میں انسانی ہاتھوں کا دخل ہے یعنے منارہ کا طیار ہونا یہ اب تک ظہور میں نہیں آئی اور مسیح موعود کا حقیقی نزول یعنے ہدایت اور برکات کی روشنی کا دُنیا میں پھیلنا✝ یہ اسی پر موقوف ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو یعنے منارہ طیار ہو کیونکہ مسیح موعود

✝ وہ لوگ بڑی غلطی پر ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا تھا اور جسم عنصری کے ساتھ نازل ہوگا۔ یاد رہے کہ یہ خیال سراسر افترا ہے۔ حدیثوں میں اس کا نام و نشان نہیں۔ اگر کسی حدیث رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ مسیح جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا تھا اور پھر کسی وقت جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر سے نازل ہوگا۔ اور چڑھنا اُترنا دونوں امر جسم عنصری کے ساتھ کسی حدیث سے ثابت ہو جائیں تو مجھے خدا تعالےٰ کی قسم ہے کہ مَیں ایسی صحیح حدیث پیش کرنے والے کو **ہزار روپیہ انعام** دوں گا لیکن اگر فقط آسمان کا لفظ بغیر شرط جسم عنصری کے کسی حدیث میں پایا جائے تو وہ مخالف کے لئے

کے لئے جو یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ وہ نازل ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے
کہ بغیر وسیلہ انسانی اسباب کے آسمان سے ایک قوت نازل ہوگی جو دلوں کو حق کی طرف
پھیرے گی اور مراد اس سے انتشار روحانیت اور بارش انوار و برکات ہے۔ سو ابتدا سے
یہ مقدر ہے کہ حقیقت مسیحیہ کا نزول جو نور اور یقین کے رنگ میں دلوں کو خدا کی طرف
پھیرے گا منارہ کی طیاری کے بعد ہوگا۔ کیونکہ منارہ اس بات کے لئے علامت ہوگا
کہ وہ لعنت کی تاریکی جو شیطان کے ذریعہ سے دُنیا میں آئی ہے۔ وہ مسیح موعود کے منارہ
کے ذریعہ سے یعنے نور کے ذریعہ سے دنیا سے مفقود ہو اور منارہ بیضا کی طرح سچائی
چمک اُٹھے اور اونچی ہو۔ خدا کے بعض جسمانی کام اپنے اندر رُوحانی اسرار رکھتے ہیں۔
پس جیسا کہ توریت کے رو سے صلیب پر چڑھنے والا لعنت سے حصّہ لینا تھا۔ ایسا ہی
منارۃ المسیح پر صدق اور ایمان سے چڑھنے والا رحمت سے حصّہ لے گا۔ اور یہ جو لکھا
ہے کہ منارہ کے قریب مسیح کا نزول ہوگا اس کے معنوں میں یہ بات داخل ہے کہ اسی
زمانہ میں جبکہ منارہ طیار ہو جائے گا مسیحی برکات کا زور وشور سے ظہور و بروز ہوگا
اور اسی ظہور و بروز کو نزول کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔ پس جو لوگ اس عظیم الشان
سعادت سے حصّہ لیں گے یہ تو مشکل ہے کہ ان سب کے نام منارہ پر لکھے جائیں لیکن
یہ قرار دیا گیا ہے کہ بہرحال چند مہاجرین کے مقابل پر ایسے تمام لوگوں کے نام لکھے
جائیں گے جنہوں نے کم سے کم سو روپیہ منارہ کے چندہ میں داخل کیا ہو۔ اور یہ نام
ان کے زمانہ دراز تک بطور کتبہ کے منارہ پر کندہ رہیں گے جو آیندہ آنے والی نسلوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۸) مفید نہیں ہوگا کیونکہ آسمان سے نزول اور صعود کا لفظ ہمیشہ روحانی امور
کے لئے آتا ہے۔ اور قرآن شریف میں جو لکھا ہے کہ خدا نے آسمان سے پانی نازل کیا اس کے
یہ معنے ہیں کہ آسمانی تاثیرات سے نازل کیا۔ ورنہ مینہ کا پانی زمین کے ہی بخارات ہیں جو زیادہ
سے زیادہ پانچ یا چھ میل تک اوپر چڑھ سکتے ہیں۔ منہ

کو دعا کا موقع دیتے رہیں گے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

فہرست اسماء چندہ دہندگان

نمبر	نام
۱	حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب طبیب شاہی قادیان
۲	نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ
۳	سیٹھ عبدالرحمن صاحب حاجی اللہ رکھا ساجن کمپنی مدراس
۴	سیٹھ احمد صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس
۵	سیٹھ علی محمد صاحب حاجی اللہ رکھا سوداگر بنگلور
۶	سیٹھ صالح محمد صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس
۷	سیٹھ دالجی لالجی صاحب سوداگر مدراس
۸	شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہاؤس۔ لاہور
۹	محمد شادی جان صاحب چوب فروش سیالکوٹ (انہوں نے للہ روپیہ ادا کر دیا)
۱۰	مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے ایل ایل بی قادیان (انہوں نے ایک سو روپیہ ادا کر دیا)
۱۱	حکیم محمد حسین صاحب مالک کارخانہ مرہم عیسیٰ لاہور
۱۲	مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست جہلم
۱۳	سید فضل شاہ صاحب ٹھیکہ دار لاہور

نمبر	نام	نمبر	نام
۱۴	سید ناصر شاہ صاحب اوورسیئر سڑک کشمیر مقام دومیل	۲۴	مولوی عزیز بخش صاحب بی۔اے ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازیخاں
۱۵	مرزا خدابخش صاحب اہلکار ریاست مالیر کوٹلہ	۲۵	خواجہ جمال الدین صاحب بی۔اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول کشمیر
۱۶	مولوی ظہور علی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن	۲۶	میر حامد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع سیالکوٹ
۱۷	مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن	۲۷	میاں مولا بخش صاحب مالک کارخانہ بوٹ سیالکوٹ
۱۸	مولوی ابو الحمید صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن	۲۸	ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔اے ماسٹر امریکن سکول سیالکوٹ
۱۹	مولوی میر مردان علی صاحب جنرل محاسب حیدر آباد دکن	۲۹	منشی اللہ دتہ صاحب ٹیچر یورپینی سیالکوٹ
۲۰	منشی محمد نصیر الدین صاحب پیشکار ریونیو بورڈ حیدر آباد دکن	۳۰	منشی تاج الدین صاحب اکونٹنٹ ایگزیمینر آفس لاہور
۲۱	مولوی میر محمد سعید صاحب مدرس مدرسہ سرکار نظام حیدر آباد دکن	۳۱	ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن فاضلکا
۲۲	مولوی غلام حسین صاحب سب رجسٹرار پشاور	۳۲	ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن لکھنؤ
۲۳	خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے ایل ایل بی پشاور	۳۳	ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب ایم۔ڈی اسسٹنٹ سرجن نارنول ریاست پٹیالہ

نمبر	نام
۳۴	ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گڑھ شنکر
۳۵	ڈاکٹر رحمت علی صاحب ممباسہ ملک افریقہ
۳۶	شیخ عبد الرحمٰن صاحب کلرک ممباسہ افریقہ
۳۷	منشی نبی بخش صاحب کلرک ممباسہ افریقہ
۳۸	منشی محمد افضل صاحب ٹھیکہ دار ممباسہ افریقہ
۳۹	منشی محمد نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم
۴۰	شیخ غلام نبی صاحب سوداگر راولپنڈی
۴۱	حکیم فضل الدین صاحب قادیان
۴۲	زوجگان حکیم فضل الدین صاحب موصوف
۴۳	خلیفہ نور الدین صاحب تاجر۔ جموں
۴۴	میاں اللہ دتہ صاحب تاجر۔ جموں
۴۵	شیخ عبد الرحمٰن صاحب کلرک آف دی کورٹ ڈویزنل جج ملتان
۴۶	منشی رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ
۴۷	بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار چھاؤنی انبالہ
۴۸	قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار لدھیانہ
۴۹	میاں نبی بخش صاحب سوداگر پشمینہ امرت سر
۵۰	میر ناصر نواب صاحب پنشنر قادیان
۵۱	منشی عبد العزیز صاحب کلرک محکمہ نہر جمن غربی دہلی
۵۲	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ ڈرافٹ مین محکمہ ریلوے دہلی
۵۳	حکیم نور محمد صاحب مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور
۵۴	میاں چراغ الدین صاحب ملازم پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ لاہور
۵۵	چودھری نبی بخش صاحب نمبردار بٹالہ
۵۶	میاں معراج الدین عمر صاحب وارث میاں محمد سلطان صاحب رئیس لاہور

نمبر	نام
۵۷	مرزا افضل بیگ صاحب مختار بٹالہ
۵۸	منشی محمد اکبر صاحب ٹھیکہ دار بٹالہ
۵۹	حکیم فضل الٰہی صاحب محلہ ستھاں لاہور
۶۰	حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور
۶۱	منشی غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر سیالکوٹ
۶۲	صوفی کرم الٰہی صاحب گورنمنٹ پریس شملہ
۶۳	حافظ محمد اسحاق صاحب سب اوورسیر لالیاں ضلع جھنگ
۶۴	شیخ محمد جان صاحب سوداگر وزیرآباد
۶۵	شیخ محمد کرم الٰہی صاحب تھانہ دار بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ
۶۶	مفتی محمد صادق صاحب کلرک اکونٹنٹ جنرل پنجاب لاہور
۶۷	شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان
۶۸	شیخ چراغ الدین صاحب ٹھیکہ دار گجرات
۶۹	راجہ پائندہ خاں صاحب رئیس دارا پور ضلع جہلم

نمبر	نام
۷۰	منشی محمد جان صاحب محرر جیل راولپنڈی برادر حقیقی منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری
۷۱	ماسٹر شیر علی صاحب بی۔اے ہیڈ ماسٹر سکول قادیان
۷۲	منشی گلاب خاں صاحب نقشہ نویس لنڈی کوتل
۷۳	شیخ عطا محمد صاحب سب اوورسیئر فورٹ سنڈیمن بلوچستان
۷۴	بابو روشن دین صاحب سٹیشن ماسٹر اٹک
۷۵	منشی عبداللہ صاحب سنوری پٹواری ماچھی واڑہ
۷۶	منشی حبیب الرحمن صاحب رئیس حاجی پور کپورتھلہ
۷۷	بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر دومیلی
۷۸	مولوی صفدر حسین صاحب ڈسٹرکٹ انجنیر لنگسگور حیدرآباد دکن
۷۹	منشی نبی بخش صاحب سٹور کیپر گورنمنٹ پریس شملہ
۸۰	منشی امام الدین صاحب سب اوورسیئر واٹر ورکس راولپنڈی

نمبر	نام	نمبر	نام
۸۱	شیخ نیاز احمد صاحب تاجر وزیر آباد۔ (للر ادا کر دیا)	۹۱	مولوی محمد اسمٰعیل صاحب تاجر پشمینہ امرتسر
۸۲	قاضی یوسف علی نعمانی پولیس افسر سنگرور	۹۲	محمد ابراہیم صاحب ٹھیکہ دار ممباسہ۔ افریقہ
۸۳	منشی عمر الدین صاحب لدھیانہ۔ کوٹھی سردار عطر سنگھ	۹۳	انوار حسین خانصاحب شاہ آباد ضلع ہردوئی
۸۴	محمد صدیق صاحب معہ پسران میاں جمال الدین صاحب و امام الدین صاحب و خیر الدین صاحب سیکھواں	۹۴	سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار ضلع متھرا
۸۵	منشی محمد بخش صاحب ٹھیکہ دار ساکن کڑیانوالہ۔ گجرات	۹۵	مولوی احمد جان صاحب پنشنر جالندھر
۸۶	مولوی خدا بخش صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس شملہ	۹۶	منشی کرم بخش صاحب پنشنر محلہ راجاں لدھیانہ
۸۷	منشی شمس الدین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس شملہ	۹۷	منشی عبد العزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپور (ایک سو روپیہ ادا کر دیا)
۸۸	چودہری حاکم علی صاحب جلال پور جٹاں	۹۸	مرزا اکبر بیگ صاحب ڈپٹی انسپکٹر ملتان
۸۹	سردار فضل حق صاحب رئیس دھرمکوٹ بگہ۔	۹۹	حاجی مہدی صاحب بغدادی نزیل مدراس
۹۰	مستری احمد الدین صاحب بھیرہ	۱۰۰	مولوی غلام امام صاحب منی پور آسام
		۱۰۱	مولوی محمد اکرم صاحب ساکن کملہ۔ مدرس مالیر کوٹلہ۔ ماسٹر قادر بخش لدھیانہ

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیاں۔ یکم جولائی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{4}$ کے چھ صفحہ پر ہے)

(۳۲۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

جو سخت مکذب ہیں اُن کے ساتھ ایک طریق فیصلہ

مع ان علماء کے جن کا نام ضمیمہ اشتہار ہذا میں درج ہے+

یہ صاحب جن کا نام عنوان میں درج ہے یعنی مہر علی شاہ صاحب ضلع راولپنڈی کے سجادہ نشینوں میں سے ایک بزرگ ہیں۔ وہ اپنے رسمی مشیخت کے غرور سے اس خیال میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح اس سلسلہ آسمانی کو مٹا دیں چنانچہ اسی غرض سے انہوں نے

+ پنجاب اور ہندوستان کے سجادہ نشین یہ عذر نہیں پیش کرسکتے کہ ہم تو جاہل اور علم قرآن اور علم عربیت سے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ پھر تفسیر قرآن مجید اور بلاغت عربیت میں کیا مقابلہ کریں کیونکہ اگر وہ جاہل ہیں تو لوگوں سے بیعت کیوں لیتے ہیں اور مراتب سلوک میں مرتبہ کشف القرآن کیوں رکھا ہوا ہے۔ ماسوا اس کے جبکہ یہ مقابلہ خارق عادت کے طور پر ہے تو علم کی ضرورت ہی کیا ہے کشف اور الہام سے کام لیں جس کا دعوے ہے۔ منہ

دو کتابیں بھی لکھی ہیں جو اس بات پر کافی دلیل ہیں کہ وہ علم قرآن اور حدیث سے کیسے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ اور چونکہ ان لوگوں کے خیالات بالکل پست اور محدود ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے تمام ذخیرہ لغویات میں ایک بھی ایسی بات پیش نہیں کر سکے جس کے اندر کچھ روشنی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف اس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود آسمان سے نازل ہوگا۔ حالانکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اور کسی زمانہ میں حضرت عیسے علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے یا کسی آخری زمانہ میں جسم عنصری کے ساتھ نازل ہوں گے۔ اگر لکھا ہے تو کیوں ایسی حدیث پیش نہیں کرتے۔ ناحق نزول کے لفظ کے اُلٹے معنے کرتے ہیں۔ خدا کی کتابوں کا یہ قدیم محاورہ ہے کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوا۔ دیکھو انجیل یوحنّا باب ۶ آیت ۳۸۔ اور اسی راز کی طرف اشارہ ہے سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر میں اور نیز آیت ذکراً رسولاً میں۔ لیکن عوام جو جسمانی خیال کے ہوتے ہیں وہ ہر ایک بات کو جسمانی طور پر سمجھ لیتے ہیں۔ یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ جیسے حضرت مسیح ان کے زعم میں فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اُتریں گے ایسا ہی ان کا یہ بھی تو عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فرشتوں کے ساتھ آسمان پر گئے تھے بلکہ اس جگہ تو ایک براق بھی ساتھ تھا۔ مگر کس نے آنحضرتؐ کا چڑھنا اور اُترنا دیکھا۔ اور نیز فرشتوں اور براق کو دیکھا؟ ظاہر ہے کہ منکر لوگ معراج کی رات میں نہ دیکھ سکے کہ فرشتے آنحضرت صلے اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر لے گئے۔ اور نہ اُترتے دیکھ سکے۔ اسی لئے انہوں نے شور مچا دیا کہ معراج جھوٹ ہے۔ اب یہ لوگ جو ایسے مسیح کے منتظر ہیں جو آسمان سے فرشتوں کے ساتھ اُترتا نظر آئے گا یہ کس قدر خلاف سنت اللہ ہے۔ سیّد الرسلؐ تو آسمان پر چڑھتا یا اُترتا نظر نہ آیا تو کیا مسیح اُترتا نظر آجائے گا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ کیا ابوبکر صدیقؓ نے سیّد المرسلین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مع فرشتوں کے معراج کی رات

میں آسمان پر چڑھتے یا اُترتے دیکھا؟ یا عمر فاروق ؓ نے اس مشاہدہ کا فخر حاصل کیا؟ یا علیؓ مرتضیٰ نے اس نظارہ سے کچھ حصہ لیا؟ پھر تم کون اور تمہاری حیثیت کیا کہ مسیح موعود کو آسمان سے مع فرشتوں کے اُترتے دیکھو گے٭!! خود قرآن ایسی رویت کا مکذب ہے۔

سو اے مسلمانوں کی نسل ان خیالات سے باز آجاؤ! تمہاری آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوئے اور کسوف خسوف تم نے رمضان میں دیکھ لیا اور صدی میں سے بھی سترہ برس گذر گئے۔ کیا ابتک مفاسد موجودہ کی اصلاح کے لئے مجدد پیدا نہ ہوا۔ خدا سے ڈرو اور ضد اور حسد سے باز آجاؤ۔ اس غیور سے ڈرو جس کا غضب کھا جانے والی آگ ہے۔ اور اگر مہر علی شاہ صاحب اپنی ضد سے باز نہیں آتے تو میں فیصلہ کے لئے ایک سہل طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کے راستباز بندے ہیں ان کے ساتھ تین طور سے خدا کی تائید ہوتی ہے۔

(۱) ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق یعنے مابہ الامتیاز رکھا جاتا ہے اس لئے مقابلہ کے وقت بعض امور خارق عادت ان سے صادر ہوتے ہیں جو حریف مقابل سے صادر نہیں ہو سکتے جیسا کہ آیت ویجعل لکم فرقانا اس کی شاہد ہے۔

(۲) ان کو علم معارف قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا جیسا کہ آیت لایمسہ الا المطہرون اس کی شاہد ہے۔

(۳) ان کی دعائیں اکثر قبول ہو جاتی ہیں اور غیر کی اس قدر نہیں ہوتیں جیسا کہ آیت ادعونی استجب لکم اس کی گواہ ہے۔ سو مناسب ہے کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لئے ایک جلسہ قرار دیا جائے اور اس طرح پر مجھ سے مباحثہ

٭ اس تحقیق سے ثابت ہے کہ اس علامت کا منتظر رہنا کہ جب مسیح موعود کا دعویٰ کرنے والا آسمان سے اُترتا نظر آئیگا تبھی ہم اسکو قبول کریں گے سخت حماقت ہے بلاشبہ ایسا مشاہدہ محال ہے۔ اور اگر جائز ہوتا تو ضرور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میں چڑھتے اور اُترتے دکھائی دیتے۔ پس جو امر محال سے متعلق ہے وہ بھی محال اور باطل ہے۔ منہ

کریں کہ قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورۃ نکالیں اور اس میں سے چالیس آیت یا ساری سورت (اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو) لے کر فریقین یعنی یہ عاجز اور مہر علی شاہ صاحب اوّل یہ دُعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستی پر ہے اُس کو تُو اِس جلسہ میں اس سورۃ کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں عین اسی جلسہ میں لکھنے کے لئے اپنی طرف سے ایک رُوحانی قوت عطا فرما اور روح القدس سے اس کی مدد کر* اور جو شخص ہم دونوں فریق میں سے تیری مرضی کے مخالف اور تیرے نزدیک صادق نہیں ہے اُس سے یہ توفیق چھین لے اور اس کی زبان کو فصیح عربی اور معارف قرآنی کے بیان سے روک لے تا لوگ معلوم کرلیں کہ تُو کس کے ساتھ ہے اور کون تیرے فضل اور تیری رُوح القدس کی تائید سے محروم ہے**۔ پھر اس دُعا کے بعد فریقین عربی زبان میں اس تفسیر کو لکھنا شروع کریں۔ اور یہ ضروری شرط ہوگی کہ کسی فریق کے پاس کوئی کتاب موجود نہ ہو اور نہ کوئی مددگار۔ اور ضروری ہوگا کہ ہر ایک فریق چپکے چپکے بغیر آواز سُنانے کے اپنے ہاتھ سے لکھے تا اس کی فصیح عبارت اور معارف کے سُننے سے دوسرا فریق کسی قسم کا اقتباس یا سرقہ نہ کرسکے۔ اور اس تفسیر کے لکھنے کے لئے ہر ایک فریق کو پورے سات گھنٹے مُہلت

---

* پیر مہر علی شاہ صاحب اپنی کتاب شمس الہدایہ کے صفحہ ۱۸ میں یہ لاف زنی کرچکے ہیں کہ قرآن شریف کی سمجھ ان کو عطا کی گئی ہے۔ اگر وہ اپنی کتاب میں اپنی جہالت کا اقرار کرتے اور فقر کا بھی دم نہ مارتے تو اس دعوت کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اب تو وہ اُن دونوں کمالات کے مدعی ہوچکے ہیں ؎

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار ✿ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار منہ

** یاد رہے کہ ہر ایک نبی یا رسول یا محدث جو نشان اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہے وہی نشان خدا تعالیٰ کے نزدیک معیار صدق و کذب ہوتا ہے اور منکرین کی اپنی درخواست کے نشان معیار نہیں ٹھہر سکتے۔ گو ممکن ہے کہ کبھی شاذو نادر کے طور پر ان میں سے بھی کوئی بات قبول کی جائے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ انہی نشانوں کے ساتھ حجت پوری کرتا ہے جو آپ بغرض تحدی پیش کرتا ہے۔ منہ

دی جائے گی اور نہ تو یہ زانو لکھنا ہوگا نہ کسی پردہ میں۔ ہر ایک فریق کو اختیار ہوگا کہ اپنی تسلی کے لئے فریق ثانی کی تلاشی کر لے اس احتیاط سے کہ وہ پوشیدہ طور پر کسی کتاب سے مدد نہ لیتا ہو اور لکھنے کے لئے فریقین کو سات گھنٹہ کی مہلت ملے گی۔ مگر ایک ہی جلسہ میں اور ایک ہی دن میں اس تفسیر کو گواہوں کے روبرو ختم کرنا ہوگا۔ اور جب فریقین لکھ چکیں تو وہ دونوں تفسیریں بعد دستخط تین اہل علم کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمہ ہوگا سنائی جائیں گی۔ اور ان ہر سہ مولوی صاحبوں کا یہ کام ہوگا کہ وہ حلفاً یہ رائے ظاہر کریں کہ ان دونوں تفسیروں اور دونوں عربی عبارتوں میں سے کونسی تفسیر اور عبارت تائید رُوح القدس سے لکھی گئی ہے اور ضروری ہوگا کہ ان تینوں عالموں میں سے کوئی نہ اس عاجز کے سلسلہ میں داخل ہو اور نہ مہر علی شاہ کا مرید ہو۔ اور مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اس شہادت کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور مولوی عبد اللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی منتخب کریں جو اُن کے مُرید اور پیرو نہ ہوں ×۔ مگر ضروری ہوگا کہ یہ تینوں مولوی صاحبان حلفاً اپنی رائے ظاہر کریں کہ کس کی تفسیر اور عربی عبارت اعلیٰ درجہ اور تائید الٰہی سے ہے۔ لیکن یہ حلف اس حلف سے مشابہ ہونی چاہیئے جس کا ذکر قرآن میں قذف محصنات کے باب میں ہے جس میں تین دفعہ قسم کھانا ضروری ہے۔ اور دونوں فریق پر یہ واجب اور لازم ہوگا کہ ایسی تفسیر جس کا ذکر کیا گیا ہے کسی حالت میں بیس ورق سے کم نہ ہو۔ اور ورق سے مراد اس اوسط درجہ کی تقطیع اور قلم کا ورق ہوگا جس پر پنجاب اور ہندوستان کے صدہا قرآن شریف کے نسخے چھپے ہوئے پائے جاتے ہیں*۔ پس اس طرز کے مباحثہ اور اس

× یہ اس شرط سے کہ مولوی محمد حسین وغیرہ اس دعوت سے گریز کر جائیں جو ضمیمہ اشتہار ہذا میں درج ہیں۔ منہ

* کافی ہوگا جو بیس ورق کا اندازہ اُس قرآن کے ساتھ کیا جائے جو حال میں مولوی نذیر احمد خان صاحب دہلوی نے چھپوایا ہے۔ منہ

طرز کے تین مولویوں کی گواہی سے اگر ثابت ہو گیا کہ درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب تفسیر اور عربی نویسی میں تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں اور مجھ سے یہ کام نہ ہو سکا یا مجھ سے بھی ہو سکا مگر انہوں نے بھی میرے مقابلہ پر ایسا ہی کر دکھایا تو تمام دنیا گواہ رہے کہ میں اقرار کروں گا کہ حق پیر مہر شاہ کے ساتھ ہے اور اس صورت میں میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اس دعوے کے متعلق ہیں جلادوں گا اور اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھ لوں گا۔ میری طرف سے یہی تحریر کافی ہے جس کو میں آج بہ ثبت شہادت بیس گواہاں کے اس وقت لکھتا ہوں لیکن اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا اور مہر علی شاہ صاحب کی زبان بند ہو گئی۔ نہ وہ فصیح عربی پر قادر ہو سکے اور نہ وہ حقایق و معارف سورہ قرآنی میں سے کچھ لکھ سکے یا یہ کہ اس مباحثہ سے انہوں نے انکار کر دیا تو ان تمام صورتوں میں ان پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں اور لازم ہوگا کہ یہ اقرار صاف صاف لفظوں میں بذریعہ اشتہار دس دن کے عرصہ میں شائع کر دیں۔

میں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا کہ جبکہ مہر علی شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی لکھ نہ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفریں کریں۔ کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ اور اگر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی دُعا کریں۔ اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ اُن کی دُعا ہرگز قبول نہیں کرے گا کیونکہ وہ خدا کے مامور اور مرسل کے دشمن ہیں اس لئے آسمان پر ان کی عزت نہیں۔

غرض یہ طریق فیصلہ ہے جس سے تینوں علامتیں متذکرہ بالا جو صادق کے لئے قرآن شریف میں ثابت ہو جائیں گی۔ یعنے فی البدیہہ عربی نویسی سے جس کے لئے بجز ایک گھنٹہ کے سوچنے کے لئے موقع نہیں دیا جائے گا۔ فریق غالب کا وہ مابہ الامتیاز ثابت ہوگا جس کا

فرقان ہے۔ اور قرآنی معارف کے لکھنے سے وہ علامت متحقق ہو جائے گی جو آیت لا یمسہ الا المطہرون کا منشاء ہے۔ اور دعا کے قبول ہونے سے جو پیش از مقابلہ فریقین کریں گے، فریق غالب کا حسب آیت ادعونی استجب لکم مومن مخلص ہونا بپایہ ثبوت پہنچے گا۔ اور اس طرح پر یہ اُمت تفرقہ سے نجات پا جائے گی۔ چاہیئے کہ اس اشتہار کے وصول کے بعد جس کو میں رجسٹری کرا کر بھیجوں گا۔ مہر علی شاہ صاحب دس دن تک اپنی منظوری سے مجھے اطلاع دیں+ لیکن ضروری ہوگا کہ یہ اطلاع ایک چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ سے ہو جس پر میرے اشتہار کی طرح بیس معزز لوگوں کی گواہی ہو اور بحالت مغلوبیت اپنی بیعت کا اقرار بھی درج ہو۔

یاد رہے کہ مقام بحث بجز لاہور کے کہ جو مرکز پنجاب ہے اور کوئی نہ ہوگا۔ اور ایک ہفتہ پہلے مجھے بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے اطلاع دینا ہوگا تا اسی جگہ حاضر ہو جاؤں۔ اگر میں حاضر نہ ہوا تو اس صورت میں میں بھی کاذب سمجھا جاؤں گا۔ انتظام مکان جلسہ پیر صاحب کے اختیار میں ہوگا۔ اگر ضرورت ہوئی* تو بعض پولیس کے افسر بلائے جائیں گے۔

هٰذا ما ارانی ربّی رب السمٰوات العلٰے
فادعوك یا قرنی علٰے بصیرۃ من
ربّی و لعنة الله علٰے من
تخلّف منا او ابٰی۔ والسلام
علٰے من اتبع
الهدٰی

+ دس دن تک پیر مہر علی شاہ صاحب کی طرف سے اشتہار کا شائع ہو جانا ضروری ہے۔ لیکن بلحاظ تفہیم اس اشتہار کے تمام علماء کی اطلاع کے لئے مقابلہ اشاعت اشتہار سے ٹھیک ٹھیک ایک مہینہ بعد ہوگا۔ منہ

* اگر پیر صاحب تجویز مکان سے دستکش ہوں تو پھر یہ تجویز میرے ذمہ ہوگی۔ منہ

تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا

و بینکم و اتقوا اللہ

الذی یسمع

و یریٰ

ؐ

خاکسار

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان

۲۰؍جولائی ۱۹۰۰ء

گواہ شد ند

مولوی حکیم نورالدین صاحب ۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی ۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی
مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی ۔ مولوی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی...
نواب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیرکوٹلہ ۔ حکیم شاہ نواز صاحب راولپنڈی ۔ ماسٹر
مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول تعلیم الاسلام قادیان۔ صاحبزادہ
پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی ۔ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سرسادی
اولاد چار قطب ۔ میر ناصر نواب صاحب گورنمنٹ پنشنر دہلوی حال قادیان۔ ماسٹر عبدالرحمٰن
صاحب ایف۔ اے سیکنڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان ۔ سید فضل شاہ صاحب ٹھیکہ دار۔ مولوی
غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع جہلم ۔ مولوی قطب الدین صاحب کمپونڈر شفاخانہ قادیان۔
مولوی محمد فضل صاحب چنگوی ۔ مولوی عبداللہ صاحب کشمیری۔ مولوی حافظ احمد اللہ خانصاحب
مدرس ہائی سکول قادیان۔ مولوی قاضی سید امیر حسین صاحب مدرس۔ شیخ عبدالرحیم صاحب
سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ قادیان ۔

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

ضمیمہ اشتہار دعوت

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی

پیر مہر علی شاہ صاحب کے ہزارہا مرید یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ علم میں اور حقایق اور معارف دین میں اور علوم ادبیہ میں اس ملک کے تمام مولویوں سے بڑھ کر ہیں۔ اسی وجہ سے مَیں نے اس امتحان کے لئے پیر صاحب موصوف کو اختیار کیا ہے کہ تا ان کے مقابلہ سے خدا تعالےٰ کا وہ نشان ظاہر ہو جائے جو اُن کے مرسلین اور مامورین کی ایک خاص علامت ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ اس ملک کے بعض علماء ناحق کی شیخی سے یہ خیال کریں کہ ہم قرآن شریف کے جاننے اور زبان عربی کے علم ادب میں پیر صاحب موصوف پر فوقیت رکھتے ہیں۔ یا کسی آسمانی نشان کے ظاہر ہونے کے وقت یہ عذر پیش کر دیں کہ پیر صاحب موصوف کا مغلوب ہونا ہم پر حجت نہیں ہے اور اگر ہمیں اس مقابلہ کے لئے بُلایا جاتا تو ضرور ہم غالب آتے۔ اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان تمام بزرگوں کو بھی اس مقابلہ سے باہر نہ رکھا جائے اور خود ظاہر ہے کہ جس قدر مقابلہ کرنے والے کثرت سے میدان میں آئیں گے اسی قدر الٰہی نشان کی عظمت بڑی قوت اور سطوت سے ظہور میں آئے گی۔ اور یہ ایک ایسا زبردست نشان ہوگا کہ آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نظر آئے گا اور ممکن ہے کہ اس سے بعض نیک دل مولویوں کو ہدایت ہو جائے اور وہ اس الٰہی طاقت کو دیکھ لیں جو اس عاجز کے شامل حال ہے۔ لہٰذا اس ضمیمہ کے ذریعہ سے پنجاب اور ہندوستان کے تمام اُن مولویوں کو مدعو کیا جاتا ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ علم تفسیر قرآن اور عربی کے علم ادب اور بلاغت فصاحت میں سرآمد روزگار ہیں۔ مگر شرائط ذیل کی پابندی ضروری ہوگی۔

(۱) اس مقابلہ کے لئے پیر مہر علی صاحب کی بہرحالت شمولیت ضروری ہوگی۔ کیونکہ

خیال کیا گیا ہے کہ وہ علم عربی اور قرآن دانی میں ان تمام مولویوں سے بزرگ اور افضل ہیں۔ لہٰذا کسی دوسرے مولوی کو صرف اس حالت میں قبول کیا جائے گا کہ جب پیر مہر علی شاہ صاحب اس دعوت کو قبول کرکے بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے شائع کر دیں۔ کہ مَیں مقابلہ کے لئے طیار ہوں+ یا مقابلہ کرنے والے علماء کی ایک ایسی جماعت پیش کریں جو چالیس سے کم نہ ہو۔ ہاں ضروری ہوگا کہ دوسرے مولوی صاحبوں کے لئے وقت اور گنجائش نکالنے کے لئے پیر صاحب موصوف مباحثہ کے لئے ایک مہینے سے کم تاریخ مقرر نہ کریں تا اس مدّت تک یاد کرنے کی وجہ پیدا ہو جائے کہ ان تمام مولویوں کو پیر مہر علی شاہ صاحب کے اشتہار سے اطلاع ہو گئی ہے۔ پہلے مَیں نے ایک ہفتہ مقرر کیا تھا مگر اب اس لحاظ سے اس قدر تھوڑی میعاد عام اطلاع کے لئے کافی نہیں۔ ہاں ضروری ہوگا کہ اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد پیر صاحب موصوف دس دن کے اندر اس دعوت کے قبول کے بارے میں ایک عام اشتہار شائع کر دیں۔ اور بہتر ہوگا کہ پانچ ہزار کاپی چھپوا کر بذریعہ چند نامی مولوی صاحبان پنجاب و ہندوستان میں اس معرکہ مباحثہ کی عام شہرت دے دیں۔

(۲) دوسری شرط یہ ہوگی کہ مقام مباحثہ لاہور ہوگا جو صدر مقام پنجاب ہے اور تجویز مکان پیر صاحب کے ذمّہ ہوگی۔ لیکن اگر وہ اپنے اس اشتہار میں جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے تجویز مکان اپنے ذمّہ نہ لیں تو پھر یہ تجویز میرے ذمہ ہوگی اور کچھ حرج نہیں تمام کرایہ مکان مباحثہ کا مَیں ہی دوں گا۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ یہ بحث صرف ایک دن میں ہی ختم ہو جائے گی۔ اور

+ پیر مہر علی شاہ صاحب پر یہ فرض ہوگا کہ اگر وہ اپنے تئیں مرد میدان سمجھیں تو اشتہار ہذا کی اشاعت کی تاریخ سے یعنے اس روز سے جو بذریعہ رجسٹری اشتہار ہذا ان کو پہنچ جائے۔ دس روز کے اندر اپنی طیاری مقابلہ اور قبول شرائط سے ہمیں اور پبلک کو اطلاع دیں۔ منہ

ہر ایک شخص مقابل کو سات گھنٹے تک لکھنے کے لئے مہلت ملے گی۔

(۴) چوتھی یہ شرط ہے کہ جس قدر اس مقابلہ کے لئے مولوی صاحبان حاضر ہوں گے اُن کے لئے ہرگز جائز نہ ہوگا کہ ایک دوسرے کو کسی قسم کی مدد دیں۔ نہ تحریر سے نہ تقریر سے نہ اشارات سے۔ بلکہ ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب ایک مناسب فاصلہ پر ایک دوسرے سے دُور ہو کر بیٹھیں اور ایک دوسرے کی تحریر کو نہ دیکھیں۔ اور جو شخص ایسی حرکت کرے وہ کمرہ مقابلہ سے فی الفور نکال دیا جائے گا۔ اور ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب اپنے ہاتھ سے ہی لکھے۔ ہرگز جائز نہیں ہوگا کہ آپ بولتا جائے اور دوسرا لکھتا جائے کیونکہ اس صورت میں اقتباس اور استراق کا اندیشہ ہے۔

(۵) ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب جب اپنے مضمون کو تمام کریں جو کم سے کم حسب ہدایت اشتہار ہذا بیس ورق کا ہوگا جس میں کوئی عبارت اردو کی نہیں ہوگی بلکہ خالص عربی ہوگی تو اس کے نیچے اپنے پورے دستخط کریں اور اسی وقت ایک ایک نقل اس کی مع دستخط اور نیز مع ایک تصدیقی عبارت جو بدیں مضمون ہو کہ نقل ہذا مطابق اصل ہے، اس عاجز کے حوالہ کر دیں۔ اور یہ میرا بھی فرض ہوگا کہ میں بھی بعد اخذ تمام نقول کے ایک نقل اپنی تحریر بعد ثبت دستخط پیر مہر علی صاحب کو دے دوں٭۔ یہ میرے ذمہ نہیں ہوگا کہ ہر ایک صاحب کو ایک ایک نقل دوں کیونکہ اس تھوڑے وقت میں ایسا ہونا غیر ممکن ہے کہ میں مثلاً پچاس مولویوں کے لئے پچاس نقلیں اپنے ہاتھ سے لکھ کر دوں۔ ہاں ہر ایک مولوی صاحب کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے لئے ایک ایک نقل میرے مضمون کی پیر مہر علی شاہ صاحب سے لے کر خود لکھ لیں۔ مگر یہ اس وقت ہوگا کہ جب اپنے مضمون کی نقل مجھے دے چکیں۔

٭ یہ میرا بھی فرض ہوگا کہ میں بھی اپنے ہاتھ سے لکھ کر دوں۔ اور جائز ہوگا کہ میں اپنا فرض پورا ادا کر کے دوسروں کی نگرانی کے لئے کسی دوسرے کو مقرر کر دوں اور یہی اختیار مخالفین کو ہوگا۔ منہ

(۶) ہر ایک شخص اپنا اپنا مضمون بعد لکھنے کے آپ سُنائے گا یا اختیار ہوگا کہ جس کو وہ پسند کرے وہ سُناوے۔

(۷) اگر سُنانے کے لئے وقت کافی نہیں ہوگا تو جائز ہوگا کہ وہ مضمون دوسرے دن سُنا دیا جائے۔ مگر یہ ضروری شرط ہوگی کہ سُنانے سے پہلے اسی دن اور اسی وقت جبکہ وہ بالمقابل تحریر ختم کر چکے ہوں ایک نقل بعد ثبت دستخط مجھ کو دے دیں اور جائز نہیں ہوگا کہ نقل دینے کے بعد اس مضمون پر کچھ زیادہ کریں یا اصلاح کریں اور سہو و نسیان کا کوئی عذر سُنا نہیں جائے گا۔ اور اس شرط کا ہم میں سے ہر ایک پابند ہوگا۔

(۸) تمام مضامین کے سُنانے کے بعد تین مولوی صاحبان جن کو پیر مہر علی شاہ صاحب تجویز کریں گے اس قسم کے تین مرتبہ کے حلف کے ساتھ جو قذف محصنات کے بارے میں قرآن شریف میں مندرج ہے اپنی رائے ظاہر کریں گے کہ کیا یہ تمام مولوی صاحبان مقابل میں غالب رہے یا مغلوب رہے اور وہ رائے منطبع ہو کر وہی آخری فیصلہ ہمارا اور ہمارے اندرونی مخالفوں کا قطعی طور پر قرار دیا جائے گا۔*

(۹) نویں شرط یہ ہے کہ اگر الٰہی رُعب کے نیچے آ کر پیر مہر علی شاہ صاحب اس مقابلہ سے ڈر جائیں اور دل میں اپنے تئیں کاذب اور ناحق پر سمجھ کر گریز اختیار کر لیں تو اس صورت میں یہ جائز نہیں ہوگا کہ دوسرے مولویوں میں سے صرف ایک یا دو شخص مقابلہ کا اشتہار دیں کیونکہ ایسا مقابلہ بے فائدہ اور محض تضیع اوقات ہے۔ وجہ یہ کہ بعد میں دوسرے مولویوں کے لئے یہ عذر بنا رہتا ہے کہ مقابلہ کرنے والے کیا چیز اور کیا حقیقت تھے یا جاہل اور بے علم تھے۔ لہذا یہ ضروری شرط ہوگی کہ اس حالت میں جبکہ پیر مہر علی شاہ صاحب اپنے مریدوں کو دریائے ندامت میں ڈال کر بھاگ جائیں اور اپنے لئے کنارہ کشی

* اگر بعض مولوی صاحبان جو لاہور سے کسی قدر فاصلہ پر رہتے ہیں یہ عذر پیش کریں کہ ہم بوجہ ناداری لاہور پہنچ نہیں سکتے تو مناسب ہے کہ وہ بطور قرضہ انتظام کرایہ سفر کر کے لاہور پہنچ جائیں۔ اگر فتحیاب ہو گئے تو میں کل کرایہ آمد و رفت ان کی ادا کر دونگا۔ منہ

کا داغ قبول کرلیں تو کم سے کم چالیس نامی مولویوں کا ہونا ضروری ہے جو میدان میں آنے کی درخواست کریں اور ہمیں منظور ہے کہ وہ ان میں سے ہوں جن کے نام ذیل میں لکھے جائیں گے یا اسی درجہ کے اور مولوی صاحبان باہم مل کر اشتہار دیں کہ جو چالیس سے کم نہ ہوں اور اس صورت میں ان سے بپابندی شرائط مذکورہ بالا مقابلہ کیا جائے گا۔

(۱۰) اگر اشتہار ہذا کے شائع ہونے کی تاریخ سے جو ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء ہے ایک ماہ تک نہ پیر مہر علیشاہ صاحب کی طرف سے اس میدان میں حاضر ہونے کے لئے کوئی اشتہار نکلا اور نہ دوسرے مولویوں کے چالیس کے مجمع نے کوئی اشتہار دیا تو اس صورت میں یہی سمجھا جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے اُن سب کے دلوں میں رُعب ڈال کر ایک آسمانی نشان ظاہر کیا کیونکہ سب پر رُعب ڈال کر سب کی زبان بند کر دینا اور ان کی تمام شیخیوں کو کچل ڈالنا یہ کام بجز الٰہی طاقت کے کسی دوسرے سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وتلک عشرۃ کاملۃ من الاشراط التی اردنا ذکرھا۔

اب مَیں ذیل میں ان حضرات مولوی صاحبان کے نام لکھتا ہوں جو اس مقابلہ کے لئے بشرط شمولیت پیر مہر علی شاہ صاحب یا بشرط مجمع چالیس بُلائے گئے ہیں۔ اور اگر ان کے سوا اہل پنجاب اور ہندوستان میں سے یا اُن عربوں میں سے جو نزیل برٹش انڈیا ہوں اس ملک کے کسی گوشہ میں اور مولوی صاحبان موجود ہوں جو مکذّب ہوں تو وہ بھی اس اشتہار میں ایسے ہی مدعو ہیں جیسے یہ لوگ ہیں۔ اور حضرات موصوفین کے نام یہ ہیں۔

(۱) مولوی محمد صاحب۔ لدھیانہ

(۲) مولوی عبدالعزیز صاحب برادر مولوی محمد صاحب لدھیانہ

(۳) مولوی محمد حسن صاحب رئیس لدھیانہ

(۴) مولوی مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی مدرس لودھیانہ

(۵) مولوی شاہدین صاحب مفتی لودھیانہ

(۶) مولوی معظم الدین صاحب مرولہ والہ

ضلع شاہ پور ڈاکخانہ کوٹ مومن
(۷) مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی
معرفت میاں محمد چٹو صاحب
ساکن لاہور
(۸) مولوی غلام حسن صاحب سیالکوٹ
(۹) مولوی محمد خلیل احمد صاحب انبھیٹہ
ضلع سہارنپور
(۱۰) مولوی شاہ محمد حسین صاحب صابری
محب الٰہی سنبل مراد آباد
(۱۱) مولوی نذیر احمد خاں صاحب دہلوی
سابق ڈپٹی کلکٹر پنشنر سرکار نظام
(۱۲) مولوی عبداللطیف صاحب امروہی
مدرس مدرسہ اودے پور میواڑ۔ راجپوتانہ
(۱۳) مولوی ولی محمد صاحب جالندھری
ساکن پتارہ
(۱۴) قاضی عبدالقدوس صاحب
چھاونی بنگلور
(۱۵) مولوی شیخ عبداللہ صاحب ساکن
چک عمر ضلع گجرات تحصیل کھاریاں
(۱۶) مولوی محمد حسن صاحب مفسر ساکن
امروہہ محلہ ملانا۔ ضلع مراد آباد
(۱۷) مولوی عبدالغفار صاحب مفتی
ریاست گوالیر
(۱۸) مولوی عبداللہ صاحب محلہ کھڈہ
کراچی۔
(۱۹) مولوی احمد حسن صاحب مدرس
مدرسہ پانواڑی امروہہ۔ ضلع مراد آباد
(۲۰) مولوی قاسم شاہ صاحب سیفی
مجتہد لاہور
(۲۱) مجتہد صاحب لکھنؤ
(۲۲) مولوی عنایت علی صاحب شیعی
سامانہ ریاست پٹیالہ
(۲۳) مولوی سکندر صاحب شہر میسور
(۲۴) مولوی لطف اللہ صاحب قاضی
القضاۃ حیدر آباد
(۲۵) مولوی نذیر حسین صاحب انبھیٹہ سہارنپور
(۲۶) مولوی عبداللہ صاحب سجادہ نشین
گڑھی پٹھانونکی۔ ضلع راولپنڈی
(۲۷) مولوی محمد حسین صاحب تحصیل چکوال
موضع بھین ضلع جہلم
(۲۸) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری
(۲۹) مولوی کلیم اللہ صاحب۔ مچھیانہ۔ گجرات

(۳۰) مولوی محمد اسحاق صاحب اجرادری پٹیالہ

(۳۱) مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی۔ یا جس مولوی کو وہ اپنا وکیل کریں

(۳۲) مولوی تلطف حسین صاحب دہلوی

(۳۳) مولوی کرامت اللہ صاحب دہلوی محلہ باڑہ۔ بازار صدر

(۳۴) مولوی فضل الدین صاحب گجرات پنجاب

(۳۵) مولوی عبدالوہاب صاحب امام مسجد صدر دہلی

(۳۶) علماء ندوہ لکھنؤ جس عالم کو اپنا وکیل کریں۔

(۳۷) مولوی منشی سلیمان صاحب ملازم ریاست پٹیالہ۔ مولف غایت المرام

(۳۸) مولوی مسیح الزمان صاحب شاہجہانپور یا جو عالم شاہجہان پور کا ہو

(۳۹) مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی حال مدرس بچھرایوں۔ مراد آباد

(۴۰) مولوی محمد شفیع صاحب قصبہ رامپور ضلع سہارنپور

(۴۱) مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی سابق پروفیسر علیگڑھ کالج

(۴۲) مولوی دیدار علی صاحب ریاست الور مسجد دائرہ

(۴۳) شیخ خلیل الرحمن صاحب سرساوہ سہارنپور سجادہ نشین جار قطب ہانسوی

(۴۴) مولوی نظام الدین صاحب قاضی مالیر کوٹلہ

(۴۵) شیخ اللہ بخش صاحب تونسوی سنگھڑ مع جماعت علماء

(۴۶) مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر

(۴۷) قاضی ظفر الدین صاحب پروفیسر

(۴۸) مولوی عبدالحکیم صاحب پروفیسر

(۴۹) مولوی عبداللہ صاحب ساکن جہلو خلیفہ پیر مہر شاہ صاحب گولڑی

(۵۰) مولوی غلام محمد صاحب چکوال جہلم

(۵۱) مولوی ابراہیم صاحب آرہ

(۵۲) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

(۵۳) مولوی شیخ حسین صاحب عرب یمانی بھوپال

(۵۴) مولوی اصغر علی صاحب پروفیسر حمایت اسلام

(۵۵) مولوی محمد بشیر صاحب بھوپال

(۵۶) مولوی عبدالجبار صاحب امرتسر

(۵۷) مولوی احمداللہ صاحب امرتسر

(۵۸) مولوی رسل بابا صاحب امرتسر

(۵۹) مولوی عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلی

(۶۰) مولوی عبدالحق صاحب امرتسر

(۶۱) مولوی عبدالواحد صاحب امرتسر

(۶۲) مولوی منہاج الدین صاحب کوٹ

(۶۳) منشی الٰہی بخش صاحب ملہم بذریعہ الہام تفسیر لکھیں

(۶۴) مولوی احمد صاحب ساکن سکندرپور ہزارہ

(۶۵) قاضی امیر عالم صاحب ساکن سکندرپور ہزارہ

(۶۶) مولوی رشید احمد صاحب گنگوہ ضلع سہارنپور

(۶۷) مولوی الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی

(۶۸) مولوی ابوالخیر صاحب نقشبندی خانقاہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں صاحب خاص دہلی

(۶۹) مولوی احمد علی صاحب واعظ سابق مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارنپور حال مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

(۷۰) مُلّا مانکی صاحب نوشہرہ - پشاور

(۷۱) مولوی عبدالمنان صاحب وزیرآبادی جس عالم بینا کو منتخب فرمادیں

(۷۲) قاضی سلطان محمود صاحب آئی آوان گجرات

(۷۳) مولوی غلام محمد صاحب بگہر والہ مسجد شاہی لاہور

(۷۴) مولوی محمد زکریا صاحب انجمن حمایت اسلام لاہور یا جس مولوی صاحب کو انجمن تجویز کرے

(۷۵) مولوی غلام محمد صاحب ملازم انجمن نعمانیہ لاہور

(۷۶) مولوی غازیخانصاحب گولڑہ۔ راولپنڈی کا

(۷۷) مولوی غلام رسول صاحب قطب ال ۔ گوجرخاں

(۷۸) مولوی مفتی غلام محی الدین گڑھا ڈاکخانہ ڈومیلی۔

(۷۹) مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری حال ملازم شیخ الٰہی بخش صاحب رئیس میرٹھ

(۸۰) مولوی محمود حسن صاحب مدرس اوّل مدرسہ دیوبند

(۸۱) مولوی احمد حسن صاحب کنج پوری صابری دہلی جامع مسجد

(۸۲) مولوی احمد حسن صاحب ایڈیٹر اخبار شحنۂ ہند۔ میرٹھ

(۸۳) مولوی عبدالخالق صاحب جہان خیلان ضلع ہوشیارپور

(۸۴) مولوی عبدالرحمٰن صاحب چھوہردی ضلع ہزارہ

(۸۵) مولوی فقیر محمد عزیز صاحب ترنواہ ضلع ہزارہ

(۸۶) شیخ نظام الدین صاحب سجادہ نشین شاہ نیاز صاحب خاص بریلی

المشتہر

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان ۔ ۲۰؍ جولائی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار $\frac{20\times26}{8}$ کے ۱۴ صفحہ پر ہے)

---

(۲۲۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

اربعین نمبر اوّل

آج مَیں نے اتمام حجت کے لئے یہ ارادہ کیا ہے کہ مخالفین اور منکرین کی دعوت

میں چالیس اشتہار شائع کروں۔* تا قیامت کو میری طرف سے حضرت احدیت میں یہ حجت ہو کہ میں جس امر کے لئے بھیجا گیا تھا اس کو مَیں نے پُورا کیا۔ سو اب میں بکمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتان و آریان یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ مَیں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دُنیا میں بھیجا گیا ہوں اور میرا قدم حضرت عیسٰی علیہ السلام کے قدم پر ہے۔ انہی معنوں سے مَیں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دُنیا میں پھیلاؤں۔ مَیں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اُٹھائی جائے اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں۔ اور مَیں مامور ہوں کہ جہانتک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دُور کر دوں اور پاک اخلاق اور بردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف اُن کو بُلاؤں۔ مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچّائی کا

---

* اس اشتہار کے بعد انشاء اللہ ہر ایک اشتہار پندرہ پندرہ دن کے بعد بشرطیکہ کوئی روک پیش نہ آجائے نکلا کرے گا جبتک کہ چالیس اشتہار پورے ہو جائیں یا جبتک کہ کوئی مخالف صحیح نیت کے ساتھ بغیر گندی حجت بازی کے جس کی بدبو ہر ایک کو آسکتی ہے میدان میں آ کر میری طرح کوئی نشان دکھلا سکے۔ مگر یاد رہے کہ اس مقابلہ میں کسی شخص سے کوئی مباہلہ مقصود نہیں ہے اور نہ کسی مخالف کی ذات کی نسبت کوئی پیشگوئی ہے بلکہ صرف یہ مقابلہ ہوگا کہ کس کے ہاتھ پر خدا تعالےٰ غیب کی باتیں اور خوارق ظاہر کرتا اور دعائیں قبول فرماتا ہے اور ذاتیات اور مباہلہ اور ملاعنہ یہ دونوں امر مستثنیٰ میں داخل رہیں گے اور ہر ایک ایسی پیشگوئی سے اجتناب ہوگا جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو یا کسی خاص شخص کی ذلّت یا موت پر مشتمل ہو۔ منہ

خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ **سچا خدا**۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ ہر چیز اپنے نوع سے محبت کرتی ہے یہانتک کہ چیونٹیاں بھی، اگر کوئی خود غرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف بُلاتا ہے اس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے۔ سو میں نوعِ انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ ہاں ان کی بدعملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں۔ کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اس لئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیزیں نہیں ہیں۔ بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ان تمام دراہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکہ کا نشان ہے۔

یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسُولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مجھے خدا کی پاک اور مطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی موعود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرّف فرمایا۔ اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانہ کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔ غرض میرے ان ناموں پر یہ تین گواہ ہیں۔ میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ مَیں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کرسکے تو مَیں جھُوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اُتر سکے تو مَیں جھُوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلّہ ٹھیر سکے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کرسکے تو مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔

اب کہاں ہیں وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے کہ نعوذ باللہ حضرت سیدنا و سیدُ الوریٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی یا اور کوئی امر خارق عادت ظہور میں نہیں آیا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گذرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک امت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ اگر انسان صرف ایسے مذہب کا پیرو ہو جس میں آسمانی رُوح

کی کوئی ملاوٹ نہیں تو وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ مذہب وہی مذہب ہے جو زندہ مذہب ہو اور زندگی کی رُوح اپنے اندر رکھتا ہو اور زندہ خدا سے ملاتا ہو۔ اور میں صرف یہی دعوےٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالےٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کرکے اور خدا اور اس کے رسول پر سچّی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالےٰ سے یہ نعمت پائے گا۔ مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے۔ اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے۔ اور یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کرسکیں گے۔ پس یہ اسلامی حقیت اور میری حقّانیت کی ایک زندہ دلیل ہے۔

ختم ہوا پہلا نمبر اربعین کا۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

۲۳؍ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

عام لوگوں کو اس بات کی اطلاع کہ

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے

میری دعوت کے جواب میں کیا کارروائی کی

ناظرین آپ لوگ میرے اشتہار کو پڑھ کر دیکھ لیں کہ مَیں نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو یہ لکھا تھا کہ مجھ سے اس طرح پر فیصلہ کر لیں کہ بطور قرعہ اندازی کے قرآن شریف میں سے ایک ایک سُورۃ لی جائے اور اگر وہ سورہ چالیس آیت سے زیادہ ہو تو اس میں سے صرف چالیس آیت سورۃ کے ابتداء سے لی جائیں۔ اور پھر میں اور پیر مہر علی شاہ صاحب بغیر مدد کسی دوسرے کے اس سورہ کی عربی میں تفسیر لکھیں اور جو شخص اس طرح پر غالب قرار پاوے کہ تین گواہ جو وہ بھی پیر مہر علی شاہ صاحب کے فریق میں سے ہوں جیسے مولوی محمد حسین بٹالوی تو اسی کو فتحیاب قرار دیا جاوے۔ تب فریق مغلوب اپنے تئیں کاذب سمجھ لے اور اپنے کذب کا اقرار شائع کر دے اور اس طرح یہ روز کا جھگڑا جو دن بدن موجب تفرقہ ہے فیصلہ پا جائے گا۔ کیونکہ اس سخت مشکل کام میں کہ فصیح عربی میں قرآن شریف کی تفسیر چند گھنٹہ میں بغیر مدد کسی دوسرے شخص اور کتاب کے لکھیں۔ درحقیقت یہ ایسا کام ہے جو بجز تائید رُوح القدس ہرگز انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ اگر پیر صاحب اس طریق فیصلہ کو منظور کر لیتے تو اُن کے لئے بہت بہتر تھا کیونکہ وہ اہل علم بھی کہلاتے ہیں اور اُن کے مریدان کو قطب اور صاحب ولایت بھی سمجھتے ہیں مگر افسوس کہ انہوں نے منظور نہ کیا اور چونکہ کھُلے کھُلے انکار میں ان کی علمیت اور

قطعیت پر داغ لگتا تھا اس لئے ایک چالبازی کی راہ اختیار کر کے یہ حجت پیش کر دی کہ آپ کے شرائط منظور ہیں۔ مگر اوّل قرآن و حدیث کے رُو سے تمہارے عقائد کی نسبت بحث ہونی چاہیئے۔ پھر اگر مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے ساتھ کے دو اَور آدمیوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ تم اس بحث میں حق پر نہیں ہو تو تمہیں میری بیعت کرنی پڑے گی۔ پھر اس کے بعد تفسیر لکھنے کا بھی مقابلہ کر لینا۔ اب ناظرین خود سوچ لیں کہ کیا انہوں نے اس طرز کے جواب میں میری دعوت کو قبول کیا یا رد کیا۔ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کس قسم کا ٹھٹھا اور ہنسی ہے کہ ایسے عقائد کے بحثوں میں جن میں ان کو خود معلوم ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی سب سے اوّل مخالف شخص ہے اُس کی رائے پر فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ اس کا مجھے سچا قرار دینا گویا اپنی قدیم مخالفت کو چھوڑنا ہے۔ ہاں اعجازی مقابلہ پر اس کی قسم کا مدار رکھا جاتا تو یہ صورت اُور تھی کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ خدا تعالیٰ ایک معجزہ کے طور پر ایک فریق کی تائید کرتا تو محمد حسین کیا بلکہ صدہا انسان بے اختیار بول اُٹھتے کہ خدا نے اپنے رُوح القدس سے اس شخص کی مدد کی کیونکہ اس قدر انکشاف حق کے وقت کسی کی مجال نہیں جو جھوٹی قسم کھا سکے ورنہ منقولی مباحثات میں تو عادتاً ایک کودن طبع اپنے تئیں سچ پر سمجھتا ہے اور قسم بھی کھا لیتا ہے۔

ماسوا اس کے پیر صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں رسالہ انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ آیندہ مَیں ایسی منقولی بحثیں ان علماء سے نہیں کروں گا۔ اور پھر کیونکر ممکن ہے کہ مَیں اس عہد کو توڑ دوں۔ اور پیر صاحب کی جماعت کی تہذیب کا یہ حال ہے کہ گندی گالیوں کے کارڈ میرے نام ڈاک کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں۔ ایسی گالیاں کہ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چوہڑہ یا چمار بھی زبان پر نہیں لا سکتا۔ پہلے میرا ارادہ تھا کہ پیر صاحب کا یہ گمان باطل بھی توڑنے کے لئے کہ گویا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے کچھ بحث کر سکتے ہیں اپنے دوستوں میں سے کسی کو بھیج دوں۔ اور اگر حبی فی اللہ فاضل جلیل القدر مولوی سیّد محمد احسن صاحب امروہی پیر صاحب کے ساتھ بحث کرنا قبول فرماتے تو اُن کا فخر تھا کہ ایسے سیّد بزرگوار محدّث اور فقیہ نے اپنے

مقابلہ کے لئے اُن کو قبول کیا۔ مگر افسوس کہ سید صاحب موصوف نے جب دیکھا کہ اس جماعت میں ایسے گندے لوگ موجود ہیں کہ گندی گالیاں اُن کا طریق ہے تو اس کو مشتے نمونہ از خروارے پر قیاس کر کے ایسی مجلسوں میں حاضر ہونے سے اعراض بہتر سمجھا۔ ہاں مَیں نے پیر مہر علی شاہ صاحب کے لئے بطور تحفہ ایک رسالہ تالیف کیا ہے جس کا نام مَیں نے تحفہ گولڑویہ رکھا ہے جب پیر صاحب موصوف اس کا جواب لکھیں گے تو خود لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے دلائل کیا ہیں اور ان کا جواب کیا۔ اب ہم اپنے اُس اشتہار کے مقابل پر جو بنا اس دعوت کی ہے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کا اشتہار لکھ دیتے ہیں۔ ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ آیا ان کا جواب نیک نیتی اور حق پژدہی کی راہ سے ہے یا شطرنج کے کھیلنے والے کی طرح ایک چال ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشــــــــــــــــــــــــتہر

خاکسار:۔ مرزا غلام احمد قادیان۔ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء

---

(۲۲۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی

پیر مہر علیشاہ صاحب کے توجہ دلانے کے لئے آخری حیلہ

ناظرین کو خوب یاد ہوگا کہ مَیں نے موجودہ تفرقہ کے دُور کرنے کے لئے پیر مہر علی شاہ صاحب

کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہم دونوں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے ایک قرآنی سورہ لے کر عربی فصیح بلیغ میں اس کی ایسی تفسیر لکھیں جو قرآنی علوم اور حقایق اور معارف پر مشتمل ہو اور پھر تین کس مولوی صاحبان جن کا ذکر پہلے اشتہار میں درج ہے۔ قسم کھا کر ان دونوں تفسیروں میں سے ایک تفسیر کو ترجیح دیں کہ اس کی عربی نہایت عمدہ اور اس کے معارف نہایت اعلےٰ درجہ کے ہیں۔ پس اگر پیر صاحب کی عربی کو ترجیح دی گئی تو میں سمجھ لوں گا کہ خدا میرے ساتھ نہیں ہے۔ تب ان کے غلبہ کا اقرار کروں گا اور اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اور اس طرح پر فتنہ جو ترقی پر ہے فرو ہو جائے گا۔ اور اگر میں غالب رہا تو پھر میرا دعویٰ مان لینا چاہیئے۔ اب ناظرین خود سوچ سکتے ہیں کہ اس طرح سے بڑی صفائی سے فیصلہ ہو سکتا تھا۔ اور پیر صاحب کے لئے مفید تھا کیونکہ قسم کھانے والا جس کے فیصلہ پر حصر رکھا گیا تھا وہ مولوی مولوی محمد حسین بٹالوی ہے اور دو اُن کے اَور رفیق تھے۔ مگر پیر صاحب نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور اس کے جواب میں یہ اشتہار بھیجا کہ پہلے نصوص قرآنیہ حدیثیہ کے رو سے مباحثہ ہونا چاہیئے اور اس مباحثہ کے حکم وہی مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے دو رفیق تھے۔ اگر وہ قسم کھا کر کہہ دیں کہ اس مباحثہ میں پیر مہر علی شاہ صاحب جیت گئے تو اسی وقت لازم ہوگا کہ میں ان کی بیعت کر لوں۔ پھر بالمقابل تفسیر بھی لکھوں۔ اب ظاہر ہے کہ اس طرح کے جواب میں کیسی چالبازی سے کام لیا گیا ہے۔ مُنہ سے تو وہ میری تمام شرطیں منظور کرتے ہیں مگر تفسیر لکھنے کے امر کو ایک مکر سے ٹال کر زبانی مباحثہ پر حصر کر دیا ہے اور ساتھ ہی بیعت کی شرط لگا دی ہے۔ بہت زور دیا گیا مگر اُن کے مُنہ سے اب تک نہیں نکلا کہ ہاں مجھے بغیر زیادہ کرنے کسی اور شرط کے فقط بالمقابل عربی میں تفسیر لکھنا منظور ہے اور با ایں ہمہ ان کے مُرید لاہور کے کوچہ و بازار میں مشہور کر رہے ہیں کہ پیر صاحب نے سب شرطیں منظور کر لی تھیں۔ اور مرزا ان سے خوف کھا کر بھاگ گیا۔ یہ عجیب زمانہ ہے کہ اس قدر مُنہ پر جھُوٹ بولا جاتا ہے پیر صاحب کا وہ کونسا اشتہار ہے جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ میں کوئی زیادہ شرط نہیں کرتا۔

مجھے بالمقابل عربی فصیح میں تفسیر لکھنا منظور ہے اور اسی پر فریقین کے صدق و کذب کا فیصلہ ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی شرط زائد نہیں لگائی جائے گی۔ ہاں منہ سے تو کہتے ہیں کہ شرطیں منظور ہیں مگر پھر ساتھ ہی یہ حجت پیش کر دیتے ہیں کہ پہلے قرآن اور حدیث کے رُو سے مباحثہ ہوگا۔ اور مغلوب ہو گئے تو اسی وقت بیعت کرنی ہوگی۔ افسوس کہ کوئی صاحب پیر صاحب کی اس چال کو نہیں سوچتے کہ جبکہ مغلوب ہونے کی حالت میں کہ جو صرف مولوی محمد حسین کی قسم سے سمجھی جائیگی میرے لئے بیعت کرنے کا قطعی حکم ہے جس کے بعد میرا عذر نہیں سُنا جائے گا تو پھر تفسیر لکھنے کے لئے کونسا موقع میرے لئے باقی رہا۔ گویا مجھے تو صرف مولوی محمد حسین صاحب کے ان چند کلمات پر بیعت کرنی پڑے گی کہ جو پیر صاحب کے عقائد ہیں وہی صحیح ہیں۔ گویا پیر صاحب آپ ہی فریق مقدمہ اور آپ ہی منصف بن گئے۔ کیونکہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب کے عقائد حضرت مسیح اور مہدی کے بارے میں بالکل پیر صاحب کے مطابق ہیں تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب اور پیر صاحب گویا ایک ہی شخص ہیں، دو نہیں ہیں تو پھر فیصلہ کیا ہوا۔ انہی مشکلات اور انہی وجوہ پر تو مَیں نے بحث سے کنارہ کرکے یہی طریق فیصلہ نکالا تھا جو اس طرح پر ٹال دیا گیا۔ بہرحال اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے گلی کوچے میں پیر صاحب کے مرید اور ہم مشرب شہرت دے رہے ہیں کہ پیر صاحب تو بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے لاہور میں پہنچ گئے تھے مگر مرزا بھاگ گیا اور نہیں آیا۔ اس لئے پھر عام لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ تمام باتیں خلاف واقعہ ہیں بلکہ خود پیر صاحب بھاگ گئے ہیں۔ اور بالمقابل تفسیر لکھنا منظور نہیں کیا اور نہ ان میں یہ مادہ اور نہ خدا کی طرف سے تائید ہے۔ اور مَیں بہرحال لاہور پہنچ جاتا۔ مگر مَیں نے سُنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں۔ اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام

سکے کس طرح مناسب ہے۔ ان لوگوں کا جوش اس قدر بڑھ گیا ہے کہ بعض کارڈ گندی گالیوں کے ان لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچے ہیں جو چوہڑوں چماروں کی گالیوں سے بھی فحش گوئی میں زیادہ ہیں جو میرے پاس محفوظ ہیں۔ بعض تحریروں میں قتل کی دھمکی دی ہے۔ یہ سب کاغذات حفاظت سے رکھے گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ اس درجہ کی گندہ زبانی کو ان لوگوں نے استعمال کیا ہے کہ مجھے امید نہیں کہ اس قدر گندہ زبانی ابوجہل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر یا فرعون نے حضرت موسٰے علیہ السلام کے مقابلے پر دکھلائی ہو۔ پھر بھی اگر پیر صاحب نے اپنی نیت کو درست کر لیا ہے اور سیدھے طور پر بغیر زیادہ کرنے کسی شرط کے وہ میرے مقابل پر عربی میں تفسیر لکھنے کے لئے طیار ہو گئے ہیں تو میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بہرحال اس مقابلے کے لئے جو محض بالمقابل عربی تفسیر لکھنے میں ہوگا لاہور میں اپنے تئیں پہنچاؤں گا صرف دو امر کا خواہشمند ہوں جن پر لاہور میں میرا پہنچنا موقوف ہے۔ (۱) اوّل یہ کہ پیر صاحب سیدھی اور صاف عبارت میں بغیر کسی پیچ ڈالنے یا زیادہ شرط لکھنے کے اس مضمون کا اشتہار اپنے نام پر شائع کر دیں جس پر پانچ لاہور کے معزز اور مشہور ارکان کے دستخط بھی ہوں کہ میں نے قبول کر لیا ہے کہ میں بالمقابل مرزا غلام احمد قادیانی کے عربی فصیح بلیغ میں تفسیر قرآن شریف لکھوں گا اور (۱) پہلے اس طرح پر قرعہ اندازی کی جائے گی کہ تمام قرآنی سورتوں کے متفرق پرچوں پر نام لکھ کر فریقین میں سے ایک فریق کی جھولی میں ڈال دیئے جائیں گے اور وہ فریق ان پرچوں کو پوشیدہ رکھے گا اور دوسرا فریق اس جھولی میں ہاتھ ڈال کر ایک پرچہ نکال لے گا اور اس پرچہ کی سورۃ اگر بہت لمبی ہو گی تو اس میں سے چالیس آیت تک یا پوری سورۃ اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو تفسیر لکھنے کے لئے اختیار کی جائے گی۔ (۲) فریقین کا اختیار ہوگا کہ اپنی تسلی کے لئے ایک دوسرے کی بخوبی تلاشی لے لیں تاکہ کوئی پوشیدہ کتاب ساتھ نہ ہو اور یہ امر موجب رنج نہ سمجھا جائے گا (۳) اگر کوئی فریق کسی ضروری حاجت کے لئے باہر جانا چاہے تو دوسرے فریق کا کوئی نگرانی کرنے والا اس کے ساتھ ہوگا اور وہ تین آدمی سے زیادہ نہ ہوں گے (۴) ہرگز

جائز نہ ہوگا کہ تفسیر لکھنے کے وقت کسی فریق کو کوئی دوسرا مولوی مل سکے بجز کسی ایسے نوکر کے کہ جو مثلاً پانی پلانا چاہتا ہے اور فی الفور خدمت کے بعد واپس جانا ہوگا۔ (۵) فریقین ایک دوسرے کے مقابل دو تین ہاتھ کے فاصلہ پر بیٹھیں گے اس سے زیادہ دُوری نہیں ہوگی تا وہ دونوں ایک دوسرے کے حالات کے نگران رہ سکیں۔ اگر کسی فریق کی کوئی خیانت ثابت ہو تو مقابلہ اسی جگہ ختم ہو جائے گا اور اس فریق کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو اس حالت میں کیا جاتا جو وہ مغلوب رہتا (۶) ہر ایک فریق اپنی تفسیر کے دو دو ورق لکھ کر ان کی نقل فریق ثانی کو بعد دستخط دیتا رہے گا اور اسی طرح اخیر تک دو دو ورق دیتا جائے گا۔ تا یک دفعہ نقل لکھنے میں کسی خیانت کا کسی فریق کو موقع نہ ملے۔ (۷) تفسیر کے بہرحال بیس ورق ہوں گے اس قلم اور تقطیع کے موافق جو مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کا قرآن شریف شائع ہوا ہے (۸) صبح کے چھ بجے سے ایک بجے تک یا اگر کوئی ہرجہ پیش آجائے تو دو بجے تک دونوں فریق لکھتے رہیں گے (۹) ہرگز اختیار نہ ہوگا کہ کوئی فریق اپنے پاس کوئی کتاب رکھے یا کسی مددگار کو پاس بٹھا دے یا کسی اشارہ کنایہ سے مدد لے۔ (۱۰) تفسیر میں کوئی غیر متعلق بات نہیں لکھی جائے گی۔ صرف قرآن شریف کی اُن آیات کی تفسیر ہوگی جو قرعہ اندازی سے نکلی ہیں۔ اگر کوئی اس شرط کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ بھی مغلوب سمجھا جائے گا۔ (۱۱) اس بات پر کوئی بات زیادہ نہیں کی جائے گی کہ فریقین بالمقابل بیٹھ کر عربی میں تفسیر لکھیں اور نہ یہ کہا جائے گا کہ اوّل کوئی بحث کر لو یا کوئی اور شرائط قائم کر لو۔ فقط عربی میں تفسیر لکھنا ہوگا و بس۔ (۱۲) جب دونوں فریق قرعہ اندازی سے معلوم کر لیں کہ فلاں سُورۃ کی تفسیر لکھنی ہے تو اختیار ہوگا کہ قبل لکھنے کے گھنٹہ یا دو گھنٹہ تک سوچ لیں مگر کسی سے مشورہ نہیں لیا جائے گا اور نہ مشورہ کا موقعہ دیا جائے گا بلکہ گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد لکھنا شروع کر دیا جائے گا۔

یہ نمونہ اشتہار ہے جس کی ساری عبارت بلا کم و بیش پیر صاحب کو اپنے اشتہاروں میں لکھنی چاہیئے اور اس پر پنج کس معزّزین لاہور کی گواہیاں ثبت ہونی چاہئیں۔ اور چونکہ

موسم برسات ہے اس لئے ایسی تاریخ اس مقابلہ کی لکھنی چاہیئے کہ کم سے کم تین دن پہلے مجھے اطلاع ہو جائے (۲) دوسرا امر جو میرے لاہور پہنچنے کے لئے شرط ہے وہ یہ ہے کہ شہر لاہور کے تین رئیس یعنے نواب شیخ غلام محبوب سبحانی صاحب اور نواب فتح علی شاہ صاحب اور سید برکت علی خاں صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ ایک تحریر بالاتفاق شائع کردیں کہ ہم اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے مریدوں اور ہم عقیدوں اور اُن کے ہم جنس مولویوں کی طرف سے کوئی گالی یا کوئی وحشیانہ حرکت ظہور میں نہیں آئے گی۔ اور یاد رہے کہ لاہور میں میرے ساتھ تعلق رکھنے والے پندرہ یا بیس آدمی سے زیادہ نہیں ہیں۔ مَیں اُن کی نسبت یہ انتظام کرسکتا ہوں کہ مبلغ دو ہزار روپیہ ان تینوں رئیسوں کے پاس جمع کرادوں گا۔ اگر میرے ان لوگوں میں سے کسی نے گالی دی یا زد وکوب کیا تو وہ تمام روپیہ میرا ضبط کردیا جائے۔ مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ وہ اس طرح پر خاموش رہیں گے کہ جیسے کسی میں جان نہیں۔ مگر پیر مہر علی شاہ صاحب جن کو لاہور کے بعض رئیسوں سے بہت تعلقات ہیں اور شاید پیری مریدی بھی ہے ان کو روپیہ جمع کرانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ کافی ہوگا کہ حضرات معزز رئیسان موصوفین بالا ان تمام سرحدی پُرجوش لوگوں کے قول اور فعل کے ذمہ دار ہوجائیں جو پیر صاحب کے ساتھ ہیں اور نیز ان کے دوسرے لاہوری مریدوں خوش عقیدوں اور مولویوں کی گفتار کردار کی ذمہ داری اپنے سر پر لے لیں۔ جو کھلے کھلے طور پر میری نسبت کہہ رہے ہیں اور لاہور میں فتوے دے رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ ان چند سطروں کے بعد جو ہر سہ معزز رئیسان مذکورین بالا اپنی ذمہ داری سے اپنے دستخطوں کے ساتھ شائع کردیں گے اور پیر صاحب کے مذکورہ بالا اشتہار کے بعد پھر مَیں اگر بلا توقف لاہور میں نہ پہنچ جاؤں تو کاذب ٹھہروں گا۔ ہر ایک شخص جو نیک مزاج اور انصاف پسند ہے اگر اس نے لاہور میں پیر مہر علی شاہ صاحب کی جماعت کا شور و غوغا سنا ہوگا اور ان کی گالیوں اور بدزبانیوں اور سخت اشتعال کے حالات کو دیکھا

ہوگا تو وہ اس بات میں مجھ سے اتفاق کرے گا کہ اس فتنہ اور اشتعال کے وقت میں بجز شہر کے رئیسوں کی پورے طور کی ذمہ داری کے لاہور میں قدم رکھنا گویا آگ میں قدم رکھنا ہے۔ جو لوگ گورنمنٹ کے قانون کی بھی کچھ پرواہ نہ رکھ کر علانیہ فتوے پر فتوے میری نسبت دے رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے کیا ان کا وجود خطرناک نہیں ہے اور کیا شرع اور عقل فتویٰ دے سکتے ہیں کہ یہ پُر جوش اور مشتعل لوگوں کے مجمعوں میں بغیر کسی قانونی بندوبست کے مضائقہ نہیں ہے؟

بیشک لاہور کے معزز رئیسوں کا یہ فرض ہے کہ آئے دن کے فتنوں کے مٹانے کے لئے یہ ذمہ داری اپنے سر پر لے لیں اور اپنی خاص تحریروں کے ذریعہ سے مجھے لاہور میں بُلا لیں اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب بالمقابل عربی تفسیر لکھنے سے عاجز ہوں جیسا کہ درحقیقت یہی سچا امر ہے تو ایک اَور سہل طریق ہے جو وہ طرز مباحثہ کی نہیں جس کے ترک کے لئے میرا وعدہ ہے۔ اور وہ طریق یہ ہے کہ اس کی ذمہ داری مذکورہ بالا کے بعد میں لاہور میں آؤں اور مجھے اجازت دی جائے کہ مجمع عام میں جس میں ہر سہ رئیس موصوفین بھی ہوں تین گھنٹہ تک اپنے دعوے اور دلائل کو پبلک کے سامنے بیان کروں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب* اٹھیں اور وہ بھی تین گھنٹے تک پبلک کو مخاطب کرکے یہ ثبوت دیں کہ حقیقت میں قرآن اور حدیث سے یہی ثابت ہے کہ آسمان سے مسیح آئے گا۔ پھر بعد اس کے لوگ ان دونوں تقریروں کا خود موازنہ اور مقابلہ کر لیں گے۔ ان دونوں باتوں میں سے اگر کوئی بات پیر صاحب منظور فرمائیں تو بشرط تحریری ذمہ داری رؤساء مذکورین مَیں لاہور میں آجاؤں گا۔ واللّٰہ علیٰ ما نقول شہید۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

گواہ شد ـــــــــــ مولوی حکیم نورالدین صاحب

گواہ شد ـــــــــــ مولوی عبدالکریم صاحب

گواہ شد ـــــــــــ مولوی سید محمد سعید صاحب حیدرآبادی

* صاحب کی طرف سے کوئی خطاب نہ ہوگا۔ اور جب میں تقریر ختم کر چکوں تو پھر پیر مہر علیشاہ صاحب

گواہ شد صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی
گواہ شد شیخ غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر ضلع سیالکوٹ
گواہ شد کاتب اشتہار منظور محمد لدھیانوی

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیانی ۔ ۲۸؍اگست ۱۹۰۰ء

(یاد رہے کہ جس اشتہار کے شائع کرنے کا نمونہ پیر صاحب کے لئے اس اشتہار میں لکھا گیا ہے یا جو دوسری شرط تین رئیسوں کی ذمہ داری کی بابت لکھی گئی ہے اس میں کوئی ترمیم نہیں ہوگی۔ منہ)

نوٹ:۔ یہ دونوں اشتہار "واقعات صحیحہ" مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب مطبوعہ نومبر ۱۹۰۰ء انوار احمدی پریس لاہور کے صفحات ۵۰ لغایت ۵۶ پر درج ہیں (المرتب)

---

(۲۲۸)

ضمیمہ اربعین نمبر ۲

اعلان

اس امر کا اظہار ضروری سمجھا گیا ہے کہ اربعین ۲ کے صفحہ ۲۰ پر جو تاریخ انعقاد مجمع قرار دی گئی ہے یعنی ۱۵؍اکتوبر ۱۹۰۰ء۔ وہ اس وقت تجویز کی گئی تھی جبکہ ہم نے ۷؍اگست ۱۹۰۰ء کو مضمون لکھ کر کاتب کے سپرد کر دیا تھا۔ لیکن اس اثنا میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ساتھ اشتہارات جاری ہوئے اور رسالہ تحفہ گولڑویہ کے تیار کرنے کی وجہ سے

اربعین نمبر ۲ کا چھپنا ملتوی رہا۔ اس لئے میعاد مذکور ہماری رائے میں اب ناکافی ہے۔ لہذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بجائے ۱۵ر اکتوبر کے ۲۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء قرار دی جائے تاکہ کسی صاحب کو گنجایش اعتراض نہ رہے اور مولوی صاحبان کو لازم ہوگا کہ تاریخ مقررہ کے تین ہفتہ پہلے اطلاع دیں کہ کہاں اور کس موقعہ پر جمع ہونا پسند کرتے ہیں۔ آیا لاہور میں یا امرتسر میں یا بٹالہ میں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جبتک کم از کم چالیس علماء فقراء نامی کی درخواست ہمارے پاس نہیں آئیگی تب تک ہم مقام مقررہ میں وقت مقررہ پر حاضر نہیں ہوں گے۔

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان

۲۹ر ستمبر ۱۹۰۰ء

(ضیاء الاسلام پریس قادیان)

---

(۲۲۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار واجب الاظہار

اپنی جماعت کیلئے اور گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کیلئے

چونکہ اب مردم شماری کی تقریب پر سرکاری طور پر اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ہر ایک فرقہ جو دوسرے فرقوں سے اپنے اصولوں کے لحاظ سے امتیاز رکھتا ہے علیحدہ خانہ میں اس کی

خانہ پُری کی جائے اور جس نام کو اس فرقہ نے اپنے لئے پسند اور تجویز کیا ہے وہی نام
سرکاری کاغذات میں اس کا لکھا جائے۔ اس لئے ایسے وقت میں قرین مصلحت سمجھا گیا
ہے کہ اپنے فرقہ کی نسبت ان دونوں باتوں کو گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یاد دلایا جائے
اور نیز اپنی جماعت کو ہدایت کی جائے کہ وہ مندرجہ ذیل تعلیم کے موافق استفسار کے وقت
لکھوائیں۔ اور جو شخص بیعت کرنے کے لئے مستعد ہے گو ابھی بیعت نہیں کی اس کو بھی چاہیئے
کہ اس ہدایت کے موافق اپنا نام لکھوائے اور پھر مجھے کسی وقت اپنی بیعت سے اطلاع
دے دے۔

یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا
اور رہبر مقرر فرمایا ہے ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس
فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔ بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر
اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے
کہ دین کی اشاعت کے لئے لڑائیاں کی جائیں یا دین کے بغض اور دشمنی کی وجہ سے کسی
کو قتل کیا جائے یا کسی اور نوع کی ایذا دی جائے یا کسی انسانی ہمدردی کا حق بوجہ کسی
اجنبیت مذہب کے ترک کیا جائے۔ یا کسی قسم کی بے رحمی اور تکبّر اور لاپرواہی دکھلائی
جائے بلکہ جو شخص عام مسلمانوں میں سے ہماری جماعت میں داخل ہو جائے اس کا پہلا
فرض یہی ہے کہ جیسا کہ وہ قرآن شریف کے سورہ فاتحہ میں پنجوقت اپنی نماز میں یہ اقرار
کرتا ہے کہ خدا رب العالمین ہے اور خدا رحمان ہے اور خدا رحیم ہے اور خدا ٹھیک
ٹھیک انصاف کرنے والا ہے، یہی چاروں صفتیں اپنے اندر بھی قائم کرے۔ ورنہ وہ
اس دُعا میں کہ اسی سُورت میں پنجوقت اپنی نماز میں کہتا ہے کہ ایاک نعبد یعنی اے
ان چار صفتوں والے اللہ میں تیرا ہی پرستار ہوں اور تو ہی مجھے پسند آیا ہے۔ سراسر
جھوٹا ہے کیونکہ خدا کی ربوبیت یعنے نوع انسان اور نیز غیر انسان کا مربّی بننا اور ادنیٰ سے

ادنیٰ جانور کو بھی اپنی مربیانہ سیرت سے بے بہرہ نہ رکھنا یہ ایک ایسا امر ہے کہ اگر ایک خدا
کی عبادت کا دعویٰ کرنے والا خدا کی اس صفت کو محبّت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس
کو پسند کرتا ہے یہانتک کہ کمال محبت سے اس الٰہی سیرت کا پرستار بن جاتا ہے، تو
ضروری ہوتا ہے کہ وہ آپ بھی اس صفت اور سیرت کو اپنے اندر حاصل کرلے تا اپنے محبّ
کے رنگ میں آجائے۔ ایسا ہی خدا کی رحمانیت یعنی بغیر عوض کسی خدمت کے مخلوق پر رحم
کرنا یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچّا عابد جس کو یہ دعوے ہے کہ مَیں خدا کے نقش قدم پر
چلتا ہوں ضرور یہ خلق بھی اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی خدا کی رحیمیت یعنے کسی کے
نیک کام میں اس کام کی تکمیل کے لئے مدد کرنا۔ یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچّا عابد جو خدا
کی صفات کا عاشق ہے اس صفت کو اپنے اندر حاصل کرتا ہے۔ ایسا ہی خدا کا انصاف
جس نے ہر ایک حکم عدالت کے تقاضا دیا ہے نہ نفس کے جوش سے۔ یہ بھی ایک ایسی صفت
ہے کہ سچا عابد کہ جو تمام الٰہی صفات اپنے اندر لینا چاہتا ہے اس صفت کو چھوڑ نہیں سکتا
اور راستباز کی خود بھاری نشانی یہی ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کے لئے ان چار صفتوں کو پسند
کرتا ہے ایسا ہی اپنے نفس کے لئے بھی یہی پسند کرے۔ لہٰذا خدا نے سُورۃ فاتحہ میں یہی
تعلیم کی تھی جس کو اس زمانہ کے مسلمان ترک کر بیٹھے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ دُنیا میں
اکثر مسلمان باستثناء قدر قلیل کے دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ علماء جو آزادی کے ملکوں میں
رہ کر علانیہ جہاد کی تعلیم کرتے اور مسلمانوں کو اس کے لئے اُبھارتے ہیں اور ان کے
نزدیک بڑا کام دینداری کا یہی ہے کہ نوعِ انسان کو مذہب کے لئے قتل کیا جائے۔
وہ اس بات کو سُنتے ہی نہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ لا اکراہ فی الدّین یعنی دین کو جبر
سے شائع نہیں کرنا چاہیئے۔ (۲) دوسرا فرقہ مسلمانوں کا یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ خُفیہ
طور پر تو اس پہلے فرقہ کے ہمرنگ ہیں مگر اسی گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے تقریراً یا
تحریراً ظاہر کرتے رہتے ہیں کہ ہم جہاد کے مخالف ہیں۔ اُن کے امتحان کا ایک سہل طریق

ہے مگر اس جگہ اس کے لکھنے کا موقع نہیں۔ جس شخص کو خدا نے قوت کانشنس عطا کی ہے اور نور قلب بخشا ہے وہ ایسے لوگوں کو اس طرح پر پہچان لے گا کہ اُن کے عام تعلقات کس قسم کے لوگوں سے ہیں مگر اس جگہ ہمارا مدّعا صرف اپنا مشن بیان کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم ایسے جہادوں کے سخت مخالف ہیں۔ ہمارے اس الٰہی فرقہ کی مختصر طور پر لائیف یہ ہے کہ خدا نے پہلی قوموں کو دُنیا سے اُٹھا کر دُنیا کو نیکی کا سبق دینے کے لئے ابراہیم کی نسل سے دو سلسلے شروع کئے۔ ایک سلسلہ موسٰی جس کو حضرت موسٰی علیہ السّلام سے شروع کر کے حضرت عیسٰی علیہ السّلام پر ختم کیا گیا۔ دوسرا سلسلہ مثیل موسٰے یعنی سلسلہ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم جو خدا کے اس وعدہ کے موافق ہے جو توریت استثناء باب۱۸ آیت ۱۸ میں کیا گیا تھا۔ یہ سلسلہ موسویہ کی ایک پوری نقل ہے جو مثیل موسٰی سے شروع ہو کر مثیل مسیح تک ختم ہوا۔ اور عجیب تر یہ کہ جو مدت خدا نے موسٰی سے لے کر حضرت عیسٰی علیہ السلام تک رکھی تھی یعنے چودہ سو برس۔ اسی مدت کی مانند اس سلسلہ کی مدت بھی رکھی گئی اور موسوی خلافت کا سلسلہ جس نبی پر ختم ہوا یعنی مسیح پر، نہ وہ بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوا کیونکہ اس کا کوئی اسرائیلی باپ نہ تھا اور نہ وہ موسٰے اور یشوعا کی طرح تلوار کے ساتھ ظاہر ہوا، اور نہ وہ ایسے ملک اور وقت میں جس میں اسرائیلی سلطنت ہوتی پیدا ہوا۔ بلکہ وہ رُومی سلطنت کے ایام میں ان اسرائیلی آبادیوں میں وعظ کرتا رہا جو پیلاطوس کے علاقہ میں تھیں۔ اب جبکہ پہلے مسیح نے نہ تلوار اُٹھائی اور نہ وہ بوجہ نہ ہونے باپ کے بنی اسرائیل میں سے تھا اور نہ اسرائیلی سلطنت کو اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ اس لئے دوسرا مسیح جو انجیل متی ۱۷ باب آیت ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ کے رُو سے پہلے مسیح کے رنگ اور طریق پر آنا چاہیئے تھا جیسا کہ یوحنا نبی ایلیا کے رنگ پہ آیا تھا ضرور تھا کہ وہ بھی قریش میں سے نہ ہوتا جیسا کہ یسوع مسیح بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا۔ اور ضرور تھا کہ دوسرا مسیح اسلامی سلطنت کے اندر پیدا نہ ہوتا اور ایسی سلطنت

کے ماتحت مبعوث ہوتا جو رُومی سلطنت کے مشابہ ہوتی۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ جہانتک ہمیں علم ہے ہم جانتے ہیں کہ ہماری یہ سلطنت برطانیہ (خدا اس پر دین و دُنیا میں فضل کرے) رُومی سلطنت سے نہایت درجہ مشابہ ہے۔ اور ضرور تھا کہ دوسرا مسیح بھی تلوار کے ساتھ نہ آتا۔ اور اس کی بادشاہت صرف آسمان میں ہوتی سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا نے مجھے تلوار کے ساتھ نہیں بھیجا اور نہ مجھے جہاد کا حکم دیا۔ بلکہ مجھے خبر دی کہ تیرے ساتھ آشتی اور صلح پھیلے گی۔ ایک درندہ بکری کے ساتھ صلح کرے گا اور ایک سانپ بچوں کے ساتھ کھیلے گا۔ یہ خدا کا ارادہ ہے گو لوگ تعجب کی راہ سے دیکھیں۔ غرض میں اس لئے ظاہر نہیں ہوا کہ جنگ وجدل کا میدان گرم کروں۔ بلکہ اس لئے ظاہر ہوا ہوں کہ پہلے مسیح کی طرح صلح اور آشتی کے دروازے کھول دوں۔ اگر صلحکاری کی بنیاد درمیان نہ ہو تو پھر ہمارا سارا سلسلہ فضول ہے اور اس پر ایمان لانا بھی فضول۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلا مسیح بھی اس وقت آیا تھا۔* جب یہود میں خانہ جنگیاں کثرت سے پھیل گئی تھیں اور ان کے گھر ظلم اور تعدّی سے بھر گئے تھے

---

* پہلے مسیح کو جو خدا بنایا گیا یہ کوئی صحیح اور واقعی امر نہیں تھا تا دوسرے مسیح میں اس کی مشابہت تلاش کی جائے۔ بلکہ انسانی غلطیوں میں سے یہ بھی ایک غلطی تھی۔ اور اصل فلاسفی اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کوئی نبی نبیوں میں سے خدا کا پیارا نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ولی ولیوں میں سے اس کا محبوب ٹھہر سکتا ہے جب تک کہ ایک مرتبہ موت کا خوف یا موت کے مشابہ اس پر ایک واقعہ وارد نہ ہولے اور اسی پر سُنّت اللہ قدیم سے جاری ہے۔ جب ابراہیم آگ میں ڈالا گیا تو کیا یہ نظارہ صلیب کے واقعہ سے کچھ کم تھا۔ اور جب اس کو حکم ہوا تو اپنے پیارے فرزند کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر۔ تو کیا واقعہ ابراہیم کے لئے اور اس کے اس فرزند کے لئے جس پر چھری چلائی گئی سُولی کی دہشت سے کچھ کم درجہ پر تھا۔ اور یعقوب کے خوف کا وہ نظارہ جبکہ اس کو سُنایا گیا کہ تیرا پیارا فرزند یوسف بھیڑیئے کا لقمہ ہو گیا اور اس کے آگے یوسف کا مصنوعی

اور سخت دلی اُن کی عادت ہو گئی تھی اور سرحدی افغانوں کی طرح وہ لوگ بھی دوسروں کو قتل کر کے بڑا ثواب سمجھتے تھے۔ گویا بہشت کی کُنجی بے گناہ انسانوں کو قتل کرنا تھا۔ تب خدا نے حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد اپنا مسیح اُن میں بھیجا جو لڑائیوں کا سخت مخالف تھا۔ وہ درحقیقت صلح کا شہزادہ تھا اور صلح کا پیغام لایا۔ لیکن بدقسمت یہودیوں نے اس کا قدر نہ کیا۔ اس لئے خدا کے غضب نے عیسیٰ مسیح کو اسرائیلی نبوت کے لئے آخری اینٹ کر دیا اور اس کو بے باپ پیدا کر کے سمجھا دیا کہ اب نبوت اسرائیل میں سے گئی۔ تب خداوند نے یہودیوں کو نالائق پاکر ابراہیم کے دوسرے فرزند کی طرف رُخ کیا۔ یعنی اسمٰعیل کی اولاد میں سے پیغمبر آخر الزمان پیدا کیا۔ یہی مثیلِ موسیٰ تھا جس کا نام محمدؐ ہے۔ اس نام کا ترجمہ یہ ہے کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ خدا جانتا تھا کہ بہت سے نافہم مذمت کرنے والے پیدا ہوں گے اس لئے اس کا نام محمدؐ رکھ دیا جبکہ آنحضرت شکم آمنہ عفیفہ میں تھے۔ تب فرشتہ نے آمنہ پر ظاہر ہو کر کہا تھا کہ تیرے پیٹ میں ایک لڑکا ہے جو عظیم الشان نبی ہوگا۔ اس کا نام محمد رکھنا۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ کی طرح اپنے قوم کے راست بازوں کو درندوں اور خونیوں سے نجات دی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۰) طور پر خون آلودہ کُرتہ ڈال دیا گیا اور پھر مدت دراز تک یعقوب کو ایک مسلسل غم میں ڈالا گیا۔ کیا یہ نظارہ بھی کچھ کم تھا۔ اور جب یوسف کو مشکیں باندھ کر کوئیں میں پھینک دیا گیا تو کیا یہ دردناک نظارہ اس نظارہ سے کچھ کم تھا جب مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور پھر کیا نبی آخر الزمان کی مصیبت کا وہ نظارہ کہ جب غار ثور کا ننگی تلواروں کے ساتھ محاصرہ کیا گیا کہ اسی غار میں وہ شخص ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس کو پکڑو اور قتل کرو۔ تو کیا یہ نظارہ اپنی رُعبناک کیفیت میں صلیبی نظارہ سے کچھ کم تھا۔ اور کیا ابھی اسی زمانہ کا یہ نظارہ کہ جب ڈاکٹر مارٹن کلارک نے مثیل مسیح پر جو یہی عاجز ہے، اقدام قتل کا ایک جھوٹا دعویٰ کیا اور تینوں قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں اور عیسائیوں میں سے سربرآوردہ علماء کوشش کرتے تھے کہ یہ سزا پاوے

اور موسیٰ کی طرح ان کو مکہ سے مدینہ کی طرف کھینچ لایا۔ اور ابوجہل کو جو اس امت کا فرعون تھا بدر کے میدان جنگ میں ہلاک کیا اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے توریت باب ۱۸ آیت ۱۸ کے وعدہ کے موافق موسیٰ کی طرح ایک نئی شریعت ان لوگوں کو عطا کی جو کئی سو برس سے جاہل اور وحشی چلے آتے تھے اور جیسے بنی اسرائیل چار سو برس تک فرعون کی غلامی میں رہ کر وحشیوں کی طرح ہو گئے تھے یہ لوگ بھی عرب کے جنگلوں میں وہ کر اُن سے کم نہ تھے بلکہ وحشیانہ حالت میں بہت بڑھ گئے تھے یہاں تک کہ حلال حرام میں بھی کچھ فرق نہیں کرسکتے تھے۔ پس ان لوگوں کے لئے قرآن شریف بالکل ایک نئی شریعت تھی اور اسی شریعت کے موافق تھی جو کوہ سینا پر بنی اسرائیل کو ملی تھی۔ تیسری مماثلت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ سے یہ تھی کہ جیسا کہ حضرت موسیٰ نے فرعون کو ہلاک کر کے اپنی قوم کو سلطنت عطا کی تھی۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مثیل فرعون یعنے ابوجہل کو جو والیٔ مکہ سمجھا جاتا تھا اور عرب کے نواح کا فرمان روا تھا ہلاک کر کے اپنی قوم کو سلطنت عطا کی اور جیسا کہ موسیٰ نے کسی پہلے نبی سے اصطباغ نہیں پایا خود خدا نے اس کو سکھلایا، ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اُستاد بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۱) تو کیا یہ نظارہ مسیح کے صلیبی نظارہ سے کچھ مشابہت نہیں رکھتا تھا پس سچ بات یہ ہے کہ ہر ایک جو خدا کے پیارا کا دعویٰ کرتا ہے ایک وقت میں ایک حالت موت کے مشابہ ضرور اس پر آجاتی ہے۔ سو اسی سنت اللہ کے موافق مسیح پر بھی وہ حالت آگئی مگر جتنی نظیریں ہم نے پیش کی ہیں وہ گواہی دے رہی ہیں کہ ان تمام نبیوں میں سے ایسے امتحان کے وقت کوئی بھی نبی ہلاک نہیں ہوا۔ آخر قریب موت پہنچ کر جبکہ ان کے روحوں سے ایلی ایلی لما سبقتانی کا نعرہ نکلا تب یک مرتبہ خدا کے فضل نے اُن کو بچا لیا۔ پس جس طرح ابراہیم آگ سے اور یوسف کوئیں سے اور ابراہیم کا ایک پیارا بیٹا ذبح سے اور اسمٰعیل پیاس کی موت سے بچ گیا اسی طرح مسیح بھی صلیب سے بچ گیا۔ وہ موت کا حملہ ہلاک کرنے کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ ایک نشان دکھلانے کے لئے تھا۔
منہ

خدا تھا۔ کسی نبی کی مریدی اختیار نہیں کی۔

غرض ان چار باتوں میں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السّلام میں مماثلت تھی۔ اور مَیں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ جیسا کہ حضرت موسیٰ کا سلسلہ ایک ایسے نبی پر ختم ہوا جو چودہ سو برس کے ختم ہونے پر آیا اور باپ کے رُو سے بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا اور نہ جہاد کے ساتھ ظاہر ہوا تھا اور نہ اسرائیلی سلطنت کے اندر پیدا ہوا یہی تمام باتیں خدا نے محمدی مسیح کے لئے پیدا کیں۔ چودھویں صدی کے سر پر مجھے مامور کرنا اسی حکمت کے لئے تھا کہ تا اسرائیلی مسیح اور محمدی مسیح اس فاصلہ کے رُو سے جو اُن میں اور اُن کے مورث اعلیٰ میں ہے باہم مشابہ ہوں۔ اور مجھے خدا نے قریش میں سے بھی پیدا نہیں کیا۔ تا پہلے مسیح سے یہ مشابہت بھی حاصل ہو جائے کیونکہ وہ بھی بنی اسرائیل میں سے نہیں اور مَیں تلوار کے ساتھ بھی ظاہر نہیں ہوا۔ اور میری بادشاہت آسمانی ہے۔ اور یہ بھی اس لئے ہوا کہ تا وہ مشابہت قائم رہے۔ اور مَیں انگریزی سلطنت کے ماتحت مبعوث کیا گیا۔ اور یہ سلطنت رُومی سلطنت کے مشابہ ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اس سلطنت کے میرے ساتھ شاہانہ اخلاق رُومی سلطنت سے بہتر ظاہر ہوں گے۔ اور میری تعلیم وہی ہے جو مَیں اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں ملک میں شائع کر چکا ہوں۔ اور وہ یہ کہ اُسی خدا کو مانو جس کے وجود پر توریت، انجیل اور قرآن تینوں متفق ہیں۔ کوئی ایسا خدا اپنی طرف سے مت بناؤ جس کا وجود ان تینوں کتابوں کی متفق علیہ شہادت سے ثابت نہیں ہوتا۔ وہ بات مانو جس پر عقل اور کانشنس کی گواہی ہے۔ اور خدا کی کتابیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں۔ خدا کو ایسے طور سے نہ مانو جس سے خدا کی کتابوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ زنا نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو اور بدنظری نہ کرو۔ اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کی راہوں سے بچو اور نفسانی جوشوں کے مغلوب مت ہو۔ پنجوقت نماز ادا کرو کہ انسانی فطرت پر پنج طور پر ہی انقلاب آتے ہیں۔ اور اپنے نبی کریم کے شکرگزار

رہو اور اس پر درود بھیجو کیونکہ وہی ہے کہ جس نے تاریکی کے زمانہ کے بعد نئے سرے خداشناسی کی راہ سکھلائی۔

(۴) عام خلق اللہ کی ہمدردی کرو اور اپنے نفسانی جوشوں سے کسی کو مسلمان ہو یا غیر مسلمان تکلیف مت دو۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

(۵) بہرحال رنج و راحت میں خدا تعالیٰ کے وفادار بندے بنے رہو۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مُنہ نہ پھیرو بلکہ آگے قدم بڑھاؤ

(۶) اپنے رسُول کی متابعت کرو اور قرآن کی حکومت اپنے سر پر لے لو کہ وہ خدا کا کلام اور تمہارا سچّا شفیع ہے۔

(۷) اسلام کی ہمدردی اپنی تمام قوتوں سے کرو۔ اور زمین پر خدا کے جلال اور توحید کو پھیلاؤ۔

(۸) مجھ سے اس غرض سے بیعت کرو کہ تا تمہیں مجھ سے رُوحانی تعلق پیدا ہو۔ اور میرے درخت وجود کی ایک شاخ بن جاؤ اور بیعت کے عہد پر موت کے وقت تک قائم رہو۔

یہ وہ میرے سلسلہ کے اصول ہیں جو اس سلسلہ کے لئے امتیازی نشان کی طرح ہیں۔ جس انسانی ہمدردی اور ترک ایذاء بنی نوع اور ترک مخالفت حکّام کی یہ سلسلہ بنیاد ڈالتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں میں اس کا وجود نہیں۔ ان کے اصول اپنی بیشمار غلطیوں کی وجہ سے اور طرز کے ہیں جن کی تفصیل کی حاجت نہیں اور نہ یہ ان کا موقع ہے۔

اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے موزون ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں وہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے۔ اور جائز ہے کہ اس کو **احمدی مذہب کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں۔ یہی نام ہے جس کے

لئے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی **مسلمان فرقہ احمدیہ**۔ جہاں تک میرے علم میں ہے مَیں یقین رکھتا ہوں کہ آجتک تیس ہزار کے قریب متفرق مقامات پنجاب اور ہندوستان کے لوگ اس فرقہ میں داخل ہو چکے ہیں اور جو لوگ ہر ایک قسم کے بدعات اور شرک سے بیزار ہیں اور دل میں یہ فیصلہ بھی کر لیتے ہیں کہ ہم اپنی گورنمنٹ سے منافقانہ زندگی بسر کرنا نہیں چاہتے اور صلحکاری اور بُردباری کی فطرت رکھتے ہیں، وہ لوگ بکثرت اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً عقلمندوں کی اس طرف ایک تیز حرکت ہو رہی ہے اور یہ لوگ محض عوام میں سے نہیں ہیں بلکہ بعض بڑے بڑے معزز خاندانوں میں سے ہیں۔ اور ہر ایک قسم کے تاجر اور ملازمت پیشہ اور تعلیم یافتہ اور علماء اسلام اور رؤساء اس فرقہ میں داخل ہیں۔ گو بہت کچھ عام مسلمانوں کی طرف سے یہ فرقہ ایذا بھی پا رہا ہے۔ لیکن چونکہ اہل عقل دیکھتے ہیں کہ خدا سے پُوری صفائی اور اس کی مخلوق سے پوری ہمدردی اور حکام کی اطاعت میں پوری طیاری کی تعلیم اسی فرقہ میں دی جاتی ہے اس لئے وہ لوگ طبعاً اس فرقہ کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ بہت کچھ مخالفوں کی طرف سے کوششیں بھی ہوئیں کہ اس فرقہ کو کسی طرح نابود کر دیں مگر وہ سب کوششیں ضائع گئیں۔ کیونکہ جو کام خدا کے ہاتھ سے اور آسمان سے ہو انسان اس کو ضائع نہیں کر سکتا۔ اور اس فرقہ کا نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دُنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے

ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکّہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمدؐ کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنے جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دُنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔

سو اے دوستو آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو اور ہر ایک کو جو امن اور صلح کا طالب ہے یہ فرقہ بشارت دیتا ہے۔ نبیوں کی کتابوں میں پہلے سے اس مبارک فرقہ کی خبر دی گئی ہے اور اس کے ظہور کے لئے بہت سے اشارات ہیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے خدا اس نام میں برکت ڈالے۔ خدا ایسا کرے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اسی مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں۔ تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلّی ان کے دلوں سے نکل جائے اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا ان کا ہو جائے۔ اے قادر و کریم تو ایسا ہی کر۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۴؍ نومبر ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

تعداد ۲۸۰۰

(یہ اشتہار بڑے سائز کے ۴ صفحہ پر ہے)

(۲۳۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مَیں نے مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کی ہر روز کی تکذیب اور زبان درازیاں دیکھ کر اور بہت سی گالیاں سُن کر اُن کی اس درخواست کے بعد کہ ہمیں کوئی نشان دکھلایا جائے ایک اشتہار[1] شایع کیا تھا جس میں ان لوگوں میں سے مخاطب خاص پیر مہر علیشاہ صاحب تھے۔ اس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ابتک مباحثات مذہبی بہت ہو چکے جن سے مخالف مولویوں نے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ اور چونکہ وہ ہمیشہ آسمانی نشانوں کی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ کچھ تعجب نہیں کہ کسی وقت ان سے فائدہ اُٹھالیں۔ اس بنا پر یہ امر پیش کیا گیا تھا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جو علاوہ کمالات پیری کے علمی توغل کا بھی دم مارتے ہیں اور اپنے علم کے بھروسہ پر جوش میں آکر انہوں نے میری نسبت فتویٰ تکفیر کو تازہ کیا اور عوام کو بھڑکانے کے لئے میری تکذیب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اس میں اپنے مایہ علمی پر فخر کرکے میری نسبت یہ زور لگایا کہ یہ شخص علم حدیث اور قرآن سے بے خبر ہے۔ اور اس طرح سرحدی لوگوں کو میری نسبت مخالفانہ جوش دلایا اور علم قرآن کا دعویٰ کیا۔ اگر یہ دعویٰ ان کا سچا ہے

[1] یہ اشتہار زیر نمبر ۲۲۴ جلد ہذا کے صفحہ ۳۲۵ پر درج ہے (المرتب)

کہ ان کو علم کتاب اللہ میں بصیرت تام عنایت کی گئی ہے تو پھر کسی کو ان کی پیروی سے انکار نہیں چاہیئے۔ اور علم قرآن سے بلاشبہ باخدا اور راست باز ہونا بھی ثابت ہے۔ کیونکہ بموجب آیت لایمسّہ الا المطہرون صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے۔ لیکن صرف دعویٰ قابل تسلیم نہیں بلکہ ہر ایک چیز کا قدر امتحان سے ہو سکتا ہے۔ اور امتحان کا ذریعہ مقابلہ ہے کیونکہ روشنی ظلمت سے ہی شناخت کی جاتی ہے۔ اور چونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس الہام سے مشرف فرمایا ہے کہ الرحمٰن علم القرآن کہ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا۔ اس لئے میرے لئے صدق یا کذب کے پرکھنے کے لئے یہ نشان کافی ہوگا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب میرے مقابل پر کسی سورۃ قرآن شریف کی عربی فصیح بلیغ میں تفسیر لکھیں۔ اگر وہ فائق اور غالب رہے تو پھر ان کی بزرگی ماننے میں مجھ کو کچھ کلام نہیں ہوگا۔ پس میں نے اس امر کو قرار دے کر ان کی دعوت میں اشتہار شایع کیا جس میں سراسر نیک نیتی سے کام لیا گیا تھا لیکن اس کے جواب میں جس چال کو انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ اُن کو قرآن شریف سے کچھ بھی مناسبت نہیں اور نہ علم میں کچھ دخل ہے یعنی انہوں نے صاف گریز کی راہ اختیار کی۔ اور جیسا کہ عام چالبازوں کا دستور ہوتا ہے۔ یہ اشتہار شایع کیا کہ اوّل مجھ سے حدیث اور قرآن سے اپنے عقائد میں فیصلہ کر لیں۔ پھر اگر مولوی محمد حسین اور ان کے دوسرے دو رفیق کہہ دیں کہ مہر علی شاہ کے عقائد صحیح ہیں تو بلا توقف اسی وقت میری بیعت کر لیں۔ پھر بیعت کے بعد عربی تفسیر لکھنے کی بھی اجازت دی جائے گی۔ مجھے اس جواب کو پڑھ کر بلا اختیار ان کی حالت پر رونا آیا اور ان کی حق طلبی کی نسبت جو امیدیں تھیں۔ سب خاک میں مل گئیں۔

اب اس اشتہار لکھنے کا یہ موجب نہیں ہے کہ ہمیں ان کی ذات پر کچھ امید

باقی ہے بلکہ یہ موجب ہے کہ باوصف اس کے کہ اس معاملہ کو دو مہینے سے زیادہ عرصہ گذر گیا مگر اب تک ان کے متعلقین سب وشتم سے باز نہیں آتے* اور ہفتہ میں کوئی نہ کوئی ایسا اشتہار پہنچ جاتا ہے جس میں پیر مہر علی شاہ کو آسمان پر چڑھایا ہوا ہوتا ہے اور میری نسبت گالیوں سے کاغذ بھرا ہوا ہوتا ہے اور عوام کو دھوکہ پر دھوکہ دے رہے ہیں۔ اور میری نسبت کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے صعوبت سفر اُٹھا کر لاہور میں پہنچے مگر

---

* منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ نے بھی اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں پیر صاحب کی جھوٹی فتح کا ذکر کرکے بہت چاؤ کیا ہے۔ بات تو تب ہے کہ کوئی انسان حیا اور انصاف کی پابندی کرکے کوئی امر ثابت بھی کرے۔ ظاہر ہے کہ اگر منشی صاحب کے نزدیک پیر مہر علی شاہ صاحب علم قرآن اور زبان عربی سے کچھ حصہ رکھتے ہیں جیسا کہ وہ دعویٰ کر بیٹھے ہیں۔ تو اب چار جزو عربی تفسیر سورۃ فاتحہ کی ایک لمبی مہلت ستر دن میں اپنے گھر میں ہی بیٹھ کر اور دوسروں کی مدد بھی لے کر میرے مقابل پر لکھنا ان کے لئے کیا مشکل بات ہے۔ ان کی حمایت کرنے والے اگر ایمان سے حمایت کرتے ہیں تو اب تو اُن پر زور دیں ورنہ ہماری یہ دعوت آئندہ نسلوں کے لئے بھی ایک چمکتا ہوا ثبوت ہماری طرف سے ہوگا کہ اس قدر ہم نے اس مقابلہ کے لئے کوشش کی۔ پانسو روپیہ انعام دینا بھی کیا۔ لیکن پیر صاحب اور ان کے حامیوں نے اس طرف رُخ نہ کیا۔ ظاہر ہے کہ اگر بالفرض کوئی کشتی دو پہلوانوں کی مشتبہ ہو جائے تو دوسری دفعہ کشتی کرائی جاتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک فریق تو اس دوبارہ کشتی کے لئے کھڑا ہے تا احمق و نادانوں کا شبہ دُور ہو جائے اور دوسرا شخص بیٹھتا ہے اور میدان میں اس کے مقابل پر کھڑا نہیں ہوتا اور بیہودہ عذر پیش کرتا ہے۔ ناظرین برائے خدا ذرا سوچو کہ کیا یہ عذر بدنیتی سے خالی ہے کہ پہلے مجھ سے منقولی بحث کرو۔ پھر اپنے تین دشمنوں کی مخالفانہ گواہی پر میری بیعت بھی کر لو اور اس بات کی پروا نہ کرو کہ تمہارا خدا سے وعدہ ہے کہ ایسی بحثیں ہم کبھی نہ کروں گا۔ پھر بیعت کرنے کے بعد بالمقابل تفسیر لکھنے کی اجازت ہو سکتی ہے۔ یہ پیر صاحب کا جواب ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شرط دعوت منظور کر لی تھی۔ منہ ؎

یہ شخص اس بات پر اطلاع پاکر کہ درحقیقت وہ بزرگ نابغہ زمان اور سحبان دوران اور علم معارف قرآن میں لاثانی روزگار ہیں اپنے گھر کے کسی کوٹھہ میں چھپ گیا ورنہ حضرت پیر صاحب کی طرف سے معارف قرآنی کے بیان کرنے اور زبان عربی کی بلاغت فصاحت دکھلانے میں بڑا نشان ظاہر ہوتا۔ لہذا آج میرے دل میں ایک تجویز خدا تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی۔ جس کو میں اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہوں اور یقین ہے کہ پیر مہر علی صاحب کی حقیقت اس سے کھل جائے گی کیونکہ تمام دُنیا اندھی نہیں ہے۔ انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو کچھ انصاف رکھتے ہیں۔ اور وہ تدبیر یہ ہے کہ آج میں ان متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں، یہ جواب دیتا ہوں کہ اگر درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب علم معارف قرآن اور زبان عربی کی ادب اور فصاحت بلاغت میں یگانہ روزگار ہیں تو یقین ہے کہ اب تک وہ طاقتیں ان میں موجود ہوں گی۔ کیونکہ لاہور آنے پر ابھی کچھ بہت زمانہ نہیں گذرا۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقایق سورہ ممدوحہ کے بھی بیان کروں اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں اور جس طرح چاہیں سُورۃ فاتحہ سے استنباط کر کے میرے مخالف عربی فصیح بلیغ میں براہین قاطعہ اور معارف ساطعہ تحریر فرماویں۔

یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ستّر دن تک چھپ کر شائع ہو جانی چاہیئے* تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے۔ اور اگر اہل علم میں سے تین کس جو ادیب اور اہل زبان ہوں اور فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھتے ہوں قسم کھا کر کہہ دیں کہ پیر صاحب کی کتاب کیا بلاغت اور فصاحت کے رُو سے اور کیا معارف قرآنی کے رُو سے فائق ہے تو میں عہد صحیح شرعی

---

* یعنی ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک میعاد تفسیر لکھنے کی ہے اور چھپائی کے دن بھی اسی میں ہیں۔ ستّر دن میں دونوں فریق کی کتابیں شائع ہو جانی چاہئیں۔ منہ

کرتا ہوں کہ پانسو روپیہ نقد بلا توقف پیر صاحب کی نذر کروں گا۔ اور اس صورت میں اس کو فت کا بھی تدارک ہو جائے گا جو پیر صاحب سے تعلق رکھنے والے ہر روز بیان کرکے روتے ہیں جو ناحق پیر صاحب کو لاہور آنے کی تکلیف دی گئی۔ اور یہ تجویز پیر صاحب کے لئے بھی سراسر بہتر ہے۔ کیونکہ پیر صاحب کو شاید معلوم ہو یا نہ ہو کہ عقلمند لوگ ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ پیر صاحب کو علم قرآن میں کچھ دخل ہے یا وہ عربی فصیح بلیغ کی ایک سطر بھی لکھ سکتے ہیں۔ بلکہ ہمیں اُن کے خاص دوستوں سے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بہت خیر ہوئی کہ پیر صاحب کو بالمقابل تفسیر عربی لکھنے کا اتفاق پیش نہیں آیا۔ ورنہ اُن کے تمام دوست اُن کے طفیل سے شاہت الوجوہ سے ضرور حصہ لیتے۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ اُن کے بعض دوست جن کے دلوں میں یہ خیالات ہیں جب پیر صاحب کی عربی تفسیر مزین بہ بلاغت و فصاحت دیکھ لیں گے تو اُن کے پوشیدہ شبہات جو پیر صاحب کی نسبت رکھتے ہیں جاتے رہیں گے اور یہ امر موجب رجوع خلائق ہوگا جو اس زمانہ کے ایسے پیر صاحبوں کا عین مدعا ہوا کرتا ہے۔ اور اگر پیر صاحب مغلوب ہوئے تو تسلی رکھیں کہ ہم اُن سے کچھ نہیں مانگتے اور نہ اُن کو بیعت کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ صرف ہمیں یہ منظور ہے کہ پیر صاحب کے پوشیدہ جوہر اور قرآن دانی کے کمالات جس کے بھروسہ پر انہوں نے میری ردّ میں کتاب تالیف کی لوگوں پر ظاہر ہو جائیں اور شاید زلیخا کی طرح اُن کے مُنہ سے بھی الآن حصحص الحق نکل آئے۔ اور ان کے نادان دوست اخبار نویسوں کو بھی پتہ لگے کہ پیر صاحب کس سرمایہ کے آدمی ہیں۔ مگر پیر صاحب دلگیر نہ ہوں ہم ان کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ بے شک اپنی مدد کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی اور محمد حسین بھیّن وغیرہ کو بُلالیں بلکہ اختیار رکھتے ہیں کہ کچھ طمع دے کر دو چار عرب کے ادیب بھی طلب کرلیں فریقین کی تفسیر چار جزو سے کم نہیں ہونی چاہیئے اور اگر میعاد مجوزہ تک یعنے ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵؍ فروری ۱۹۰۱ء تک جو ستر دن ہیں۔ فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر فاتحہ چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گذر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا اور اس کے کاذب ہونے کے

کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی۔

والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے چار صفحہ پر ہے)

---

(۲۳۱)

شتاب کار نکتہ چینوں کیلئے مختصر تحریر

اور براہین احمدیہ کا ذکر

چونکہ یہ بھی سنت اللہ ہے کہ ہر ایک شخص جو خدا کی طرف سے آتا ہے بہت سے کوتہ اندیش ناخدا ترس اس کی ذاتیات میں دخل دے کر طرح طرح کی نکتہ چینیاں کیا کرتے ہیں۔ کبھی اس کو کاذب ٹھہراتے ہیں۔ کبھی اس کو عہد شکن قرار دیتے ہیں اور کبھی اس کو لوگوں کے حقوق تلف کرنے والا اور مال خور اور بد دیانت اور خائن قرار دیتے ہیں۔ کبھی اس کا نام شہوت پرست رکھتے ہیں اور کبھی اس کو عیاش اور خوش پوش اور خوش خور سے موسوم کرتے ہیں اور کبھی جاہل کر کے پکارتے ہیں۔*

---

* افسوس کہ علمی نشان کے مقابلہ میں نادان لوگوں نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی نسبت ناحق جھوٹی فتح کا نقارہ بجا دیا اور مجھے گندی گالیاں دیں اور مجھے اس کے مقابلہ پر جاہل اور نادان قرار دیا۔ گویا میں اس نابغہ وقت اور

اور کبھی اس کو ان صفت سے شہرت دیتے ہیں کہ وہ ایک خود پرست متکبر بدخلق ہے۔ لوگوں کو گالیاں دینے والا اور اپنے مخالفین کو سبّ وشتم کرنے والا بخیل زرپرست کذّاب دجّال بے ایمان خونی ہے۔ یہ سب خطاب ان لوگوں کی طرف سے خدا کے نبیوں اور ماموروں کو ملتے ہیں جو سیاہ باطن اور دل کے اندھے ہوتے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی یہی اعتراض اکثر خبیث فطرت لوگوں کے ہیں کہ اس نے اپنی قوم کے لوگوں کو رغبت دی کہ تا وہ مصریوں کے سونے چاندی کے برتن اور زیور اور قیمتی کپڑے عاریتاً مانگیں اور محض دروغگوئی کی راہ سے کہیں کہ ہم عبادت کے لئے جاتے ہیں۔ چند روز تک یہ تمہاری چیزیں واپس لاکر دے دیں گے اور دل میں دغا تھا۔ آخر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سحبان زمان کے رعب کے نیچے آکر ڈر گیا ورنہ وہ حضرت تو سچے دل سے بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کے لئے تیار ہو گئے تھے اور اسی نیّت سے لاہور تشریف لائے تھے پر مَیں آپ کی جلالت شان اور علمی شوکت کو دیکھ کر بھاگ گیا۔ اے آسمان جھوٹوں پر لعنت کر۔ آمین۔ پیارے ناظرین۔ کاذب کے رُسوا کرنے کے لئے اس وقت جو ۷؍دسمبر ۱۹۰۰ء روز جمعہ ہے۔ خدا نے میرے دل میں ایک بات ڈالی ہے اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا جہنّم جھوٹوں کے لئے بھڑک رہا ہے کہ مَیں نے سخت تکذیب کو دیکھ کر خود اس فوق العادت مقابلہ کیلئے درخواست کی تھی۔ اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب مباحثہ منقولی اور اس کے ساتھ بیعت کی شرط پیش نہ کرتے جس سے میرا مدعا بکلّی کالعدم ہو گیا تھا تو اگر لاہور اور قادیان میں برف کے پہاڑ بھی ہوتے اور جاڑے کے دن ہوتے تو مَیں تب بھی لاہور پہنچتا اور ان کو دکھلاتا کہ آسمانی نشان اس کو کہتے ہیں۔ مگر انہوں نے مباحثہ منقولی اور پھر بیعت کی شرط لگا کر اپنی جان بچائی اور اس گندے مکر کے پیش کرنے سے اپنی عزت کی پر [illegible] نہ کی۔ لیکن اگر پیر جی صاحب حقیقت میں فصیح عربی تفسیر پر قادر ہیں اور کوئی فریب انہوں نے نہیں کیا تو اب بھی وہی قدرت ان میں ضرور موجود ہو گی۔ لہذا مَیں اُن کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اس میری درخواست کو اس رنگ پر پورا کریں کہ میرے دعاوی کی تکذیب کے متعلق فصیح بلیغ عربی میں سورہ فاتحہ کی ایک تفسیر لکھیں جو چار جُز سے کم نہ ہو۔ اور مَیں اسی سورۃ کی تفسیر بفضل اللہ و قوتہ اپنے دعویٰ کے اثبات سے متعلق فصیح بلیغ عربی میں لکھوں گا۔ انہیں اجازت ہے کہ

عہد شکنی کی اور جھوٹ بولا اور بیگانہ مال اپنے قبضہ میں لاکر کنعان کی طرف بھاگ گئے۔ اور درحقیقت یہ تمام اعتراضات ایسے ہیں کہ اگر معقولی طور پر اُن کا جواب دیا جائے تو بہت سے احمق اور پست فطرت ان جوابات سے تسلی نہیں پاسکتے۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی عادت ایسے نکتہ چینوں کے جواب میں یہی ہے کہ جو لوگ اس کی طرف سے آتے ہیں ایک عجیب طور پر اُن کی تائید کرتا ہے اور متواتر آسمانی نشان دکھلاتا ہے یہانتک کہ دانشمند لوگوں کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر یہ شخص مفتری اور آلودہ دامن ہوتا تو اس قدر اس کی تائید کیوں ہوتی۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا ایک مفتری سے ایسا پیار کرے جیساکہ وہ اپنے صادق دوستوں سے کرتا رہا ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالےٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وہ اس تفسیر میں تمام دُنیا کے علماء سے مدد لے لیں۔ عرب کے بلغاء فصحاء بُلا لیں۔ لاہور اور دیگر بلاد کے عربی دان پروفیسروں کو بھی مدد کے لئے طلب کرلیں۔ ۱۵؍دسمبر ۱۹۰۰ء سے ستر دن تک اس کام کے لئے ہم دونوں کو مہلت ہے۔ ایک دن بھی زیادہ نہیں ہوگا۔ اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد عرب کے تین نامی ادیب اُن کی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت و فصاحت قرار دیں اور معارف سے پُرخیال کریں تو میں پانسو روپیہ نقد ان کو دوں گا اور اپنی تمام کتابیں جلا دوں گا اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔ اور اگر قضیہ برعکس نکلا یا اس مدت تک یعنی ستر روز تک وہ کچھ بھی لکھ نہ سکے تو مجھے ایسے لوگوں سے بیعت لینے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ روپیہ کی خواہش۔ صرف یہی دکھلاؤں گا کہ کیسے انہوں نے سچ کہلا کر قابل شرم جھوٹ بولا اور کیسے سراسر ظلم اور سفلہ پن اور خیانت سے بعض اخبار والوں نے ان کی اپنی اخباروں میں حمایت کی۔ میں اس کام کو انشاء اللہ تحفہ گولڑویہ کی تکمیل کے بعد شروع کردوں گا۔ اور جو شخص ہم میں سے صادق ہے وہ ہرگز شرمندہ نہیں ہوگا۔ اب وقت ہے کہ اخبار والے جنہوں نے بغیر دیکھے بھالے کے اُن کی حمایت کی تھی اُن کو اس کام کیلئے اُٹھاویں۔ ستر دن میں یہ بات داخل ہے کہ فریقین کی کتابیں چھپ کر شائع ہو جائیں۔ منہ ۔

تَاَخَّرَ. یعنی ہم نے ایک فتح عظیم جو ہماری طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے تجھ کو عطا کی ہے تا ہم وہ تمام گناہ جو تیری طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان پر اس فتح نمایاں کی نورانی چادر ڈال کر نکتہ چینوں کا خطا کار ہونا ثابت کریں۔ غرض قدیم سے اور جب سے کہ سلسلۂ انبیاء علیہم السلام شروع ہوا ہے سُنّۃ اللہ یہی ہے کہ وہ ہزاروں نکتہ چینیوں کا ایک ہی جواب دے دیتا ہے یعنی تائیدی نشانوں سے مقرب ہونا ثابت کر دیتا ہے۔ تب جیسے نور کے نکلنے اور آفتاب کے طلوع ہونے سے یکلخت تاریکی دُور ہو جاتی ہے ایسا ہی تمام اعتراضات پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ سو مَیں دیکھتا ہوں کہ میری طرف سے بھی خدا یہی جواب دے رہا ہے۔ اگر مَیں سچ مچ مفتری اور بدکار اور خائن اور دروغگو تھا تو پھر میرے مقابلہ سے ان لوگوں کی جان کیوں نکلتی ہے۔ بات سہل تھی۔* کسی آسمانی نشان کے ذریعہ سے میرا اور اپنا فیصلہ خدا پر ڈال دیتے اور پھر

---

* مَیں اس مقام تک پہنچا تھا کہ منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی کتاب عصائے موسیٰ مجھ کو ملی جس میں میری ذاتیات کی نسبت محض سوء ظن سے اور خدا کی بعض سچی اور پاک پیشگوئیوں پر سراسر شتابکاری سے حملے کئے گئے ہیں۔ وہ کتاب جب مَیں نے ہاتھ سے چھوڑی تو تھوڑی دیر کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یریدون ان یروا طمثک واللّٰہ یرید ان یریک انعامہ - الانعامات المتواترۃ - انت منی بمنزلۃ اولادی۔ واللّٰہ ولیک وربک - فقلنا یا نار کونی بردًا - انّ اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم یحسنون الحسنیٰ - ترجمہ۔ یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھلاوے۔ اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔ اس لئے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے۔ یعنی گو بچوں کا گوشت پوست خون حیض سے ہی پیدا ہوتا ہے مگر وہ خون حیض کی طرح ناپاک نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح تو بھی انسان کی فطرتی ناپاکی سے جو لازم بشریت ہے اور خون حیض سے مشابہ ہے ترقی کر گیا ہے۔ اب اس پاک لڑکے میں خون حیض

خدا کے فعل کو بطور ایک حَکم کے فعل کے مان لیتے۔ مگر ان لوگوں کو اس قسم کے مقابلہ کا نام سُننے سے بھی موت آتی ہے۔ مہر علی شاہ گولڑوی کو سچا ماننا اور یہ سمجھ لینا کہ وہ فتح پاکر لاہور سے چلا گیا ہے کیا یہ اس بات پر قوی دلیل نہیں ہے کہ ان لوگوں کے دل مسخ ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا ڈر ہے نہ روزِ حساب کا کچھ خوف ہے۔ ان لوگوں کے دل جرأت اور شوخی اور گستاخی سے بھر گئے ہیں گویا مرنا نہیں ہے۔ اگر ایمان اور حیا سے کام لیتے تو اس کارروائی پر نفرین کرتے جو مہر علی گولڑوی نے میرے مقابل پر کی۔ کیا مَیں نے اس کو اس لئے بُلایا تھا کہ مَیں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کر لوں؟ جس حالت میں مَیں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کی تلاش کرنا حمق ہے۔ وہ تو خدا کے ہاتھ سے غلام زکی بن گیا اور اس کے لئے بمنزلہ اولاد کے ہو گیا۔ اور خدا تیرا متولی اور تیرا پرورندہ ہے اس لئے خاص طور پر پدری مشابہت درمیان ہے جس آگ کو اس کتاب عصائے موسیٰ سے بھڑکانا چاہا ہے ہم نے اس کو بجھا دیا ہے۔ خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے جو نیک کاموں کو پُوری خوبصورتی کے ساتھ انجام دیتے ہیں اور تقویٰ کے باریک پہلوؤں کا لحاظ رکھتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو بغیر پوری تفتیش کے آیت کریمہ ویل لکل ھمزۃ لمزۃ کا مصداق بنتے ہیں خدا ان کے ساتھ نہیں ہے اور ان کے لئے ویل یعنی جہنّم کا وعدہ ہے۔ افسوس کہ منشی صاحب نے ان بیہودہ نکتہ چینیوں کے پہلے اس آیت پر غور نہیں کی۔ مگر اچھا ہوا کہ انہوں نے باقرار ان کے اس بدگوئی کا خدا تعالیٰ سے دست بدست جواب بھی پا لیا یعنی بارہا ان کو وہ الہام ہوا جو کتاب عصائے موسیٰ میں درج ہے یعنی إنی مھین لمن اراد اھانتك یعنی مَیں تجھے اس شخص کی حمایت میں ذلیل کروں گا جس کی نسبت تیرا خیال ہے جو وہ مجھے ذلیل کرنا چاہتا ہے یعنی یہ عاجز۔ اب دیکھو کہ یہ کیسا چمکتا ہوا نشان ہے جس نے آیت ویل لکل ھمزۃ لمزۃ کی بلا توقف تصدیق کر دی۔ دُنیا کے تمام مولویوں سے پوچھ لو کہ اس الہام کے یہی معنی ہیں۔ اور لفظ مُھینؐ قائم مقام مُعِینُك کا ہے۔ اور یہ ایک بڑا نشان ہے۔ اگر منشی الٰہی بخش صاحب خدا سے ڈریں۔ اب ان کے لئے منشی صاحب کو دو ہی راہیں سوجھی ہیں (۱) ایک یہ کہ جس قدر کتابوں کا وعدہ کیا تھا وہ سب

بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر مَیں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔ تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ مَیں اُن کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سُن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا رہے۔ اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ اور اب اُن کو رجوع اشدّ من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا۔ اور جس حالت میں مَیں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) شائع نہیں کیں۔ یہ خیال نہ کیا کہ اگر کچھ دیر ہو گئی تو قرآن شریف بھی تو ۲۳ برس میں ختم ہوا۔ آپ کو بدنیتی پر کیونکر علم ہو گیا۔ انسان خدا کی قضاء و قدر کے نیچے ہے۔ وانما الاعمال بالنیات جبکہ یہ بھی بار بار اشتہار دیا گیا کہ جس شتاب کار نے کچھ دیا ہے وہ واپس لے لے تو پھر اعتراض کی کیا گنجائش تھی بجز خبث نفس (۲) دوسرا یہ اعتراض ہے کہ پیشگوئیاں پُوری نہیں ہوئیں۔ اس کا جواب تو یہی ہے۔ کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ سَو سے زیادہ پیشگوئی پوری ہو چکی۔ ہزاروں انسان گواہ ہیں۔ اور آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی۔ اپنی شرط کے موافق پوری ہوئی۔ بھلا فرمائیے کیا وہ الہام شرطی نہیں تھا۔ سچ ہے انکار کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ اگر اجتہاد سے ہمارا یہ بھی خیال ہو کہ آتھم میعاد کے اندر مرے گا تو یہ اعتراض صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ اسلام سے مُرتد ہو جائیں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی بحدیث ذھب وھلی کی رو سے غلط نکلا۔ لہٰذا اس غلطی کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے اصول کی رُو سے کاذب ٹھیرے۔ پہلے اس سوال کا جواب دو۔ پھر میرے پر اعتراض کرو۔ اسی طرح احمد بیگ کے داماد کے متعلق بھی شرطی پیشگوئی ہے۔ اگر کچھ ایمان باقی ہے تو کیوں شرط کی انتظار نہیں کرتے اور یہ کیسی دیانت تھی کہ ساری کتاب میں لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کیا وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں؟ کیا احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر مر گیا یا نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ آپ کے معزز دوست ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب نے میرے استفسار پر بڑے یقین سے گواہی دی تھی کہ نہایت صفائی سے لیکھرام کے متعلق پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اب اسی جماعت میں سے ہو کر آپ تکذیب کرنے لگے۔ منہ ۔

کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی نہ لیتے۔ کیا مَیں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا؟ پھر اگر مہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو مَیں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا اور اس درخواست میں لوگوں کو یہ دھوکا دیا کہ گویا وہ میری دعوت کو قبول کرتا ہے دیکھو یہ کیسے عجیب مکر سے کام لیا اور اپنے اشتہار میں یہ لکھا کہ اوّل منقولی بحث کرو۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی اور اس کے دو رفیق قسم کھا کر کہہ دیں کہ عقائد صحیح وہی ہیں جو مہر علی شاہ پیش کرتا ہے تو بلا توقّف اسی مجلس میں میری بیعت کر لو۔ اب دیکھو دُنیا میں اس سے زیادہ بھی کوئی فریب ہوتا ہے۔ مَیں نے تو اُن کو نشان دیکھنے اور نشان دکھلانے کے لئے بُلایا اور یہ کہا کہ بطور اعجاز دونوں فریق قرآن شریف کی کسی سُورۃ کی عربی میں تفسیر لکھیں اور جس کی تفسیر اور عربی عبارت فصاحت اور بلاغت کی رُو سے نشان کی حد تک پہنچی ہوئی ثابت ہو وہی مؤیّد من اللہ سمجھا جائے اور صاف لکھ دیا کہ کوئی منقولی بحثیں نہیں ہوں گی۔ صرف نشان دیکھنے اور دکھلانے کے لئے یہ مقابلہ ہوگا۔ لیکن پیر صاحب نے میری اس تمام دعوت کو کالعدم کرکے پھر منقولی بحث کی درخواست کر دی اور اسی کو مدار فیصلہ ٹھہرا دیا اور لکھ دیا کہ ہم نے آپ کی دعوت منظور کر لی۔ صرف ایک شرط زیادہ لگا دی۔ اے مکّار! خدا تجھ سے حساب لے۔ تُو نے میری شرط کا کیا منظور کیا جبکہ تیری طرف سے منقولی بحث پر بیعت کا مدار ہو گیا جس کو مَیں بوجہ مشتہر کردہ عہد کے کسی طرح منظور نہیں کر سکتا تھا تو میری دعوت کیا قبول کی گئی؟ اور بیعت کے بعد اس پر عمل کرنے کا کونسا موقعہ رہ گیا۔ کیا یہ مکر اس قسم کا ہے کہ لوگوں کو سمجھ نہیں آسکتا تھا۔ بے شک سمجھ آیا مگر دانستہ سچائی کا خون کر دیا۔ غرض ان لوگوں کا یہ ایمان ہے۔ اس قدر ظلم کرکے پھر اپنے اشتہاروں میں ہزاروں گالیاں دیتے ہیں گویا مرنا نہیں۔ اور کیسی خوشی سے کہتے ہیں کہ مہر علی شاہ صاحب لاہور میں آئے ان سے مقابلہ نہ کیا۔ جن دلوں پر خدا لعنت کرے مَیں ان کا کیا علاج کروں۔ میرا دل فیصلہ کے لئے دردمند ہے۔ ایک زمانہ گذر گیا میری یہ خواہش اب تک پُوری نہیں ہوئی کہ ان

لوگوں میں سے کوئی راستی اور ایمانداری اور نیک نیتی سے فیصلہ کرنا چاہے مگر افسوس کہ یہ لوگ صدق دل سے میدان میں نہیں آتے۔ خدا فیصلہ کے لئے تیار ہے اور اُس اُونٹنی کی طرح جو بچہ جننے کے لئے دُم اُٹھاتی ہے زمانہ خود فیصلہ کا تقاضا کر رہا ہے۔ کاش اُن میں سے کوئی فیصلہ کا طالب ہو۔ کاش ان میں سے کوئی رَشید ہو۔ مَیں بصیرت سے دعوت کرتا ہوں اور یہ لوگ ظن پر بھروسہ کرکے میرا انکار کر رہے ہیں۔ ان کی نکتہ چینیاں بھی اسی غرض سے ہیں کہ کسی جگہ ہاتھ پڑ جائے۔ اے نادان قوم! یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کرسکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے بجز ان چند حدیثوں کے جو تہتّر[1] فرقوں نے بوٹی بوٹی کرکے باہم تقسیم کر رکھی ہیں۔ رؤیت حق اور یقین کہاں ہے؟ اور ایک دوسرے کے مکذّب ہو۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کا حَکَم یعنی فیصلہ کرنے والا تم میں نازل ہو کر تمہاری حدیثوں کے انبار میں سے کچھ لیتا اور کچھ ردّ کر دیتا۔ سو یہی اس وقت ہوا۔ وہ شخص حَکَمْ کس بات کا ہے جو تمہاری سب باتیں مانتا جائے اور کوئی بات ردّ نہ کرے۔ اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کے لئے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہو جاتا کہ اب اس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا۔ سو اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم سے کم یہ تو سوچو کہ شاید غلطی ہو گئی ہو اور شاید یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔ اور کیوں مجھ پر یہ الزام لگاتے ہو کہ براہین احمدیہ کا روپیہ کھا گیا ہے*۔ اگر میرے پر تمہارا کچھ حق ہے جس کا ایماناً تم مؤاخذہ کرسکتے ہو۔

---

[1] سہو کاتب ہے بہتّر چاہیئے (المصحح)

* منشی الٰہی بخش صاحب نے جھوٹے الزاموں اور بہتانوں اور خلاف واقعہ کی نجاست سے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کو ایسا بھر دیا ہے جیسا کہ ایک نالی اور بدرر و گندے کیچڑ سے بھری جاتی ہے یا جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے۔ اور خدا سے بے خوف ہو کر میری عزت پر افتراء کے طور پر سخت دشمنوں کی طرح حملہ کیا ہے

یا اب تک مَیں نے تمہارا کوئی قرضہ ادا نہیں کیا۔ یا تم نے اپنا حق مانگا اور میری طرف سے انکار ہوا تو ثبوت پیش کر کے وہ مطالبہ مجھ سے کرو۔ مثلاً اگر مَیں نے براہین احمدیہ کی قیمت کا روپیہ تم سے وصول کیا ہے تو تمہیں خدا تعالےٰ کی قسم ہے جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے کہ براہین احمدیہ کے وہ چاروں حصے میرے حوالے کرو اور اپنا روپیہ لے لو۔ دیکھو۔ مَیں کھول کر یہ اشتہار دیتا ہوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وہ یقیناً سمجھ لیں کہ یہ کام انہوں نے اچھا نہیں کیا اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے ان گالیوں سے زیادہ نہیں جو حضرت موسٰی کو دی گئیں اور حضرت مسیح کو دی گئیں اور ہمارے سید صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں۔ افسوس انہوں نے آیت ویل لکل ھمزۃ لمزۃ کے ویل کے وعید سے کچھ بھی اندیشہ نہیں کیا اور نہ انہوں نے آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم کی بھی کچھ بھی پروا کی۔ وہ بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ مَیں نے ان کو تسلی دے دی کہ میں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کروں گا۔ سو مَیں کہتا ہوں کہ مَیں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش نہ کروں گا بلکہ مَیں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اس لئے مَیں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ مَیں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بَری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کر دے۔ الا ان لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ اس کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنج شنبہ کو یہ الہام ہوا۔ بر مقام فلک شدہ یا رب۔ گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ مَیں نہیں جانتا کہ گیارہ دن ہیں یا گیارہ ہفتہ یا گیارہ مہینے یا گیاراں سال۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریّت کے لئے اس مدّت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کریگا۔ خدا کے کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ دریا خشک ہو سکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پُورا نہ ہولے۔ اور مُنکر کہتا ہے کہ فلاں پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی۔ اے سخت دل خدا سے شرم کر۔ وہ تمام پیشگوئیاں پُوری ہوگئیں۔ اور یہ زمانہ نہیں گذریگا جبتک باقی ماندہ حصہ پُورا نہ ہو جائے۔ ابتک سَو سے زیادہ پیشگوئیاں دُنیا نے دیکھ لیں۔ کیوں حیا کو ترک کرتے اور انصاف کو چھوڑتے ہو۔ منہ

کہ اب اس کے بعد اگر تم براہین احمدیہ کی قیمت کا مطالبہ کرو اور چاروں حصے بطور ویلیوپے ایبل میرے کسی دوست کو دکھا کر میری طرف بھیج دو اور میں ان کی قیمت بعد لینے ان چہار حصوں کے ادا نہ کروں تو میرے پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اگر تم اعتراض سے باز نہ آؤ اور نہ کتاب کو واپس کرکے اپنی قیمت لو تو پھر تم پر خدا کی لعنت ہو۔ اسی طرح ہر ایک حق جو میرے پر ہو ثبوت دینے کے بعد مجھ سے لے لو۔ اب بتلاؤ اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی حق کا مطالبہ کرنے والا یوں نہیں اُٹھتا تو میں لعنت کے ساتھ اس کو اُٹھاتا ہوں۔ اور میں پہلے اس سے براہین کی قیمت کے بارے میں تین اشتہار شائع کر چکا ہوں جن کا یہی مضمون تھا کہ میں قیمت واپس دینے کو تیار ہوں۔ چاہیئے کہ میری کتاب کے چاروں حصے واپس دیں اور جن دراہم معدودہ کے لئے مر رہے ہیں وہ مجھ سے وصول کریں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء

---

(۲۳۲)

اسلام کیلئے ایک رُوحانی مقابلہ کی ضرورت

(ملحقہ اربعین ۴)

ایہا الناظرین! انصافاً اور ایماناً سوچو کہ آجکل اسلام کیسے تنزّل کی حالت میں ہے اور جس طرح ایک بچہ بھیڑیئے کے منہ میں ایک خطرناک حالت میں ہوتا ہے یہی حالت ان دنوں میں اسلام کی ہے اور دو آفتوں کا سامنا اس کو پیش آیا ہے۔

(۱) ایک تو اندرونی کہ تفرقہ اور باہمی نفاق حد سے بڑھ گیا ہے اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ پر دانت پیس رہا ہے۔

(۲) دوسرے بیرونی حملے دلائل باطلہ کے رنگ میں اس زور شور سے ہو رہے ہیں کہ جب سے آدم پیدا ہوا یا یُوں کہو کہ جب سے نبوّت کی بنیاد پڑی ہے ان حملوں کی نظیر دُنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اسلام وہ مذہب تھا جس میں ایک آدمی کے مرتد ہو جانے سے قوم اسلام میں نمونہ محشر برپا ہوتا تھا اور غیر ممکن سمجھا گیا تھا کہ کوئی شخص حلاوتِ اسلام چکھ کر پھر مُرتد ہو جائے۔ اور اب اسی ملک برٹش انڈیا میں ہزارہا مُرتد پاؤ گے بلکہ ایسے بھی جنہوں نے اسلام کی توہین اور رسُول کریم کی سبّ دشتم میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ پھر آج کل علاوہ اس کے یہ آفت برپا ہو گئی ہے کہ جب عین صدی کے سر پر خدا تعالیٰ نے تجدید✦ اور اصلاح کے لئے اور خدمات ضروریہ کے مناسب

✦ اس حدیث کو تمام اکابر اہل سنت مانتے چلے آئے ہیں کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوگا۔ مگر مجددین کے نام جو پیش کرتے ہیں یہ تصریح اور تعیین وحی کے رو سے نہیں۔ صرف اجتہادی خیال ہے۔ اور وہ نشان جو خدا نے میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائے وہ سَو سے بھی زیادہ ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں درج کئے گئے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے مخالف ان پہلے منکروں کی طرح بن گئے ہیں جو بار بار حدیبیہ کے متعلق کی پیشگوئی کو پیش کرتے تھے۔ یا ان یہود کی طرح جو حضرت مسیح کی تکذیب کے لئے اب تک یہ اُن کی پیشگوئیاں پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ مَیں داؤد کا تخت قائم کروں گا۔ اور نیز یہ پیشگوئی کی تھی کہ ابھی بعض لوگ زندہ ہوں گے جو مَیں واپس آؤں گا۔ ایسا ہی یہ لوگ بھی ان تمام پیشگوئیوں پر نظر نہیں ڈالتے جو ایک سَو سے بھی زیادہ پوری ہو چکی ہیں اور ملک میں شائع ہو چکیں۔ اور جو دو ایک پیشگوئی بباعث ان کی غباوت اور کمی توجہ کے ان کو سمجھ نہیں آئیں بار بار انہیں کا راگ گاتے رہتے ہیں نہیں سوچتے کہ اگر اس طور پر تکذیب جائز ہے تو اس صورت میں یہ اعتراض تمام نبیوں پر ہوگا اور ان کی پیشگوئیوں پر ایمان لانے کی راہ بند ہو جائے گی۔ مثلاً جو شخص آتھم کی پیشگوئی یا احمد بیگ کے داماد کی پیشگوئی پر اعتراض کرتا ہے کیا وہ حدیبیہ کے متعلق کی پیشگوئی کو بھُول گیا ہے جس پر یقین کر کے آنحضرت

حال ایک بندہ بھیجا اور اس کا نام مسیح موعود رکھا۔ یہ خدا کا فعل تھا جو عین ضرورت کے دنوں میں ظہور میں آیا۔ اور آسمان نے اس پر گواہی دی اور بہت سے نشان ظہور میں آئے۔ لیکن تب بھی اکثر مسلمانوں نے اس کو قبول نہ کیا بلکہ اس کا نام کافر اور دجّال اور بے ایمان اور مکار اور خائن اور دروغگو اور عہد شکن اور مال خور اور ظالم اور لوگوں کے حقوق دبانے والا اور انگریزوں کی خوشامد کرنے والا رکھا اور جو چاہا اس کے ساتھ سلوک کیا۔ اور بہتوں نے یہ عذر پیش کیا کہ جو الہامات اس شخص کو ہوتے ہیں وہ سب شیطانی ہیں یا اپنے نفس کا افترا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم بھی خدا سے الہام پاتے ہیں اور خدا ہمیں بتلاتا ہے کہ یہ شخص درحقیقت کافر اور دجّال اور دروغ گو اور بے ایمان اور جہنمی ہے*۔ چنانچہ جن لوگوں کو یہ الہام ہوا ہے وہ چار سے بھی زیادہ ہوں گے۔ غرض

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کثیر کے ساتھ مکّہ معظمہ کا سفر اختیار فرمایا تھا۔ اور کیا یونس نبی کی پیشگوئی چالیس۴۰ دن والی یاد نہیں رہی۔ افسوس کہ میری تکذیب کی وجہ سے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی پیشگوئی کی بھی خوب عزت کی کہ قادیان پر نور نازل ہوا۔ اور وہ نور مرزا غلام احمد ہے جس سے میری اولاد محروم رہ گئی (اولاد میں مُرید بھی داخل ہیں)۔ اور پھر جس حالت میں موت کی پیشگوئیاں صرف ایک نہیں چار پیشگوئیاں ہیں (۱) آتھم کی نسبت (۲) لیکھرام کی نسبت (۳) احمد بیگ کی نسبت (۴) احمد بیگ کے داماد کی نسبت۔ اور چار میں سے تین مَر گئے اور ایک باقی ہے۔ جس کی نسبت شرطی پیشگوئی ہے جیساکہ آتھم کی شرطی تھی۔ اب بار بار شور مچانا کہ یہ چوتھی بھی کیوں جلدی پوری نہیں ہوتی اور اس وجہ سے تمام پیشگوئیوں کی تکذیب کرنا کیا یہ ان لوگوں کا کام ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں؟ اے متعصب لوگو! اس قدر جھوٹ بولنا تمہیں کس نے سکھایا؟ ایک مجلس مثلاً بٹالہ میں مقرر کرو اور پھر شیطانی جذبات سے دُور ہو کر میری تقریر سُنو۔ پھر اگر ثابت ہو کہ میری سَو پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔ اور اگر یوں بھی خدا سے لڑنا ہے تو صبر کرو اور اپنا انجام دیکھو۔ منہ

* منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ نے جو دعویٰ الہام کرتے ہیں، حال میں ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام عصائے موسیٰ رکھا ہے جس نے اشارۃً مجھ کو فرعون قرار دیا ہے۔ اور اپنی اس کتاب میں بہت

تکفیر کے الہامات یہ ہیں اور تصدیق کے لئے میرے وہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ ہیں جن میں سے کسی قدر بطور نمونہ اس رسالہ[1] میں لکھے گئے ہیں۔ اور علاوہ اس کے بعض واصلانِ حق نے میرے زمانہ بلوغ سے بھی پہلے میرا اور میرے گاؤں کا نام لے کر میری نسبت پیشگوئی کی ہے کہ وہی مسیح موعود ہے۔ اور بہتوں نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم نے خواب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے الہام ایسے پیش کئے ہیں جن کا یہ مطلب ہے کہ یہ شخص کذّاب ہے اور اس کو من جانب اللہ جاننے والے اور اس کے دعویٰ کی تصدیق کرنے والے گدھے ہیں۔ چنانچہ یہ الہام بھی ہے کہ عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند۔ صلوٰۃ بر آنکس کہ ایں ورد بگوید۔ اس کے جواب میں بالفعل اس قدر لکھنا کافی ہے کہ اگر میرے مصدّقین گدھے ہیں تو منشی صاحب پر بڑی مصیبت پڑے گی کیونکہ اُن کے اُستاد اور مُرشد جن کی بیعت سے ان کو بڑا فخر ہے میری نسبت گواہی دے گئے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے اور آسمانی نور ہے۔ اگرچہ اس بارے میں انہوں نے ایک اپنا الہام مجھے بھی لکھا تھا لیکن میری شہادت یہ لوگ کب قبول کریں گے۔ اس لئے میں عبداللہ صاحب کے اس بیان کی تصدیق کے لئے دو گواہ پیش کرتا ہوں جو منشی صاحب کے دوستوں میں سے ہیں (۱) ایک حافظ محمد یوسف صاحب جو منشی الٰہی بخش صاحب کے دوست ہیں۔ ممکن تھا کہ حافظ صاحب منشی صاحب کی دوستی کے لحاظ سے اس گواہی سے انکار کریں۔ لیکن ہمیں ان کو قائل کرنے کے لئے وہ ثبوت مل گیا ہے جس سے وہ اب قابو میں آگئے ہیں۔ عین مجلس میں وہ ثبوت پیش کیا جائے گا۔ (۲) دوسرا گواہ اس بارے میں اُن کے بھائی منشی محمد یعقوب ہیں۔ ان کی بھی دستخطی تحریر موجود ہے۔ اب منشی الٰہی بخش صاحب کا فرض ہے کہ ایک جلسہ کر کے اور ان دونوں صاحبوں کو اس جلسہ میں بُلا کر میرے روبرو یا کسی ایسے شخص کے روبرو جو میں اس کو اپنی جگہ مقرر کروں حافظ صاحب اور منشی محمد یعقوب صاحب سے یہ شہادت حلفاً دریافت کریں۔ اور اگر حافظ صاحب نے ایمان کو خیرباد کہہ کر انکار کیا تو اس ثبوت کو دیکھیں جو ہماری طرف سے پیش ہوگا اور پھر آپ ہی انصاف کر لیں۔ اسی پر منشی صاحب کے تمام الہامات پر قیاس کر لیا جائے گا جبکہ اُن کے پہلے الہام نے ہی مُرشد کی پگڑی اُتاری اور اُن کا نام خر رکھا بلکہ سب خروں سے زیادہ کیونکہ

[1] یعنی رسالہ اربعین (مرتب)

میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ یہ شخص حق پر ہے اور ہماری طرف سے ہے۔ چنانچہ پیر جھنڈے والا سندھی نے جن کے مُرید لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے یہی اپنا کشف اپنے مریدوں میں شائع کیا اور دیگر صالح لوگوں نے بھی دو سو مرتبہ سے بھی کچھ زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں اس عاجز کے مسیح موعود ہونے کی تصدیق کی۔ اور ایک شخص حافظ محمد یوسف نام نے جو ضلعدار نہر ہیں بلاواسطہ مجھ کو یہ خبر دی + کہ مولوی عبداللہ صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ایک نُور آسمان سے قادیان پر گرا (یعنی اس عاجز پر) اور فرمایا کہ میری اولاد اس نُور سے محروم رہ گئی۔ پھر حافظ محمد یوسف صاحب کا بیان ہے جس کو مَیں نے بلاکم وبیش لکھ دیا۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اور اس پر اور دلیل یہ ہے کہ یہی بیان دوسرے پیرایہ اور ایک دوسری تقریب کے وقت عبداللہ صاحب موصوف غزنوی نے حافظ محمد یوسف صاحب کے حقیقی بھائی منشی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وہی اوّل المصدقین ہیں تو پھر دوسروں کی حقیقت خود سمجھ لو۔ ہاں وہ جواب دے سکتے ہیں کہ میرے الہام نے جیسا کہ میرے مُرشد پر حملہ کر کے اس کو بے عزّت کیا۔ ایسا ہی میری عزت بھی تو اس سے محفوظ نہیں رہی کیونکہ وہ الہام جو انہوں نے اپنی کتاب عصائے موسٰی کے صفحہ ۲۰۵ میں لکھا ہے یعنی اِنّیْ مُہِیْنٌ لِّمَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ جو بوجہ صلہ لام کے اس جگہ بموجب قاعدہ نحو کے فریق مقابل کو حق انتفاع بخشتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہوتے ہیں جو مَیں تیرے مخالف کی تائید اور نُصرت کے لئے تجھے ذلیل کروں گا اور رُسوا کروں گا۔ اور اگر کہو کہ اس میں سہو کاتب ہے اور دراصل لام نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہی الہام اس کتاب میں کئی جگہ نام کے ساتھ بار بار آیا ہے بلکہ کتاب کے اوّل میں بھی اور آخر میں بھی۔ اور ممکن نہیں کہ ہر جگہ سہو کاتب ہو۔ غرض یہ خوب الہامات ہیں جو کبھی مولوی عبداللہ صاحب کو جا پکڑتے ہیں اور کبھی خود ملہم صاحب کو اہانت کا وعدہ دیتے ہیں۔ منہ

+ حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر نے بہت سے لوگوں کے پاس مولوی عبداللہ صاحب کے اس [illegible] کا ذکر کیا تھا۔ ایسے ثبوت بہم پہنچ گئے ہیں کہ اب حافظ صاحب کو مجال گریز نہیں۔ حافظ صاحب کو اب آخری امر ہے۔ اب ان کی دیانت اور تقویٰ آزمانے کے لئے ایک مدت کے بعد ہمیں موقعہ ملا ہے۔ منہ

محمد یعقوب صاحب کے پاس گیا اور اس بیان میں میرا نام لے کر کہا کہ دُنیا کی اصلاح کے لئے جو مجدّد آنے والا تھا وہ میرے خیال میں مرزا غلام احمد ہے۔ یہ لفظ ایک خواب کی تعبیر میں فرمایا۔ اور کہا کہ شاید* اس نُور سے مراد جو آسمان سے اُترتا دیکھا گیا مرزا غلام احمد ہے۔ یہ دونوں صاحب زندہ موجود ہیں۔ اور دوسرے صاحب کی دستی تحریر اس بارے میں میرے پاس موجود ہے۔ اب بتلاؤ کہ ایک فریق تو مجھے کافر کہتا ہے اور دجّال نام رکھتا ہے اور اپنے مخالفانہ الہام سُناتا ہے جن میں سے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ ہیں جو مولوی عبداللہ صاحب کے مُرید ہیں اور دوسرا فریق مجھے آسمان کا نور سمجھتا ہے اور اس بارے میں اپنے کشف ظاہر کرتا ہے جیسا کہ منشی الٰہی بخش صاحب کا مُرشد مولوی عبداللہ صاحب غزنوی اور پیر صاحب العلم ہیں۔ اب کس قدر اندھیر کی بات ہے کہ مُرشد خدا سے الہام پاکر میری تصدیق کرتا ہے اور مُرید مجھے کافر ٹھیراتا ہے۔ کیا یہ سخت فتنہ نہیں ہے؟ کیا ضروری نہیں کہ اس فتنہ کو کسی تدبیر سے درمیان سے اُٹھایا جائے؟ اور وہ یہ طریق ہے کہ اوّل ہم اس بزرگ کو مخاطب کرتے ہیں جس نے اپنے بزرگ مرشد کی مخالفت کی ہے یعنی منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کو۔ اور ان کے لئے دو طور پر طریق فیصلہ قرار دیتے ہیں۔ اوّل یہ کہ ایک مجلس میں ان ہر دو گواہوں سے میری حاضری میں یا میرے کسی وکیل کی حاضری میں مولوی عبداللہ صاحب کی روایت کو دریافت کرلیں اور اُستاد کی عزّت کا لحاظ کرکے اس کی گواہی کو قبول کریں اور پھر اس کے بعد اپنی کتاب عصائے موسیٰ کو مع اس کی تمام نکتہ چینیوں کے کسی ردی میں پھینک

---

* یاد رہے کہ منشی محمد یعقوب صاحب برادر حقیقی حافظ محمد یوسف صاحب نے بمقام امرتسر بتقریب مباحثہ عبدالحق غزنوی مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کا یہ بیان لوگوں کو سُنایا تھا جو چار سَو کے قریب آدمی ہوں گے اس وقت انہوں نے شاید کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا بلکہ رو رو کر اسی حالت میں کہ ان کا مُنہ آنسوؤں سے تر تھا یقینی اور قطعی الفاظ میں بیان کیا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے میری بیوی کی خواب سُنکر فرمایا تھا کہ وہ نُور جو خواب میں دیکھا گیا کہ آسمان سے نازل ہوا اور دُنیا کو روشن کر دیا۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ منہ

دین۔ کیونکہ مرشد کی مخالفت آثار سعادت کے برخلاف ہے اور اگر وہ اب مرشد سے عقوق اختیار کرتے ہیں اور عاق شدہ فرزندوں کی طرح مقابلہ پر آتے ہیں تو وہ تو فوت ہو گئے ان کی جگہ مجھے مخاطب کریں اور کسی آسمانی طریق سے میرے ساتھ فیصلہ کریں۔ مگر پہلی شرط یہ ہے کہ اگر مُرشد کی ہدایت سے سرکش ہیں تو ایک چھپا ہوا اشتہار شائع کر دیں کہ مَیں عبداللہ صاحب کے کشف اور الہام کو کچھ چیز نہیں سمجھتا اور اپنی باتوں کو مقدم رکھتا ہوں۔ اس طریق سے فیصلہ ہو جائیگا مَیں اس فیصلہ کے لئے حاضر ہوں۔ جواب باصواب دو ہفتہ تک آنا چاہیئے مگر چھپا ہوا اشتہار ہو۔ والسّلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء

؎ جبکہ منشی الٰہی بخش صاحب کو الہام ہو چکے ہیں کہ مولوی عبداللہ صاحب کی مخالفت ضلالت ہے تو ان کو چاہیئے کہ اپنے اس الہام سے ڈریں اور لاتکونوا اوّل کافر بہ کا مصداق نہ بنیں اور حافظ محمد یوسف صاحب کے کسی غائبانہ انکار پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ حافظ صاحب کی ایک مضبوط کل ہمارے ہاتھ میں آگئی ہے۔ اوّل ہم اُن کو ایک مجلس میں قسم دیں گے اور پھر وہ قطعی ثبوت کی حقیقت ظاہر کریں گے۔ پھر منشی الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ بڑے بزرگ صاحب انفاس اور صاحب کشف اور الہام تھے۔ ان کی صحبت میں تاثیرات تھیں۔ ہم ان کے ادنیٰ غلام ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ جبکہ وہ ایسے بزرگ تھے اور آپ اُن کے ادنیٰ مرید ہیں تو آپ کیوں ایسے بزرگ پر ہاتھ صاف کرنے لگے۔ تعجب کہ وہ یہ کہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نور آسمانی ہے اور اس طرح پر وہ میری تصدیق کریں۔ اور آپ یہ الہام پیش کریں کہ موسیٰؑ نتواں گشت بتصدیق خرے چند۔ اب آپ ہی بتلا دیں کہ جو شخص اپنے ایسے مرشد کو گدھا قرار دے وہ کیسا ہے اور اس کا یہ الہام کس قسم کا ہے؟ شرم! شرم! شرم! منہ

؎ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ دراصل لفظ عیسیٰ ہوگا چنانچہ پہلے بھی یہ مذکور ہوا ہے۔ وہاں لفظ عیسیٰ ہے (مصحح)

(۲۲۳)

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و ۴)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی

درد دل سے ایک دعوت قوم کو

میں نے اپنا رسالہ اربعین اس لئے شائع کیا ہے کہ مجھ کو کاذب اور مفتری کہنے والے سوچیں کہ یہ ہر ایک پہلو سے فضل خدا کا جو مجھ پر ہے ممکن نہیں کہ بجز نہایت درجہ کے مقرب اللہ کے کسی معمولی ملہم پر بھی ہو سکے۔ چہ جائیکہ نعوذ باللہ ایک مفتری بدکردار کو یہ نشان اور مرتبہ حاصل ہو۔

اے میری قوم! خدا تیرے پر رحم کرے۔ خدا تیری آنکھیں کھولے۔ یقین کر کہ میں مفتری نہیں ہوں۔ خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی جو صادق کو مل سکتی ہے۔ تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کو وحی پانے کے لئے تئیس برس کی عمر ملی۔ یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے۔ اور ہزاروں لعنتیں خدا کی اور فرشتوں کی اور خدا کے پاک بندوں کی اس شخص پر ہیں جو اس پاک پیمانہ میں کسی خبیث مفتری کو شریک سمجھتا ہے۔ اگر قرآن کریم میں آیت لو تقوّل بھی نازل نہ ہوتی اور اگر خدا کے تمام پاک نبیوں نے نہ فرمایا ہوتا کہ صادقوں کا پیمانۂ عمر وحی پانے کا کاذب کو نہیں ملتا تب بھی ایک سچے مسلمان کی وہ محبت جو اپنے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہئیے

کبھی اس کو اجازت نہ دیتی کہ وہ یہ بے باکی اور بے ادبی کا کلمہ مُنہ پر لا سکتا کہ یہ پیمانۂ وحی نبوت یعنی تئیس برس جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا یہ کاذب کو بھی مل سکتا ہے۔ پھر جس حالت میں قرآن شریف نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ اگر یہ نبی کاذب ہوتا تو یہ پیمانہ عمر وحی پانے کا اس کو عطا نہ ہوتا۔ اور توریت نے بھی یہی گواہی دی اور انجیل نے بھی یہی۔ تو پھر کیسا اسلام اور کیسی مسلمانی ہے کہ ان تمام گواہیوں کو صرف میرے بغض کے لئے ایک ردّی چیز کی طرح پھینک دیا گیا اور خدا کے پاک قول کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ مَیں سمجھ نہیں سکتا کہ یہ کیسی ایمانداری ہے کہ ہر ایک ثبوت جو پیش کیا جاتا ہے اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور وہ اعتراضات بار بار پیش کرتے ہیں جن کا صدہا مرتبہ جواب دیا گیا ہے اور جو صرف میرے پر ہی نہیں ہیں بلکہ اگر اعتراض ایسی باتوں کا ہی نام ہے جو میری نسبت بطور نکتہ چینی ان کے مُنہ سے نکلتے ہیں تو اُن میں تمام نبی شریک ہیں۔ میری نسبت جو کچھ کہا جاتا ہے پہلے سب کچھ کہا گیا ہے۔ ہائے! یہ قوم نہیں سوچتی کہ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں تھا تو کیوں عین صدی کے سر پر اس کی بنیاد ڈالی گئی اور پھر کوئی بتلا نہ سکا کہ تم جھوٹے ہو اور سچّا فلاں آدمی ہے۔ ہائے! یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ اگر مہدی معہود موجود نہیں تھا تو کس کے لئے آسمان نے خسوف کسوف کا معجزہ دکھلایا۔ افسوس یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ دعویٰ بے وقت نہیں۔ اسلام اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر فریاد کو رہا تھا کہ مَیں مظلوم ہوں اور اب وقت ہے کہ آسمان سے میری نصرت ہو۔ تیرھویں صدی میں ہی دل بول اُٹھے تھے کہ چودھویں صدی میں ضرور خدا کی نصرت اور مدد آئے گی۔ بہت سے لوگ قبروں میں جا سوئے جو رو رو کر اس صدی کی انتظار کرتے تھے اور جب خدا کی طرف سے ایک شخص بھیجا گیا تو محض اس خیال سے کہ اس نے موجودہ مولویوں کی ساری باتیں تسلیم نہیں کیں اس کے دشمن ہو گئے۔ مگر ہر ایک خدا کا فرستادہ جو بھیجا جاتا ہے ضرور ایک ابتلاء ساتھ لاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ جب آئے تو بدقسمت یہودیوں کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ ایلیا دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ اور ضرور تھا کہ پہلے ایلیا آسمان سے نازل ہوتا تب مسیح آتا جیسا کہ ملاکی نبی

کی کتاب میں لکھا ہے۔ اور جب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اہل کتاب کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ یہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ اب کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت بھی کوئی ابتلاء ہو۔ اور اگر مسیح موعود تمام باتیں اسلام کے تہتر فرقہ کی مان لیتا تو پھر کن معنوں سے اس کا نام حَکَم رکھا جاتا۔ کیا وہ باتوں کو ماننے آیا تھا یا منوانے آیا تھا؟ تو اس صورت میں اس کا آنا بھی بلیسود تھا۔ سو اے قوم! تم ضد نہ کرو۔ ہزاروں باتیں ہوتی ہیں جو قبل از وقت سمجھ نہیں آتیں۔ ایلیا کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیح سے پہلے کوئی نبی سمجھا نہ سکا تا یہود حضرت مسیح کے ماننے کے لئے تیار ہو جاتے۔ ایسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز تھا اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دُور نہ کر سکا۔ اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا۔ تا سنت اللہ کے موافق اس میں بھی ابتلاء ہو۔ بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی تو بارے کچھ مدت زبان بند رکھ کر اور کف لسان اختیار کر کے میرے انجام کو دیکھتے۔ اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے۔ افسوس یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے۔ مَیں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کی رُو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اُوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سَو سَو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھ کر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنی ظاہری حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک مَیں زندہ

رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظیریں موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افتراء پر جُرأت کر سکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اسّی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مرضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مر جاتے ہیں یا کاربنکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو پھر جس زور سے مَیں ایسی حالتِ پُرخطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے؟ جب مَیں بدن کے اُوپر کے حصّہ میں ایک بیماری اور بدن کے نیچے کے حصّہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

مَیں محض نصیحتًا للہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددُعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں۔ پھر اگر مَیں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دُعائیں قبول ہو جائیں گی۔ اور آپ لوگ ہمیشہ دُعائیں کرتے بھی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ و زاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں سُنی نہیں جائیں گی کیونکہ مَیں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددُعا کرے گا وہ بددُعا اسی پر پڑے گی۔ جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے کہ اس پر لعنت ہو وہ لعنت اس کے دل پر پڑتی ہے مگر اس کو خبر نہیں۔ اور جو شخص میرے ساتھ اپنی کُشتی قرار دے کر یہ دُعائیں کرتا ہے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مَرے۔ اس کا نتیجہ وہی ہے جو مولوی غلام دستگیر قصوری نے

دیکھ لیا۔ کیونکہ اس نے عام طور پر شائع کر دیا تھا کہ مرزا غلام احمد اگر جھوٹا ہے اور ضرور جھوٹا ہے تو وہ مجھ سے پہلے مرے گا اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میں پہلے مر جاؤں گا اور یہی دُعا بھی کی تو پھر آپ ہی چند روز کے بعد مر گیا۔ اگر وہ کتاب چھپ کر شائع نہ ہو جاتی تو اس واقعہ پر کون اعتبار کر سکتا۔ مگر اب تو وہ اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا۔ پس ہر ایک شخص جو ایسا مقابلہ کرے گا اور ایسے طور کی دُعا کرے گا تو وہ ضرور غلام دستگیر کی طرح میری سچائی کا گواہ بن جائے گا۔ بھلا سوچنے کا مقام ہے کہ اگر لیکھرام کے مارے جانے کی نسبت بعض شریروں ظالم طبع نے میری جماعت کو اس کا قاتل قرار دیا ہے حالانکہ وہ ایک بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا اور ایک میری پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی۔ تو یہ تو بتلا دیں کہ مولوی غلام دستگیر کو میری جماعت میں سے کس نے مارا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ بغیر میری درخواست کے آپ ہی ایسی دُعا کر کے دُنیا سے کوچ کر گیا۔ کوئی زمین پر مر نہیں سکتا جب تک آسمان پر نہ مارا جائے میری رُوح میں وہی سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔ کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اُکھڑ سکوں۔ اگر اُن کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مُردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دُعائیں کریں تو میرا خدا اُن تمام دُعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر اُن کے مُنہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بد دعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو؟ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بد قسمت انسان دُور سے اعتراض

کرتے ہیں جن دلوں پر مہریں ہیں اُن کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا ! تُو اس امت پر رحم کر۔ آمین۔

المشتہر خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۲۹ دسمبر ۱۹۰۰ء

---

(۲۳۴)

ایک ضروری تجویز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امر ہمیشہ میرے لئے موجب غم اور پریشانی کا تھا کہ وہ تمام سچائیاں اور پاک معارف اور دین اسلام کی حمایت میں پختہ دلائل اور انسانی رُوح کو اطمینان دینے والی باتیں جو میرے پر ظاہر ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ ان تسلی بخش براہین اور موثر تقریروں سے ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں اور یورپ کے حق کے طالبوں کو اب تک کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ درد دل اس قدر تھا کہ آئندہ اس کی برداشت مشکل تھی۔ مگر چونکہ خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہم اس ناپائدار گھر سے گذر جائیں ہمارے تمام مقاصد پورے کر دے اور ہمارے لئے وہ آخری سفر حسرت کا سفر نہ ہو۔ اس لئے اس مقصد کے پُورا کرنے کے لئے جو ہماری زندگی کا اصل

مقصود ہے ایک تدبیر پیدا ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آج چند ایک احباب نے اپنے مخلصانہ مشورہ سے مجھے توجہ دلائی ہے کہ ایک رسالہ (میگزین) بزبان انگریزی مقاصد مذکورہ بالا کے اظہار کے لئے نکالا جائے جس میں مقصود بالذات ان مضامین کا شائع کرنا ہوگا۔ جو تائید اسلام میں میرے ہاتھ سے نکلے ہوں۔ اور جائز ہوگا کہ اور صاحبوں کے مذہبی یا قومی مضامین بھی بشرطیکہ ہم ان کو پسند کرلیں اس رسالہ میں شائع ہوں۔

اس رسالہ کی اشاعت کے لئے سب سے زیادہ دو امر قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ اس رسالہ کا نظم و نسق کس کے ہاتھ میں ہو۔ اور دوسرا یہ کہ اس کے مستقل سرمایہ کی کیا تجویز ہو۔ سو امر اوّل کے متعلق ہم نے یہ پسند کیا ہے کہ اس اخبار کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے پلیڈر اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے پلیڈر مقرر ہوں۔ اور ان ہر دو صاحبان نے اس خدمت کو قبول کرلیا ہے۔ امر دوم سرمایہ ہے۔ سو اس کے متعلق بالفعل کسی قسم کی رائے زنی نہیں ہوسکتی۔ اور یہی ایک بڑا بھاری امر ہے جو سوچنے کے لائق ہے۔ اس لئے قرین مصلحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجلس دوستوں کی منعقد کرکے اس کے متعلق بحث کی جائے اور جو طریق بہتر اور اولیٰ معلوم ہو وہی اختیار کیا جائے۔ مگر یہ بات ظاہر کرنے کے لائق ہے کہ مجھے اس سرمایہ کے انتظام میں کچھ دخل نہیں ہوگا اور غالباً اس کو ایک امر تجارتی تصور کرکے ایسے ممبر مقرر کئے جائیں گے جو اس تجارت کے حصہ دار ہوں گے اور انہی کی تجویز اور مشورہ سے جس طور سے مناسب سمجھیں گے یہ روپیہ جمع ہو کر کسی بینک میں جمع کیا جاوے گا۔ لیکن چونکہ ایسے امور صرف اشتہارات سے تصفیہ نہیں پا سکتے لہذا میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس جلسہ کے لئے بڑی عید کا دن قرار پاوے اور جہاں تک ممکن ہوسکے ہمارے دوست کوشش کریں کہ اس دن قادیان پہنچ جائیں۔ تب سرمایہ کے متعلق بحث اور گفتگو ہو جائیگی۔ کہ کس طور سے یہ سرمایہ جمع ہونا چاہیئے اور اس کے خرچ کے لئے انتظام کیا ہوگا۔ یہ سب حاضرین جلسہ کی کثرت رائے پر فیصلہ ہوگا۔ بالفعل اس کا ذکر قبل از وقت ہے۔ ہاں ہر ایک

صاحب کو چاہیئے کہ اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے طیار ہو کر آئیں۔ اور یہ یاد رکھیں کہ یہ چندہ صرف تجارتی طور پر ہوگا۔ اور ہر ایک چندہ دینے والا بقدر اپنے روپیہ کے اپنا حق اس تجارت میں قائم کرے گا۔ اور اس کے ہر ایک پہلو پر بحث جلسہ کے وقت میں ہوگی۔ یہ خیراتی چندہ نہیں ہے۔ ایک طور کی تجارت ہے جس میں شراکت صرف دینی تائید تک ہے۔ اس سے زیادہ کوئی امر نہیں ہے۔ والسّلام۔ اس امر کے متعلق خط و کتابت خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے کی جائے۔

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان - ۱۵؍ جنوری ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ایک صفحہ کا فل سکیپ سائز پر ہے)

---

(۲۳۵)

خدا کے فضل سے بڑا معجزہ ظاہر ہوا

ہزار ہزار شکر اُس قادر یگانہ کا ہے جس نے اس عظیم الشّان میدان میں مجھ کو فتح بخشی اور باوجود اس کے کہ ان ستّر دنوں میں کئی قسم کے موانع پیش آئے چند دفعہ مَیں سخت مریض ہوا۔ بعض عزیز بیمار رہے۔ مگر پھر بھی یہ تفسیر اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ جو شخص اس بات کو سوچیگا

کہ یہ وہ تفسیر ہے جو ہزاروں مخالفوں کو اسی امر کے لئے دعوت کر کے بالمقابل لکھی گئی ہے وہ ضرور اس کو ایک بڑا معجزہ یقین کرے گا۔ بھلا میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر کس نے ایسے معرکہ کے وقت کہ جب مخالف علماء کو غیرت دہ الفاظ کے ساتھ بولایا گیا تھا تفسیر لکھنے سے ان کو روک دیا۔ اور کس نے ایسے شخص یعنی اس عاجز کو جو مخالف علماء کے خیال میں ایک جاہل ہے۔ جو اُن کے خیال میں ایک صیغہ عربی کا بھی صحیح طور پر نہیں جانتا ایسی لاجواب اور فصیح بلیغ تفسیر لکھنے پر باوجود امراض اور تکالیف بدنی کے قادر کر دیا کہ اگر مخالف علماء کوشش کرتے کرتے کسی دماغی صدمہ کا بھی نشانہ ہو جاتے تب بھی اس کی مانند تفسیر نہ لکھ سکتے۔ اور اگر ہمارے مخالف علماء کے بس میں ہوتا یا خدا اُن کی مدد کرتا تو کم سے کم اس وقت ہزار تفسیر اُن کی طرف سے بالمقابل شائع ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن اب ان کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہم نے اس بالمقابل تفسیر نویسی کو مدار فیصلہ ٹھیرا کر مخالف علماء کو دعوت کی تھی اور ستّر دن کی میعاد تھی جو کچھ کم نہ تھی۔ اور میں اکیلا اور وہ ہزارہا عربی دان اور عالم فاضل کہلانے والے تھے تب بھی وہ تفسیر لکھنے سے نامراد رہے۔ اگر وہ تفسیر لکھتے اور سورہ فاتحہ سے میرے مخالف ثبوت پیش کرتے تو ایک دُنیا اُن کی طرف اُلٹ پڑتی۔ پس وہ کونسی پوشیدہ طاقت ہے جس نے ہزاروں کے ہاتھوں کو باندھ دیا اور دماغوں کو پست کر دیا اور علم اور سمجھ کو چھین لیا۔ اور سورہ فاتحہ کی گواہی سے میری سچائی پر مُہر لگا دی اور ان کے دلوں کو ایک اور مُہر سے نادان اور نافہم کر دیا۔ ہزاروں کے رو برو ان کے چرک آلودہ کپڑے ظاہر کئے اور مجھے ایسی سفید کپڑوں کی خلعت پہنا دی جو برف کی طرح چمکتی تھی اور پھر مجھے ایک عزت کی کرسی پر بٹھا دیا اور سورہ فاتحہ سے **ایک عزت کا خطاب** مجھے عنایت ہوا۔ وہ کیا ہے۔ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۔ اور خدا کے فضل اور کرم کو دیکھو کہ تفسیر کے لکھنے میں دونوں فریق کے لئے چار جُز کی شرط تھی یعنی یہ کہ ستّر دن کی میعاد تک چار جُز لکھیں۔ لیکن وہ لوگ باوجود ہزاروں ہونے کے ایک

جُز بھی نہ لکھ سکے اور مجھ سے خدائے کریم نے بجائے چار جُز کے ساڑھے باراں جُز لکھوا دیئے۔

اب مَیں علماء مخالفین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ معجزہ نہیں ہے اور اس کی کیا وجہ ہے کہ معجزہ نہ ہو۔ کوئی انسان حتی المقدور اپنے لئے ذلت قبول نہیں کرتا۔ پھر اگر تفسیر لکھنا مخالف مولویوں کے اختیار میں تھا تو وہ کیوں نہ لکھ سکے۔ کیا یہ الفاظ جو میری طرف سے اشتہارات میں شائع ہوئے تھے کہ جو فریق اب بالمقابل ستّر دن میں تفسیر نہیں لکھے گا وہ کاذب سمجھا جائیگا یہ ایسے الفاظ نہیں ہیں جو انسان غیرت مند کو اس پر آمادہ کرتے ہیں کہ سب کام اپنے پر حرام کرکے بالمقابل اس کام کو پورا کرے تا جھوٹا نہ کہلاوے۔ لیکن کیونکر مقابلہ کر سکتے۔ خدا کا فرمودہ کیونکر ٹل سکتا کہ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ۔ خدا نے ہمیشہ کے لئے جب تک کہ دُنیا کا انتہا ہو یہ حجّت اُن پر پوری کرنی تھی کہ باوجودیکہ علم اور لیاقت کی یہ حالت ہے کہ ایک شخص کے مقابل پر ہزاروں اُن کے عالم و فاضل کہلانے والے دم نہیں مار سکتے پھر بھی کافر کہنے پر دلیر ہیں۔ کیا لازم نہ تھا کہ پہلے علم میں کامل ہوتے پھر کافر کہتے۔ جن لوگوں کے علم کا یہ حال ہے کہ ہزاروں مل کر بھی ایک شخص کا مقابلہ نہ کر سکے۔ چار جُز کی تفسیر نہ لکھ سکے ان کے بھروسہ پر ایک ایسے مامور من اللہ کی مخالفت اختیار کرنا جو نشان پر نشان دکھلا رہا ہے بڑے بدقسمتوں کا کام ہے۔

بالآخر ایک اور ہزار شکر کا مقام ہے کہ اس موقعہ پر ایک **پیشگوئی** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی پوری ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ستّر دن کے عرصہ میں کچھ بباعث امراض لاحقہ اور کچھ بباعث اس کے کہ بوجہ بیماری بہت سے دن تفسیر لکھنے سے سخت معذوری رہی اُن نمازوں کو جو جمع ہو سکتی ہیں جمع کرنا پڑا۔ اور اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو درّ منثور اور فتح باری اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ کتب میں ہے کہ تُجْمَعُ لَهُ الصَّلٰوۃُ یعنے مسیح موعود کے لئے نماز جمع کی جائے گی۔ اب ہمارے مخالف علماء یہ بھی بتلا دیں کہ کیا وہ اس بات کو مانتے ہیں یا نہیں کہ یہ پیشگوئی پوری

ہو کر مسیح موعود کی وہ علامت بھی ظہور میں آگئی۔ اور اگر نہیں مانتے تو کوئی نظیر پیش کریں
کہ کسی نے مسیح موعود کا دعوے کر کے دو ماہ تک نمازیں جمع کی ہوں۔ یا بغیر دعویٰ ہی
نظیر پیش کرو۔

وَالسَّلَام
عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

۲۰ فروری ۱۹۰۱ء

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ۳ صفحہ پر ہے جس پر پریس کا نام نہیں)

---

(۲۳۶)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ

اے علماء قوم جو میرے مکذب اور مکفر ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں۔ آج پھر میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کے لئے درخواست کروں۔ مصالحت سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے مجبور کروں یا اپنے عقیدہ کی اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں۔ جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ بلکہ اس جگہ مصالحت سے صرف یہ مراد ہے کہ فریقین

ایک پختہ عہد کریں کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو اُن کے زیر اثر ہیں۔ ہر ایک قسم کی سخت زبانی ✚ سے باز رہیں۔ اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزّت پر حملہ نہ کریں۔ اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب اور شائستگی ہے، فریق ثانی مدارات سے پیش آئیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انجام کار انہی اصولوں یا مدارات کی طرف لوگ آ جاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ ایک فریق دُنیا میں بکثرت پھیل گیا ہے جیسا کہ آجکل حنفی شافعی مالکی حنبلی باوجود اُن سخت اختلافات کے جن کی وجہ سے مکّہ معظمہ کی ارض مقدسہ بھی ان کو ایک مصلّے پر جمع نہیں کر سکی۔ ایک دوسرے سے مخالطت اور ملاقات رکھتے ہیں۔ لیکن بڑی خوبی کی یہ بات ہے کہ کسی اندرونی فرقہ کی ابتدائی حالت میں ہی اس سے اخلاقی برتاؤ کیا جائے۔ خدا جس کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے وہی نابود ہوتا ہے۔ انسانی کوششیں کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے تو خود یہ سلسلہ تباہ ہو جائے گا۔ اور اگر خدا کی طرف سے ہے تو کوئی دشمن اس کو تباہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے محض قلیل جماعت خیال کر کے تحقیر کے درپے رہنا طریق تقویٰ کے برخلاف ہے۔ یہی تو وقت ہے کہ ہمارے مخالف علماء اپنے اخلاق دکھلائیں۔ ورنہ جب یہ احمدی فرقہ دُنیا میں چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائے گا اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض ملوک بھی اس میں داخل ہو جائیں گے جیسا کہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے تو اُس زمانہ میں تو یہ کینہ اور بغض خود بخود لوگوں کے دلوں سے دُور ہو جائے گا۔ لیکن اس وقت کی مخالطت اور مدارات خدا کے لئے نہیں ہوگی۔ اور اُس وقت مخالف علماء کا نرمی اختیار کرنا تقویٰ کی وجہ سے نہیں سمجھا جائے گا۔ تقوےٰ دکھلانے کا آج ہی دن ہے جب کہ فرقہ دُنیا میں بجز چند ہزار انسان

✚ سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجّال ہے یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے۔ مگر یہ کہنا کہ اس کے بیان میں غلطی ہے یا وہ خاطی یا غلطی ہے سخت زبانی میں داخل نہیں ہوگا۔ منہ

کے زیادہ نہیں۔ اور مَیں نے یہ انتظام کر لیا ہے کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شایع نہیں کرے گا جس میں آپ صاحبوں میں سے کسی صاحب کی تحقیر اور توہین کا ارادہ کیا گیا ہو۔ اور اس انتظام پر اس وقت سے پورا عملدر آمد ہوگا جب کہ آپ صاحبوں کی طرف سے اسی مضمون کا ایک اشتہار نکلیگا اور آئندہ آپ پلے عہد سے ذمہ دار ہو جائیں گے کہ آپ صاحبان اور نیز ایسے لوگ جو آپ کے زیر اثر ہیں یا زیر اثر سمجھے جا سکتے ہیں ہر ایک قسم کی بدزبانی اور سب و شتم سے مجتنب رہیں گے اور اس نئے معاہدہ سے آیندہ اس بات کا تجربہ ہو جائے گا کہ کس فریق کی طرف سے زیادتی ہے۔ اس سے آپ صاحبوں کو ممانعت نہیں کہ تہذیب سے ردّ لکھیں اور نہ ہم اس طریق سے دستکش ہو سکتے ہیں۔ لیکن دونوں فریق پر واجب ہوگا کہ ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدگوئی سے مُنہ بند کر لیں۔ مجھے بہت خوشی ہو گی جب آپ کی طرف سے یہ اشتہار پہنچے گا اور اسی تاریخ سے ان تمام امور پر ہماری طرف سے بھی عملدرآمد شروع ہوگا۔ بالفعل اس اندرونی تفرقہ کے مٹانے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ آیندہ جس فریق کے ساتھ خدا ہوگا وہ خود غالب ہوتا جائے گا۔ دُنیا میں سچائی اوّل چھوٹے سے تخم کی طرح آتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے جو پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں*۔

المشتہر میرزا غلام احمد از قادیان۔ ۵ر مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان۔ ۷۰۰ کاپی (یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے دو صفحوں پر ہے)

* کم سے کم تین برس کے لئے یہ مصالحہ ضروری ہے۔ اور اس خیال سے کہ حساب میں غلطی نہ ہو اس مصالحہ کی ابتدائی تاریخ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۱ء مقرر کی گئی ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ آپ صاحبوں کی طرف سے بعد باہمی مشورہ کب سب کے دستخطوں کے ساتھ جو پانچ علماء سے کم نہ ہوں جواب اشتہار نکلیگا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ منہ

(۲۳۷)

طاعون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ۶ ۲ر فروری ۱۸۹۸ء کو مَیں نے طاعون کے بارے میں ایک پیشگوئی شایع کی تھی اور اس میں لکھا تھا کہ مجھے یہ دکھلایا گیا ہے کہ اس ملک کے مختلف مقاموں میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے گئے ہیں اور وہ طاعون کے پودے ہیں۔ اور مَیں نے اطلاع دی تھی کہ توبہ اور استغفار سے وہ پودے دُور ہو سکتے ہیں۔ مگر بجائے توبہ اور استغفار کے وہ اشتہار بڑی ہنسی اور ٹھٹھے سے پڑھا گیا۔ اب مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ پیشگوئی ان دنوں میں پوری ہو رہی ہے۔ خدا مُلک کو اس آفت سے بچا دے۔ اگر خدانخواستہ اس کی ترقی ہوئی تو وہ ایک ایسی بَلا ہے جس کے تصوّر سے بدن کانپتا ہے۔ سو اے عزیزو اسی غرض سے پھر یہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ سنبھل جاؤ اور خدا سے ڈرو اور ایک پاک تبدیلی دکھلاؤ تا خدا تم پر رحم کرے اور وہ بَلا جو بہت نزدیک آگئی ہے خدا اس کو نابود کرے۔

اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے۔ یہ وہ بَلا ہے جو آسمان سے آتی اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دُور ہوتی ہے۔ اگرچہ ہماری گورنمنٹ عالیہ بہت کوشش کر رہی ہے اور مناسب تدبیروں سے یہ کوشش ہے۔ مگر صرف زمینی کوششیں کافی نہیں۔ ایک پاک ہستی موجود ہے جس کا نام خدا ہے۔ یہ بَلا اسی کے ارادہ سے مُلک میں پھیلی ہے۔

یہ اشتہار جلد کے صفحہ پر زیر نمبر درج ہے (مرتب)

کوئی نہیں بیان کر سکتا کہ یہ کب تک رہے گی اور اپنے رخصت کے دنوں تک کیا کچھ انقلاب پیدا کرے گی۔ اور کوئی کسی کی زندگی کا ذمہ دار نہیں۔ سو اپنے نفسوں اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں پر رحم کرو۔ چاہیئے کہ تمہارے گھر خدا کی یاد اور توبہ اور استغفار سے بھر جائیں اور تمہارے دل نرم ہو جائیں۔ بالخصوص مَیں اپنی جماعت کو نصیحتاً کہتا ہوں کہ یہی وقت توبہ اور استغفار کا ہے۔ جب بَلا نازل ہوگئی تو پھر توبہ سے بھی فائدہ کم پہنچتا ہے۔ اب اس سخت سیلاب پر سچی توبہ سے بند لگاؤ۔ باہمی ہمدردی اختیار کرو۔ ایک دوسرے کو تکبّر اور کینہ سے نہ دیکھو۔ خدا کے حقوق ادا کرو اور مخلوق کے بھی تا تم دوسروں کے بھی شفیع ہو جاؤ۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں جس میں مثلاً دس لاکھ کی آبادی ہو ایک بھی کامل راستباز ہوگا تب بھی یہ بَلا اس شہر سے دفع کی جائے گی۔ پس اگر تم دیکھو کہ یہ بَلا ایک شہر کو کھاتی جاتی اور تباہ کرتی جاتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس شہر میں ایک بھی کامل راستباز نہیں۔ معمولی درجہ کا طاعون یا کسی اور وبا کا آنا ایک معمولی بات ہے۔ لیکن جب یہ بَلا ایک کھا جانے والی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا مُنہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راست بازوں کے وجود سے خالی ہے۔ تب اس شہر سے جلد نکلو یا کامل توبہ اختیار کرو۔ ایسے شہر سے نکلنا طبّی قواعد کے رو سے مفید ہے ایسا ہی رُوحانی قواعد کے رُو سے بھی۔ مگر جس میں گناہ کا زہریلہ مادہ ہو وہ بہرحال خطرناک حالت میں ہے۔ پاک صحبت میں رہو کہ پاک صحبت اور پاکوں کی دُعا اس زہر کا علاج ہے۔ دُنیا ارضی اسباب کی طرف متوجہ ہے مگر جڑ اس مرض کی گناہ کا زہر ہے اور تریاقی وجود کی ہمسائیگی فائدہ بخش ہے۔ اللہ جل شانہ اپنے رسُول کو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم یعنے خدا ایسا نہیں ہے کہ وبا وغیرہ سے ان لوگوں کو ہلاک کرے جن کے شہر میں تو رہتا ہو۔ پس چونکہ وہ نبی علیہ السّلام کامل راست باز تھا اس لئے لاکھوں کی جانوں کا وہ شفیع ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ مکّہ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف رکھتے رہے امن کی جگہ رہا۔ اور پھر جب مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کا اس وقت

نام یثرب تھا جس کے معنے ہیں ہلاک کرنے والا۔ یعنی اس میں ہمیشہ سخت وبا پڑا کرتی تھی۔ آپ نے داخل ہوتے ہی فرمایا کہ اب اس کے بعد اس شہر کا نام یثرب نہ ہوگا بلکہ اس کا نام مدینہ ہوگا یعنی تمدّن اور آبادی کی جگہ۔ اور فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ مدینہ کی وبا اس میں سے ہمیشہ کے لئے نکال دی گئی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اب تک مکّہ اور مدینہ ہمیشہ طاعون سے پاک رہے۔ مَیں اُس خدائے کریم کا شُکر کرتا ہوں کہ اسی آیت کے مطابق اس نے مجھے بھی الہام کیا۔ اور وہ یہ ہے۔

الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم انہ اوی القریۃ۔

یہ الہام اشتہار ۲۶ر فروری ۱۸۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اور یہ طاعون کے بارے میں ہے اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ موتوں کے دن آنے والے ہیں مگر نیکی اور توبہ کرنے سے ٹل سکتے ہیں۔ اور خدا نے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے اور متفرق کئے جانے سے محفوظ رکھا۔ یعنے بشرط توبہ۔ اور براہین احمدیہ میں یہ الہام بھی درج ہے کہ

ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم

یہ خدا کی طرف سے برکتیں ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔ اور یاد رہے کہ یہ ہماری تحریر محض نیک نیتی اور سچی ہمدردی کی راہ سے ہے۔

وما علی الرسول الا البلاغ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

المشــــــــــــــــــــــــــــــــــتہر

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۱۷ر مارچ ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان ضلع گورداسپور ۔۔۔ (یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے دو صفحوں پر ہے)

(۲۳۸)

الاعلان

ایھا الاخوان من العرب و فارس و الشام و غیرھا من بلاد الاسلام
اعلموا رحمکم اللہ انی کتبتُ ھذا الکتاب لکم ملھمًا من ربّی۔ و امرتُ ان
ادعوکم الی صراطٍ ھُدیتُ الیہ و اؤدّبکم بادبی وھذا بعد ما انقطع الامل من
علماء ھذہ الدیار۔ وتحقق انھم لا یبالون عقبی الدار۔ وانقطعت حرکتھم
الی الصدق من تفالج لا من فالج۔ وما نفعھم اثر دواءٍ و لا سعی معالج
وما بقی لاجارد المعارف فی ارضھم مرتع۔ ولا فی اھلھا مطمع۔ فعند
ذالک القی فی قلبی من الحضرۃ۔ ان اوی الیکم لطلب النصرۃ۔ لتکونوا

اعلان

(ترجمہ)

اے عرب، فارس، شام اور دوسرے ممالک کے مسلمان بھائیو! اللہ تم پر رحم کرے۔ تم یہ جان لو کہ مَیں نے تمہارے لئے یہ کتاب اپنے رب سے الہام پاکر لکھی ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ مَیں تمہیں اس راستہ کی طرف بلاؤں جس کی طرف مجھے رہنمائی کی گئی ہے اور مَیں تمہیں اپنے آداب سکھاؤں اور یہ اس بات کے بعد ہوا ہے جبکہ مَیں اس علاقہ کے علماء سے نا امید ہوگیا اور یہ ثابت ہوگیا کہ انہیں آخرت کے گھر کی کوئی پروا نہیں اور بناوٹی فالج زدہ بننے کی وجہ سے نہ کہ (حقیقۃً) فالج ہونے کی وجہ سے سچائی کی طرف ان کی حرکت منقطع ہوگئی۔ اور ان پر کسی دوا کا اثر نہ ہوا۔ اور نہ کسی معالج کی کوشش نے انہیں فائدہ پہنچایا۔ اور معارف کے گھوڑوں کے لئے ان کے علاقہ میں کوئی چراگاہ باقی نہ رہی اور نہ اس کے اہل میں کوئی طمع کی جگہ۔ پس اس وقت بارگاہ ایزدی سے میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ مَیں تمہارے ہاں مدد طلب کرنے کے لئے پناہ لوں تا تم

انصاری کاھل المدینۃ۔ ومن نصرنی وصدقنی فقد ارضی ربّہ و خیر البریۃ۔ وان شر الدوابّ الصُّمُّ البکم الذین لا یصغون الی الحق والحکمۃ۔ ولا یسمعون برھانا ولو کان من الحجج البالغۃ۔ واذا قیل لھم اٰمنوا بما اٰتاکم من ربکم من الحق والبینۃ۔ بعد ایامٍ کثرت الفِرَقُ و اختلافھم فیھا وتلاطم بحر الضلالۃ۔ قالوا لا نعرف ما الحق وانّا وجدنا اٰباءنا علی عقیدۃ۔ وانا علیھا الی یوم المنیّۃ۔ وما قلت لھم الا ما قال القراٰن۔ فما کان جوابھم الا السبّ والھذیان۔ وان اللہ قد علمنی ان عیسی ابن مریم قد مات۔ ولحق الاموات۔ و امّا الذی کان نازلاً من السماء فھو ھذا القائم بینکم کما اُوحِیَ اِلَیَّ من حضرۃ الکبریاء۔

اہل مدینہ کی طرح میرے انصار بن جاؤ۔ اور جس نے میری مدد کی اور میری تصدیق کی اس نے اپنے رب کو اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا۔ اور جانوروں سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جو بہرے اور گونگے ہیں۔ اور حق اور حکمت کی طرف کان نہیں دھرتے اور نہ وہ کسی دلیل کو سننا چاہتے ہیں اگرچہ وہ حجج بالغہ ہی سے کیوں نہ ہو۔ اور جب انہیں یہ کہا گیا کہ تم اس پر ایمان لاؤ جو تمہیں اپنے رب سے حق اور واضح دلائل سے دیا گیا ہے بعد ان ایام کے جبکہ بڑی تعداد میں فرقے پیدا ہو گئے اور ان کا باہمی اختلاف بڑھ گیا اور بحرِ ضلالت میں تلاطم برپا ہو گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم نہیں جانتے کہ حق کیا ہے۔ ہم نے تو اپنے آباء واجداد کو ایک عقیدہ پر پایا ہے اور اس عقیدہ پر تا موت قائم رہیں گے۔ انہیں میں نے وہی کہا جو قرآن کریم نے کہا ہے۔ لیکن ان کا جواب سوائے گالی گلوچ اور بکواس کے کچھ نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور مُردوں سے مل گئے ہیں۔ اور وہ شخص جو آسمان سے اُترنے والا تھا وہ یہی ہے جو تمہارے درمیان کھڑا ہے۔ جیسا کہ مجھے خدا کی طرف سے وحی کی گئی ہے

وكانت حقيقة النزول* ظهور المسيح الموعود عند انقطاع الاسباب۔ و

* الحاشية۔ اعلموا ان لفظ النزول قد اختير للمسيح الموعود لوجهين (۱) احدها لاظهار انقطاع الاسباب الارضية كالحكومة والرياسة۔ والوسائل الحربية فى ملك يبعث فيه من الحضرة الاحدية۔ كانه كانت اشارة الى ان المسيح الموعود لا يأتى الا فى ملك لا يبقىٰ فيه للاسلام قوة۔ ولا للمسلمين طاقة۔ ومع ذالك يقومون للانكار۔ ويريدون ان يطفؤا نور الله فضلاً من ان يكونوا من الانصار۔ فيؤيّد المسيح من لدن رب السماء۔ ولا يكون عليه منة احد من ملوك الارض واهل الدول والامراء۔ ولا يستعمل السيف والسنان۔ فكانه نزل من السماء ونصره الله من لدنه واعان۔

اور نزول* کی حقیقت یہ تھی کہ مسیح موعود اسباب کے منقطع ہو جانے، اسلامی حکومت کے

* الحاشیہ: جان لو کہ مسیح موعود کے لئے لفظ نزول دو وجوہ سے اختیار کیا گیا ہے (۱) ان میں سے ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس بات کو ظاہر کرنا تھا کہ جس ملک میں وہ خدائے یگانہ کی طرف سے مبعوث ہوگا۔ اس میں زمینی اسباب (جیسے حکومت، ریاست اور جنگی وسائل) منقطع ہو چکے ہوں گے۔ گویا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود ایسے ملک میں آئے گا جس میں اسلام کے لئے کوئی قوت باقی نہیں رہے گی نہ مسلمانوں میں کوئی طاقت ہوگی۔ اس کے باوجود وہ انکار کے لئے کھڑے ہوں گے اور بجائے اس کے کہ وہ انصار میں سے ہوتے وہ اللہ تعالیٰ کے نُور کو بجھانے کا ارادہ کریں گے۔ پس آسمانوں کے رب کی طرف سے مسیح کی تائید ہوگی۔ اور اس پر دنیا کے بادشاہوں، نوابوں اور امراء میں سے کسی کا احسان نہ ہوگا۔ اور نہ تلوار اور نیزہ کا استعمال نہیں ہوگا۔ (پس یوں سمجھا جائے گا کہ) گویا وہ آسمان سے نازل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ

ضعف الدولة الاسلامية وغلبة الاحزاب۔ وكان هذا اشارة الى ان الامر كله ينزل من السماء۔ من غير ضرب الاعناق وقتل الاعداء۔ ويُرى كالشمس فى الضياء۔ ثم نقل اهل الظاهر هذه الاستعارة الى الحقيقة فهذه اوّل مصيبة نزلت على هذه الملة۔ وما اراد الله من انزال

(بقية الحاشية) (۲) ثانيها لاظهار شهرة المسيح الموعود فى اسرع الاوقات والزمان فى جميع البلدان۔ فان الشئ الذى ينزل من السماء۔ يراه كل احد من قريب وبعيد ومن الاطراف والانحاء۔ ولا يبقى عليه سِتْرٌ فى اعين ذوى الانصاف۔ ويشاهد كبرقٍ يبرق من طرف الى طرف حتى يحيط كدائرةٍ على الاطراف۔ منه

کمزور ہونے اور دوسرے گروہوں کے غلبہ کے بعد ظاہر ہوگا۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یہ امر سارے کا سارا بغیر گردنوں کے اُڑانے اور دشمنوں کے قتل کرنے کے آسمان سے نازل ہوگا اور روشنی میں سُورج کی مانند دکھائی دے گا۔ لیکن اہل ظاہر نے اس استعارہ کی حقیقت پر محمول کرلیا۔ اور یہ پہلی مصیبت تھی جو اس قوم پر نازل ہوئی۔ اور انزال مسیح سے

(بقیہ حاشیہ) (۲) دوسری وجہ مسیح موعود کے لئے لفظ نزول کے اختیار کرنے کی یہ ہے کہ اس سے اس بات کا اظہار کرنا مقصود تھا کہ مسیح موعود (وقت اور زمانہ کے لحاظ سے) بہت جلد تمام ممالک میں شہرت پاجائے گا۔ اور جو چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے اس کو ہر ایک دیکھ لیتا ہے قریب ہو یا دُور یا اطراف وجوانب سے ہو۔ اور منصف مزاج لوگوں کی نظر میں کوئی پردہ باقی نہیں رہتا۔ اور وہ اس بجلی کی طرح دکھائی دیتی ہے جو ایک طرف سے چمکتی ہے اور پھر تمام اطراف پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہوجاتی ہے۔ منہ

المسیح - الا لیُری مقابلة الملتین بالتصریح - فان نبینا المصطفٰی کان مثیل موسٰی - وکانت سلسلة خلافة الاسلام کمثل سلسلة خلافة الکلیم من اللہ العلّام - فوجب بضرورۃ ھذہ المماثلة والمقابلة ان یظھر فی اٰخر ھذہ السلسلة مسیح کمسیح السلسلة الموسویة - ویھود کالیھود الذین کفّروا عیسٰی وکذبوہ و ارادوا قتلہ وجروہ الی ارباب الحکومة - فمن العجب ان علماء الاسلام اعترفوا بان الیھود الموعودون فی اٰخر الزمان لیسوا یھودًا فی الحقیقة - بل ھم مثلھم من المسلمین فی الاعمال والعادة - ثمّ یقولون مع ذالک ان المسیح ینزل من السماء - وھو ابن مریم رسول اللہ فی الحقیقة لامثیلہ من الاصفیاء - فکانھم حسبوا ھذہ الامة اردء الامم واخبثھم

خدا تعالےٰ کا ارادہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ دونوں اقوام کا مقابلہ صراحت سے دکھائے ۔ کیونکہ ہمارے نبی محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسٰی تھے اور خلافت اسلامیہ کا سلسلہ خدائے علّام کی طرف سے خلافت موسویہ کے سلسلہ کی مانند تھا۔ پس اس مماثلت اور مقابلہ کی ضرورت کی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ اس سلسلہ کے آخر میں بھی سلسلہ موسویہ کے مسیح کی مانند ایک مسیح ظاہر ہو اور ان یہود کی طرح یہود بھی پیدا ہوں جنہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی تکذیب کی اور انہیں قتل کرنا چاہا اور انہیں ارباب حکومت کی طرف کھینچ کر لے گئے۔ اور تعجب کی بات ہے کہ علماء اسلام نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ آخری زمانہ میں جن یہودیوں کا وعدہ دیا گیا ہے وہ فی الحقیقت یہودی نہیں ہوں گے بلکہ وہ مسلمانوں میں سے اپنی عادات اور اعمال کے لحاظ سے ان جیسے ہی ہونگے اور پھر اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔ اور وہ فی الحقیقت مریم کے بیٹے اللہ کے رسول ہوں گے۔ یوں نہیں کہ اصفیاء میں سے ان کا کوئی مثیل ہوگا۔ گویا انہوں نے اس امت کو سب امتوں سے زیادہ ردّی اور ناپاک سمجھا۔

فانہم زعموا ان المسلمین قوم لیس فیہم احد یقال لہ انہ مثیل بعض الاخیار السابقین۔ واما مثیل الاشرار فکثیر فیہم ففکّروا فیہ یا معشر العاقلین۔ ثمّ ان مسئلۃ نزول عیسٰی نبی اللّٰہ کانت من اختراعات النصرانیّین۔ واما القراٰن فتوفاہ و الحقہ بالمیّتین۔ وما اضطرت النّصارٰے الٰی نحت ھذہ العقیدۃ الواھیۃ الّا فی ایام الیاس و قطع الامل من النصرۃ الموعودۃ۔ فانّ الیھود کانوا یسخرون منھم و یضحکون علیھم و یؤذونھم بانواع الکلمات۔ عند ما رأوا خذلانھم و تقلبھم فی الاٰفات۔ فکانوا یقولون این مسیحکم الذی کان یزعم انہ یرث سریر داؤد۔ و ینال السلطنۃ و ینجی الیھود۔ فتالم النصارٰی من سماع ھذہ المطاعن۔ و الامر الصبرُ

کیونکہ انہوں نے یہ گمان کیا کہ مسلمانوں میں سے کوئی فرد بھی ایسا نہیں جس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ وہ بعض گذشتہ اخیار کا مثیل ہے۔ اور جہاں تک اشرار کے مثیلوں کا سوال ہے وہ ان میں بڑی تعداد میں ہیں۔ پس اے عقلمند گروہ تم اس بارہ میں غور کرو۔ پھر یہ بھی سنو کہ نزول عیسٰی کا مسئلہ عیسائیوں کی ایجاد ہے۔ قرآن کریم نے تو مُردہ قرار دے کر اسے مُردوں میں شامل کیا ہے۔ اور عیسائی اس ردّی عقیدہ کو اختراع کرنے پر اس وقت مجبور ہوئے جب وہ ناامید ہو گئے اور اس نصرت الٰہی کی طرف سے ان کی امیدیں ٹوٹ گئیں جس کا انہیں وعدہ دیا گیا تھا اور یہودی ان سے تمسخر کرتے، ان پر ہنستے اور ان کو مختلف کلمات کے ساتھ دُکھ دیتے۔ اس وقت انہوں نے اپنے آپ کو بے یار و مددگار اور آفات میں مبتلا دیکھا۔ یہود کہتے تھے۔ کہاں ہے تمہارا وہ مسیح جو یہ خیال کرتا تھا کہ وہ داؤد کے تخت کا وارث ہوگا۔ حکومت حاصل کرے گا۔ اور یہود کو نجات دے گا۔ یہود کے ان طعنوں سے عیسائی لوگ بہت دکھی ہوئے۔ بھلا لعنت کرنے والے پر کب تک صبر کیا جا سکتا ہے۔

باللاعن۔ فنحتوا الجوابين۔ عند هذين الطعنين والخطابين۔ فقالوا ان يسوع ابن مريم وان كان ما نال السلطنة فى هذه الاوان۔ ولكنّه ينزل بصورة الملوك الجبارين القهارين فى اخر الزمان۔ فيقطع ايدى اليهود وارجلهم وانوفهم ويهلكهم باشد العذاب والهوان۔ و يجلس احبابه بعد هذا العقاب۔ على سرر مرفوعة موعودة فى الكتاب واما قول المسيح انه من آمن به فينجيه من الشدائد اللتى نزلت على بنى اسرائيل۔ فمعناه انه ينجيه بدمه من الذنوب لا من جور الحكومة الرومية كما ظُنّ و قيل۔ فحاصل الكلام ان النصارىٰ لما اذاهم طول مكثهم فى المصائب۔ واطال اليهود السنهم فى امرهم وحسبوهم كالخاسر الخائب

چنانچہ انہوں نے ان دونوں طعنوں اور خطابوں کے موقعہ پر دو جواب گھڑے۔ انہوں نے یہ کہا کہ یسوع ابن مریم نے گو اس زمانہ میں حکومت حاصل نہیں کی۔ لیکن وہ آخری زمانہ میں جبّار اور قہّار بادشاہوں کے رُوپ میں نازل ہوگا اور یہودیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور ناک کاٹے گا اور ان کو سخت عذاب دے گا اور ذلّت سے ہلاک کرے گا۔ پھر اس سزا کے بعد اپنے ساتھیوں کو ان بلند تختوں پر بٹھائے گا جن کا تورات میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور مسیح کا یہ کہنا کہ جو کوئی مجھ پر ایمان لائے گا میں اسے ان سختیوں سے نجات دلاؤں گا جو بنی اسرائیل پر نازل ہوئیں اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ ان کو اپنے خون کے ساتھ گناہوں سے نجات دلائے گا نہ کہ رُومی حکومت کے ظلم سے جیسا کہ خیال کیا جاتا اور کہا جاتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب نصاریٰ کو مصائب میں ایک لمبے عرصہ تک پڑے رہنے سے دُکھ پہنچا۔ اور یہودیوں نے ان کے بارہ میں زبانیں دراز کیں۔ اور انہیں خائب و خاسر انسان کی مانند خیال کیا۔ تو اُن

شَقَّ علیھم ھذا الاستھزاء۔ فنحتوا العقیدتین المذکورتین لیسکت الاعداء
وان من عادات الانسان۔ انه یتشبث بامانی عند ھبوب ریاح الحرمان۔
واذا رای انه ما بقی له مقام رجاء۔ فیسّر نفسه باھواء۔ فیطلب ما ندّ
عن الاذھان۔ وشذّ عن الاٰذان۔ فیطلب الکیمیا عند نفاد الاموال۔ و
قد یتوجه الی تسخیر النجوم والاعمال۔ وکذٰلک النصاریٰ اذا وقع علیھم
قول الاعداء۔ وما کان مَفَرٌّ من ھذا البلاء۔ فنحتوا ما نحتوا والتکئوا علی
الامانی۔ کما ھو سیرة الاسیر والعانی۔ فاشاعوا الاصولین المذکورین کما
تعلم وتریٰ۔ وقوّاحق العمیٰ۔ واما صار اعتقاد نزول المسیح جزو طبیعتھم
واحاط علی مجاری الفھم وعادتھم۔ کانت عنایتھم مصروفة لا محالة

پر یہ استہزاء شاق گذرا۔ تب انہوں نے مذکورہ دونوں عقیدے گھڑ لئے۔ تا دشمن خاموش ہو جائیں۔ انسان کی عادت ہے کہ جب اس پر محرومی کی اندھیریاں چلنے لگتی ہیں تو وہ اپنے لئے آرزوؤں کا سہارا لیتا ہے اور جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ اس کے لئے امید کا کوئی مقام باقی نہیں رہا تو وہ اپنے نفس کو خواہشات کے ساتھ خوش رکھتا ہے۔ اور ایسی ایسی باتیں تلاش کرتا ہے جو ذہن سے نکل گئی ہوں اور کانوں سے جدا ہو گئی ہوں۔ پس کبھی تو وہ اموال ختم ہو جانے کے بعد کیمیاء کی تلاش میں لگ جاتا ہے اور کبھی نجوم اور اعمال کے مسخر کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جب نصاریٰ پر دشمنوں کی طعن آمیز باتوں کی زد پڑی۔ اور انہیں اس سے کوئی جائے فرار نہ ملی تب انہوں نے وہ گھڑا جو گھڑا۔ اور اپنے لئے آرزوؤں کا سہارا لیا جیسا کہ ایک قیدی کی سیرت ہے۔ پس انہوں نے جیسا کہ تو جانتا اور دیکھتا ہے ان دونوں اصولوں کی اشاعت کی اور انہوں نے نابینائی کا حق ادا کیا۔ اور جب نزول مسیح کا عقیدہ ان کی طبیعت کا جزو بن گیا اور ان کی عادت کے راستوں پر چھا گیا تو ان کی توجہ لامحالہ نزول عیسیٰ کی طرف منعطف ہوئی۔

الیٰ نزول عیسٰی۔ لیھلك اعداءھم ویجلسھم علیٰ سرر العزۃ والعُلیٰ۔ فھٰذا ھو سبب سریان ھٰذہ العقیدۃ فی الفِرَق المسیحیۃ۔ ومثلھم فی الاسلام یوجد فی الشیعۃ۔ فانہ لما طال علیھم امد الحرمان۔ وما قام فیھم ملك الیٰ قرون من الزمان۔ نحتوا من عند انفسھم ان مھدیھم مستتر فی مغارۃ۔ ویخرج فی اٰخر الزمان ویحیی صحابۃ رسول اللہ لیقتلھم باذیۃ۔ وان حسین بن علی وان کان ما نجاھم من ظلم یزید۔ لکن ینجیھم بدمہ فی الیوم الاٰخر من عذاب شدید وکذلك کل من خسر وخاب نحت ھذا الجواب۔ وسمعت ان فرقۃ من الوھابیین الھندیین ینتظرون کمثل ھٰذہ الفرق شیخھم سیّد احمد البریلوی وانفدوا اعمارھم فی فلوات منتظرین۔ فھٰؤلاء کلھم محل رحم بما لم یرجع

تا وہ ان کے دشمنوں کو ہلاک کرے۔ اور انہیں عزت اور بلندی کے تختوں پر بیٹھائے۔ غرض مسیحی فرقوں میں اس عقیدہ کے شائع ہونے کا یہی سبب ہے۔ اور اسلام میں ان کی مثال شیعوں میں پائی جاتی ہے۔ جب ان پر محرومی کا عرصہ لمبا ہو گیا۔ اور صدیوں تک ان میں کوئی بادشاہ نہ ہوا۔ تو انہوں نے اپنی طرف سے یہ عقیدہ گھڑا کہ ان کا مہدی غار میں چھپا ہوا ہے۔ اور وہ آخری زمانہ میں باہر نکلے گا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی زندہ کئے جائیں گے۔ تا وہ انہیں اذیت دے دے کر قتل کرے۔ اور حسین بن علیؓ نے تو انہیں یزید کے ظلم سے نجات نہ دلائی۔ لیکن وہ آخرت میں اپنے خون کے ساتھ انہیں عذاب شدید سے نجات دلائے گا۔ اور اس طرح ہر وہ شخص جس نے کبھی خسارہ اُٹھایا اور ناکام ہوا۔ اس نے یہی جواب گھڑا۔ اور مَیں نے سُنا ہے کہ ہندوستانی وہابیوں کا ایک فرقہ بھی ان فرقوں کی طرح اپنے بزرگ حضرت سیّد احمد صاحب بریلوی کا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے ان کا انتظار کرتے کرتے جنگلوں میں اپنی زندگیاں گذار دی ہیں۔ یہ سب لوگ اس لحاظ سے قابل رحم ہیں کیونکہ

احد من کبراءھم الیٰ ھذا الحین۔ بل رجع المنتظرون الیھم وکم حسرات فی قلوب المقبورین۔ فملخص القول ان عقیدۃ رجوع المسیح وحیاتہ کانت من نسج النصاریٰ ومفتریاتھم۔ لیطمئنوا بالامانی و یدرّؤا الیھود وھمزاتھم واما المسلمون فدخلوھا من غیر ضرورۃ۔ واُخذوا من غیر شبکۃ۔ واکلوا السمّ من غیر حلاوۃ۔ واذ اقبلوا رکناً من رکنی الملۃ النصرانیۃ۔ فما معنی الانکار من الرکن الثانی اعنی الکفارۃ۔ وانا فصّلنا ھذہ الامور کلّھا فی الکتاب۔ و کفاک ھذا ان کنت من الطُّلّاب۔ ان الذین ظنوا من المسلمین ان عیسٰی نازل من السماء ما اتبعوا الحق بل ھم فی وادی الضلال یتیھون۔ مالھم بذالک من علم ان ھم الا یخرصون۔ ام اُوتوا من البرھان او عُلّموا من القرآن فھم بہ

اس وقت تک ان کے بزرگوں میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا بلکہ انتظار کرنے والے ان بزرگوں کی طرف لوٹ گئے۔ اور ان دفن شدہ لوگوں کے دلوں میں کتنی ہی حسرتیں ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ رجوع عیسٰی اور ان کی زندگی کا عقیدہ عیسائیوں کی اختراع اور ان کا افترا ہے۔ تا وہ اپنے نفس کو خواہشات کے ذریعہ اطمینان دلائیں۔ اور یہود کے ان اعتراضات کا ردّ کریں۔ مسلمان تو بغیر کسی ضرورت کے ان وساوس میں پڑ گئے۔ اور وہ بغیر کسی جال کے پکڑے گئے اور انہوں نے بغیر کسی مٹھاس کے زہر کو کھایا ہے۔ اور جب انہوں نے ملّتِ نصرانیہ کے دو ارکان میں سے ایک رُکن کو قبول کر لیا ہے تو دوسرے رُکن یعنی کفارہ سے انکار کی کیا وجہ ہے۔ اور ہم نے ان تمام امور کو اپنی کتاب میں تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ اور اگر تو حق کا متلاشی ہے تو تجھے اس قدر بیان کافی ہے۔ مسلمانوں میں سے جنہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی بلکہ وہ گمراہی کی وادی میں بھٹک رہے ہیں۔ انہیں اس کے متعلق کوئی علم نہیں وہ صرف اٹکل سے کام لے رہے ہیں۔ کیا انہیں کوئی دلیل دی گئی ہے

مستمسکون۔ کلا بل اتبعوا اھواء الذین ضلوا من قبل و ترکوا ما قال ربھم و لایبالون۔ وقد ذکر الفرقان ان عیسٰی قد توفی فبای حدیث بعد ذلک یؤمنون الایفکرون فی سر مجئ المسیح ام علی القلوب اقفالھا ام ھم قوم لایبصرون۔ ان اللہ کان قد من علی بنی اسرائیل بموسٰی والنبیین الذین جاء وا من بعدہ منھم نعصوا انبیاءھم ففریقا کذبوا و فریقا یقتلون۔ فاراد اللہ ان ینزع منھم نعمتہ و یؤتیھا قوما اخرین ثم ینظر کیف یعملون۔ فبعث مثیل موسٰی من قوم بنی اسماعیل وجعل علماء امتہ کانبیاء سلسلۃ الکلیم وکسر غرور الیھود بما کانوا یستکبرون۔ واٰتی نبینا کل ما اوتی موسٰی و زیادۃ واٰتاہ من الکتاب والخلفاء کمثلہ و احرق بہ قلوب الذین ظلموا واستکبروا لعلھم یرجعون۔ فکما انہ

یا قرآن کریم سے انہوں نے علم حاصل کیا ہے اور وہ اسے مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ انہوں نے فرمان خداوندی کو چھوڑا۔ اور اس کی پرواہ نہ کی اور قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ پس اس کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔ کیا وہ مسیح علیہ السلام کے آنے کے راز میں غور نہیں کرتے یا اُن کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔ یا وہ ایسی قوم ہے جو بصیرت نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر موسٰی علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کے ذریعہ احسان کیا۔ لیکن انہوں نے اپنے انبیاء کی نافرمانی کی۔ ایک فریق نے انہیں جھٹلایا اور ایک فریق ان کے قتل کے درپے ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ وہ ان سے اپنی نعمت چھین لے اور اسے دوسری قوم کو دیدے۔ پھر وہ دیکھے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ پس اس نے بنو اسمٰعیل میں سے مثیل موسٰی کو مبعوث فرمایا اور اس کی امت کے علماء کو موسوی سلسلہ کے انبیاء کی مانند بنایا اور اس طرح یہود کے غرور کو ان کے تکبر کرنے کے سبب توڑ دیا اور اس نے ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ سب کچھ دیا جو اس نے موسٰی علیہ السلام کو دیا بلکہ اس سے زیادہ دیا۔ پھر اس نے آپ کو حضرت موسٰی علیہ السلام کی مانند کتاب اور خلفاء دیئے اور اس کے ساتھ ظالم اور متکبر لوگوں کے

خلق الازواج کلها کذالک جعل السلسلۃ الاسماعیلیۃ زوجًا لسلسلۃ الاسرائیلیۃ۔ و امر نطق بہ القرآن و لا ینکرہ الا العمون۔ الا ترٰی قولہ تعالیٰ فی سورۃ الجاثیۃ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۔ (۲) ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ فانظر کیف ذکر اللہ تعالیٰ ھھنا سلسلتین متقابلتین سلسلۃ موسٰی الی عیسٰی۔ وسلسلۃ نبیّنا خیر الورٰی الی المسیح الموعود الذی جاء فی زمنکم ھذا۔ و انہ ماجاء من القریش کما ان عیسی ماجاء من بنی اسرائیل۔ و انہ علم لساعۃ کافۃ الناس

دلوں کو جلایا تا وہ رجوع کریں۔ پس جیسا کہ اللہ نے تمام جوڑے پیدا کئے ہیں۔ اسی طرح اللہ نے سلسلہ اسماعیلیہ کو سلسلہ اسرائیلیہ کا جوڑا بنایا۔ اور یہ وہ نکتہ ہے جسے قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور جس کا انکار صرف اندھے ہی کر سکتے ہیں۔ کیا تو اللہ تعالےٰ کا قول نہیں دیکھتا جو سورہ جاثیہ میں فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۔ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۔ (۲) ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ پس دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں دو متقابل سلسلوں کو (حضرت موسیٰؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک کے سلسلہ اور ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس مسیح موعود تک کے سلسلہ کو جو تمہارے اس زمانہ میں آیا) کس طرح بیان کیا ہے۔ اور پھر یہ کہ وہ (مسیح موعود) قریش سے نہیں آیا جیسا کہ عیسٰی علیہ السلام بنی اسرائیل سے نہیں آئے تھے اور یہ کہ وہ تمام لوگوں کیلئے آخری گھڑی کے علم

كما كان عيسى علماً لساعة اليهود۔ هذا ما اشير اليه في الفاتحة۔ وما كان حديثاً يفترى۔ وقد شهدت السماء بآياتها۔ وقالت الارض الوقت هذا الوقت۔ فاتق الله ولا تيئس من روح الله۔ والسلام على من اتبع الهدیٰ۔

فحاصل الكلام ان القرآن مملوٌ من ان الله تعالیٰ اختار موسٰى بعد ما اهلك القرون الاولیٰ۔ وآتاه التوراة وارسل لتائيده النبيين تتریٰ۔ ثم قفّٰى علٰى آثارهم بعيسٰى*۔ واختار محمداً صلى الله عليه وسلم بعد ما اهلك اليهود

* الحاشية۔ اعترض علیّ جاهل من بلدة اسمها جهل یا ذوی الحصات۔ وفی اٰخرها حرف الميم ليدل علی مسخ القلب والممات۔ وفرح فرحاً شديداً باعتراضه و شتمنی وذکرنی باقبح الكلمات۔ وقال ان هذا الرجل يزعم ان عيسٰى كان من

کے طور پر ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ یہود کی آخری گھڑی کے لئے بطور علم تھے۔ یہ وہ بات ہے جس کی طرف سورۂ فاتحہ میں بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جو افترا کی گئی ہو بلکہ اس پر آسمان نے اپنے نشانات کے ذریعہ شہادت دی ہے اور زمین نے کہا کہ وقت یہی ہے۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اور اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔

حاصل کلام یہ کہ قرآن کریم اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد موسےٰ علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا اور انہیں تورات دی اور پھر ان کی تائید کے لئے متواتر نبی بھیجے۔ پھر ان انبیاء کے نقش قدم پر عیسیٰ علیہ السلام کو* مبعوث فرمایا۔ اور یہود کو تباہ اور ہلاک کرنے کے بعد

* حاشیہ۔ مجھ پر ایک جاہل نے (جو اس شہر کا باشندہ ہے جس کا نام اے عقلمندو! جہلم ہے۔ اور اس کے آخر میں میم کا حرف ہے جو قلوب کے مسخ ہونے اور موت پر دلالت کرتا ہے) اعتراض کیا اور وہ اپنے اس اعتراض کی وجہ سے بہت خوش ہوا۔ اور اس نے مجھے گالیاں دیں۔ اور مجھے بُرے کلمات سے یاد کیا۔ اور کہا کہ یہ شخص خیال کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسےٰ علیہ السلام کے متبعین

فاردی۔ و لاشک و لاریب ان السلسلۃ الموسویۃ والمحمدیۃ قد تقابلتا و کذالک اراد اللہ وقضٰی۔ واما عیسٰی فهو من خدام الشریعۃ الاسرائیلیۃ ومن انبیاء سلسلۃ موسٰی۔ وما اوتی لہ شریعۃ مستقلۃ و لا یوجد فی کتابہ تفصیل الحرام والحلال

(بقیۃ الحاشیۃ) متبعی موسٰی ولیس زعمہ هذا الا باطلاً وان کذبہ من اجلی البدیهیات۔ بل اُوتی عیسٰی شریعۃ مستقلۃً بالذات۔ فاغنی الذین کانوا مجتمعین علیہ من شریعۃ الکلیم و اقام الانجیل مقام التوراۃ۔ فلتعلم ان هذا قول لا یخرج من فم الا من فم الذی نجس بنجاسۃ الجهل و الجهلات۔ وذہب انف فطنتہ بجذام التعصبات۔ و زعم هذا الجاهل کانہ یستدل علٰی دعوٰنہ بالفرقان الذی هو الحکم عند الخصومات۔ و قرء قولہ تعالٰی وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ فِیْهِ هُدًی وَّ نُوْرٌ۔ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًی وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو برگزیدہ بنایا۔ اور بلاشک اور بلاریب سلسلہ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ دونوں متقابل واقع ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح اللہ تعالٰے نے ارادہ اور فیصلہ فرمایا ہے عیسٰے علیہ السلام تو شریعت اسرائیلیہ کے خدام میں سے اور سلسلہ موسویہ کے انبیاء میں سے تھے۔ اور انہیں کوئی کامل اور مستقل شریعت نہیں دی گئی تھی اور نہ ہی ان کی کتاب میں حلالُ

(بقیہ حاشیہ) سے تھے۔ اور اس کا یہ خیال باطل ہے اور اس کا جھوٹ اجلٰی بدیہیات سے ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو ذاتی طور پر ایک مستقل شریعت عطا کی گئی تھی اور جو لوگ آپ پر ایمان لائے انہیں آپ نے شریعت کلیمیہ سے مستغنی کر دیا۔ اور آپ نے انجیل کو تورات کی جگہ رکھا۔ پس جان لے کہ یہ بات اس مُنہ سے نکل سکتی ہے جو جہالت کی پلیدی سے ملوث ہو اور جس کی سمجھ اور فہم کا ناک تعصب کے جذام سے گل سڑ گیا ہو۔ اس جاہل نے خیال کیا ہے کہ گویا اپنے اس دعوے پر قرآن کریم سے جو تمام جھگڑوں میں بطور حکم ہے استدلال کرتا ہے اور اس نے اپنے دعوٰی کے ثبوت میں یہ آیات پڑھیں۔ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ فِیْهِ هُدًی وَّ نُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًی وَّ مَوْعِظَةً

والوراثة والنکاح ومسائل اخری۔ والنصاری یقرّون به ولذالك تری التورٰية فی ایدیھم کما تری الانجیل۔ وقال بعض فرقھم انا نجینا من اثقال شریعة التورٰية بکفّارة دم عیسٰی۔ واما بعضھم الاخرون فیحرّمون ما حرم التوراة ولا یاکلون الخنزیر

(بقیه الحاشیة) وَلْیَحْکُمْ اَھْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ یعنی ببشارة خیر الکائنات۔ وما فھم سرّ ھذه الاٰیة وصال علیّ بصوتٍ ھو انکر الاصوات۔ وظنّ انّه اٰوٰی الٰی رکن شدید وسبّنی کالقاذفات المفحشات۔ وقال انھا دلیل واضح علی ان الانجیل شریعة مستقلة فیا اسفا علیه وعلی غیظه الذی اخرجه من الارض کالحشرات۔ وان من اشقی النّاس من لاعقل له ویعدّ نفسه من ذوی الحصاة۔ ویعلم کل صبیّ وصبیة من المسلمین والمسلمات فضلاً من البالغین والبالغات۔ ان القراٰن لا یامر الیھود ولا النصاری ان یتّبعوا

حرام، وراثت، نکاح وغیرہ کے مسائل تھے۔ اور عیسائیوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے اس لئے تو اُن کے ہاتھوں میں جیسے انجیل دیکھتا ہے ویسے توارات بھی دیکھتا ہے۔ ان کے بعض فرقے یہ کہتے ہیں کہ ہم عیسٰے علیہ السّلام کے خون کے کفارہ کی وجہ سے تورات کی شریعت کے بوجھ سے نجات پا گئے ہیں لیکن اُن کے بعض توراۃ کے بیان کردہ حرام کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور وہ

(بقیہ حاشیہ) وَلْیَحْکُمْ اَھْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ یعنی خیر الکائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے متعلق۔ اور اس شخص نے اس آیت کے مفہوم کو نہ سمجھا۔ اور اس نے مجھ پر ایسی آواز سے حملہ کیا ہے جو سب آوازوں میں سے مکروہ تر ہے اور گمان کیا کہ اس نے ایک مضبوط رکن کی پناہ لی ہے اور اس نے مجھے تہمت لگانے والی بدکار عورتوں کی طرح گالیاں دیں اور کہا کہ ایک واضح دلیل ہے اس بات پر کہ انجیل ایک مستقل شریعت ہے۔ ہائے افسوس اس پر اور اس کے غصّہ پر جو اس نے اس طرح نکالا جیسے زمین سے کیڑے نکل آتے ہیں اور لوگوں میں سے بدبخت ترین وہ شخص ہے جو بےعقل ہو اور پھر وہ اپنے آپ کو عقلمندوں سے شمار کرے اور بالغ مردوں اور عورتوں کو جانے دو ہر مسلمان بچہ اور ہر مسلمان بچی یہ جانتی ہے کہ قرآن کریم یہود اور نصاریٰ کو اس بات

کمثل نصاریٰ ارمینیا وهم اقدم من فرق اخریٰ فی المدیٰ. واتفق کلهم علیٰ ان عیسیٰ اتیٰ بفضل من الله. وان موسیٰ اتیٰ بالشریعة وسموها عهد الشریعة وعهد الفضل وسموا الاول عتیقًا والاٰخر جدیدًا. فاسئلهم ان کنت کشکّ فی هذا

(بقیة الحاشیة) کتبهم ولا یثبتوا علیٰ شرائعهم بل یدعوهم الی الاسلام واوامره. وقد قال الله فی کتابه العزیز. اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ. فکیف یظن فی الله القدوس انه یدعو الیهود والنصاریٰ فی هذه الاٰیة الی الاسلام ویقول لکم لا تفلحون ابدا ولا تدخلون الجنة الا بعد ان تکونوا مسلمین. ولا ینفعکم توراتکم وانجیلکم الا القراٰن. ثم ینسیٰ قوله الاول ویامر کل فرقة من الیهود والنصاریٰ ان یثبتوا علیٰ شرائعهم ویتمسکوا بکتبهم

سور کا گوشت نہیں کھاتے جیسے آرمینیا کے عیسائی۔ اور وہ زمانہ کے لحاظ سے باقی تمام فرقوں سے پرانے ہیں۔ اور ان سب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مبعوث ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام شریعت لائے تھے اور انہوں نے اس کا نام عہد شریعت اور عہد فضل رکھا ہے اور اسے عہد نامہ قدیم بھی کہتے ہیں اور ثانی الذکر کو عہد نامہ جدید۔ اگر تجھے اس میں کوئی شبہ ہو تو تو خود ان سے پوچھ لے۔

(بقیہ حاشیہ) کا حکم نہیں دیتا کہ وہ اپنی کتابوں کی پیروی کریں اور اپنی شریعتوں پر ثابت قدم رہیں بلکہ وہ تو انہیں اسلام اور اس کے احکام کی طرف بلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی معزز کتاب میں فرمایا ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ پس خدائے قدوس کے متعلق یہ گمان کیسے کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ یہود و نصاریٰ کو اس آیت میں اسلام کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور جنت میں داخل نہیں ہو سکتے سوائے اس کے کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور قرآن کریم کے علاوہ تورات اور انجیل تمہیں نفع نہیں دیں گی۔ یہ کہہ کر پھر وہ اپنی پہلی بات کو بھول جائے اور یہود اور نصاریٰ کے ہر فرقہ کو اس بات کا حکم دے کہ وہ اپنی شریعتوں میں ثابت قدم رہیں اور اپنی کتابو

فملخص كلامنا ان الله توجه الى بنى اسرائيل رحمة منه فاقام سلسلة بموسى
واتمها بعيسى وهو اخر لبنة لها۔ ثم توجه الى بنى اسمعيل فاقام سلسلة نبينا
المصطفٰى۔ وجعله مثيل الكليم ليرى المقابلة فى كل ما اتى۔ وختم هذه السلسلة على

(بقية الحاشية) ويكفيهم هذا لنجاتهم وان هذا الا جمع الضدين والخلاف فى القران
والله نزّه كتابه عن الاختلاف بقوله وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا
كَثِيْرًا۔ بل الاية التى حرّف المُعْتَرِض معناها كمثل اليهود تشير الى ان بشارة نبيّنا
صلى الله عليه وسلم كانت موجودة فى التورية والانجيل فكان الله يقول ما لهم لا يعملون
على وصايا التورية ولا يُسلمون۔ نعم لو كانت عبارة القران بصيغة الماضى ولم يقل و
ليحكم بل قال وكان النصارى يحكمون بالانجيل فقط لكان ذلك دليلًا على مدعاه۔ واما

پس ہمارے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ بنی اسرائیل پر اپنی رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا۔ اور اس نے
ان میں سلسلہ موسویہ قائم فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس سلسلہ کو مکمل کیا اور آپ اس سلسلہ کی آخری
اینٹ تھے پھر وہ بنو اسمٰعیل کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان میں ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ قائم کیا۔
اور آپ کو موسیٰ کلیم اللہ کا مثیل بنایا تا وہ ہر بات میں ان دونوں سلسلوں کا تقابل دکھائے اور اس سلسلہ محمدیہ کو

(بقیہ حاشیہ) مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور یہ ان کی نجات کے لئے کافی ہے یہ تو اجتماع ضدین ہے۔ اور
قرآن کریم میں اختلاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر اپنی کتاب کو اختلاف سے پاک ٹھیرایا ہے کہ وَلَوْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔ بلکہ وہ آیت جس کے معنی کو معترض نے یہود کی طرح
محرّف و مبدّل کر دیا ہے وہ تو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے متعلق اس بشارت کی طرف اشارہ کرتی ہے جو تورات
اور انجیل میں موجود تھی۔ گویا خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ تورات اور انجیل کی وصایا پر عمل نہیں
کرتے اور اسلام قبول نہیں کرتے۔ ہاں اگر قرآن کریم کی عبارت میں صیغہ ماضی کا ہوتا اور وہ یہ نہ کہتا کہ وَلْيَحْكُمْ بلکہ یہ کہتا
وکان النصارٰی یحکمون بالانجیل فقط یعنی عیسائی لوگ صرف انجیل کے مطابق فیصلے کرتے تھے تو یہ اس کے دعویٰ پر ایک دلیل

مثیل عیسیٰ۔ لیتم النعمۃ علیٰ ھذہ السلسلۃ کما اتمّھا علی السلسلۃ الاولیٰ۔ و ان کانت السلسلۃ المحمّدیۃ خالیۃً من ھذا المسیح المحمّدی۔ فتلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔ فتفکّروا کل الفکر ولیس النّھی الّا لھذا الامر یا اولی النُّھی۔ ولا ینجی المرء

(بقیۃ الحاشیۃ) بقیۃ الفاظ ھذہ الاٰیات اعنی لفظ فیہ نور وھدی فلیس ھذا دلیلاً علی کون الانجیل شریعۃً مستقلّۃً۔ الیس الزبور وغیرہ من کتب انبیاء بنی اسرائیل ھدًی للناس اَوُجد فیھا ظلمۃ ولا یوجد نور فتفکّر ولا تکن من الجاھلین۔ وان النصاریٰ قد اتّفقوا علی ان عیسیٰ ابن مریم ما اتاھم بالشریعۃ۔ وانا نکتب ھھنا شھادۃ تجلے لیفرائے الذی ھو بشپ لاھور اعنی امام قسوس ھذہ البلدۃ۔ وکفاک ھذا ان کنت تخشیٰ من سواد الوجہ والذلّۃ۔ ورأینا ان نکتب علیحدۃ ھذہ الشھادۃ فی الحاشیۃ[1]۔ منہ

مثیلِ عیسیٰ پر ختم کیا۔ تا وہ اس نعمت کو اس سلسلہ پر پہلے سلسلہ کی طرح مکمل کرے۔ اور اگر سلسلہ محمدیہ اس مسیح محمدی سے خالی ہوتا تو یہ تقسیم ناقص اور ظالمانہ ہوتی۔ پس اے عقلمندو! اس میں خوب غور کرو۔ عقل اسی لئے تو دی گئی ہے۔ اور انسان کو صرف صداقت ہی نجات دے

(بقیہ حاشیہ) ہوتی۔ پھر آیت کے بقیہ الفاظ یعنی فِیْهِ نُوْرٌ وَّهُدًى بھی انجیل کے مستقل شریعت ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ کیا زبور اور اس کے علاوہ انبیاء بنی اسرائیل کی دوسری کتابیں لوگوں کے لئے ہدایت نہ تھیں۔ کیا ان میں ظلمت اور تاریکی پائی جاتی تھی اور کوئی نور اُن میں نہیں تھا۔ پس تو فکر کر اور جاہلوں سے نہ بن۔ اور عیسائی خود اس بات پر متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس کوئی نئی شریعت نہ لائے تھے۔ چنانچہ ہم یہاں جی۔ اے لیفرائے بشپ لاہور (یعنی اس علاقہ کے عیسائیوں کے امام) کی شہادت نقل کرتے ہیں۔ اگر تو روسیاہی اور ذلّت سے ڈرتا ہے تو یہ شہادت تیرے لئے کافی ہے۔ اور ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ ہم اس شہادت کو علیحدہ حاشیہ[1] میں نقل کریں۔ منہ

[1] یہ حاشیہ اس اشتہار کے آخر میں درج ہے (مرتب)

الاّ الصدق فاطلبوہ بدقّ باب الحضرۃ۔ واقبلوا علی اللّٰہ کل الاقبال لھذہ الخطۃ۔ وادعوہ فی جوف اللیالی وخرّوا باکین للّٰہ ذی العزّۃ والجبروت۔ ولا تمرّوا ضاحکین ھازئین واستعیذوا باللّٰہ من الطاغوت۔ یا عباد اللّٰہ تذکّروا وتیقّظوا فان المسیح الحَکَمَ قد اتیٰ۔ فاطلبوا العلم السماوی ولا تقوّموا متاعکم فی حضرۃ المولیٰ۔ وواللّٰہ انّی من اللّٰہ اتیتُ وما افتریتُ وقد خاب من افتریٰ۔ انّ ایام اللّٰہ قد اتت وحسرات علی الذی ابیٰ۔ ولا یُفلح المُعرض حیث اتیٰ۔ والحق والحق اقول ان مجیء المسیح من ھذہ الامّۃ۔ کان مفعولاً من الحضرۃ من مقتضی الغیرۃ۔ وکان قدّر ظھورہ من یوم الخلقۃ۔ والسرّ فیہ ان اللّٰہ اراد ان یجعل اٰخر الدنیا کاولھا فی نفی الغیر والمحو فی طاعۃ الحضرۃ الاحدیۃ۔ واسلاک الناس فی سلک الوحدۃ الطبعیۃ

سکتی ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ کا دروازہ کھٹکھٹا کر اسے طلب کرو۔ اور اس کام کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاؤ۔ اس سے راتوں میں دعائیں کرو۔ اور اس صاحب عزت وجبروت کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے گر جاؤ اور ہنستے ہوئے اور ٹھٹھے لیتے ہوئے نہ گذر جاؤ۔ اور شیطان سے اللہ تعالےٰ کی پناہ طلب کرو۔ اے بندگان خدا! نصیحت پکڑو اور بیدار ہو جاؤ کہ مسیح جو حَکَم ہے آگیا ہے۔ پس تم آسمانی علم کو حاصل کرو اور خدا تعالیٰ کے حضور اپنے ناقص متاع کی کوئی قیمت نہ سمجھو۔ اور اللہ تعالےٰ کی قسم میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ اور میں نے کوئی افتراء نہیں کیا اور جو افتراء کرے وہ ناکام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دن آگئے ہیں اور جو انکار کرے اس پر افسوس ہے اور اعراض کرنے والا جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔ اور حق میں حق ہی کہتا ہوں ایسے کہ مسیح موعود نے اسی امت سے آنا تھا اور یہ امر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے تقاضائے غیرت کی وجہ سے ہو کر رہنا تھا اور ابتدائے آفرینش سے اس کے ظہور کو مقدر کر رکھا تھا اور اس میں یہ راز تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ وہ دنیا کے آخری حصہ کو غیر اللہ کی نفی کرنے اور حضرت احدیت کی اطاعت میں محو ہو جانے اور لوگ

بعد ما دعوا الی الوحدة القهرية - وكان الناس مفترقين الى الفرق المختلفة والآراء المتنوعة - والاهواء المتخالفة - ومطيعين للحكومة الشيطانية الدجّالية الظلمانية - وما كانوا منفكّين حتى تنزل عليهم فوج من السكينة - والشيطان الذی هو ثعبان قديم و دجّال عظيم ما كان مخلصهم من اسره - وكان يريد ان ياكلهم كلهم ويجعلهم وقود النار لانه نظر الى ايّامه ورأى انه ما بقی من ايّام الانظار الّا قليلاً فخاف ان يكون من المغلوبين - بما لم يكن من المنظرين الّا الى هذا الحين - فرأى انه هالك باليقين - فاراد ان يصول صولاً هو خاتم صولاته وآخر حركاته فجمع كلما عنده من مكائده وحِيَله و سلاحه وسائر الآلات الحربيه - فتحرك كالجبال السائرة - والبحار الزاخرة بجميع افواجه ليدخل

کو بعد اس کے کہ وہ قہری وحدت کی طرف بلائے گئے طبعی وحدت کی لڑی میں پرونے کے لئے اس کے پہلے حصّہ کی مانند بنا دے - اور لوگ مختلف فرقوں میں اور قسما قسم کی آراء اور متضاد خواہشات میں بٹے چکے تھے اور وہ شیطانی دجّالی اور ظلمانی حکومت کے مطیع تھے اور وہ اس سے اس وقت تک ہٹے نہیں جب تک کہ ان پر سکینت کی فوج نازل نہ ہوئی - اور شیطان جو قدیم اژدہا اور عظیم دجّال ہے اس کی قید سے وہ مخلصی نہیں پا سکتے تھے اور وہ چاہتا تھا کہ انہیں سارے کا سارا کھا لے اور انہیں آگ کا ایندھن بنا دے - کیونکہ اس نے اپنے ایّام کی طرف نظر کی - اور اس نے دیکھا کہ اب مہلت کی گھڑیوں کا کم حصّہ ہی باقی رہ گیا ہے پس وہ اس بات سے ڈرا کہ کہیں وہ مغلوب نہ ہو جائے کیونکہ اسے صرف اسی وقت تک کے لئے مہلت دی گئی تھی اور اس نے سمجھا کہ وہ اب یقیناً ہلاک ہو جائے گا - تب اس نے اپنا آخری حملہ کیا جو اس کا عظیم حملہ اور آخری حرکت تھی - پس اس نے اپنی سب تدبیروں، حیلوں، ہتھیاروں اور سارے جنگی آلات کو جمع کیا اور متحرک پہاڑوں اور موجزن سمندروں کی طرح اپنی سب افواج سمیت حرکت کی تا وہ اپنی نسل کے ساتھ

حمی الخلافة مع ذریاته۔ فعند ذلک نزل اللہ مسیحه من السماء بالحربة السماویة۔
لیکون بین الکفر والایمان فیصلة القسمة۔ وانزل معه جنده من آیاته وملئکة
سمٰوٰته۔ فالیوم یوم حرب شدید وقتال عظیم بین الداعی الی اللہ وبین
الداعی الی غیره۔ انما حرب ما سمع مثلها فی اوّل الزمن ولا یسمع بعده۔ الیوم
لا یترک الدجّال المفتحل ذرّة من مکائده الّا یستعملها۔ ولا المسیح المبتهل
ذرّة من الاقبال علی اللہ والتوجّه الی المبدء الّا و یستوفیها۔ ویحاربان حربًا
شدیدًا حتی یعجب قوّتهما وشدّتهما کل من فی السماء۔ وتری الجبال قدم
المسیح ارسخ من قدمها۔ والبحار قلبه ارق واجری من ماءها۔ وتکون محاربة
شدیدة وتنجر الحرب الی اربعین سنة من یوم ظهور المسیح حتی یُسمع دعاء

خلافت کے سمندر میں داخل ہو جائے۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کو حربہ سماوی دے کر
آسمان سے نازل کیا تا کفر اور ایمان میں تقسیم کا فیصلہ ہو اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نشانات
اور اپنے آسمان کے فرشتوں کے لشکر اُتارے۔ پس آج سخت لڑائی کا دن ہے اور اللہ تعالےٰ کی
طرف پکارنے والے اور اس کے غیر کی طرف پکارنے والے کے درمیان ایک عظیم جنگ ہے یہ
جنگ ایسی ہے کہ نہ پہلے زمانہ میں اس کی کوئی مثال سُننے میں آئی اور نہ اس کے بعد سُنی جائے گی
آج مفتری دجّال ایسی کوئی تدبیر استعمال کئے بغیر نہیں چھوڑے گا اور تضرع اور انکسار سے کام لینے
والا مسیح اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کرنے میں بھی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑے گا اور یہ دونوں (مسیح اور
دجّال) شدید جنگ کریں گے یہانتک کہ ان دونوں کی قوت آسمان میں رہنے والوں کو تعجب میں
ڈال دے گی اور پہاڑ دیکھیں گے کہ مسیح کا قدم ان کے قدم سے زیادہ راسخ ہے۔ اور سمندر
دیکھیں گے کہ اس کا دل ان کے پانی سے زیادہ رقیق اور بہنے والا ہے اور لڑائی سخت ہو گی
اور یہ لڑائی ظہور مسیح کے دن سے چالیس برس تک جاری رہے گی۔ آخر مسیح کی دُعا۔ اُس کے

المسيح لتقوته وصدقه وتنزل ملئكة النصرة ويجعل الله الهزيمة على الثعبان و فوجه منة على عبده - فترجع قلوب الناس من الشرك الى التوحيد ومن حب الشيطن الى حب الله الوحيد - و الى المحوية من الغيرية - و الى ترك النفس من الاهواء النفسانية - فان الشيطان يدعو الى الهوى والقطيعة - والمسيح يدعو الى الاتحاد والمحوية - وبينهما عداوة ذاتية من الازل واذا اغلب المسيح فاختتم عند ذالك محاربات كلها التى كانت جارية بين العساكر الرحمانية والعساكر الشيطانية - فهناك يكون اختتام دور هذه الدنيا ويستدير الزمان وترجع الفطرة الانسانية الى هيئتها الاولى - الا الذين احاطتهم الشقوة الازلية فاولئك من المحرومين - ومن فضل الله و احسانه انه جعل هذا الفتح على يد المسيح

صدق اور تقویٰ کی وجہ سے سُنی جائے گی اور نصرت خداوندی کے فرشتے نازل ہوں گے اور اللہ تعالےٰ اپنے بندہ پر احسان کرتے ہوئے اس اژدہا اور اس کی فوج کو شکست دے گا۔ تب لوگوں کے دل شرک سے توحید کی طرف رجوع کریں گے اور شیطان سے محبت کرنے کی بجائے خدائے یگانہ سے محبت کی طرف اور غیریت سے محویت کی طرف اور خواہشات نفسانیہ سے ترک نفس کی طرف لوٹیں گے۔ کیونکہ شیطان تو خواہشات نفسانیہ اور قطع تعلق کی طرف بلاتا ہے اور مسیح اتحاد اور محویت کی طرف بلائے گا اور ان دونوں کے درمیان ازل سے ذاتی عداوت ہے اور جب مسیح غالب آجائے گا تو اس وقت سب جنگیں جو رحمانی اور شیطانی لشکروں کے درمیان جاری تھیں ختم ہو جائیں گی۔ پس اس وقت اس دنیا کا ایک دور ختم ہو گا۔ اور زمانہ چکّر لگائے گا اور فطرت انسانیہ اپنی پہلی ہیئت کی طرف رجوع کرے گی سوائے ان لوگوں کے جن پر ازلی بدبختی نے احاطہ کر لیا ہو گا۔ یہ لوگ محروم رہیں گے اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے یہ فتح

المحمّدی لیری الناس انه اکمل من المسیح الاسرائیلی فی بعض شیونه و ذالك من غیرة الله التی هیّجها النصاریٰ باطراء مسیحهم - و لمّا کان شان المسیح المحمّدی کذالك فما اکبر شان نبی هو من امته - اللّٰهم صلّ علیه سلامًا لایغادر برکة من برکاتكَ وسوّد وجوه اعداءه بتائید اتك وآیاتك - اٰمین -

الراقم میرزا غلام احمد من مقام القادیان الفنجاب

لخمس وعشرین من اغسطوس سنة ۱۹۰۱ء

مسیح محمدی کے ہاتھ میں دکھا ہے تا وہ لوگوں کو یہ دکھائے کہ وہ مسیح اسرائیلی سے اپنے بعض کاموں میں زیادہ کامل ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کی غیرت کی وجہ سے ہوا جسے عیسائیوں نے اپنے مسیح کی زیادہ تعریف کرنے کی وجہ سے بھڑکا دیا تھا - اور جب مسیح محمدی کی یہ شان ہے تو اس نبی کی کتنی بڑی شان ہو گی جس کی امت سے وہ ہے - اے اللہ تو اس پر درود اور سلام بھیج اس طرح کہ تیری برکات میں سے کوئی برکت باقی نہ رہ جائے اور اپنی تائیدات اور نشانات کے ساتھ اس کے دشمنوں کے چہروں کو سیاہ کر - آمین

الراقم میرزا غلام احمد از مقام قادیان پنجاب

۲۵ اگست ۱۹۰۱ء

(تتمہ حاشیہ)

(اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

Bishops Bourne,
Lahore.
Aug. 15, 01

Dear sir,

The Lord Jesus Christ was certainly not a Law-giver, in the senses in which Moses was, giving a complete descripture Law about such things as clean and unclean food. That He did not do this must be evident to any one who reads the New Testament with any care or thought whatever. The Mosaic Law of meats was given in order to develope in the minds of men who were in a very elementary stage of education and religion, the sense of Law, and gradually of Holiness and the reverse. It is, therefore, called in the New Testament a "Schoolmaster to bring us the Christ" (Gal iii-24) for it developed a conscience in man which, when awakened, could not find rest in any external or purely ceremonial act but needed an inner righteousness of

heart and life. And it was to bring this that Christ came by His life and death. He both deepened in men's minds the sense of what sin really is and how terrible it is and also showed men how they could be reconciled to God, obtaining forgiveness of sins and also power by the gift of the Holy Spirit to live a new life in real holiness, and in love to God and men. What the characteristics of that new life are, you can see by reading the sermon on the mount St. Mathew chapter V-VII.

ترجمہ

از مقام بشپس ہوس واقع لاہور

مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

جناب - خداوند یسوع مسیح ہرگز شارع نہ تھا جن معنوں میں حضرت موسیٰ صاحب شریعت تھا جس نے ایک کامل مفصل شریعت بیرونی امور کے متعلق دی کہ مثلاً کیا کھانے کے لئے حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے وغیرہ۔ کوئی شخص انجیل کو بغیر غور کے سرسری نگاہ سے بھی دیکھے تو اس پر ضرور ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح صاحب شریعت نہ تھا۔

موسیٰ کی شریعت کھانے وغیرہ امور کے متعلق اسی واسطے نازل ہوئی تھی کہ انسان کا دل تربیت پاکر شریعت کے مفہوم کو پالے اور رفتہ رفتہ مقدس اور غیر مقدس کو سمجھنے لگے کیونکہ انسان اس وقت

تعلیم و مذہب کی ابتدائی منزل میں تھا اس لئے انجیل میں کہا گیا ہے کہ موسٰی کی شریعت ایک استاد تھا جو ہمیں مسیح تک لائی۔ کیونکہ اس شریعت نے انسان کے دل میں ایک ایسی فطرت پیدا کر دی جو کہ ترقی پا کر صرف بیرونی اور رسمی اعمال پہ قانع نہ ہوئی بلکہ دل اور رُوح کی اندرونی راستی کی تلاش کرنے والی ہوئی۔ اس راستی کے لانے کے واسطے مسیح آیا۔ اپنی زندگی اور موت کے ذریعہ سے اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ سمجھ ڈال دی کہ گناہ کیا ہے اور وہ کیسا خوفناک ہے اور گناہوں کی معافی حاصل کر کے اور روح القدس کے عطیہ سے ہم تقدس کی نئی زندگی پا کر اور خدا اور انسان کے درمیان محبت قائم کر کے خدا کو پھر راضی کر سکتے ہیں۔ متی باب ۵ و ۷ میں پہاڑی تعلیم کے پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس نئی زندگی کا طرز طریق کیا تھا۔

دستخط جے۔ اے لیفرائے بشپ لاہور

---

(۲۳۹)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اشتہار مفید الاخیار

چونکہ یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہماری اس جماعت میں کم سے کم ایک سو آدمی ایسا اہلِ فضل اور اہلِ کمال ہو کہ اس سلسلہ اور اس دعوے کے متعلق جو نشان اور دلائل اور براہین قویہ قطعیہ خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں ان سب کا اس کو علم ہو اور مخالفین پر ہر ایک مجلس میں بوجہ احسن اتمام حجت کر سکے اور ان کے مفتریانہ اعتراضات کا جواب دے سکے اور خدا تعالیٰ کی حجت

جو اُن پر وارد ہو چکی ہے بوجہ احسن اس کو سمجھا سکے اور نیز عیسائیوں اور آریوں کے وساوس شائع کردہ سے ہر ایک طالبِ حق کو نجات دے سکے اور دینِ اسلام کی حقیّت احسن اور اتم طور پر ذہن نشین کر سکے۔ پس ان تمام امور کے لئے یہ قرار پایا ہے کہ اپنی جماعت کے تمام لائق اور اہلِ علم اور زیرک اور دانشمند لوگوں کو اس طرف توجہ دی جائے کہ وہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء تک کتابوں کو دیکھ کر اس امتحان کے لئے طیار ہو جائیں اور دسمبر آئندہ کی تعطیلوں پر قادیان میں پہنچ کر امور متذکرہ بالا میں تحریری امتحان دیں۔ اس جگہ اسی غرض کے لئے تعطیلات مذکورہ میں ایک جلسہ ہوگا اور مباحث مندرجہ کے متعلق سوالات دیئے جائیں گے۔ ان سوالات میں وہ جماعت جو پاس نکلے گی ان کو ان خدمات کے لئے منتخب کیا جائے گا اور وہ اس لائق ہوں کہ ان میں سے بعض دعوت حق کے لئے مناسب مقامات میں بھیجے جائیں۔ اور اسی طرح سال بسال یہ مجمع انشاء اللہ تعالیٰ اسی غرض سے قادیان میں ہوتا رہے گا جب تک کہ ایسے مباحثین کی ایک کثیر العدد جماعت طیار ہو جائے۔ مناسب ہے کہ ہمارے احباب جو زیرک اور عقلمند ہیں اس امتحان کے لئے کوشش کریں اور ۲۵ دسمبر یا ۲۶ دسمبر ۱۹۰۱ء کو بہرحال قادیان میں پہنچ جائیں۔

والسّلام علےٰ من اتّبع الھدیٰ

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۹ ستمبر ۱۹۰۱ء

ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۶ × ۲۰/۸ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۲۴۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مُرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ۔ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول

کرکے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ یعنی خدا کا رسُول نبیوں کے حلّوں میں دیکھو براہین احمدیہ ۵۰۴ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشدّاء علی الکفّار رحماء بینھم۔

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسُول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے۔ "دُنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ "دُنیا میں ایک نبی آیا" اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسُول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اُتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسُول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی

کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔ اسی لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس کے معنے یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو اب لرجال الآخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ۔ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا ہے لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ لیکن عیسےٰ کے اُترنے سے ضرور فرق آئے گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنے لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰے کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے۔ لا یظھر علٰی غیبہ احدا الا من ارتضٰی من رسول۔ اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الہیہ سے بے نصیب ہے۔ کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت لا یظھر علٰی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجنابؐ اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد

احمد بھی رکھا جائے۔ یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے ومن ادّعی فقد کفر۔ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مُہر کو توڑنے والا ہوگا۔ جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلّی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلّی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا۔ پھر بھی سیّدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مُہر توڑنے کے آنہیں سکتا کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کے رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم٭ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ

٭ یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لایظھر علٰی غیبہ احدا الا من ارتضٰی من رسول سے ظاہر ہے۔ پس مصفّٰی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلّیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ فتدبّر۔

منہ

سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو مَیں کہتا ہوں تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے۔ اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنے عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس مَیں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو مَیں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو مَیں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور مَیں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور مَیں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ مَیں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ مَیں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید اُن کے ساتھ نہیں۔

اور جس جس جگہ مَیں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا

ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے، اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ

"من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب"

اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے۔ جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیین کی مُہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی * یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ میں اپنی

* یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لا یظہر علی غیبہ کے مطابق ہے محروم رہے۔ مگر حضرت عیسیٰ کو دوبارہ اتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے۔ اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے۔ سو گالیاں دیں۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ منہ

نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسُول اور نبی کے نام سے پکارا ہے۔ ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسٰی ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دُنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے اُن کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنے یہ کہ خاتم النبیین کی مہرِ ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسُول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہرِ ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ مَیں بارہا بتلا چکا ہوں کہ مَیں بموجب آیت و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس[۲۰] برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ مَیں ظلّی طور پر محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مُہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی۔ یعنے بہرحال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اَور کوئی۔ یعنے جبکہ مَیں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیّت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجنابؐ کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا۔* اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ

---

* حاشیہ۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اس کی تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ نے بھی کی اور خواب

اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا رُوپ ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا یہانتک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے۔ ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا۔ اور بروز کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو سو یہ خیال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لئے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا۔ بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق۔ اور اگر بروز کے لئے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی بیٹا ہونا چاہیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے۔ اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت وآخرین منھم میں ایسے موعود کے رفیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور نفی بروز سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳۷) میں مجھے فرمایا کہ سلمان منّا اہل البیت علیٰ مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں۔ یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہونگی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحنا کو دُور کرے گی۔ دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجود کو پامال کرکے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کی طرف جُھکا دے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پاکر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ

اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسنؓ کی اولاد بتایا اور کبھی حسینؓ کی اور کبھی عباسؓ کی۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث اس کے خُلق کا وارث اس کے علم کا وارث۔ اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا۔ اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا۔ اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرے کو دکھائے گا۔ پس جیسا کہ ظلّی طور پر اس کا نام لے گا، اس کا خُلق لے گا، اس کا علم لے گا، ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔ تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے، اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مُہر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اس طرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد زیں من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو بغیر خاتم النبیین کی مُہر توڑنے کے کیونکر دنیا میں آسکتے ہیں۔ غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مُہر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مُہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اَور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔ اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اَور نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیج دے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دلآزاری کا موجب ہوگا۔ غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مُہر ٹوٹتی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخکنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشّان کام دجّال کشی کا عیسیٰ سے ہوا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آیت کریمہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔ کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے۔ اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ مَیں ہوں۔ اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مُہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اَور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مُہر نہیں ٹوٹتی۔ اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ہے وہ ختمیت کی مُہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن ایک بروزی نبی اور رسُول کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت وآخرین منھم سے ظاہر ہے۔ اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہؓ میں سے ٹھہرائے گئے۔ لیکن اس موردِ بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنے مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہؓ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ اس ترک ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ موردِ بروز حکم نفیٔ وجود کا رکھتا ہے۔ اس لئے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے مُہر ختمیت نہیں ٹوٹتی۔ پس آیت میں اس کو ایک وجود منفی کی طرح رہنے دیا اور اس کے عوض میں آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے۔ اور اسی طرح آیت انا اعطینٰک الکوثر میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا یعنی دینی برکات کے چشمے بہہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے۔ اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظرِ تحقیر سے دیکھا۔ اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ مَیں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی، اور دونوں خُونوں سے حصہ رکھتا ہوں۔ لیکن مَیں روحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔

اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسُول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ مَیں اُس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسُول ہوں۔ ہاں مَیں اس طور سے نبی اور

رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

خاکسار

میرزا غلام احمد از قادیان۔ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے ۶ صفحات پر ہے)

---

(۲۴۱)

اشتہار کتاب آیات الرحمان

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب نے کتاب عصائے موسیٰ کے رد میں لکھی ہے اور مصنف عصائے موسیٰ کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے کہ اب اس کو اپنی وہ کتاب ایک درد انگیز عذاب محسوس ہوگی۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لئے اس طرح پر سرمایہ جمع کیا جاوے کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کر دیں۔ یہ خواہش ہے کہ جلد تر یہ کتاب چھپ جائے۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد عفی عنہ

(اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے صفحہ ۶ کے حاشیہ پر یہ اشتہار درج ہے)

(۲۴۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

المنار

قاہرہ سے ایک اخبار نکلتا ہے جس کا نام منار ہے۔ جب فروری ۱۹۰۱ء میں ہماری طرف سے پیر گولڑوی صاحب کے مقابل پر رسالہ اعجاز المسیح لکھا گیا جو فصیح بلیغ عربی میں ہے اور اس کے جواب سے نہ صرف پیر صاحب موصوف عاجز رہ گئے بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء بھی عاجز آ گئے تو مَیں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور مَیں نے بائیس[۲۲] برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی ممانعت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی بہت شہرت پا گئی ہیں۔ جو لوگ درندہ طبع ہیں اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں میری تحریریں پڑھتے ہیں وہ فی الفور چڑ جاتے ہیں اور میرے دشمن ہو جاتے ہیں۔ مگر جن میں انسانیت ہے وہ معقول بات کو پسند کر لیتے ہیں۔ پھر دشمنی کی حالت میں کون کسی کی کتاب کی تعریف کر سکتا ہے۔ سو اسی خیال سے یہ رسالہ کئی جگہ مصر میں بھیجا گیا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایڈیٹر المنار کو بھی پہنچا دیا گیا تا اس سے جہاد کے غلط خیالات کی بھی اصلاح ہو۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اس مسئلہ جہاد کی غلط فہمی میں ہر ایک ملک میں کسی قدر گروہ مسلمانوں کا ضرور مبتلا ہے بلکہ جو شخص سچے دل سے جہاد کا مخالف ہو اس کو یہ علماء کافر سمجھتے ہیں بلکہ واجب القتل بھی۔ لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم میں یہ بات داخل ہے کہ جو شخص

انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ اس لئے ہم لوگ اگر ایمان اور تقویٰ کو نہ چھوڑیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل سے ہر طرح اس گورنمنٹ برطانیہ کی نصرت کریں۔ کیونکہ ہم اس گورنمنٹ کے مبارک قدم سے پہلے ایک جلتے ہوئے تنور میں تھے۔ یہی گورنمنٹ ہے جس نے اس تنور سے ہمیں باہر نکالا۔ غرض اسی خیال سے جو میرے دل میں مستحکم جما ہوا ہے۔ اعجاز المسیح میں بھی یعنے اس کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت اور گورنمنٹ کی اطاعت کے بارے میں شدّ و مد سے لکھا گیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسی تحریر سے صاحب جریدہ منار اپنے تعصب کی وجہ سے جل گیا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں اور سخت گوئی اور گالیوں پر آ گیا اور منار میں بہت تحقیر اور توہین سے مجھے یاد کیا اور وہ پرچہ جس میں میری بدگوئی تھی کسی تقریب سے پنجاب میں پہنچ گیا۔ پنجاب کے پُرحسد مُلّا تو آگے ہی مجھ سے ناراض تھے۔ اور پیر گولڑوی کی کمر ٹوٹ چکی تھی اس لئے منار کی وہ دو چار سطریں مرتے کے لئے ایک سہارا ہو گئیں۔ تب ان لوگوں نے اپنی طرف سے اور بھی نُون مرچ لگا کر اور اُن چند سطروں کا اُردو میں ترجمہ کرکے وہ مضمون پرچہ اخبار چودھویں صدی میں جو راولپنڈی سے نکلتا ہے چھپوا دیا اور جا بجا بغلیں مارنے لگے کہ دیکھو اہلِ زبان نے اور پھر منار کے ایڈیٹر جیسے ادیب نے ان کی عربی کی کیسی خبر لی۔ بیوقوفوں کو معلوم نہ ہوا کہ یہ تو سارا جہاد کی مخالفت کا مضمون پڑھ کر جوش نکالا گیا ہے۔ ورنہ اسی قاہرہ میں پرچہ مناظر کے ایڈیٹر نے جو ایک نامی ایڈیٹر ہے جس کی تعریف منار بھی کرتا ہے اپنے جریدہ میں صاف طور پر اقرار کر دیا ہے کہ کتاب اعجاز المسیح درحقیقت فصاحت بلاغت میں بے مثل کتاب ہے اور صاف گواہی دے دی ہے کہ اس کے بنانے پر دوسرے مولوی ہرگز قادر نہیں ہوں گے۔ ان مخالفوں کو چاہئے کہ جریدہ مناظر کو طلب کرکے ذرہ آنکھیں کھول کر پڑھیں اور ہمیں بتائیں کہ اگر ایڈیٹر منار اہل زبان ہے تو کیا ایڈیٹر مناظر اہل زبان نہیں ہے؟ بلکہ مناظر نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ اعجاز المسیح کی فصاحت بلاغت درحقیقت معجزہ کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ اور پھر ایڈیٹر ہلال نے بھی جو

عیسائی پرچہ ہے اعجاز المسیح کی بلاغت فصاحت کی تعریف کی اور وہ پرچہ بھی قاہرہ سے نکلتا ہے۔ اب ایک طرف تو دو گواہ ہیں اور ایک طرف بیچارہ منار اکیلا۔ اور ایڈیٹر منار نے باوجود اس قدر بدگوئی کے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ میں اس بات کا قائل نہیں ہو سکتا کہ اس کتاب کی مانند کوئی اور کتاب اہل عرب بھی نہیں لکھ سکتا۔ اگر ہم چاہیں تو لکھ دیں" لیکن یہ قول اس کا محض ایک فضول بات ہے اور یہ اسی رنگ کا قول ہے جو کفار قرآن شریف کی نسبت کہتے تھے کہ لو نشاء لقلنا مثل ھذا۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہ کتاب فصیح نہیں تو پھر تمہارے اس قول کے کیا معنے ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کی مثل چند روز میں لکھ دیں۔ کیا تم بھی غلط کتاب کے مقابل پر غلط لکھو گے۔

غرض جس پرچہ کی تحریر پر اتنی خوشی کی گئی ہے اس کا یہ حال ہے کہ اسی ملک کے اہل زبان وہی پیشہ رکھنے والے اس کو جھوٹا ٹھہراتے ہیں۔ اور جہاد کی وجہ سے بھی اس کا اشتعال بے معنی ہے کیونکہ یہ مسئلہ اب بہت صاف ہو گیا ہے اور وہ زمانہ گذرتا جاتا ہے جبکہ تاتاران ملاؤں کی بہشت کی کل نعمتیں جہاد پر ہی موقوف رکھتے تھے۔ اس جگہ بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گذاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اُسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔ ہم نے قبول کیا کہ ہماری اردو کی کتابیں جو ہندوستان میں شائع ہوئیں ان کے دیکھنے سے گورنمنٹ عالیہ کو یہ خیال گذرا ہوگا کہ ہماری خوشامد کے لئے ایسی تحریریں لکھی گئی ہیں کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں۔ لیکن یہ دانشمند گورنمنٹ ادنےٰ توجہ سے سمجھ سکتی ہے کہ عرب کے ملکوں میں جو ہم نے ایسی کتابیں بھیجیں جن میں بڑے بڑے مضمون اس گورنمنٹ کی شکرگذاری اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں تھے ان میں گورنمنٹ کی خوشامد کا کونسا موقع تھا کیا گورنمنٹ نے مجھ کو مجبور کیا تھا کہ میں ایسی کتابیں تالیف کر کے ان ملکوں میں روانہ کروں اور اُن

سے گالیاں سنوں۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کا قدر کرے گی۔ اور وہ لوگ جو سراسر بغض اور حسد سے آئے دن خلاف واقعہ میری نسبت شکایتیں کرتے رہتے ہیں وہ ضرور شرمندہ ہوں گے۔ کیونکہ کوئی امر پوشیدہ نہیں جو ظاہر نہ ہو جائے۔ ایک مکّار انسان کب تک اپنی مکّاری چھپا سکتا ہے یا ایک مخلص انسان کب تک چھپ سکتا ہے۔

اب پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ مَیں نے صاحب منار کی دھوکہ دہی کے کھولنے کے لئے صرف ایڈیٹر منَاظر اور ہلاؔل کی یا مبالغہ تعریف پر ہی حصر نہیں رکھا بلکہ عربی میں ایک اَور رسالہ نکالا ہے بعد ایڈیٹر منار سے بڑے مبالغہ کے ساتھ نظیر طلب کی ہے۔ اور اس رسالہ سے پہلے ایک چھوٹا سا رسالہ اس کے متنبہّ کرنے کے لئے بھیجا جائے گا تا اگر وہ عاجزی سے اپنا قصور معاف کرانا چاہے تو پھر اس ذلّت سے بچ جائے کہ جو بالمقابل لکھنے کے وقت اس کو پیش آنے والی ہے لیکن اس کی بد قسمتی سے ان رسالوں میں بھی گورنمنٹ کی تعریف اور جہاد کی مخالفت موجود ہے۔ پس اگر اس کے اشتعال کا باعث مخالفتِ جہاد کا مسئلہ ہے جیسا کہ یقیناً سمجھا گیا اور اس کے پُر پیچ اشارات سے ظاہر ہو رہا ہے تو ان رسالوں کو پڑھ کر یہ اشتعال اَور بھی زیادہ ہوگا۔

بالآخر ہم سب مخالف مولویوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ صاحب منار کی مخالفت ان کے لئے کچھ بھی جائے خوشی نہیں اور جو کچھ عظمت اہلِ زبان ہونے کی اس کو دی گئی ہے آثار سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ جلد تر اس سے رخصت ہونے کو ہے۔ ان مولویوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ در اصل ملک مصر عجم میں داخل ہے اور ان کی عربی تمام عربی زبانوں سے بد تر ہے نمونہ اتنا ہی کافی ہے کہ اُقْعُدْ کو گُدْ کہتے ہیں اور اُن کا محاورہ بہت غلط اور عربی فصاحت سے نہایت دور ہے اور وہ اپنے تئیں فصیح بنانے کے لئے ہندیوں سے زیادہ مشکلات میں ہیں کہ ان کی زبان غلط بولنے پر عادی ہو گئی ہے مگر ہندیوں کی لوح طبیعت غلطی سے

میرا اور صحیح طریق قبول کرنے کے لئے مستعد ہے۔ اسی وجہ سے کتاب انسکلوپیڈیا میں ایک محقق انگریز لکھتا ہے کہ عرب کی تمام زبانوں میں سے بدتر زبان وہ ہے جو مصر میں رائج ہے۔

غرض مولویان پنجاب اب عنقریب دیکھ لیں گے کہ جس شخص پر ناز کیا ہے اس کو علم ادب میں کہاں تک دخل ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے دو صفحوں پر ہے)

---

(۲۴۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

حمد مر خدا را و سلام بر بندگان برگزیدہ وے ۔ اما بعد

خدا کی حمد اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام

فَاعْلَمُوْا اَيُّهَا الْاِخْوَانُ اُولُوا النُّهىٰ - رَحِمَكُمُ اللهُ فِي الْاُوْلىٰ

اے برادران دانشمند خدا در ہر دو جہاں بر شما رحم فرماید

بھائیو اے دانشمندو خدا تعالےٰ تم پر دونوں جہانوں میں رحم

وَ الْاُخْرىٰ - ان الطاعون قد حلت بلادکم - و قلت اکبادکم

بدانید کہ طاعون در شہرہائے شما رخت اقامت انداختہ و جگرہائے شما را

کرے طاعون نے تمہارے شہروں میں ڈیرے ڈال دیئے اور تمہارے جگروں کو پارہ پارہ کردیا

وتخطف کثیرا من احبادکم - و اباءکم و ابناءکم و بناتکم و نساءکم

پارہ پارہ کردہ ست دلبسیارے را از دوستان و پدران و پسران و دختران و زنان

اور تمہارے بہت سے دوستوں باپوں بیٹوں بیٹیوں اور جوروں اور ہمسائیوں

وجیرانکم وخلانکم و لکم فیه بلاء عظیم من الله العلیم الحکیم

و ہمسائیگان از شما ربودہ دریں مصیبت برائے شما از خداوند دانا و مہربان آزمایش بزرگ ست.

کو اچک کرلے گئی اور تمہارے لئے اس میں خداوند علیم حکیم کی طرف سے بڑا ابتلا اور امتحان

ولا ینزل بلاء الا بسبب من الاسباب الاربعه - و کذالك

و ہر بلائے را کہ نازل می شود چار سبب است و از

ہے - اور جو بلا نازل ہوتی ہے اس کے چار ہی سبب ہوتے ہیں اور ابتدائے

جرت سنة الله من بدء الفطرة الاول اذا تخطی الناس

آغاز آفرینش سنت خداوندی برہمیں منوال جاری است اول آنکہ چوں مردم از راہ

فطرت سے خدا کی سنت اسی طرح پر جاری ہے - پہلا یہ ہے کہ جب لوگ خدا کی خوشنودی کی

مراضی الله و اتلفوا حقوقه بترك العبادة و العفة - وجعلوا

رضائے حق دور افتند و عفت و عبادت را ترک گفتہ حقوق ویرا ضائع سازند و زندگی

راہوں سے نکل جاتے اور عفت اور عبادت کو چھوڑ کر اس کے حقوق تلف کردیتے ہیں - اور خودی

یعیشون بطرًا و فخرًا و لا یلتفتون الی الاخرۃ ۔ و لا
در خودبینی و ناسپاسی و پندار کبر برند و نگاہے بسوئے آخرت نکنند و از ارتکاب
اور گھمنڈ میں زندگی بسر کرتے ہیں اور آخرت کی طرف دھیان نہیں کرتے اور فسق و
یبالون فسقًا و فجورًا و لا یقومون علیٰ حدود
فسق و فجور باکے ندارند و رعایت حدود خداوندی بجا
فجور کی پروا نہیں کرتے اور خدا کی حدوں کی پاسداری نہیں کرتے
حضرۃ العزۃ ۔ و یدوسون احکامہ و یفسقون
نیاورند و احکام وے را در زیر پا بسپرند و پیش
اور اس کے حکموں کو پامال کرتے اور اس کے سامنے
امامہ و یغضبونہ بالاصرار علی الجرائم
دیدہ وے سیاہ کاریہا بکنند۔ و از پا فشردن در گناہان
بدکاری کرتے اور کھلے جرموں پر اصرار کرکے اوسے غصہ دلاتے ہیں۔
الفاحشۃ ۔ الثانی اذا لم یطیعوا اولی الامر
بزرگ ویرا درخشم آورند۔ دوم آنکہ چوں سر از اطاعت آں اولی الامران
دوسرا جب لوگ ان اولوالامروں کی نافرمانی
الذین یدعونہم الی المصالح الدینیۃ و الدنیویۃ
بیرون کشند کہ ویشاں سوئے مصالح دنیا و دین می خوانند
کرتے ہیں جو مصلحت الٰہی سے انہیں دیئے جاتے ہیں ۔ اور رعیت کے
وقد اوتوہم بالمصلحۃ الالٰہیۃ و جعلوا کروشہ
و مصلحت ایزدی اوشاں را بر سر ایشاں مسلط گردانیدہ و اوشاں
اعتبار غلہ کے لئے بجائے مہر کے ہوتے ہیں۔

لحرمة الرعية وكذالك اذا عصوا ملوكهم
در حق رعیت بمنزلہ مہرے بر انبار غلہ می باشند و رعایا مفسد و باغی گردد
اور رعایا مفسد اور باغی بن جاتی اور
و افسدوا و بغوا وخرجوا من ربقة الاطاعة
و پا از جادہ فرمان پذیری بیرون نہد
اطاعت کی رسی اتار ڈالتی ہے۔ اور معروف باتوں اور
وما نصروهم فی المعروف والامور المندوبة
و در امور معروفہ و مندوبہ مددگار آں حکام نباشند
جائز امروں میں ان کی مدد نہیں کرتی۔
وظنوا فيهم ظن السوء وقلبوا امورهم
و در حق ایشاں گمان بدرا در دل راہ بدہد و از راہ
اوران کی نسبت بدگمانی کرتی اور لڑائی اور مقابلہ کرکے ان کے
بالملوحة والمقابلة والمجادلة. وماتادبوا معهم وما انقادوا
ستیزہ آویز کار و بار ایشاں را شیرازہ وا کند و در رنگ سعادت منداں
معاملات کو درہم برہم کرتی ہے اور وفاداروں اور سعادت مندوں کی طرح
لاوامرهم كاهل الوفاء والسعادة وارادوا ان يقطعوا ما
و با ایشاں رفتار نماید و از قبول احکام ایشاں سرباز بزند و بخواہد کہ آں
ان سے ادب پیش نہیں آتی اور ان کے حکموں کو نہیں مانتی اور خدا کے جوڑے ہوئے
وصل الله ويدفعوا ماانی به الله بالحكمة العظيمة الثالث
چیز را ببرد کہ خدا پیوستن آں را امر فرمودہ و آں چیز را دفع بکند کہ خدا آنرا نظر بمصالح بزرگ آوردہ۔ سوم حکم
کو کاٹنا چاہتے اور دفع کرتے ہیں اس شے کو جسے خدا بڑی بھاری مصلحت سے لایا ہے۔ تیسرا

اذا ضنوا بقبول امام بعث علیٰ راس المائة۔ و ارسل
چوں در قبول کردن آں امام بخل بورزند کہ بر سر صد مبعوث شدہ و با دلائل
جب لوگ اس امام کے قبول کرنے میں بخل کریں جو صدی کے سر پر مبعوث ہوا۔ اور
بالدلائل الساطعة۔ وجحدوا بآیاته و استیقنتها
روشن آمدہ و دانستہ از بخل و کمینگی نشانہائے وبرا
روشن دلیلوں کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہو اور جان بوجھ کر بخل اور کمینہ پن سے اس کے نشانوں
انفسهم بالبخل والدناءة۔ و اٰذوه وحقروه وکفّروه
انکار بنمایند و بر آزار و تکفیر و تحقیرش کمر بہ بندند
کا انکار کریں اور اس کی ایذادہی اور تحقیر اور تکفیر کریں
و ارادوا ان یقتلوه بالسیوف والاسنة و رفعوا
و بخواہند کہ با تیغ و سنانش بکشند و از بیداد و
اور تیغ و سنان سے اسے مار ڈالنا چاہیں اور ظلم اور فریب سے
الامر الی الحکام ظلما و زورا و اخفوا وجه الحقیقة
ستم سگالی قضیہ ہا را بہ حکام ببرند و برچہرہ حقیقت کار پردہ ہا بیگفنند
حکام تک مقدمے لے جائیں اور اصل بات کو پوشیدہ کر دیں۔
الرابع اذا صار النّاس کالدود یاکل بعضه بعضاً و ما
چہارم آنکہ چوں مردم مانند مور و مار و دود و دام یکدیگر را بخورند و نشانے
چوتھا جبکہ لوگ کیڑوں مکوڑوں کی طرح ایک دوسرے کو کھانے لگ جائیں۔ اور
بقی فیهم ذرة من الرحمة۔ و لم یبق فیهم رحم
از رحم در دل شاں نماند و رحم آوردن بر خلق
ذرا بھی ان میں رحم نہ رہے اور مخلوق پر ترس کھانا

علی الخلیقة و ما رعوا حق الصغار و لا حقوق العلیة
و پاس حق کوچک و بزرگ را بگذارند
اور چھوٹے بڑے کی حق کی رعایت ترک کر دیں

فھذہ اربع من علل الطواعین الحاطمة۔ نسئل اللہ
آگاہ باشید کہ طاعون نابود سازندہ خانہ بر انداز را ہمیں چار سبب است۔ از خدا مسئلت
یاد رکھو نابود کرنے والی طاعون کے یہی چار سبب ہیں۔ ہم خدا سے دعا کرتے

ان یحفظنا و احبابنا منھا بالفضل و الرافة وعندی شر الاسباب
می نمائیم کہ ما را و دوستان ما را بفضل و کرم خویش ازاں نگہ بدارد وہمیں سبب ہائے بدور
ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے دوستوں کو اپنے فضل سے اس سے محفوظ رکھے اور میرے نزدیک یہی

ھی ھذہ و لا یعرفھا الا ذوالفطنة۔ فاتقوا اللہ
گمان من است وے دانشمندان پے بفہم آں مے برند پس از خدا ترسید
بڑے سبب ہیں مگر دانشمند ان اسباب کو سمجھتے ہیں سو خدا سے ڈرو

و لا تقربوھا ان کنتم ترتادون طرق السلامة
و اگر سلامت می خواہید بر گرد ایں اسباب مگردید
اور سلامتی چاہتے ہو تو ان سببوں کے نزدیک نہ جاؤ

وقد قلت من قبل فما اصغیتم۔ و ھدیت فما
و من پیش ازیں بار نیز بشما گفتم ولیکن شما گوش نہ کردید و راہ بشما نمودم ولے شما
اور میں نے اس سے پہلے بھی کہا مگر تم نے کان نہ دھرے اور میں نے راہ بتائی

اھتدیتم۔ و اریت فما رأیتم و الیوم القی فی روعی ان
ہدایت نیافتید۔ و شما را بنمودم ولے شما ندیدید۔ امروز در دلم انداختند کہ آں وقت را
پر تم نے ہدایت نہ پائی اور میں نے تم کو دکھایا پر تم نے نہ دیکھا۔ آج میرے دل میں آیا ہے

اکرر تلک الوصیة۔ واستخلص باتمام الحجة لنفسی البریة

بر شما تکرار کنم و برائے استخلاص بریت نفس خود حجتے در دست آورم

کہ پھر ایک دفعہ تمہیں وصیت کر دوں اور اپنی بریت کے لئے حجت پیدا کر لوں۔

فاسمعوا ولا تعرضوا۔ واتقوا و لا تفسقوا۔ وقوموا للّٰہ و لا

پس بشنوید و رو بر نتابید و از خدا ترسید و از فرمان وے سرباز نزنید و برائے خدا ایستادہ

سنو اور منہ نہ پھیرو اور خدا سے ڈرو اور اس کے حکموں کو نہ توڑو اور خدا کے لئے

تقعدوا و اطیعوا و لا تتمرّدوا۔ واذکروا اللّٰہ و لا تغفلوا

باشید و سست منشینید و گفتار مرا بپذیرید و ترک سرکشی بکنید و خدا را یاد آورید و از غفلت باز آئید

کھڑے ہو جاؤ اور سست مت بیٹھو اور کہا مانو اور سرکشی نہ کرو اور خدا کو یاد کرو اور غفلت چھوڑ دو

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا و لا تتفرقوا۔ و زکّوا نفوسکم ولا تدنسوا

و ہمہ فراہم شدہ ریسمان خداوندی را پنجہ بزنید و پراگندہ و پریشان نشوید و نفس ہائے خود را پاک بکنید و آلودہ

اور سب مل کر خدا کی رسی کو پکڑ لو اور فرقہ فرقہ نہ بنو اور اپنے نفسوں کو پاک کرو اور میلے کچیلے نہ

وطہروا بواطنکم و لا تلطخوا واعبدوا ربکم مخلصین

و چرکین نگردید و باطن ہائے خود را صاف بنمائید و از آلودگی ہا بپرہیزید و پروردگار خود را بپرستید و با وے کسے را

رہو اور اپنے باطنوں کو پاک کرو اور آلودگی سے بچو۔ اور اپنے رب کی عبادت کرو اور شرک

و لا تشرکوا۔ و تصدقوا و لا تبخلوا ۔ واصعدوا الی

انبار نسازید و از مال خود صدقات بکشید و بخیل نباشید و کوشش بکنید

نہ کرو اور صدقے دو اور بخیل نہ بنو اور آسمان پر چڑھنے

السماء و الی الارض لا تخلدوا و ارحموا

کہ بر آسمان بالا رفتن میسر آید و بر زمین سر فرود نیارید و بر زیر دستاں

کی کوشش کرو اور زمین کی طرف نہ جھکو اور

ضعفائکم فی الارض ترحموا فی السماء و تنصروا

بخشائید تا بر شما بخشایش آورند و

ضعیفوں پر رحم کرو تاکہ تم پر بھی آسمان میں رحم کیا جاوے۔

واطیعوا اللّٰہ و ملوککم و لا تفسدوا۔ ولا تخالفوا

وغاشیہ اطاعت خدا و شاہان خود بر دوش بردارید و شور و فساد بپا نکنید

اور خدا اور اپنے بادشاہوں کی اطاعت کرو اور فساد نہ کرو اور حکام کے حکموں اور

الحکام فی احکامھم و قضاءھم و فصلھم و امضاءھم

و در پیش احکام و فرامین و امضاہائے حکام سر نیاز خم بنائید

فیصلوں اور پروانوں وغیرہ میں ان کی مخالفت نہ کرو اور ان کی رضا کے خلاف ایک

و لا تقدموا القدم و لا تؤخروا خلاف رضاءھم۔

وخلاف رضائے ایشاں گامے پیش و پس ننہید

قدم بھی آگے پیچھے نہ رکھو اور جب کوئی ان کی طرف سے کوئی حکم آوے

واذا امرتم فاحضروا و لا تقوموا کسالیٰ عند دعائھم

و ہرگاہ فرمانے از سوئے ایشاں فرارسد در ساعت بپائید و برآواز ایشاں کوفتہ وخستہ وار

تو حاضر ہو جاؤ اور ان کے بلانے پر سست اور ہار کھائے ہوئے نہ بنو۔

ولا تجاوزوا قوانینھم ولا تقربوا توھینھم۔ واذا امرتم

منشینید وخلاف قوانین ایشاں راہ نہ روید و توہین و اہانت ایشاں روا ندارید وچوں خدمتے

اور ان کے قانون کی خلاف ورزی نہ کرو اور ان کی توہین نہ کرو اور جب کوئی خدمت

الیٰ خدمۃ فسارعوا الی الامتثال ۔ واسعوا و لو علیٰ

بشما تفویض کنند در بجا آوردنش بجان دل بکوشید اگرچہ بر قلہ کوہ باشد

تمہیں سپرد کی جائے تو بہت جلد حکم مانو اور اس کے پورا کرنے کی سعی کرو خواہ پہاڑوں کی

قنن الجبال - ولا تنحتوا معاذير كالجهال - ولا تابوا
بلند برآمدن ضرورت افتد - و چوں جاہلاں بہانہ پیش نیاورید و چوں دول
چوٹیوں پر چڑھنا پڑے اور جاہلوں کی مانند عذر نہ تراشو اور خوب سمجھ لو کہ
كالقوم الارذال - واعلموا ان السلامة كلها
ہمتاں سرباز نزنید ۔ و بدانید کہ سلامت در قبول احکام
سلامتی حکموں کے قبول کرنے میں ہے
فی قبول الاحکام و الملامة كلها فی الاباء
است و ملامت در نافرمانی و پیکار
اور ملامت نافرمانی اور جھگڑے میں
والخصام - و انا نشكرالله على ما من علينا بعهد
کردن و ما سپاس خدا بجا می آریم کہ مارا در زیر سایہ عہد
ہے اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں سلطنت برطانیہ
السلطنة البرطانية و افاض علينا بتوسطها
سعادت عہد دولت برطانیہ با کرامت فرمودہ و بتوسط ایں دولت بزرگ
کا عہد بخشا اور اس کے ذریعہ سے بڑی بڑی مہربانیاں اور
انواع الالاء بالالطاف الرحمانية فوجدنا بقدومها
در حق ما مہربانی ہا کردہ از قدوم ایں دولت عظمیٰ
فضل ہم پر کئے ہم نے اس سلطنت کے آنے سے انواع اقسام کی
انواع النعم و هذب قومنا و علموا و اخرجوا
نعمتہا دیدیم قوم ما بحلیہ علم و ادب
نعمتیں پائیں ہماری قوم نے علم اور تہذیب سیکھی اور بہائی کی

من عيشة النعم و نقلوا الى الكمالات الانسانية

آراستہ شدہ و از طور زندگی بہائم بیرون آمدن دیرا میسّر آمدہ

زندگی سے نکلنا انہیں نصیب ہوا اور حیوانی جذبوں سے نکل کر انسانی کمالات

من الجذبات الحيوانية۔ فحصل لنا امن و امان

و پوشش جذبات حیوانیہ را از تن بیرون کردہ حلہ فاخرہ کمالات انسانی

پر پہنچنا میسّر آیا سو ہمیں اس گورنمنٹ کے طفیل

فوق الامل بل فوق حدود الافكار و طفقنا ندبج

در بر کردہ ما را فی الحقیقت از طفیل این دولت کبریٰ بیرون از وہم و گمان امن و امان حاصل شدہ

امید اور فکر سے بڑھ کر امن اور امان ملا ۔ اب ہم زمین پر گایوں کی

على الارض دبج الصوار بل كالعشار۔ بالتؤدة والهون

نکوں ما می توانیم کہ چوں گاوان بلکہ چوں شتران بآرام و آسانی

طرح نہیں بلکہ بار والی اونٹنیوں کی مانند بڑے وقار اور سہولت سے سفر

والوقار۔ من غير خوف المتخطفين و الشانئين

بر روئے زمین سیر و سیاحت کنیم و ما را ہیچ باک از رہزنان و بد اندیشاں

کرتے ہیں اور ہمیں ڈاکوؤں اور بد ذات دشمنوں کا کچھ بھی ڈر نہیں ہوتا

من الاشرار و ندلج و نبلج وحدانا فی الفلا

نیست و در پارہ اوّل شب و آخری آں تنہا بے خوف و خطر از

اور ہم رات کے پہلے حصہ میں اور پچھلے میں اکیلے بے خوف و خطر

وبلاخوف من الاغيار۔ واجرى الوابورة فما

اغیار و شطار می توانیم کہ راہ بریم و جاری شدن گاری آتشیں

سفر کرتے ہیں۔ اور ریل گاڑی کے چلنے سے اونٹوں

بقی حاجة الی الافاثیل و القوافل والمصار فاصلحوا

شتران و قافلہا و اسپان را از کار بر انداختہ ایم احتیاجے بآنہا نماندہ

قافلوں اور گھوڑوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی اب مناسب ہے

نیاتکم و احسنوا الظن فی ھذہ الدولة ۔ واتوھا

اکنوں باید کہ نیتہائے خود را راست بکنید و در حق ایں دولت بزرگ گمان نیک بکنید و بادل صاف و

کہ اپنی نیتوں کو درست کرو اور اس سلطنت کی نسبت نیک گمان کرو اور صاف دلی

مطیعین بصفاء الطویة و لا تعثوا فی الارض باغین

پاک در حضور وے حاضر بیائید وچوں باغیاں در زمین فتنہ و غوغا بر می نگیرید۔

اور پاک نیت سے اس کے حضور حاضر ہو اور زمین میں باغیوں کی طرح فساد کرتے

و لا تشردوا کالطاغین واعلموا ان ھذہ الدولة

و مانند تبہ کاران راہ گریز پلیش نگیرید وبدانید کہ ایں سلطنت دست ستمگاران

اور شریروں کی طرح بھاگے نہ پھرو اور خوب سمجھ لو کہ سلطنت نے تمہیں ایذا

کفت عنکم اکف الظالمین و ایقظتکم بعد ما کنتم

از آزار و ایذائی شما بر بست شما در خواب بودید ایں سلطنت شما را بیدار

دینے سے ظالموں کے ہاتھ بند کر دیئے اور تم سوتے تھے اور اس نے تمہیں جگایا اور

نائمین ۔ و قامت لحفظکم فی تربتکم و غربتکم وجعلت

ساخت و در سفر و حضر پاسبانی شما کرد وچوں شما بیروں برائے طلب رزق

تمہارے سفر اور حضر میں تمہاری پوری نگہبانی کی اور جب تم کہیں کار روزگار کرنے

علیکم حافظین عند نجعتکم و رجعتکم و کلاءت

بیرون و بسوئے خانہ باز می آید در ہر دو صورت از طرف حکومت برائے شما

اور معاش کی تلاش میں جاتے ہو اور پھر وطن کو واپس آتے ہو

عرضکم و عرضکم ۔ و تولت صحتکم و مرضکم

محافظان متعین اند حکومت نگہبانی مال و آبروئے شما کرد ۔ چنانچہ باید نمود و در حالت بیماری و

دونوں صورتوں میں گورنمنٹ کی طرف سے تم پر محافظ مقرر ہیں اور اس نے تمہاری آبرو اور مال کی خوب نگہداشت کی

و امنکم فصارت سببا لزیادة عددکم ۔ و عدة

تندرستی از خبرگیری شما کوتاہی نہ کرد و شمارا امنے بخشید کہ از واسطہ آں در مال و دولت و کثرت نفوس و

اور صحت میں اور بیماری میں تمہاری خبرگیری کی اور تم کو امن بخشا جس کے سبب سے تم دولت اور مال میں اور کثرت میں

عددکم ۔ و قامت فی کل مواطن لمددکم وحسن ملوکها

سامان شما افزونی پدید آمد ۔ و ایں سلطنت در ہر میدان بجہت اعانت شما قدم محکم فشرد و با یاران شما و

ترقی کر گئے اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوئی اور تمہارے یاروں اور دوستوں

فی سکنکم و مسکنکم ۔ و اثبتت انها لکم کموئلکم

جاہائے شما حسن سلوک بجا آورد و آشکار کرد کہ او برائے شما جائے پناہ و امن

اور مکانوں کی نسبت خوب سلوک کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری پناہ اور جائے امن ہے

و مامنکم و قد حقت لها علیکم حقوق المن

است ۔ بر گردن شما حقوق منت وے ثابت است

اب تم پر اس کے احسان کے حقوق ثابت ہیں۔

وحفظتکم من الاغارة والشن ۔ و ادت حق الکلاءة

و شمارا محفوظ داشت از غارتگران و ناگہ بر سر ریزندگان و در حق مال و عیال شما حق

اور اس نے تمہیں ڈاکوؤں اور چوروں سے بچایا اور تمہارے مال و عیال کی نسبت نگہبانی

فی مالکم و عیالکم ۔ و صار طولها سببا لطول

پاسداری ادا کرد ۔ و مہربانی و فضل وے سبب درازی عمرہائے

کا حق ادا کر دیا ۔ اور اس کی مہربانی تمہاری عمروں کی درازی کا سبب

اجالکم۔ ونالتکم منها عافیة غیر عافیة ۔ و رزقتم
شما شد و از وے شمارا عافیتے بدست آمد کہ تباہ کنندہ نشانہا نیست و آرامی ہر چہ
ہوئی اور اس سے تمہیں ایسی عافیت ملی جو تباہ و برباد کرنے والی نہیں اور تمہیں پہلے درجہ
رفاهیة بدرجة کافیة ۔ وکفتکم مخاشی اللاواء
تمامتر در بہرۂ شما آمد و شمارا رستگاری بخشید از جاہائے وحشتناک
کی رفاہیت حاصل ہوئی اور اس نے تمہیں دکھوں اور دردوں کی خوفناک جگہوں سے
وکنفتکم بغواشی الآلاء حتی ما ظفر بکم اظفار
درد و رنج و با غاشیہ ہائے نعمت و مکرمت شما در پناہ و سایہ خویش درآورد تا این کہ اکنوں
بچایا اور اپنے فضل و کرم کی حمایت اور پناہ میں لیا۔ اب یہ حال ہے کہ دشمنوں
الاعداء فلا تخرسنکم غشیة فی اداء شکرها
ناخن بیداد دشمنان بشما نمی رسد۔ پس گنگ نسازد شمارا بیہوشی در ادائے شکر وے ورا
کے ناخن بیداد کی تم تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ سو مناسب ہے کہ اس گورنمنٹ کے شکر ادا کرنے میں
ولا لکنة فی تکرار ذکرها ۔ فان جزاء الاحسان
گنگلاجی در تکرار ذکر وے چہ کہ کیفر نیکی نیکی است
اور ذکر و تذکرہ میں گونگے اور بیہوش نہ بن جاؤ۔ اس لئے کہ احسان کا بدلہ احسان
احسان ۔ والمتغافل من الشکر کفران ۔ و واللہ انها
وچشم برہم بستن از سپاس گذاری ناسپاسی است و سوگند بخدا کہ ایں
ہے اور شکر سے غفلت کرنا کفران ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا
لنعم من ایمن العوذ ۔ و اغنی عنکم من لابسی الخوذ
سلطنت بجہت شما تعویذے شگرف و ہمایوں است و باوجود وے ہیچ حاجت بہ یاوران خود پوش نماندہ
ہوں کہ یہ سلطنت تمہارے لئے بڑا امن بخش تعویذ ہے اور اس کے ہوتے کسی خود پوش مددگار کی نہیں ضرورت

والمحامد کلها للہ علی ما اٰتانا قیصر لا یقصر فی تفقد

درحقیقت ہر گونہ حمد مر خدائی راست کہ مارا قیصر عطا فرمودہ کہ از باز جستن احوال ما دمے غفلت

نہیں۔ اور حقیقت میں ساری حمدیں خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں ایسا قیصر عطا فرمایا جو ہمارے حال کی

احوالنا۔ ویسعیٰ لیخرجنا من اوحالنا۔ ورد الینا

نمی ورزد و می کوشد کہ مارا از مغاک پستی ہا بروں آرد و ایزد مہربان

خبرگیری اور پرداخت میں کوئی قصور اور کوتاہی نہیں کرتا اور کوشش کرتا ہے کہ ہمیں پستی سے باہر لائے۔ اس نے ہمارا

دیننا بعد ما زالت الملة عن اماکنها وجعل قیصرۃ

دین مارا ہما باز داد و بعد ازاں کہ ملت از مکان خود زائل گردیدہ بود و قیصرۂ ہند و قیصر

دین ہمیں پھیر دیا بعد اس کے کہ مذہب اپنے مکانوں سے اُکھڑ چکا تھا اور اسی نے قیصرۂ ہند اور

الهند و قیصرها کمثل مامنها فهذه رحمة من

را مامن وے گردانید پس ایں ہمہ رحمت رحمان و منت

قیصر کو اس کا مامن بنایا سو یہ رحمان کی رحمت

الرحمٰن ومنة من المنان۔ وان العبد اذا کان لا

منان است وثابت است کہ چوں بندہ در ہنگام

اور منان کی منت ہے۔ اور اگر بندہ نزول نعمت کے وقت خدا

یشکر اللہ عند نزول النعماء۔ فتنزل علیه قارعة من

فرود آمدن نعمت شکر خدا نکند البتہ بروے کوفتہ از بلا نازل می

کا شکر نہ کرے تو بلا اُس پر نازل ہوتی ہے۔

البلاء۔ فلا شك ان هذا الطاعون قد حلت دیارکم

شود۔ پس شک نیست کہ ایں طاعون از ایں گناہاں در دیار شما فرود

سو اس میں شک نہیں کہ انہی گناہوں کے سبب سے طاعون نے تمہارے شہروں میں

لهذه الخطيات ۔ فانقلوا الى الطاعات باسرع الخطوات
آمده پس بسوئے طاعت الٰہی باگام ہائے شتاب و تیز حرکت بکنید
ڈیرے جما دیئے ہیں۔ اب بہت جلد طاعت کی طرف قدم اُٹھاؤ
واحفظوا انفسکم من السیأت و ان عملتم علی قولی
و خود از گناہاں رستگاری بخشید و اگر بر گفتار من عمل کردید
اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچاؤ اور اگر تم میری بات پر عمل کرو گے تو
فاترجی ان یدفع منکم هذا البلاء ۔ و تزول الضراء
امید دارم کہ ایں بلا از سر شما دفع کردہ شود و سختی دور شود
مجھے امید ہے کہ درد تم سے دُور ہو جائیں گے اور آرام اور چین ترقی کرے گا
و تکثر النعماء ۔ فاجیبونی ما الاراء ۔ أقبول منکم او الاباء
و آسانی افزوں گردد ۔ پس جواب بدہید کہ چہ رائے می زنید آیا قبول می دارید آیا انکار می آرید
اب جواب دو کہ تمہاری کیا رائے ہے مانتے ہو یا انکار کرتے ہو۔
وما علاج الطاعون الا الاتقاء والتضرع والدعاء ۔ أترون
و علاج طاعون بجز تقوے و زاری کردن و دعا نیست ۔ و می بینید
اور طاعون کا کوئی علاج بجز پرہیزگاری اور گڑگڑانے اور دعا کے نہیں اور تم دیکھ
انه نزلت بساحتکم لارداکم و دنت فناءکم لافناءکم
کہ طاعون برائے ہلاک کردن شما فرود آمده و برائے فنا کردن شما
رہے ہو کہ وہ تمہیں ہلاک کرنے کو تمہاری آنگنوں میں آ اُتری ہے اور تمہیں فنا کرنے کو تمہارے صحنوں
وکاین من اباءکم و ابناءکم ۔ صاروا صیدہ فتدبروا
در صحن خانہ شما خیمہ زدہ و بسیارے از پدران و پسران شما نخچیر وے گردیده اند پس باید کہ
میں داخل ہو گئی ہے اور کس قدر تمہارے باپ اور بیٹے اس کا شکار ہو گئے۔ سو اب دانائی اور

مالکم بداهائکم۔ وکم منکم ادخلوا فی جرابہ و
بہ زیرکی درانجام خود اندیشہ نفرمائید و بسیارے از شما درجوال وے داخل کردہ شدند و
زیرکی سے اپنے انجام میں غور کرو اور کتنے تم میں سے اس کے تھیلے میں ڈال دیئے گئے اور
شواہم القدر لکبابہ ۔ أ تعلمون من این
قضاؤ قدر ایشاں را برائی کباب وے بریاں کرد ۔ آیا می دانید کہ ایں
قضاؤ قدر نے اس کے کباب کے لئے انہیں بریاں کیا تمہیں کچھ علم بھی ہے کہ اس
اثرہ ۔ وکیف عجرہ و بجرہ ۔ فاعلموا انہ نتیجۃ
دار وگیر و اثر طاعون از چہ چیز است پس بدانید کہ آں نتیجہ
ساری کارروائی کی جڑ کیا ہے سو یاد رکھو کہ یہ سب نتیجہ
فسقکم و فجورکم ۔ فابکوا ولیس وقت سرورکم
بدکاری و ناہنجاری شما است پس گریہ بکنید کہ وقت شادمانی نیست
تمہارے فسق و فجور کا ہے اب بیٹھ کر روؤ کہ یہ خوشی کا وقت نہیں ہے
وطہروا امام اللہ دخیلۃ امرکم۔ و ادفعوا غیم
و نہان خود را پیش دیدۂ خدا پاک بسازید و ابر ماہ خود را دفع
اور اپنے اندرونی معاملات کو خدا کے سامنے پاک کرو اور اس ابر کو جو تمہارے چاند پہ
قمرکم لیبعد اللہ منکم ھذا الذئب وھذہ المفازۃ
بکنید تا خدا ایں گرگ و دشت را از نزد شما دور گرداند و شما را عزتؐ
آگیا ہے دور کرو۔ اس لئے کہ خدا اس بھیڑیئے اور خوفناک جنگل کو تم سے دور کرے اور تمہیں
ویھب لکم الکرامۃ والعزازۃ ۔ تقموا عتابکم
بزرگی بخشد پس گرداگرد خانہ خود را رفت و
عزت اور بزرگی عطا کرے اور اپنے گھروں کی ساری طرفوں کو خوب

واخلعوا الصلف - و تلافوا ما سلف - وان لم تنتهوا
روب نمائید ولاف وگزاف را ترک بکنید و چارۂ کار گذشتہ بسازید و اگر باز نیامدید
پاک صاف کرو اور لاف وگزاف چھوڑ دو اور جو گذر چکا ہے اس کی تلافی کرو اور اگر تم باز نہ آؤ

فاعلموا ان قولی لیس کقول السامر - و قد دخل ملککم
پس بدانید کہ گفتار من گفتار فسانہ گو نیست و ہر آئینہ بلا چوں سیل
تو جان لو کہ میری بات کسی افسانہ گو کی بات نہیں دیکھو بلا جرار سیل کی طرح

بلاء کالسیل الهامر - فمن تلقف قولی شیخا
رواں در ملک شما در آمدہ پس ہر کہ گفتار مرا پذیرفت پیر باشد
تمہارے ملک میں داخل ہو چکی ہے سو جو شخص میری بات کو قبول کرے گا بوڑھا ہو

کان اوحدثا - و استخلصه جد الاعبثا - و قبل
یا برنا و آنرا سنجیدہ گفت نہ ہرزہ و ایں سخن را بگوش
یا جوان ہو اسے ہزل نہیں سنجیدہ بات سمجھے گا

الکلام - و قطع الخصام فقد نال المرام - فارجعوا
قبول شنید و ہمہ ستیزہ و جنگ را بگذاشت او بالیقین بر سر مراد برسد پس بسوئے
اور سب جھگڑے چھوڑ دے گا وہ کامیاب ہوگا سو اب تم

الی الحکم القاضی - و هیجوا انفسکم علی الماضی - و
حکم قاضی رجوع بیارید و بر آنچہ بگذشت پشیمانی و افسوس بخورید و
حکم قاضی کی طرف آ جاؤ اور اپنی گذشتہ کرتوتوں پر پشیمان ہو جاؤ اور

احسبوا قولی هذا من ضیعتی و مبرتی - و فیه مسرتکم
گفتہ مرا نیکی و احسان از من در حق خود بشمرید و دریں شادمانی من و شماست
میری بات کو اپنے حق میں میرا بڑا احسان یاد کرو اسی میں میری خوشی اور تمہاری خوشی ہے

ومسرتی ۔ ومن قبل تولی فارجوا ان یجبر له باله و
و آنکه قول مرا قبول داشت امید دارم که شکست دل وے بستہ گردد
اور جو شخص میری بات کو قبول کریگا مجھے امید ہے کہ خدا اس کے دل کی شکست درست

یبعد عنه بلباله ۔ ایها النّاس قد اُشرب حسی
و رنج و سختی از وے دور کردہ شود و احوال وے نیکو ای مردم حس من فرو خورانیدہ
کردے گا اور اس کے رنج و غم کو دور اور اس کے احوال کو ٹھیک کرے گا ۔ اے لوگو مجھے معلوم ہو رہا

و نبأنی حدسی ۔ ان البلاء قد نزل من کثرة العصیان
شدہ است و فراست من مرا خبر دادہ کہ ایں بلا از کثرت گناہاں نازل شدہ
ہے اور میری فراست کہہ رہی ہے کہ یہ بلا گناہوں کی کثرت کی وجہ سے آئی ہے

کما کان ینزل فی سابق الزمان فاستخلصوا مراضی رب
ہمچناں کہ در زماں پیشین نازل می شد پس برائے بدست آوردن خوشنودی
جس طرح پہلے زمانوں میں آیا کرتی تھی اب تم خداوند تعالےٰ کی خوشنودی

العباد ۔ واجتنبوا انواع الفسق والفساد ۔ تنجون
پروردگار بکوشید و از ہرگونہ فسق و فساد بہ پرہیزید انشاءاللہ
حاصل کرنے کی فکر کرو اور ہر قسم کی بدکاری اور فساد سے بچ جاؤ تو خدا چاہے تم

من موت کموت الجراد ۔ و انی اخاف ان
رستگار خواہید شد از مرگے کہ مانند مرگ مور و ملخ است و من خوف آں دارم کہ ایں
ضرور کیڑوں مکوڑوں کی موت مرنے سے نجات پا جاؤ گے مجھے ڈر ہے کہ یہ مرض

یدخل هذا المرض کل مدینة و یلج کل عرینة
مرض در ہر شہر در آید و در ہر بیشہ درون شود
کہیں ہر شہر میں داخل نہ ہو جائے اور ہر بیشہ میں راہ نہ پا جائے

فیاکل سباعہا و ظباءھا ۔ و ینفد مرعاھا و ماءھا
پس درندگان و آہوان وے را فرو خورد و چراگاہ و آب آں را پاک بخورد
پھر وہاں کے درندوں اور ہرنوں سب کو کھا جائے اور چراگاہوں اور پانیوں کو بالکل کھا جائے

فسارعوا الی الصالحات ۔ و اخرجوا مال الصدقات۔ و
پس بشتابید بسوئے نیکوکاری ہا و مال صدقات را بیروں کشید و
ہوریا جائے۔ سو نیکیوں میں لگ جاؤ اور صدقات خیرات نکالو اور

تضوعوا علی ذوی الفاقات و واللہ انی ارجو ان ینجی ربی
بر مستمندان و بے نوایان خرج بنمائید و سوگند بحق کہ من امید دارم کہ پروردگار من
محتاجوں کو دو قسم بخدا مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو طاعون

قوما من الطاعون الذین تبعوا قولی و اطاعون۔ فانضوا عنکم
قومے را از چنگال طاعون ایمنی و خلاصی بخشد کہ پیروی قول من کنند و مطیع من شوند پس جامۂ تن پروراں
سے بچائے گا جو میرا کہا مانیں گے سو تم عیش پسندوں

لبوس المتنعمین واجتنبوا تغافل النائمین و صلوا مع
از خود بکشید و از غفلت خوابیدگان برکنار باشید و با راکعان و قائمان
کی پوشاک بدن سے اُتار پھینکو اور سونے والوں کی غفلت سے الگ ہو جاؤ اور راکعین اور

الراکعین و القائمین۔ واستعینوا بالصبر و الصلوۃ و
نماز بگزارید و با صبر و صلوۃ یاری بجوئید
قائمین سے مل کر نماز پڑھو اور صبر اور صلوٰۃ اور خیرات سے مدد لو۔

الصدقات والصلات ۔ یفرج کربکم و یامن سربکم ۔
سختی و رنج از سر شما دفع شود و ایمنی و آرام بدلہائے شما
اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تمہیں ہر طرح کے دُکھ درد سے محفوظ رکھے گا

و بعد ما نزعتم عن الغی ۔ ستروں رحم القیوم

حاصل آید۔ وبعد از گذاشتن گمراہی انشاءاللہ رحم خداوند بزرگ خواہید دید

اور تم گمراہی کو چھوڑ کر خدا تعالےٰ کا رحم دیکھو گے۔

الحی ۔ وانی قلت کما یقول الملھمون فسوف تعلمون۔

و من ہماں طور گفتہ ام کہ ملہماں می گویند پس شما عنقریب خواہید دانست

مَیں نے تمہیں اسی طرح کہہ دیا جس طرح ملہم کہا کرتے ہیں سو تم عنقریب جان لوگے۔

المشتہر

میرزا غلام احمد منمقام قادیان ۱۰؍دسمبر ۱۹۰۱ء

(یہ اشتہار الحکم نمبر ۴۷ جلد ۵ مورخہ ۲۴؍دسمبر ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۴ سے صفحہ ۹ تک شائع ہوا ہے)

---

(۲۴۴)

ضمیمہ الحکم ۱۰؍مارچ ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لنگر خانہ کے انتظام کے لئے

چونکہ کثرت مہمانوں اور حق کے طالبوں کی وجہ سے ہمارے لنگر خانہ کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے اور کل مَیں نے جب لنگر خانہ کی تمام شاخوں پر غور کر کے اور جو کچھ مہمانوں کی خوراک اور مکان

اور چراغ اور چارپائیاں اور برتن اور فرش اور مرمت مکانات اور ضروری ملازموں اور سقا اور دھوبی اور بھنگی اور خطوط وغیرہ ضروریات کی نسبت مصارف پیش آتے رہتے ہیں۔ ان سب کو جمع کر کے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ان دنوں میں آٹھ سو روپیہ اوسط ماہواری خرچ ہوتا ہے۔ اس خرچ کے لئے خاص خدا تعالیٰ نے ہی ایسے اتفاقات پیش کئے کہ اب تک ہمیں محض خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے کوئی فاقہ نہیں آیا۔ مگر چونکہ ہر ایک امر جس کے ساتھ کوئی انتظام نہیں موجب ابتلاء ہوتا ہے اور سلسلہ غموں کا اندازہ سے زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے اس پُرتشویش وقت میں کہ جبکہ آمدن مستقل طور پر ساٹھ روپیہ ماہواری بھی نہیں اور خرچ آٹھ سو روپیہ ماہواری سے کم نہیں، کوئی انتظام توکلاً علی اللہ ضروری ہے۔ بالخصوص جبکہ قحط کے دن بھی شدت کرتے جاتے ہیں اور طاعون* کے دن بھی ہیں۔ اس لئے مَیں نے سخت گھبراہٹ کے وقت میں بلحاظ ہمدردی اس جماعت کی جس کو مَیں اپنے ساتھ رکھتا ہوں، اس انتظام کو اپنا فرض سمجھا اور نیز اس خیال سے بھی کہ عمر کا اعتبار نہیں لہٰذا مَیں چاہتا ہوں کہ غرباء اور ضعفاء کی ایک جماعت میرے ساتھ رہے جو میری باتوں کو سُنے اور سمجھے۔ اگرچہ ہمارے سلسلہ کے ساتھ اور مصارف بھی لگے ہوئے ہیں لیکن مَیں سُنّت انبیاء علیہم السلام کے مطابق سب سے زیادہ اس فکر میں رہتا ہوں کہ ایک گروہ حق کے طالبوں کا ہمیشہ میرے پاس رہے۔ اور نیز دُور دُور سے لوگ آویں اور اپنے اپنے شُبہات پیش کریں اور مَیں ان شُبہات کو دُور کروں اور نیز ایسے لوگ آویں جو خدا تعالیٰ کی راہ مجھ سے سیکھنا چاہتے ہیں اور نیز یہ کہ جو کچھ مَیں لکھوں وہ کتابیں چھپتی رہیں۔ اگرچہ ہمارے ساتھ مدرسہ کا بھی تعلق ہے اور اس کا انتظام خرچ بھی ابھی ناقص اور بالکل ناقابل اطمینان ہی ہے اور مَیں یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ جو لڑکے اس مدرسہ میں پڑھیں گے وہ نسبتاً کچھ نہ کچھ سچائی اور دینداری اور پرہیزگاری اور نیک چلنی

---

* چونکہ شرعاً یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ علاقہ کے لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں اس لئے مَیں اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقوں میں ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقوں سے نکل کر قادیان یا کسی دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو بھی روکیں۔ اپنے مقامات سے نہ ہلیں۔ توبہ و استغفار کریں اور راتوں کو اُٹھ کر دعائیں کریں کہ یہی ضروری چیز اور حرز ہے۔ منہ

کی راہ سیکھیں گے۔ لیکن ان میں اور ہم میں بڑے پہاڑ اور کانٹے اور شور دریا ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو اُن سب کو چیر کر ہم تک پہونچ سکتے ہیں۔ ورنہ عموماً سب پڑھنے والے اپنی دُنیا کے لئے مر رہے ہیں اور اس کُتّا کی مانند ہیں جو ایک دفن کئے ہوئے مُردار کی مٹی اپنے پیروں سے کھودتا ہے اور جب وہ مُردار ننگا ہو جاتا ہے تو اُسے کھاتا ہے۔ اسی طرح ان پڑھنے والوں میں بڑا گروہ تو ایسا ہی ہے کہ اس مُردار کی تلاش میں ہیں اور جب وہ مُردار انہیں مل گیا تو پھر ہم کہاں اور وہ کہاں۔ آخر انہیں باپوں کے وہ فرزند ہیں جنہوں نے دُنیا کو قبول کر رکھا ہے۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دُنیا کو تین طلاق بھیج کر ہماری راہ پر چلیں گے اور ہمارے سلسلہ کے لئے اپنی عمریں وقف کر دیں گے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہمارا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا بلکہ اکثر لڑکے اپنی دُنیا کے لئے ہی مرتے ہیں اور جب اس قدر کوئی ڈگری حاصل کر لیں گے کہ جس سے وہ نوکر ہو سکیں تب وہ فی الفور روحانی تناسخ کو قبول کر کے ایک اَور جُون میں آجائیں گے بھلا جوشِ جوانی کی ہزاروں ظلمتوں اور جذبات سے باہر آنا سہل بات ہے یا ہر ایک کا کام ہے نہیں بلکہ نہایت ہی مشکل ہے۔ لیکن میری اُمیدیں ان غریبوں پر بہت ہیں جو نہ بی۔ اے بننا چاہتے ہیں اور نہ ایم۔ اے بلکہ بقدر کفایت معاش دنیا اختیار کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں ہر دم یہ خلش ہے کہ کسی طرح ہم نیک انسان بن جائیں اور خدا ہم سے راضی ہو۔ سو وہ ہدایت پانے سے بہت قریب ہیں کیونکہ ان کے خیالات میں تفرقہ نہیں ہے۔ وہ میرے پاس رہ کر ہر روز تازہ بتازہ ہدایت پا سکتے ہیں۔ سو انہیں کا سب سے زیادہ مجھے فکر ہے کیونکہ ہم عمر کا بہت سلسلہ طے کر چکے ہیں اور تھوڑا باقی ہے۔ اسی اطمینان کے حاصل کرنے کے لئے میں یہ اشتہار شائع کرتا ہوں۔ یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں، یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مُرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے

اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیئے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا۔ اب چاہیئے کہ ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔ مگر خدا کے ساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہیئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے، وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین* ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین* ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اُس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ ۵ مارچ ۱۹۰۲ء

---

* تقسیم اشتہارات کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک شہر میں چند اشتہار ایک آدھ کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ پس ہر ایک صاحب کو جس کے پاس ان اشتہارات کا پیکٹ پہنچے لازم ہے کہ وہ اپنے شہر اور اپنے اِرد گرد کے لوگوں کو جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں اس اشتہار کا مضمون بخوبی سمجھا کر از سرِ نو اس سے عہد اس چندہ کا لے۔ پھر ان تمام لوگوں کے ناموں کی ایک فہرست مرتب کر کے بھیجے۔ اگر وہ لوگ خواندہ ہوں تو ان کے دستخط بھی کرا دے۔ منہ

تتمہ

یاد رہے کہ مدرسہ کا قیام اور بقا بھی چونکہ بہت سے مصالح پر مبنی ہے۔ لہٰذا از بس ضروری ہو
کہ حسب استطاعت ہر شخص اس کے لئے بھی ایک ماہوار رقم اپنے اوپر لازم کرلے۔ اور یہ بات مَیں پھر دوبارہ
یاد دلا دیتا ہوں کہ ہر شخص اپنی حالت اور استطاعت کو دیکھ کر چندہ مقرر کرے۔ ایسا نہ ہو کہ تھوڑی دیر کے
بعد اُسے فوق الطاقت بوجہ سمجھ کر ملول ہو جائے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گنہگار ٹھیرے گا۔
اور اس تجدید اور تعیین چندہ کی سب درخواستیں اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس آنی چاہئیں۔ یہ
بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ اور اس طرح کی ہر ماہ کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہیئے۔

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے چار صفحات پر ہے)

---

(۲۴۵)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک شخص ساکن جمّوں چراغ دین نام کی نسبت

اپنی تمام جماعت کو ایک عام اطلاع

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کر کے اور اس بات کا اظہار کر کے کہ مَیں
فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کئے
ہیں اور مَیں نے سرسری طور پر کچھ حصہ ان کا سُنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی سُنا نہیں گیا تھا
اس لئے مَیں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر افسوس کہ بعض خطرناک

لفظ اور بیہودہ دعویٰ جو اس کے حاشیئے میں تھے اس کو مَیں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے سُن نہ سکا اور محض نیک ظنّی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی۔ اب جو رات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا ساور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پَیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ مَیں رسُول ہوں اور رسُول بھی اولوالعزم۔ اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کرا دے اور قرآن اور انجیل کا تفرقہ باہمی دُور کر دے اور ابنِ مریم کا ایک حواری بن کر یہ خدمت کرے اور رسُول کہلاوے اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابوں کو محرّف مبدّل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص اکملت لکم دینکم کا اپنے لئے رکھا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں انجیل توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھ بھی نہیں اور ناقص اور محرّف اور مبدّل ہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے۔ قل انّما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انّما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلّہ فی القرآن لا یمسّہ الّا المطھّرون۔ دیکھو براہین احمدیہ صا۵۱۱۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ مَیں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں۔ مجھ پر یہ وحی ہوئی ہے کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ پاک دل لوگ اس کی حقیقت سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مرگیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں۔ وہ سب کا سب ردّی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے۔ اور وہ یہ ہے۔

وَلَنْ تَرْضٰی عنك الیهود ولا النصارٰی وخرقوا له بنین وبناتٍ بغیر علم - قل هو الله احد - الله الصمد - لم یلد و لم یولد ولم یکن له کفوا احد - ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین - الفتنة ھٰہنا - فاصبر کما صبر اولوالعزم - و قل ربّ ادخلنی مدخل صدق -

یعنی تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور کبھی تجھ سے راضی نہیں ہوں گے (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراشی رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ بن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا مگر وہ تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولّد سے پاک ہے۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کی رو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنی احمدؐ کا غلام۔

زندگی بخش جامِ احمد ہے — کیا ہی پیارا یہ نامِ احمد ہے

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھ کر مقامِ احمد ہے

باغِ احمد سے ہم نے پھل کھایا — میرا بُستان کلامِ احمد ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلامِ احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدائی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کے لئے مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہوں گے کہہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے

جگہ دے۔ یہ ایک رُوحانی طور کی بحث ہے اور جیسا کہ اب تک میں سمجھتا ہوں اس کے معنی
یہ ہیں کہ انجام کار زمین میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اُٹھے گی
اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کس قدر بعد المشرقین ہے جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات
سے بہتر سمجھتے ہیں اس کو یہ مفتری قرار دیتے ہیں۔ صلح تو اس حالت میں ہوتی ہے کہ جب فریقین
کچھ کچھ چھوڑنا چاہیں۔ لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک
اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کریں۔ اس قدر مذہبی مخالفت
کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائے گا اور زمین کے کُل
نیک طینت انسان سچائی کو قبول کریں گے تب اس دُنیا کا خاتمہ ہو گا۔ ہمارا عیسائیوں سے مذہبی
رنگ میں کچھ بھی ملاپ نہیں۔ بلکہ ہمارا جواب ان لوگوں کو یہی ہے قل یاایّھا الکافرون لا
اعبد ما تعبدون۔ پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے
غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات منہ پر لاوے کہ مَیں مسیح ابن مریم کی طرف سے
رسُول ہوں تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کروں۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکافرین۔ عیسائیت وہ مذہب
ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی شامت سے
زمین پھٹ جائے، آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ کیا اس سے صلح ؟ پھر باوجود ناتمام عقل اور
ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ مَیں رسُول اللہ ہوں۔ یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی
ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوّت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں
میں بعض رسُولوں کی تائید میں اور رسُول بھی ان کے زمانہ میں ہوتے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے
ساتھ ہارونؑ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہے اور جیسا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے
پیرو تھے اسی طرح اس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں۔ کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا کہ نعوذ باللہ
رسُول کہلا وے۔ اور ہمارا آنا صرف دو فرشتوں کے ساتھ نہیں بلکہ ہزاروں فرشتوں کے ساتھ ہے

اور خدا کے نزدیک وہ لوگ قابلِ تعریف ہیں جو سالہائے دراز سے میری نصُرت میں مشغول ہیں اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک ان کی نصرت ثابت ہو چکی ہے مگر چراغ دین نے کونسی نصرت کی۔ اس کا تو وجود اور عدم برابر ہے۔ قریباً تیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے مگر اس نے تو صرف چند ماہ سے بیدائش لی ہے اور مَیں اس کی شکل بھی اچھی طرح شناخت نہیں کر سکتا کہ وہ کون ہے اور نہ وہ ہماری صحبت میں رہا اور مَیں نہیں جانتا کہ وہ کس بات میں مجھے مدد دینا چاہتا ہے۔ کیا عربی نویسی کے نشان میں یا معارفِ قرآنی کے بیان میں میرا مددگار ہوگا یا اُن مباحث دقیقہ میں میری اعانت کرے گا جو طبعی اور فلسفہ کے رنگ میں عیسائیوں اور دوسرے فرقوں سے پیش آتے ہیں؟ مَیں تو جانتا ہوں کہ وہ ان تمام کوچوں سے محروم ہے اور **نفس امّارہ** کی غلطی نے اس کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے۔ پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جبتک کہ مفصّل طور پر اپنا **توبہ نامہ** شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ سے مستعفی نہ ہو جائے۔

افسوس کہ اس نے بے وجہ اپنی تعلّی سے ہمارے سچے انصار کی ہتک کی اور عیسائیوں کے بدبودار مذہب کے مقابل پر اسلام کو ایک برابر درجہ کا مذہب سمجھ لیا۔ سو ہم کو ایسے شخص کی کچھ پروا نہیں۔ ایسے لوگ ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کریں۔ اس کی تحریروں سے ہمیں پوری واقفیت نہیں تھی اس لئے اجازت طبع دی تھی۔ اب ایسی تحریروں کو چاک کرنا چاہیئے۔ والسّلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

المشتھر

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

تعداد اشاعت ۵۰۰ (مندرجہ رسالہ دافع البلاء) ۲۳ر اپریل ۱۹۰۲ء

---

(۲۴۶)

اشتہار انعامی پچاس روپیہ

(مندرجہ تحفہ گولڑویہ ٹائٹل پیج صـ۲)

چونکہ مَیں اپنی کتاب انجام آتھم کے اخیر میں وعدہ کر چکا ہوں کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ کے ساتھ زبانی بحث نہیں کروں گا اس لئے پیر مہر علی شاہ صاحب کی درخواست زبانی بحث کی جو میرے پاس پہنچی مَیں کسی طرح اس کو منظور نہیں کر سکتا۔ افسوس کہ انہوں نے محض دعوکا دہی کے طور پر باوجود اس علم کے کہ مَیں ایسی زبانی بحثوں سے برکنار رہنے کے لئے جن کا نتیجہ اچھا نہیں نکلا خداتعالےٰ کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ مَیں ایسے مباحثات سے دُور رہوں گا پھر بھی مجھ سے بحث کرنے کی درخواست کر دی۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ اُن کی درخواست محض اس ندامت سے بچنے کے لئے ہے کہ وہ اس اعجازی مقابلہ کے وقت جو عربی میں تفسیر لکھنے کا مقابلہ تھا اپنی نسبت یقین رکھتے تھے۔ گویا عوام کے خیالات کو اور طرف اُلٹا کر سرخرو ہو گئے اور پردہ بنا رہا۔

ہر ایک دل خدا کے سامنے ہے اور ہر ایک سینہ اپنے گناہ کو محسوس کر لیتا ہے لیکن مَیں حق کی حمایت کی وجہ سے ہرگز نہیں چاہتا کہ یہ جھوٹی سُرخروئی بھی اُن کے پاس رہ سکے۔ اس لئے مجھے خیال آیا کہ عوام جن میں سوچ کا مادہ طبعاً کم ہوتا ہے وہ اگرچہ یہ بات تو سمجھ لیں گے کہ پیر صاحب عربی فصیح میں تفسیر لکھنے پر قادر نہیں تھے اسی وجہ سے تو ٹال دیا۔ لیکن ساتھ ہی ان کو یہ خیال بھی گذر چکا کہ منقولی مباحثات پر ضرور وہ قادر ہوں گے تبھی تو درخواست پیش کر دی اور اپنے دلوں میں گمان کریں گے کہ اُن کے پاس حضرت مسیح کی حیات اور میرے دلائل کے رد میں کچھ دلائل ہیں اور یہ تو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ زبانی مباحثہ کی جرأت بھی میرے ہی اس عہد ترک بحث نے ان کو دلائی ہے جو انجام آتھم میں طبع ہو کر لاکھوں انسانوں میں مشتہر ہو چکا ہے لہٰذا[1] میں یہ رسالہ لکھ کر

[1] یعنی تحفہ گولڑویہ۔ ۱۲ (مرتب)

اس وقت اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کے مقابل پر کوئی رسالہ لکھ کر میرے ان تمام
دلائل کو اوّل سے آخر تک توڑ دیں اور پھر مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایک مجمع بٹالہ
میں مقرر کر کے ہم دونوں کی حاضری میں میرے تمام دلائل ایک ایک کر کے حاضرین کے سامنے
ذکر کریں اور پھر ہر ایک دلیل کے مقابل جس کو وہ بغیر کسی کمی بیشی اور تصرّف کے حاضرین کو سُنا
دیں گے، پیر صاحب کے جوابات سُنا دیں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ یہ جوابات صحیح
ہیں اور دلیل پیش کردہ کی قلع قمع کرتے ہیں تو مَیں مبلغ پچاس روپیہ انعام بطور فتحیابی پیر صاحب کو اسی
مجلس میں دیدونگا اور اگر پیر صاحب تحریر فرماویں تو مَیں یہ مبلغ پچاس روپیہ پہلے سے مولوی محمد حسین صاحب کے پاس جمع کرا
دونگا مگر یہ پیر صاحب کا ذمہ ہوگا کہ وہ مولوی محمد حسین صاحب کو ہدایت کریں کہ تا وہ مبلغ پچاس روپیہ اپنے پاس بطور امانت جمع کر کے باقاعدہ
رسید دیدیں اور مندرجہ بالا طریق کی پابندی سے قسم کھا کر ان کو اختیار ہوگا کہ وہ بغیر میری اجازت کے پچاس روپیہ پیر صاحب کے
حوالہ کر دیں۔ قسم کھانے کے بعد میری شکایت ان پر کوئی نہیں ہوگی۔ صرف خدا پر نظر ہوگی جس
کی وہ قسم کھائیں گے۔ پیر صاحب کا یہ اختیار نہیں ہوگا کہ یہ فضول عذرات پیش کریں کہ مَیں نے پہلے
سے ردّ کرنے کے لئے کتاب لکھی ہے کیونکہ اگر انعامی رسالہ کا انہوں نے جواب نہ دیا تو بلاشبہ
لوگ سمجھ جائیں گے کہ وہ سیدھے طریق سے مباحثات پر بھی قادر نہیں ہیں۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان یکم ستمبر ۱۹۰۲ء

---

(۲۴۷)

(اشتہار مندرجہ رسالہ کشتی نوح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درخواست چندہ برائے توسیع مکان

چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر

میں جس میں بعض حصّوں میں مرد بھی بھمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سُن چکے ہیں کہ اللہ جلّشانہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جس میں ہمارا حصّہ ہے اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصّہ دیں اور قیمت پر باقی حصّہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جُز ہو سکتی ہے دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رُو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا۔ نہ معلوم کس کس کو اس کی بشارت کے وعدہ سے حصّہ ملے گا اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہیئے۔ مَیں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی۔ اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیانی

---

(۲۴۸)

(مندرجہ رسالہ اعجاز احمدی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

شعر

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے	کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے	جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

دس ہزار روپیہ کا اشتہار

یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کے لئے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کی طرح ایک پیشگوئی کو پورا کرے گا۔ یعنی یہ بھی وہ نشان ہے جس کی نسبت وعدہ تھا کہ وہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائے گا اور اس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار اس بات کے لئے بطور گواہ کے ہے کہ اپنے دعویٰ کی سچائی کے لئے کس زور سے اور کس قدر صرف مال سے مخالفین کو متنبہ کیا گیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے موضع مُدّ میں بآواز بلند کہا تھا کہ ہم کتاب اعجاز المسیح کو معجزہ نہیں کہہ سکتے اور مَیں اس طرح کی کتاب بنا سکتا ہوں اور یہ سچ بھی ہے کہ اگر مخالف مقابلہ کر سکیں اور اسی مقرر مدت میں اسی طرح کی کتاب بنا سکیں تو پھر وہ معجزہ کیسا ہوا۔ اس صورت میں تو ہم صاف جھوٹے ہو گئے۔ لیکن جب ہمارے دوست مولوی سیّد محمد سرور صاحب و مولوی عبداللہ صاحب ۲؍ نومبر ۱۹۰۲ء کو قادیان میں پہنچ گئے تو چند روز کے بعد مجھے خیال آیا کہ اگر اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو جیسا کہ ہمیشہ سے یہ مخالف لوگ حیلہ بہانہ سے کام لیتے ہیں اس میں بھی کہہ دیں گے کہ ہماری دانست میں کتاب اعجاز المسیح ستر دن میں طیار نہیں ہوئی جیسا کہ تقریر جلسہ مہوتسو کی نسبت مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ تقریر پہلے بنائی گئی ہے اور ایک مدت تک سوچ کر لکھی گئی ہے۔ پس اگر اب بھی کہہ دیں کہ یہ اعجاز المسیح ستر دن میں نہیں بلکہ ستر مہینے میں بنائی گئی ہے تو اب یہ امر عوام کی نظر میں مشتبہ ہو جائے گا۔ اور مَیں چند روز اسی فکر میں تھا کہ کیا کروں۔ آخر ۸؍ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں کیونکہ بہر حال قصیدہ بنانے کا زمانہ یقینی اور قطعی ہے کیونکہ اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ۲۹؍ اور ۳۰؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بمقام مُدّ بحث ہوئی تھی اور پھر دوسری نومبر کو ہمارے دوست قادیان پہنچے اور ۷؍ نومبر ۱۹۰۲ء کو میں ایک گواہی کے لئے منشی نصیر الدین صاحب منصف عدالت بٹالہ کی کچہری میں گیا۔ شاید مَیں نے ایک یا دو شعر راہ میں بنائے مگر ۸؍ نومبر ۱۹۰۲ء کو قصیدہ پوری توجہ سے شروع کیا اور پانچ

دن تک قصیدہ اور اردو مضمون ختم کر لیا۔ اس لئے یہ امر شک وشبہ سے پاک ہو گیا کہ کتنی مدت میں قصیدہ بنایا گیا کیونکہ اس قصیدہ میں اور نیز اردو مضمون میں واقعات اس بحث کے درج ہیں جو ۲۹ر اور ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں بمقام مُدّ ہوئی تھی۔ پس اگر یہ قصیدہ اور اُردو مضمون اس قلیل مدت میں طیار نہیں ہوا اور پہلے اس سے بنایا گیا تو پھر مجھے عالم الغیب ماننا چاہیئے جس نے تمام واقعات کی پہلے سے خبر دی۔ غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے اور نہایت سہل طریق فیصلہ کا۔ اور یاد رہے کہ جیسا مَیں نے ابھی بیان کیا ہے کہ یہ تمام مدت قصیدہ پہ ہی خرچ نہیں ہوئی بلکہ اس اردو مضمون پر بھی خرچ ہوئی ہے جو اس قصیدہ کے ساتھ شامل ہے اور وہ دونوں بہیئت مجموعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہیں اور مقابلہ کے لئے اور دس ہزار روپیہ انعام پانے کے لئے یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے وہ ساتھ ہی اس اُردو کا رد بھی لکھے جو میری وجوہات کو توڑ سکے جس کی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو اور اگر کوئی ان دونوں میں سے کسی کو چھوڑیگا تو وہ اس شرط کو توڑنے والا ہوگا۔ مَیں اپنے مخالفوں پر کوئی ایسی مشقّت نہیں ڈالتا جس مشقّت سے مَیں نے حصہ نہ لیا ہو۔ ظاہر ہے کہ اردو عبارت بھی اسی واقعہ بحث کے متعلق ہے اور اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے اُن اعتراضات کا جواب ہے جو انہوں نے پیش کئے تھے۔ اس صورت میں کون شک کر سکتا ہے کہ وہ اردو عبارت پہلے سے بنا رکھی تھی۔ پس میرا حق ہے کہ جس قدر خارق عادت وقت میں یہ اردو عبارت اور قصیدہ تیار ہو گئے ہیں مَیں اسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں کہ جو ان تحریرات کو انسان کا افتراء خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے۔ اور مَیں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اتنی مدّت تک جو مَیں نے اردو مضمون اور قصیدہ پر خرچ کی ہے اسی قدر مضمون اردو جس میں میری ہر ایک بات کا جواب ہو، کوئی بات رہ نہ جائے اور اسی قدر قصیدہ جو اسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بیان پر مشتمل ہو اور فصیح و بلیغ ہو اس مدّت مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیں تو مَیں ان کو دس ہزار روپیہ نقد دوں گا۔ میری طرف سے یہ اقرار صحیح شرعی ہے جس میں ہرگز تخلّف نہیں ہوگا اور جس کا وہ بذریعہ عدالت بھی ایفاء کرا سکتے ہیں۔ اور اگر اب مولوی ثناء اللہ

اور دوسرے میرے مخالف پہلوتہی کریں اور بدستور مجھے کافر اور دجال کہتے رہیں تو یہ اُن کا حق نہیں ہوگا کہ مغلوب اور لاجواب ہو کر ایسی چالاکی ظاہر کریں اور وہ پبلک کے نزدیک جھوٹے ٹھیریں گے اور پھر مَیں یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ وہ سب مل کر اردو مضمون کا جواب اور قصیدہ مشتملہ بر واقعات لکھ دیں۔ مَیں کچھ عُذر نہیں کروں گا۔ اگر انہوں نے قصیدہ اور جواب مضمون ملحقہ قصیدہ میعاد مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیا تو مَیں بے شک جھوٹا ٹھیروں گا مگر چاہیئے کہ میرے قصیدے کی طرح ہر یک بیت کے نیچے اردو ترجمہ لکھیں اور منجملہ شرائط کے اس کو بھی ایک شرط سمجھ لیں۔ اس مقابلہ سے تمام جھگڑے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور انشاء اللہ ۱۶ر نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کو مَیں یہ رسالہ اعجاز احمدی مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیج دوں گا جو مولوی سیّد محمد سرور صاحب لے کر جائیں گے اور اسی تاریخ یہ رسالہ ان تمام صاحبوں کی خدمت میں جو اس قصیدہ میں مخاطب ہیں بذریعہ رجسٹری روانہ کر دوں گا۔ بالآخر مَیں اس بات پر بھی راضی ہو گیا ہوں کہ ان تمام مخالفوں کو جواب مذکورہ بالا کے لکھنے اور شائع کرنے کے لئے پندرہ روز کی مہلت دوں کیونکہ اگر وہ زیادہ سے زیادہ بحث کریں تو انہیں اس صورت میں کہ ۱۸ یا ۱۹ر نومبر ۱۹۰۲ء تک میرا قصیدہ ان کے پاس پہنچ جائیگا۔ بہرحال ماننا پڑے گا کہ یکم نومبر ۱۹۰۲ء سے نصف نومبر تک پندرہ دن ہوئے مگر تاہم میں نے ان کی حالت پر رحم کر کے اتمام حجت کے طور پر پانچ دن اُن کے لئے اور زیادہ کر دیئے ہیں۔ اور ڈاک کے دن ان دنوں سے باہر ہیں۔ پس ہم جھگڑے سے کنارہ کرنے کے تین دن ڈاک کے فرض کر لیتے ہیں یعنی ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹ر نومبر ۱۹۰۲ء۔ ان دنوں تک بہرحال ان کے پاس جا بجا یہ قصیدہ پہنچ جائے گا۔ اب ان کی میعاد ۲۰ر نومبر سے شروع ہو گی۔ پس اس طرح پر دس دسمبر ۱۹۰۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر اگر بیس دن میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کے دسویں دن کی شام تک ختم ہو جائے گی، انہوں نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا تو یُوں سمجھو کہ مَیں نیست و نابود ہو گیا اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا۔ اس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہیئے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلق کریں۔ لیکن اگر اب بھی مخالفوں نے عمداً کنارہ کشی کی تو نہ

صرف دس ہزار روپے کے انعام سے محروم رہیں گے بلکہ دس لعنتیں ان کا ازلی حصہ ہوگا اور اس انعام میں سے ثناء اللہ کو پانچ ہزار ملیگا اور باقی پانچ کو اگر فتحیاب ہوگئے ایک ایک ہزار ملیگا۔
والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

---

(۲۴۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان

چونکہ آجکل مرض طاعون ہر ایک جگہ بہت زور پر ہے اس لئے اگرچہ قادیان میں نسبتاً آرام ہے۔ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ برعایت اسباب بڑا مجمع جمع ہونے سے پرہیز کی جاوے۔ اس لئے یہی قرین مصلحت معلوم ہوا کہ دسمبر کی تعطیلوں میں جیسا کہ پہلے اکثر احباب قادیان میں جمع ہو جایا کرتے تھے اب کی دفعہ وہ اس اجتماع کو بلحاظ مذکورہ بالا ضرورت کے موقوف رکھیں اور اپنی اپنی جگہ پر خدا سے دُعا کرتے

کرتے رہیں کہ وہ اس خطرناک ابتلاء سے اُن کو اور اُن کے اہل عیال کو بچاوے

المعلن
میرزا غلام احمد قادیانی

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان   ۱۸ دسمبر ۱۹۰۲ء

(یہ اشتہار ۲۶×۲۰/۸ کے ایک صفحہ پر ہے)

---

(۲۵۰)

اصلاح حسب منشا کھلی چٹھی مولوی ثناء اللہ صاحب

چونکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ کفن وغیرہ کی آمدنی جو اس ملک میں اکثر ملاؤں کو ہوا کرتی ہے کبھی ان کو اس سے تعلق نہیں ہوا۔ اور وہ اپنی تجارت سے گذارہ کرتے ہیں اس لئے ہمیں ان کی ان ذاتیات سے بحث نہیں اور ہم قبول کرتے ہیں کہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ قول محض اس بناء پر تھا کہ ہمارے ملک میں اکثر ملّا ایسے پائے جاتے ہیں کہ مسجدوں سے تعلق رکھتے اور پیشہ غسل اموات و جنازہ رکھتے ہیں اور اس کی آمدنی لیتے ہیں اب جبکہ وہ ظاہر کرتے ہیں کہ میں ان میں سے نہیں ہوں سو ہم اپنی اس قدر تحریر کے اس اشتہار سے اصلاح کر دیتے ہیں اور درحقیقت ہماری غرض اول سے الزام نہیں ہے کیونکہ صدہا ملّا اس ملک میں ایسے پائے جاتے ہیں کہ یہ خدمت غسل اموات و جنازہ اپنے ذمہ لے لیتے ہیں ان کو بھی ہم بُرا نہیں کہتے کہ قدیم سے یہ کام چلا آتا ہے کوئی ان کو بُرا نہیں کہہ سکتا وہ سب اپنی اپنی جگہ پر عزت رکھتے ہیں۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان
۲۰ دسمبر ۱۹۰۲ء

(یہ اشتہار الحکم جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۶ پر درج ہے)

(۲۵۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی

وحی الٰہی کی ایک پیشگوئی جو پیش از وقت شائع کیجاتی ہے

چاہیئے کہ ہر ایک شخص اس کو خوب یاد رکھے

اوّل ایک خفیف خواب میں جو کشف کے رنگ میں تھی مجھے دکھایا گیا کہ مَیں نے ایک لباس فاخرہ پہنا ہوا ہے اور چہرہ چمک رہا ہے۔ پھر وہ کشفی حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل ہو گئی۔ چنانچہ وہ تمام فقرات وحی الٰہی کے جو بعض اس کشف سے پہلے اور بعض بعد میں تھے ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

یبدی لک الرحمٰن شیئًا۔ اتیٰ امر اللہ فلا تستعجلوہ ۔ بشارۃ تلقاھا النبیّون۔ (ترجمہ) خدا جو رحمان ہے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لئے کچھ ظہور میں لائے گا۔ خدا کا امر آ رہا ہے تم جلدی نہ کرو یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے

صبح پانچ بجے کا وقت تھا۔ یکم جنوری ۱۹۰۳ء دیکم شوال ۱۳۲۰ھ روز عید جب میرے خدا نے مجھے یہ خوشخبری دی۔

اس سے پہلے ۲۵ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اور وحی ہوئی تھی جو میری طرف سے بطور حکایت تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ انّی صادق وسیشہد اللہ لی ترجمہ مَیں صادق ہوں صادق ہوں۔ عنقریب خدا تعالےٰ میری گواہی دے گا۔ یہ پیشگوئیاں بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی ایسا امر میری تائید میں ظاہر ہونے والا ہے جس سے میری سچائی ظاہر ہو گی۔ اور ایک وجاہت اور قبولیت ظہور میں آئے گی اور وہ خدا تعالےٰ کا نشان ہو گا تا دشمنوں کو شرمندہ کرے

اور میری وجاہت اور عزت اور سچائی کی نشانیاں دنیا میں پھیلاوے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

المشــــــــــــــــــــتھر

میرزا غلام احمد قادیانی۔ یکم جنوری ۱۹۰۳ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ایک صفحہ پر ہے)

چونکہ ہمارے ملک میں یہ رسم ہے کہ عید کے دن صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرتے ہیں سو میرے خداوند نے سب سے پہلے یعنی قبل از صبح پانچ بجے مجھے اس عظیم الشان پیشگوئی کا ہدیہ بھیج دیا ہے۔ اس ہدیہ پر ہم اس کا شکر کرتے ہیں اور ناظرین کو یہ بھی خوشخبری دیتے ہیں کہ عنقریب ہم ان نشانوں کے متعلق بھی اشتہار شائع کریں گے جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک گذشتہ تین سالوں میں ظہور میں آچکے ہیں۔ منہ ؟

---

(۲۵۲)

(مندرجہ کتاب نسیم دعوت)

آریہ صاحبوں کے بعض اعتراضات کے جواب میں

انسان جب بغیر سوچے سمجھنے کے محض نکتہ چینی کے ارادہ سے مخالفت کی نظر سے دیکھے تو گو کیسا ہی کوئی امر سیدھا اور صاف ہو اس کی نظر میں جائے اعتراض ٹھہر جاتا ہے۔ ایسا ہی آریہ صاحبوں کا حال ہے وہ اس ندامت کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے جو ایک اعتراض کے غلط اور بے جا ثابت ہونے میں ایک باحیا انسان کے دل پر صدمہ پہنچاتی ہے۔ اب سنیئے اعتراضات یہ ہیں جو ہمیشہ اسلام جیسے پاک اور کامل مذہب پر سراسر نادانی سے کرتے ہیں۔ اور ہم اس وقت وہ اعتراض لکھتے ہیں جو انہوں نے ۸ فروری ۱۹۰۳ء کو قادیان میں جلسہ کر کے اسلام پر کئے اور اس طرح یہ ثابت کر دیا کہ ان کے تعصب

اور نا سمجھی اور ناحق کے کینہ کی کہاں تک نوبت پہنچی ہے۔

اعتراضات

۱۔ مسلمان خدا کی نندیا کرتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور چار فرشتوں نے اس تخت کو اُٹھایا ہوا ہے۔ اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا محدود ہے اور قائم بالذات نہیں۔ اور جب محدود ہے تو اس کا علم بھی محدود ہوگا اور حاضر ناظر نہ ہوگا

الجواب

اے حضرات! مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو اس میں ہرگز نہیں پاؤ گے کہ عرش بھی کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اس کا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ میں ہی زمین و آسمان اور روحوں اور ان کی تمام قوتوں کا خالق ہوں میں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے۔ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر کہیں نہیں فرمایا کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جس کا میں پیدا کرنے والا ہوں۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سے نکال دے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اس کو قبل اس کے جو قادیان سے باہر جائے ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے کہ میں قرآن شریف کی وہ آیت دکھلانے ہی ہزار روپیہ حوالہ کر دوں گا۔ ورنہ میں بادب کہتا ہوں کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا جو خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد تو محض اس بات پر ہے کہ عرش کوئی علیحدہ چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہو سکا تو کچھ اعتراض نہ رہا۔ خدا صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی۔ اور کسی چیز پر نہیں بلکہ اپنے وجود سے آپ قائم ہے اور ہر ایک چیز کو اُٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز اس کے تصرف میں ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے جہاں

تین ہوں تو چوتھا ان کا وہ ہے جہاں پانچ ہوں تو چھٹا ان کے ساتھ خدا ہے۔ اور کوئی جگہ نہیں جہاں خدا نہیں۔ اور پھر فرماتا ہے۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ جس طرف تم مُنہ کرو اسی طرف خدا کا منہ پاؤ گے۔ وہ تم میں رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہی ہے جو پہلے ہے اور وہی ہے جو آخر ہے۔ اور وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے اور وہ نہاں در نہاں ہے اور پھر فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے۔ پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی نزدیک نہیں۔ جو شخص مجھ پر ایمان لا کر مجھے پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ ہر ایک چیز کی کَل میرے ہاتھ میں ہے اور میرا علم سب پر محیط ہے۔ مَیں ہی ہوں جو زمین و آسمان کو اُٹھا رہا ہوں۔ مَیں ہی ہوں جو تمہیں خشکی تری میں اُٹھا رہا ہوں۔

یہ تمام آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ بچہ بچہ مسلمانوں کا ان کو جانتا اور پڑھتا ہے۔ جس کا جی چاہے وہ ہم سے آکر ابھی پوچھ لے۔ پھر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لے کر اس پر اعتراض کر دینا کیا یہی دیانت آریہ سماج کی ہے۔ ایسا دُنیا میں کون مسلمان ہے جو خدا کو محدود مانتا ہے یا اس کے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے۔ اب یاد رکھو کہ قرآن شریف میں یہ تو کہیں بھی نہیں کہ خدا کو کوئی فرشتہ اُٹھا رہا ہے۔ بلکہ جا بجا یہ لکھا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کو اُٹھا رہا ہے۔ ہاں بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو دراصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہیں فرشتے اُٹھا رہے ہیں۔ دانشمند اس جگہ سے سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہیں تو فرشتے کس چیز کو اُٹھاتے ہیں۔ ضرور یہ کوئی استعارہ ہوگا۔ مگر آریہ صاحبوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کیونکہ انسان خود غرضی اور تعصب کے وقت اندھا ہو جاتا ہے۔ اب اصل حقیقت سُنو۔ کہ قرآن شریف میں لفظ عرش کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزوں میں داخل نہیں کیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر* چار ہیں جو وید کے رو سے چار دیوتے کہلاتے ہیں۔ مگر قرآنی اصطلاح کے رو سے ان کا نام فرشتہ

---

*حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔ مرتب)

بھی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ اکاش جس کا نام اندر بھی ہے۔ سورج دیوتا جس کو عربی میں شمس کہتے ہیں

(حاشیہ متعلقہ صفحہ گذشتہ) خدا تعالیٰ کی چار صفتیں ہیں جن سے ربوبیت کی پوری شوکت نظر آتی ہے اور کامل طور پر چہرہ اس ذات ابدی ازلی کا دکھائی دیتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان ہر چہار صفتوں کو سورۃ فاتحہ میں بیان کرکے اپنی ذات کو معبود قرار دینے کے لئے ان لفظوں سے لوگوں کو اقرار کرنے کی ہدایت دی ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ یعنی اے وہ خدا جو ان چار صفتوں سے موصوف ہے ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں کیونکہ تیری ربوبیت تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحمانیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحیمیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری صفت مالکانہ جزا و سزا کی بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیرے اس حسن اور احسان میں کوئی شریک نہیں۔ اس لئے ہم تیری عبادت میں بھی کوئی شریک نہیں کرتے۔

اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۃ میں ان چار صفتوں کو اپنی ربوبیت کا مظہر اتم قرار دیا ہے اور اسی لئے صرف اس قدر ذکر پر یہ نتیجہ مرتب کیا ہے کہ ایسا خدا کہ یہ چار صفتیں اپنے اندر رکھتا ہے وہی لائق پرستش ہے اور درحقیقت یہ صفتیں بہر درجہ کامل ہیں اور ایک دائرہ کے طور پر الوہیت کے تمام لوازم اور شرائط پر محیط ہیں کیونکہ ان صفتوں میں خدا کی ابتدائی صفات کا بھی ذکر ہے۔ اور اصولی طور پر کوئی فعل اللہ تعالیٰ کا ان چار صفتوں سے باہر نہیں۔ پس یہ چار صفتیں خدا تعالیٰ کی پوری صورت دکھلاتی ہیں۔ سو درحقیقت استوا علی العرش کے یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ صفات جب دنیا کو پیدا کرکے ظہور میں آگئیں تو اللہ تعالیٰ ان معنوں سے اپنے عرش پر پوری وضع استقامت سے بیٹھ گیا کہ کوئی صفت صفاتِ لازمہ الوہیت سے باہر نہیں رہی اور تمام صفات کی پورے طور پر تجلی ہو گئی جیسا کہ جب اپنے تخت پر بادشاہ بیٹھتا ہے تو تخت نشینی کے وقت اس کی ساری شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ ایک طرف شاہی ضرورتوں کے لئے طرح طرح کے سامان تیار ہونے کا حکم ہوتا ہے اور وہ فی الفور ہو جاتے ہیں اور وہی حقیقت ربوبیت عامہ ہیں۔ دوسری طرف خسروانہ فیض سے بغیر کسی عمل کے حاضرین کو جود و سخا سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ تیسری طرف جو لوگ خدمت کر رہے ہیں ان کو مناسب چیزوں سے اپنی خدمات کے انجام دہی کے لئے مدد دی جاتی ہے۔ چوتھی طرف جزا سزا کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ کسی کی گردن ماری جاتی ہے اور کوئی آزاد کیا جاتا ہے۔ یہ چار صفتیں تخت نشینی کے ہمیشہ لازم حال ہوتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا ان ہر چہار صفتوں کو دنیا

چاند جس کو عربی میں قمر کہتے ہیں۔ دھرتی جس کو عربی میں ارض کہتے ہیں۔ یہ چاروں دیوتا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں صفات الٰہیہ کے مظہر ہیں اور ان کا اپنے اپنے محل پر اُن صفات کو ظاہر کرنا گویا تخت پر بیٹھنا ہے جس کا نام عرش ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اس کے کیا معنی ہیں کہ اس تخت کو چار فرشتے اُٹھا رہے ہیں۔ پس اس کا یہی جواب ہے کہ ان چار صفتوں پر چار فرشتے موکل ہیں جو دُنیا پر یہ صفات خدا تعالیٰ کی ظاہر کرتے ہیں اور ان کے ماتحت چار ستارے بلکہ جو چار رب النوع کہلاتے ہیں جن کو وید میں دیوتا کے نام سے پکارا گیا ہے۔ پس وہ ان چار صفتوں کو دُنیا میں پھیلاتے ہیں گویا اس رُوحانی تخت کو اُٹھا رہے ہیں۔ بُت پرستوں کا جیسا کہ وید سے ظاہر ہے صاف طور پر خیال تھا کہ یہ چار صفتیں مستقل طور پر دیوتاؤں کو حاصل ہیں اسی وجہ سے وید میں جا بجا ان کی استت اور مہما کی گئی اور ان سے مرادیں مانگی گئیں۔ پس خدا تعالیٰ نے استعارہ کے طور پر سمجھایا کہ یہ چار دیوتا جن کو بت پرست اپنا معبود قرار دیتے ہیں یہ مخدوم نہیں بلکہ یہ چاروں خادم ہیں اور خدا تعالیٰ کے عرش کو اُٹھا رہے ہیں یعنی خادموں کی طرح ان الٰہی صفات کو اپنے آئینوں میں ظاہر کر رہے ہیں اور عرش سے مراد لوازم صفات تخت نشینی ہیں جیسا کہ ابھی مَیں نے بیان کر دیا ہے۔

ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ رب کے معنی دیوتا ہیں۔ پس قرآن شریف پہلے اسی سورۃ سے شروع ہوتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ یعنی وہ تمام مہما اور استت اُس خدا کو چاہیئے جو تمام عالموں کا دیوتا ہے۔ وہی ہے جو ربّ العالمین ہے اور رحمٰن العالمین ہے اور رحیم العالمین ہے اور مالک جزا العالمین ہے۔ اس کے برابر اور کوئی دیوتا نہیں کیونکہ قرآن شریف کے زمانہ میں دیوتا پرستی بہت شائع تھی اور یونانی ہر ایک دیوتے کا نام رب النوع رکھتے تھے۔ اور ربّ النوع کا لفظ وید و ژند میں دیوتا کے نام سے موسوم تھا اس لئے پہلے خدا کا کلام ان جھوٹے دیوتاؤں کی طرف ہی متوجہ ہوا۔ جیسا کہ اس نے فرمایا الحمد للہ رب العٰلمین یعنی وہ جو سب عالموں کا دیوتا ہے۔ نہ صرف ایک یا دو عالم کا۔ اسی کی پرستش اور حمد و ثنا چاہیئے۔ دوسروں کی مہما اور استت کرنا غلطی ہے۔ اس جگہ چار صفتیں جو بُت پرستوں نے چار دیوتاؤں کے لئے مقرر کر رکھی تھیں خدا تعالیٰ نے اس سب کو اپنی ذات میں جمع کر دیا ہے اور صرف اپنی ذات کو ان صفات کا منبع ظاہر فرمایا۔ بت پرست قدیم سے یہ بھی خیال کرتے تھے کہ خدا کی اصولی صفات یعنی جو اصل جڑ تمام صفات کی ہیں وہ صرف چار ہیں۔ پیدا کرنا۔ پھر مناسب حال سامان عطا

اس رسالہ میں بیان کر چکے ہیں۔ خدا کی چار صفتوں کو جو اس کے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں عرش کہا جاتا ہے اُٹھا رہے ہیں۔ یعنی عالم پر یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ تصریح کی حاجت نہیں۔ اس بیان کو ہم مفصّل لکھ آئے ہیں۔ اور قرآن شریف میں تین قسم کے فرشتے لکھے ہیں۔

(۱) ذرات اجسام ارضی اور رُوحوں کی قوتیں۔

(۲) آکاش۔ سُورج۔ چاند۔ زمین کی قوتیں جو کام کر رہی ہیں۔

کرنا۔ پھر ترقی کے لئے عمل کرنے والوں کی مدد کرنا۔ پھر آخر میں جزا و سزا دینا۔ اور وہ ان چار صفات کو چار دیوتاؤں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اسی بنا پر نوح کی قوم کے بھی چار ہی دیوتا تھے۔ اور انہیں صفات کے لحاظ سے عرب کے بُت پرستوں نے بھی لات، منات و عزّیٰ اور ہبل بنا رکھے تھے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ چار دیوتا بالارادہ دُنیا میں اپنے اپنے رنگوں میں پرورش کر رہے ہیں اور ہمارے شفیع ہیں اور ہمیں خدا تک بھی پہنچاتے ہیں چنانچہ یہ مطلب آیت لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی سے ظاہر ہے۔

اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وید بھی ان چار دیوتاؤں کی مہما اور اُستت کی ترغیب دیتا ہے۔ اور وید میں اگرچہ اور دیوتاؤں کا بھی ذکر ہے لیکن اصولی دیوتے جن سے اور سب دیوتے پیدا ہوتے ہیں یا یوں کہو کہ ان کی شاخ ہیں وہ چار ہی ہیں کیونکہ کام بھی چار ہی ہیں۔ پس قرآن شریف کی پہلی غرض یہی تھی کہ وید وغیرہ مذاہب کے دیوتاؤں کو نیست و نابود کرے اور ظاہر کرے کہ یہ لوگوں کی غلطیاں ہیں کہ اور اور چیزوں کو دیوتا یعنی ربّ النوع بنا رکھا تھا۔ بلکہ یہ چار صفتیں خاص خدا تعالےٰ کی ہیں اور ان چار صفتوں کے عرش کو خادموں اور نوکروں کی طرح یہ بے جان دیوتے اُٹھا رہے ہیں چنانچہ کسی نے کہا ہے

؎ خدا را با تو نسبتے است درست ۔ بردہ ہر کہ رفت بزد بر تست

پس یہ اعتراض جو آریہ صاحبان ہمیشہ سے کرتے ہیں یہ تو درحقیقت اُن کے ویدوں پر اعتراض ہے۔ کیونکہ مسلمان تو اس خدا کی پرستش کرتے ہیں جو مخدوم ہے مگر آریہ صاحبان ان جھوٹے دیوتاؤں کو خدا سمجھ رہے ہیں جو خادموں اور نوکروں چاکروں کی طرح خدا تعالےٰ کی صفات اربعہ کا عرش اپنے سر پر اُٹھا رہے ہیں بلکہ وہ تو چاکروں کے بھی چاکر ہیں کیونکہ ان چار طاقتیں بھی مسلّط ہیں جو ملائک کے نام سے موسوم ہیں جو ان دیوتاؤں کی طاقتوں کو قائم رکھتے ہیں جن میں سے زبان شرع میں کسی کو جبرئیل کہتے ہیں اور کسی کو میکائیل اور کسی کو عزرائیل اور کسی کو اسرافیل۔ اور سناتن دھرم والے اس قسم کے ملائک کے بھی قائل ہیں اور ان کا نام جَم رکھتے ہیں۔ منہ

۴۔ ان سب پر اعلیٰ طاقتیں جو جبرائیل و میکائیل و عزرائیل وغیرہ نام رکھتی ہیں جن کو وید میں یم لکھا ہے۔ مگر اس جگہ فرشتوں سے یہ چار دیوتے مراد ہیں یعنی اکاش اور سُورج وغیرہ جو خدا تعالےٰ کی چار صفتوں کو اُٹھا رہے ہیں۔ یہ وہی صفتیں ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں عرش کہا گیا ہے۔ اس فلسفہ کا وید کو بھی اقرار ہے۔ مگر یہ لوگ خوب وید دان ہیں جو اپنے گھر کے مسئلہ سے بھی انکار کر رہے ہیں۔

غرض وید کے یہ چار دیوتے یعنی اکاش، سُورج، چاند، دھرتی خدا کے عرش کو جو صفت ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مالک یوم الدین ہے اُٹھا رہے ہیں۔ اور فرشتہ کا لفظ قرآن شریف میں عام ہے۔ ہر ایک چیز جو اس کی آواز سُنتی ہے وہ اس کا فرشتہ ہے۔ پس دُنیا کا ذرہ ذرہ خدا کا فرشتہ ہے کیونکہ وہ اس کی آواز سُنتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور اگر ذرہ ذرہ اس کی آواز سُنتا نہیں تو خدا نے زمین و آسمان کے اجرام کو کس طرح پیدا کر لیا۔ اور یہ استعارہ جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اس طرح خدا کے کلام میں بہت سے استعارات ہیں جو نہایت لطیف علم اور حکمت پر مشتمل ہیں۔ اگر اب بھی کوئی شخص ناسمجھی سے باز نہ آوے تو وہ کوئی اعتراض منتخب کر کے اسلام پر پیش کرے اور پھر انسانیت اور تحمل سے اس کا جواب سُنے۔ ورنہ ایسے اعتراضات سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ معترض حقیقت سے بے خبر اور دل اس کا تعصب سے پُر اور غرض اس کی محض تحقیر ہے۔ دین ایک علم ہے اور اپنے اندر اسرار رکھتا ہے۔ کیا لازم ہے کہ اس طرح پر افتراء کے طور پر اعتراض کئے جائیں۔ ورنہ مسلمان بوجہ اولیٰ کہہ سکتے ہیں کہ جن خداؤں کو وید نے پیش کیا ہے وہ تو یہی ہیں کہ سُورج، چاند، آگ، پانی، زمین وغیرہ مخلوق چیزیں ہیں۔ یہ سب محدود اور مخلوق اور بے جان ہیں۔ اس لئے آریہ صاحبوں کا پرمیشر نہ صرف محدود بلکہ بے جان چیز ہے۔ اس لئے اُن کی آواز نہیں سُن سکتا اور نہ جواب دے سکتا ہے۔

پھر جس پرمیشر نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا اس کا محدود ہونا تو بہرحال ماننا پڑے گا کیونکہ اس طرح پر سمجھ لو کہ رُوحوں اور پرمانو اور پرمیشر سے گویا ایک شہر آباد ہے جس کے ایک محلہ میں تو ارواح یعنی جیو رہتے ہیں اور دوسرے محلہ میں پرمانو یعنی ذرات اجسام رہتے ہیں اور تیسرے محلہ کے کونے

میں پرمیشر رہتا ہے۔ کیونکہ جو چیزیں انادی اور اپنا اپنا وجود مستقل رکھتی ہیں ان میں پرمیشر دھنس نہیں سکتا۔ کیا تم سرب بیاپک ہو سکتے ہو؟ پس سوچ کر دیکھو کہ انادی اور غیر مخلوق ہونے کی حیثیت سے تم میں اور پرمیشر میں کیا فرق ہے۔ پس وہ کیونکر غیر میں دھنس جائے گا۔ پس خواہ مخواہ تمہارا پرمیشر محدود ہو گیا اور بوجہ محدود ہونے کے علم بھی محدود ہو گیا۔ مگر اس خدا کو کون محدود کہہ سکتا ہے جس کو قرآن شریف نے پیش کیا ہے۔ جس کی نسبت وہ کہتا ہے کہ ہر ایک جان کی وہی جان ہے جس کے ساتھ وہ زندہ ہے اور ذرہ ذرہ اس کے ہاتھ سے نکلا اور اسی کے سہارے سے موجود ہے اور سب چیز پر وہ محیط ہے کیونکہ ہر ایک چیز اسی سے نکلی ہے۔

نادان انسان جو تعصب سے بھرا ہوتا ہے ایک بات اپنے منہ سے نکالتا ہے اور کبھی ارادہ نہیں رکھتا کہ اس کا فیصلہ کرے۔ یہی آریہ صاحبان کا حال ہے گویا وہ اس دنیا میں ہمیشہ رہیں گے ورنہ ہم کہتے ہیں کہ اگر تم قرآن شریف کی ایک بات کو بھی ردّ کر سکو تو جو تاوان چاہو ہم پر لگا لو خواہ تم تمام جائداد ہماری لے لو۔ مگر کیا کسی کی نیّت ہے کہ آرام سے اور آہستگی سے جیسا کہ عدالت میں مقدمات فیصلہ پاتے ہیں کسی چیز کا فیصلہ کرے۔ ہرگز نہیں۔ پس صبر کرو جب تک خدا ہمارا تمہارا فیصلہ کرے۔

(۴) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ فرشتے خدا کو جا کر نیکی بدی کی خبر دیتے ہیں اور اس وقت تک وہ بے خبر ہوتا ہے۔

الجواب: اس کا جواب یہ ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ورنہ کھول کر دکھلاؤ کہ کہاں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ میں مخلوق کے حال سے بے خبر ہوں جب تک کوئی فرشتہ مجھے خبر نہ دے۔ وہ تو بار بار قرآن شریف میں کہتا ہے کہ ذرہ ذرہ کی مجھے خبر ہے۔ ایک پتہ بھی میرے حکم کے بغیر نہیں گرتا۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ یہ کس قسم کی رُوحیں ہیں کہ دلیری سے اس قدر افترا کرتے ہیں۔ سارا قرآن اس بات سے بھرا ہوا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا بالذات علم رکھتا ہے۔ پس ہم افترا کا کیا نام رکھیں کہ گویا مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو کچھ بھی اپنی مخلوق کی خبر نہیں جب تک فرشتے

جاکر پرورش حاصل کریں۔

(۳) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا پہلے کچھ مدت تک بیکار رہا ہے کیونکہ دُنیا ہمیشہ سے نہیں۔

الجواب : یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہرگز نہیں ہے کہ انسان کے پیدا کرنے سے پہلے خدا بیکار تھا بلکہ وہ قرآن شریف میں بار بار کہتا ہے کہ میں قدیم سے خالق ہوں۔ مگر اس بات کی تفصیل کہ وہ کس کس مخلوق کو پیدا کرتا رہا ہے یہ امر انسان کے احاطۂ اقتدار سے باہر ہے۔ ہم قرآن کی رو سے ایمان رکھتے ہیں کہ وہ کبھی معطل نہیں رہا۔ مگر اس کی تفصیل کو ہم نہیں جانتے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے کتنی مرتبہ اس دنیا کو بنایا اور کتنی مرتبہ ہلاک کیا۔ یہ لمبا اور غیر متناہی علم خدا کو ہے۔ کسی دفتر میں یہ سما نہیں سکتا۔ ہاں عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف چند مدت سے خدا نے دنیا کو پیدا کیا ہے پہلے کچھ نہ تھا اور قدیم سے وہ خالق نہیں ہے۔ سو یہ اعتراض ان پر کرو۔ اور پھر آپ لوگوں کو شرم کرنا چاہیئے کہ ہم تو مانتے ہیں کہ ہمارا خدا قدیم سے ذرات اجسام پیدا کرتا رہا اور قدیم سے رُوحیں بھی پیدا کرتا رہا۔ مگر آپ لوگ تو قطع نظر قدیم کے ایک مرتبہ کے لئے بھی خدا تعالےٰ کی ان صفات کو نہیں مانتے۔ پھر کیوں اپنے گھر سے بے خبر رہ کر اسلام پر محض افترار کے طور پر اعتراض کر دیتے ہیں۔ ورنہ حیا اور شرم کر کے قرآن شریف سے ہمیں دکھلا دو کہ کہاں لکھا ہے کہ میں قدیم سے خالق نہیں ہوں۔ مگر آپ کا پرمیشر تو بجز معمار یا نجار کی حیثیت سے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتا اور کیونکر معلوم ہوا کہ وہ عالم الغیب ہے۔ اس کا وید میں کیا ثبوت ہے ذرا ہوش سے جواب دو۔

(۴) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا خدا متغیر ہے۔ کبھی کوئی حکم دیتا ہے کبھی کوئی۔

الجواب - خدا آپ لوگوں کو ہدایت دے۔ قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا کہ خدا متغیر ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ انسان متغیر ہے اس لئے اس کے مناسب حال خدا اس کے لئے تبدیلیاں کرتا ہے۔ جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے تو صرف اس کو خون کی غذا ملتی ہے۔ اور جب

پیدا ہوتا ہے تو ایک مدت تک صرف دودھ پیتا ہے اور پھر بعد اس کے اناج کھاتا ہے اور خدا تعالےٰ تینوں سامان اس کے لئے وقتاً فوقتاً پیدا کر دیتا ہے۔ پیٹ میں ہونے کی حالت میں پیٹ کے فرشتوں کو جو اندرونی ذرات ہیں حکم کر دیتا ہے کہ اس کی غذا کے لئے خون بنا دیں اور پھر جب پیدا ہوتا ہے تو اس حکم کو منسوخ کر دیتا ہے تو پھر پستان کے فرشتوں کو جو اس کے ذرات ہیں حکم کرتا ہے کہ اس کے لئے دودھ بناویں اور جب وہ دودھ سے پرورش پا چکتا ہے تو پھر اس حکم کو بھی منسوخ کر دیتا ہے تو پھر زمین کے فرشتوں کو جو اس کے ذرات ہیں حکم کرتا ہے کہ اس کے لئے اخیر مدت تک اناج اور پانی پیدا کرتے رہیں۔ پس ہم مانتے ہیں کہ ایسے تغیر خدا کے احکام میں ہیں۔ خواہ بذریعہ قانونِ قدرت اور خواہ بذریعہ شریعت۔ مگر اس سے خدا میں تغیر کونسا لازم آیا۔ شرم! شرم!! شرم!!!

مگر افسوس کہ وید کی رو سے خدا ان تغیرات کا مالک نہیں بن سکتا کیونکہ وید تو خدا کے فرشتوں کا منکر ہے۔ پس کیونکر دُنیا کے ذرات اور روحوں کی قوتیں اس کی آواز سُن سکتی ہیں۔ علم طبعی اور ہیئت کا سلسلہ تبھی خدا کی طرف منسوب ہو سکتا ہے کہ جب طبعی طور پر ہر ایک ذرہ مخلوقات کا خدا کا فرشتہ مان لیا جائے ورنہ فرشتوں کے انکار سے دہریہ بننا پڑے گا کہ جو کچھ دُنیا میں ہو رہا ہے پرمیشر کو اس کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ اس کی مرضی اور ارادہ سے ہو رہا ہے۔ مثلاً کانوں میں سونا اور چاندی اور پیتل اور تانبا اور لوہا طیار ہوتا ہے اور بعض کانوں میں سے ہیرے نکلتے ہیں اور نیلم پیدا ہوتا ہے اور بعض جگہ یاقوت کی کانیں ہیں اور بعض دریاؤں میں سے موتی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک جانور کے پیٹ سے بچہ یا انڈا پیدا ہوتا ہے۔ اب خدا نے تو قرآن شریف میں ہمیں یہ سکھلایا ہے کہ یہ طبعی سلسلہ خود بخود نہیں بلکہ ان چیزوں کے تمام ذرات خدا کی آواز سُنتے ہیں اور اس کے فرشتے ہیں یعنی اس کی طرف سے ایک کام کے لئے مقرر شدہ ہیں۔ پس وہ کام اس کی مرضی کے موافق وہ کرتے رہتے ہیں۔ سونے کے ذرات سونا بناتے رہتے ہیں اور چاندی کے ذرات چاندی بناتے رہتے ہیں اور موتی کے ذرات موتی بناتے ہیں اور انسانی وجود کے ذرات ماؤں کے پیٹ میں انسانی بچہ تیار کرتے ہیں اور

یہ ذرات خود بخود کچھ بھی کام نہیں کرتے بلکہ خدا کی آواز سُنتے ہیں اور اس کی مرضی کے موافق کام کرتے ہیں۔ اسی لئے وہ اس کے فرشتے کہلاتے ہیں۔ اور کئی قسم کے فرشتے ہوتے ہیں۔ یہ تو زمین کے فرشتے ہیں مگر آسمان کے فرشتے آسمان سے اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ جیسا کہ سُورج کی گرمی بھی خدا کا ایک فرشتہ ہے جو پھلوں کو پکاتا اور دوسرے کام کرتا ہے اور ہوائیں بھی خدا کے فرشتے ہیں جو بادلوں کو اکٹھا کرتے اور کھیتوں کو مختلف اثر اپنے پہنچاتے ہیں اور پھر ان کے اوپر اور بھی فرشتے ہیں جو اُن میں تاثیر ڈالتے ہیں۔ علوم طبعی اس بات کے گواہ ہیں کہ فرشتوں کا وجود ضروری ہے اور ان فرشتوں کو ہم بچشم خود دیکھ رہے ہیں۔ اب بقول آریہ صاحبان وید ان فرشتوں کا منکر ہے۔ پس اس طور سے وہ اس طبعی سلسلہ سے انکاری اور دہریہ مذہب کی بنیاد ڈالتا ہے۔ کیا یہ امر بدیہی اور مشہود و محسوس نہیں کہ ہر ایک ذرہ ذرات اجسام میں سے ایک کام میں مشغول ہے۔ یہاں تک کہ شہد کی مکھیاں بھی خدا کی وحی سے ایک کام کر رہی ہیں۔ پس وید اگر اس سلسلہ سے منکر ہے تو پھر اس کی خیر نہیں۔ اس صورت میں وہ تو دہریہ مذہب کا حامی ہوگا۔ اگر یہی وید ودیا کا نمونہ ہے تو شاباش خوب نمونہ پیش کیا۔

(۵) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ شفاعت پر بھروسہ شرک ہے۔

الجواب۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔ یعنی خدا کے اِذن کے سوا کوئی شفاعت نہیں ہو سکتی۔ قرآن شریف کی رو سے شفاعت کے معنی ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لئے دُعا کرے کہ وہ مطلب اس کو حاصل ہو جائے یا کوئی بلا ٹل جائے۔ پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جھکا ہوا ہے وہ اپنے کمزور بھائی کے لئے دُعا کرے کہ اس کو وہ مرتبہ حاصل ہو۔ یہی حقیقتِ شفاعت ہے۔ سو ہم اپنے بھائیوں کے لئے بیشک دُعا کرتے ہیں کہ خدا اُن کو قوت دے اور اُن کی بَلا دُور کرے۔ اور یہ ایک ہمدردی کی قسم ہے۔ پس اگر وید نے اس ہمدردی کو نہیں سکھلایا اور وید کی رو سے ایک بھائی دوسرے کے لئے دُعا نہیں کر سکتا تو یہ بات وید کے لئے قابلِ تعریف نہیں بلکہ ایک سخت عیب ہے۔ چونکہ تمام انسان ایک جسم کی طرح ہیں۔ اس لئے خدا نے ہمیں بار بار سکھلایا ہے کہ اگرچہ شفاعت کو قبول کرنا اس کا کام ہے

مگر تم اپنے بھائیوں کی شفاعت میں یعنی ان کے لئے دُعا کرنے میں لگے رہو۔ اور شفاعت سے یعنی ہمدردی کی دعا سے باز نہ رہو کہ تمہارا ایک دوسرے پر حق ہے۔ اصل میں شفاعت کا لفظ شفع سے لیا گیا ہے۔ شفع جفت کو کہتے ہیں جو طاق کی ضد ہے۔ پس انسان کو اس وقت شفیع کہا جاتا ہے جبکہ وہ کمال ہمدردی سے دوسرے کا جفت ہو کر اس میں فنا ہو جاتا ہے اور دوسرے کے لئے ایسی ہی عافیت مانگتا ہے جیسا کہ اپنے نفس کے لئے۔ اور یاد رہے کہ کسی شخص کا دین کامل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ شفاعت کے رنگ میں ہمدردی اس میں پیدا نہ ہو۔ بلکہ دین کے دو ہی کامل حصے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت ...

... سمجھ لینا اور اُن کے لئے دُعا کرنا جس کو دوسرے لفظوں میں شفاعت کہتے ہیں۔

(۶) خدا کی کوئی آواز دُنیا میں سُنائی نہیں دیتی۔

الجواب۔ تعجب کہ باوجود یکہ پنڈت لیکھرام کی موت سے تمام آریہ صاحبوں نے ۶؍ مارچ کے دن خدا تعالےٰ کی آواز سُن لی۔ اور خدا نے دُنیا میں اشتہار دے دیا کہ لیکھرام بوجہ اپنی بدزبانیوں کے چھ برس تک کسی کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ وہ آواز نہ صرف ہم نے سُنی بلکہ ہمارے ذریعہ سے سب آریہ صاحبوں نے سُنی۔ مگر کیا اب بھی ثابت نہ ہوا کہ خدا کی آواز دُنیا کو سُنائی دیتی ہے۔ آپ صاحبوں میں سے پکے آریہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکن قادیان بہت سی خدا کی آوازوں کے گواہ ہیں۔ اگر وہ انکار کریں گے اور قوم کو خدا پر مقدم رکھیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو شاید کوئی اَور آواز آسمانی سُن لیں گے۔

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

---

(۲۵۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس کی طرف سے[1]

جماعت کو ارشاد

چونکہ ہماری تمام جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں ان کو دُور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جائے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا ہے، پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنے کے لئے رسالہ انگریزی جاری کیا گیا ہے۔ جس کا شیوع یعنے شائع ہونا امریکہ اور یورپ کے اکثر حصّوں میں بخوبی ثابت ہو چکا ہے اور بہت سے دلوں پر اثر ہونا شروع ہو گیا ہے بلکہ امید سے زیادہ اس رسالہ کی شہرت ہو چکی ہے اور لوگ نہایت سرگرم شوق سے اس رسالہ کے منتظر پائے جاتے ہیں۔ لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنے کے لئے مستقل سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا تو یہ واقعہ اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد میں جہاں تک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں۔ دنیا جائے گذشتنی گذاشتنی ہے اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک

---

[1] یہ عنوان ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز نے مقرر کر کے اصل اشتہار شائع کیا تھا (المرتب)۔

کام کے بجالانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا۔ اور خود میں دیکھتا ہوں کہ بہت سا حصہ عمر کا گذار چکا ہوں۔ اور الہام الٰہی اور قیاس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ باقی ماندہ تھوڑا سا حصہ ہے۔ **پس جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا، میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔** اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرکے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ **پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے اُمتیں انتظار کر رہی تھیں۔** اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔

یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کرکے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کرکے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر

یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اُس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بُلاتا ہے اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ مَیں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے۔ تھوڑے دن ہوئے کہ بمقام گورداسپور مجھ کو الہام ہوا تھا کہ لا الٰہ الّا انا فاتخذنی وکیلا۔ یعنے میں ہی ہوں کہ ہر ایک کام میں کارساز ہوں پس تو مجھ کو ہی وکیل یعنی کارساز سمجھ لے اور دوسروں کا اپنے کاموں میں کچھ بھی دخل مت سمجھ۔ جب یہ الہام مجھ کو ہوا تو میرے دل پر ایک لرزہ پڑا اور مجھے خیال آیا کہ میری جماعت ابھی اس لائق نہیں کہ خدا تعالےٰ ان کا نام بھی لے اور مجھے اس سے زیادہ کوئی حسرت نہیں کہ مَیں فوت ہو جاؤں اور جماعت کو ایسی ناتمام اور خام حالت میں چھوڑ جاؤں۔ مَیں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا کہ اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالےٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے اس طرح دُور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دُور ہو جاتی ہے۔ اور یقیناً سمجھو کہ صرف یہی گناہ نہیں کہ مَیں ایک کام کے لئے کہوں اور کوئی شخص میری جماعت میں سے اس کی طرف کچھ التفات نہ کرے بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی گناہ ہے کہ کوئی کسی قسم کی خدمت کر کے یہ خیال کرے کہ مَیں نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم کوئی نیکی کا کام بجا لاؤ گے اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے تو اپنی ایمانداری پر مُہر لگا دو گے اور تمہاری عمریں زیادہ ہوں گی اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائے گی۔

مجھے اس بات کی تصریح کی ضرورت نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کے سامنے کیا خدمت بجا لاتے تھے۔ اب تم سوچ کر دیکھو کہ یہ خدمات ان خدمات کے مقابل پر کیا چیز ہیں۔ مَیں تم میں بہت دیر تک نہیں رہوں گا اور وہ وقت چلا آتا ہے کہ تم پھر مجھے نہیں دیکھو گے اور بہتوں کو حسرت ہوگی کہ کاش ہم نے نظر کے سامنے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا۔ سو اس وقت ان حسرات کا جلد تدارک کرو۔ جس طرح پہلے نبی رسُول اپنی اُمت میں نہیں رہے مَیں بھی نہیں رہوں گا سو اس وقت کا قدر کرو۔ اور اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائدادوں کو اس راہ میں بیچ دو، پھر بھی ادب سے دُور ہوگا کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں۔ ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ آسمان سے عجیب سلسلہ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔ پس مَیں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے۔ یہ تمام خیالات ادب سے دُور ہیں اور جس قدر بے ادب جلد تر ہلاک ہو جاتا ہے ایسا جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔ اور مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس خدمت کے ساتھ دوسری خدمات میں بھی سُست مت ہو۔ بہت نادان وہ شخص ہے کہ وہ اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو اس طرح پر کہ ایک نیکی میں فتور ڈال کر دوسری نیکی بجا لاتا ہے وہ خدا کے نزدیک کچھ چیز نہیں بلکہ تم ان نیکیوں اور خدمتوں کو بھی اپنے دستور کے مطابق بجا لاؤ۔ اور یہ نئی خدمت جو بتائی جاتی ہے اس میں بھی پوری کوشش کا نمونہ دکھاؤ۔ **اگر اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے تو رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔**

سوائے جماعت کے سچے مخلصو خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمت کرو۔ خدا تعالیٰ آپ تمہارے دلوں میں القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔ اب اس سے

زیادہ کیا لکھوں ۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دیوے ۔

آمین ثم آمین

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد

(یہ اشتہار بطور ضمیمہ ریویو اردو بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء کے ساتھ شائع ہوا ہے اور الحکم جلد ۷ نمبر ۳۲ کے صفحہ ۱۹ پر ہے)

حضرت اقدس کی اس تحریک پر ہمارے بعض احباب نے اصل مسودہ کو ہی پڑھ کر تعمیل حکم میں بڑی سرگرمی دکھلائی ہے چنانچہ حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور خواجہ کمال الدین صاحب اور حکیم فضل الدین صاحب نے اسی وقت دس دس رسالے اپنے خرچ پر بھجوانے منظور کئے اور ایسا ہی بہت سارے دوسرے احباب نے خود خریداری میگزین منظور کی اور بعض احباب نے آٹھ آٹھ دس دس رسالے اپنے احباب کے نام بھجوا کر اُن کو خریدار بنایا۔ اس لئے سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ حضرت اقدس کا ارشاد جو دس ہزار خریدار میگزین پیدا کرنے کا ہے اس کی تعمیل میں ہر طرح کوشش کریں۔ سب احباب خواندہ ہوں یا ناخواندہ اس کو خریدیں۔ اور حسب توفیق اردو یا انگریزی رسالہ کی دو دو چار چار دس دس بیس بیس کاپیاں خود خرید کر باہر بھجوا دیں۔ جو خود رسالہ کی پوری قیمت نہ دے سکتے ہوں وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک ایک رسالہ خریدیں اور اپنے احمدی احباب کو اور دوسرے دوستوں کو جو مذہب اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں اس کے خریدنے کے لئے مجبور کریں۔ کیونکہ یہ رسالہ مذہب اسلام کی صداقت کو دکھاتا اور غیر مذاہب عیسائیوں آریوں وغیرہ کے اعتراضوں کا جواب دیتا ہے اور زبان انگریزی میں ترجمہ ہو کر یورپ امریکہ اور دُنیا کے دوسرے حصوں میں جاتا ہے۔ اگر ہماری جماعت میں سے پانچسو آدمی ایسے باہمت پیدا ہو جاویں کہ دس دس رسالے اپنے خرچ پر خرید کر باہر بھجوا دیں اور پانچ ہزار احمدی اس کے خریداران کے علاوہ ہوں تو بآسانی تعداد دس ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ جو احباب رسالہ خریدیں وہ اس امر کا خیال رکھیں کہ بعض مضامین جنوری سے شروع ہوئے ہوئے ہیں اس لئے شروع سال سے رسالہ خریدنا مفید ہوگا اور ایسا ہی ۱۹۰۲ء کی جلد جو عگر پر دی جاتی ہے

اس کو بھی ضرور خرید یں ورنہ پھر اس کا ملنا مشکل ہوگا۔ اردو رسالہ کی قیمت ۱؎ اور انگریزی کی للعہ (ولایت کے لئے للعہ) سالانہ ہے۔ جملہ درخواستیں اور روپیہ بنام محمد علی ایم۔ اے مینجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں۔

ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے ۱۵ انگریزی رسالوں کی قیمت دی ہے

---

(۲۵۴)

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام دربارہ امداد مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کیلئے

اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالت میں ہیں یہاں تک بعضوں کو اپنے وعدوں پر بھی ثابت رہنا مشکل ہے۔ لیکن جب میں اُس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے اس خدا کا یہ صریح منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی رُوح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں جیسا کہ میں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی٭ اور میں نے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ

٭ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو (مرتب)

قصدب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو مَیں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائمقام پیدا کر دے گا۔ سو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جاوے گی۔ مگر ابھی تک یہ حال ہے کہ اگر مَیں ایک تھوڑی سی بات بھی اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے جماعت کے آگے پیش کرتا ہوں تو ساتھ ہی میرے دل میں خیال آتا ہے کہ مبادا اس بات سے کسی کو ابتلاء پیش نہ آوے۔ اب ایک ضروری بات جو اپنی جماعت کے آگے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ **لنگر خانہ** کے لئے جس قدر میری جماعت وقتاً فوقتاً مدد کرتی رہتی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ ہاں اس مدد میں پنجاب نے بہت حصہ لیا ہوا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ پنجاب کے لوگ اکثر میرے پاس آتے جاتے ہیں۔ اور اگر دلوں میں غفلت کی وجہ سے کوئی سختی آجائے تو صحبت اور پے در پے ملاقات کے اثر سے وہ سختی بہت جلد دُور ہوتی رہتی ہے اس لئے پنجاب کے لوگ خاص کر بعض افراد اُن کے محبت اور صدق اور اخلاص میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہر ایک ضرورت کے وقت وہ بڑی سرگرمی دکھلاتے ہیں اور سچّی اطاعت کے آثار اُن سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ مُلک دوسرے مُلکوں سے نسبتاً کچھ نرم دل بھی ہے۔ باایں ہمہ انصاف سے دُور ہوگا اگر مَیں تمام دُور کے مُریدوں کو ایسے ہی سمجھ لوں کہ وہ ابھی اخلاص اور سرگرمی سے کچھ حصہ نہیں رکھتے کیونکہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جس نے جان نثاری کا یہ نمونہ دکھایا وہ بھی تو دُور کی زمین کا رہنے والا تھا جس کے صدق اور وفا اور اخلاص اور استقامت کے آگے پنجاب کے بڑے بڑے مخلصوں کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے کہ وہ ایک شخص تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے

(حاشیہ متعلقہ صفحہ گذشتہ) اس سے پہلے ایک صریح وحی الٰہی صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوگئی تھی جبکہ وہ زندہ تھے بلکہ وہ قادیان میں ہی موجود تھے اور یہ وحی الٰہی میگزین انگریزی ماہ فروری ۱۹۰۳ء میں اور الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء اور البدر ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء کالم ۱ میں شائع ہو چکی ہے جو مولوی صاحب کے مارے جانے کے بارے میں ہے۔ اور وہ یہ ہے قُتِلَ خَیْبَۃً وَّزِیْدَ ہَیْبَۃً یعنی ایسی حالت میں مارا گیا کہ اس کی بات کو کسی نے نہ سُنا اور اس کا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا یعنی لوگوں کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا۔ اور اس کا بڑا اثر دلوں پر ہوا۔ منہ

آگے بڑھ گیا۔ اسی طرح بعض دُور دراز ملک کے مخلص بڑی بڑی خدمت مالی کر چکے ہیں اور ان کے صدق وفا میں کبھی فتور نہ آیا جیسا کہ اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن تاجر مدراس اور چند ایسے اور دوست لیکن کثرت تعداد کے لحاظ سے پنجاب کو مقدم رکھا گیا ہے کیونکہ پنجاب میں ہر ایک طبقہ کے آدمی خدمت دینی سے بہت حصہ لیتے جاتے ہیں اور دُور کے اکثر لوگ اگرچہ ہمارے سلسلہ میں داخل تو ہیں مگر بوجہ اس کے کہ اُن کو صحبت کم نصیب ہوتی ہے اُن کے دل کلّی دنیا کے گند سے صاف نہیں ہیں۔ امر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آخر کار وہ گند سے صاف ہو جائیں گے اور یا خدا تعالیٰ ان کو اس پاک سلسلہ سے کاٹ دے گا اور ایک مُردار کی طرح مریں گے۔ بڑی غلطی انسان کی دُنیا پرستی ہے۔ یہ بدبخت اور منحوس دُنیا کبھی خوف دلانے سے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگوں کو اپنے دام میں لے لیتی ہے۔ اور یہ اسی میں مرتے ہیں۔ نادان کہتا ہے کہ کیا ہم دُنیا کو چھوڑ دیں۔ اور یہ غلطی انسان کو نہیں چھوڑتی جب تک کہ اس کو بے ایمان کر کے ہلاک نہ کرے۔ اے نادان کون کہتا ہے کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑ دے مگر دل کو دُنیا اور دُنیا کے فریبوں سے الگ کر ! ورنہ تو ہلاک شدہ ہے اور جس عیال کے لئے تو حد سے زیادہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا کے فرائض کو بھی چھوڑتا ہے اور طرح طرح کی مکاریوں سے ایک شیطان بن جاتا ہے۔ اس عیال کے لئے تو بدی کا بیج بوتا ہے اور ان کو تباہ کرتا ہے اس لئے کہ خدا تیری پناہ میں نہیں کیونکہ تو پارسا نہیں۔ خدا تیرے دل کی جڑ کو دیکھ رہا ہے۔ سو تو بیوقت مرے گا اور عیال کو تباہی میں ڈالے گا۔ لیکن وہ جو خدا کی طرف جُھکا ہوا ہے۔ اس کی خوش قسمتی سے اُس کے زن و فرزند کو بھی حصہ ملے گا اور اس کے مرنے کے بعد وہ کبھی تباہ نہیں ہوں گے۔ جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہیں وہ اگرچہ ہزار کوس پر بھی ہیں تاہم ہمیشہ مجھے لکھتے رہتے ہیں اور دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں موقعہ دے تا وہ برکات صحبت حاصل کریں۔ مگر افسوس کہ بعض ایسے ہیں کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گذر جاتے ہیں اور ایک کارڈ بھی ان کی طرف سے نہیں آتا۔ اس سے مَیں سمجھتا ہوں کہ اُن کے دل مر گئے ہیں اور ان کے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے۔ مَیں تو بہت دُعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں

اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دُنیا کے کیڑے نہیں ہیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے مَیں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں۔ لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے۔ مَیں اور میرا خدا اُن سے بیزار ہیں۔ مَیں بہت خوش ہوں گا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کر لیں۔ کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا، پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جاتے ہیں کہ صرف دُنیا ہی دُنیا اُن کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ اُن کی نظر پاک ہے نہ اُن کا دل پاک ہے اور نہ اُن کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پَیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دُنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوعِ انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہو لے میں اس شخص کو اس کتّے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مُردار پھینکا جاتا ہے اور جہاں سڑے گلے مُردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا مَیں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لئے ایک اَور قوم پیدا کرے گا جو صدق اور وفا میں اُن سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں۔

کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر و فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ شاید اُن کے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہیں۔ اور ایسے انسان کو اُس خدا پر ایمان نہیں جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتا بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل اور ملعون ہیں ایسی طبیعتیں، خدا اُن کو ذلّت سے مارے گا کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں۔ وہ جہنّمی زندگی کے دن گذارتے ہیں اور مرنے کے بعد بجز جہنّم کی آگ کے ان کے حصّہ میں کچھ نہیں۔

اب مختصر کلام یہ ہے کہ علاوہ لنگرخانہ اور میگزین کے جو انگریزی اور اُردو میں نکلتا ہے جس کے لئے اکثر دوستوں نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان میں کھولا گیا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہے کہ نوعمر بچّے ایک طرف تو تعلیم پاتے ہیں اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ اس طرح پر بہت آسانی سے ایک جماعت طیار ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات اُن کے ماں باپ بھی اس سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے اور باوجودیکہ محبّی عزیزی اخویم نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ اپنے پاس سے اسّی۸۰ روپیہ ماہوار دے کر اس مدرسہ کی مدد کرتے ہیں مگر پھر بھی اُستادوں کی تنخواہیں ماہ بماہ ادا نہیں ہو سکتیں۔ صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے۔ علاوہ اس کے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتیں ضروری ہیں۔ جو اب تک طیار نہیں ہو سکیں۔ یہ غم علاوہ اور غموں کے میری جان کو کھا رہا ہے۔ اس کی بابت مَیں نے بہت سوچا کہ کیا کروں۔ آخر یہ تدبیر میرے خیال میں آئی کہ مَیں اس وقت اپنی جماعت کے مخلصوں کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اگر اس بات پر قادر ہوں کہ پوری توجہ سے اس مدرسہ کے لئے بھی کوئی ماہانہ چندہ مقرر کریں۔ تو چاہیئے کہ ہر ایک ان میں سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جس کے لئے وہ ہرگز تخلّف نہ کرے مگر کسی مجبوری سے جو قضاء و قدر سے واقع ہو۔ اور جو صاحب ایسا نہ کر سکیں ان کے لئے بالضرورت یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ جو کچھ وہ لنگرخانہ کے لئے

بھیجتے ہیں اس کا چہارم حصہ براہ راست مدرسہ کے لئے نواب صاحب موصوف کے نام بھیج دیں لنگرخانہ میں شامل کر کے ہرگز نہ بھیجیں بلکہ علیحدہ منی آرڈر کرا کر بھیجیں۔ اگرچہ لنگرخانہ کا فکر ہر روز مجھے کرنا پڑتا ہے اور اس کا غم براہ راست میری طرف آتا ہے اور میری اوقات کو مشوش کرتا ہے۔ لیکن یہ غم بھی مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس لئے میں لکھتا ہوں کہ اس سلسلہ کے جوانمرد لوگ جن سے میں ہر طرح امید رکھتا ہوں وہ میری التماس کو ردی کی طرح نہ پھینک دیں اور پوری توجہ سے اس پر کاربند ہوں۔ میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالےٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔ میں نے خوب سوچا ہے اور بار بار مطالعہ کیا ہے۔ میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے تو بڑی برکات کا موجب ہوگا اور اس کے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آسکتی ہے۔ اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اکثر طالب علم نہ دین کے لئے بلکہ دُنیا کے لئے پڑھتے ہیں اور اُن کے والدین کے خیالات بھی اسی حد تک محدود ہوتے ہیں مگر پھر بھی ہر روز کی صحبت میں ضرور اثر ہوتا ہے۔ اگر بیس طالب علموں میں سے ایک بھی ایسا نکلے جس کی طبیعت دینی امور کی طرف راغب ہو جائے اور وہ ہمارے سلسلہ اور ہماری تعلیم پر عمل کرنا شروع کرے تب بھی میں خیال کروں گا کہ ہم نے اس مدرسہ کی بنیاد سے اپنے مقصد کو پا لیا۔ آخر میں یہ بھی یاد رہے کہ یہ مدرسہ ہمیشہ اس سقم اور ضعف کی حالت میں نہیں رہے گا بلکہ یقین ہے کہ پڑھنے والوں کی فیس سے بہت سی مدد مل جائے گی یا وہ کافی ہو جائے گی۔ پس اس وقت ضروری نہیں ہوگا کہ لنگرخانہ کی ضروری رقوم کاٹ کر مدرسہ کو دی جائیں سو اس وسعت کے حاصل ہونے کے وقت ہماری یہ ہدایت منسوخ ہو جائے گی اور لنگرخانہ جو وہ بھی درحقیقت ایک مدرسہ ہے اپنے چہارم حصہ کی رقم کو پھر واپس پا لے گا۔ اور یہ مشکل طریق جس میں لنگرخانہ کو حرج پہنچے گا محض اس لئے میں نے اختیار کیا کہ بظاہر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر مدد کی ضرورت ہے شاید جدید چندہ میں وہ ضرورت پوری نہ ہو سکے۔ لیکن اگر خدا کے فضل سے پوری ہو جائے تو پھر اس قطع برید کی ضرورت نہیں۔ اور میں نے جو یہ کہا کہ لنگرخانہ بھی ایک مدرسہ ہے یہ اس لئے کہا کہ جو مہمان میرے پاس آتے جاتے ہیں جن کے لئے لنگرخانہ جاری ہے وہ میری

تعلیم سنتے رہتے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو لوگ ہر وقت میری تعلیم سنتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو ہدایت دیگا اور ان کے دلوں کو کھول دیگا۔ اب میں اسی قدر پر بس کرتا ہوں کہ جو مدعا میں نے پیش کیا ہے میری جماعت کو اُس کے پورا کرنے کی توفیق دے اور ان کے مالوں میں برکت ڈالے اور اس کارِ خیر کے لئے ان کے دلوں کو کھول دے۔ آمین ثم آمین۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

الراقم

میرزا غلام احمد۔ ۱۹؍ اکتوبر ۱۹۰۳ء

نوٹ۔ مدرسہ کے متعلق تمام زرِ چندہ بنام خانصاحب محمد علیخاں صاحب ڈائریکٹر و امین مدرسہ آنی چاہیئے اور تعلیم طلباء کے متعلق تمام خط و کتابت مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ کالج تعلیم الاسلام سے ہونی چاہیئے۔

(یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{8}$ کے چار صفحات پر ہے)

---

(۲۵۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

ایک واقعہ کا اظہار

برائے خدا اسے ضرور پڑھو

گورداسپور کی عدالت میں ایک مقدمہ مولوی کرم دین مستغیث کی طرف سے اس راقم پر دائر ہے اور ایک مقدمہ میرے ایک مرید یعنی شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کی طرف سے مولوی مذکور پر دائر ہے۔ اصل اور جڑھ ان مقدمات کی یہ ہے کہ ماہ جولائی و اگست ۱۹۰۲ء میں کرم دین کی طرف

سے خطوط میرے نام اور میرے مرید حکیم فضل دین کے نام پہنچے۔ اور ان خطوط کے ذریعہ ہمیں اطلاع دی کہ جو کتاب پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے میری کتاب اعجاز المسیح کے ردّ میں لکھی ہے دراصل اس میں پیر مذکور نے سارقانہ کارروائی کی ہے اور ایک شخص مسمی محمد حسن فیضی متوفّی کے نوٹوں کو چرا کر اپنی کتاب میں وہ نوٹ اپنے نام پر درج کر دیئے ہیں۔ اس کے ثبوت میں مولوی کرم الدین نے وہ کارڈ بھی ہم کو بھیجدیا جو پیر مہر علی نے مولوی مذکور کے نام گولڑہ سے بھیجا تھا اور جس میں پیر مذکور نے محمد حسن کے نوٹوں کو اپنی کتاب میں درج کرنے کا اعتراف کیا۔

یہ خطوط مجھے ایسے وقت ملے جبکہ میں کتاب نزول المسیح لکھ رہا تھا سو وہ خطوط میں نے کتاب نزول المسیح میں درج کئے۔ ایسا ہی ایڈیٹر الحکم اخبار نے بھی ان خطوط کی بنیاد پر ایک مضمون اپنے اخبار میں معہ نقل خطوط درج کیا۔ اخبار الحکم کے جواب میں ایک مضمون مولوی کرم دین کے نام سے سراج الاخبار جہلم مورخہ ۶؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء اور ایک قصیدہ مولوی مذکور کی طرف سے سراج الاخبار مورخہ ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع کیا جس میں اس نے یہ ظاہر کیا کہ یہ خطوط جعلی اور جھوٹے ہیں۔ اس میں یہ بھی لکھا کہ مرزا غلام احمد یعنی راقم کی ملہمیت کی آزمائش کے لئے میں نے اسے دھوکا دیا اور خلاف واقعہ خطوط لکھے اور لکھائے اور ایک خام نویس طفل کے ہاتھ سے نوٹ لکھا کر ان کو محمد حسن فیضی کے نوٹ ظاہر کئے۔ پھر اس دھوکے کے ذریعے چھ روپے بھی حاصل کئے۔ اور راقم مضمون نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ سراج الاخبار کے ان مضامین میں میری نسبت سخت الزام لگائے اور یہ شائع کیا کہ گویا میں جو بحیثیت ایک مامور من اللہ اور مصلح ہونے کے ایک کام کر رہا ہوں۔ یہ تمام کام میرا مکر و فریب ہے اور گویا میں اپنے دعویٰ میں کذّاب اور مفتری ہوں۔ پس چونکہ یہ تحریر اس کی میری ایک کثیر جماعت پر جو اب خدا تعالیٰ کے فضل سے دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے بہت ہی بُرا اثر ڈالتی تھی اور پبلک کی نگاہ میں مجھے جعلساز اور فریبی اور قوم کو دھوکا دینے والا اور سخت بدچلن قرار دیتی تھی۔ اور اس بے جا حملہ سے ہزاروں آدمیوں کی رُوحانیت کا خون ہوتا تھا اس لئے میں نے اس خطرناک حملہ کا دفعیہ ضروری سمجھا۔ سو اگرچہ شرعاً و قانوناً اس وقت میرا

حق تھا کہ میں اپنی بریّت ثابت کرانے کے لئے ازالہ حیثیت عرفی کا مدعی ہو کر عدالت کی طرف رجوع کرتا لیکن مَیں نے صبر کیا اور منتظر رہا کہ مولوی کرم دین خود اس مضمون کی تردید کرے۔ لیکن جب تین ماہ سے زیادہ گذر گئے اور اس نے کوئی تردید نہ کی تو مَیں نے اس تہمت کو اپنے پر سے دور کرنے کے لئے اس قدر کافی سمجھا کہ اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں جو کرم دین کے مضامین کے تین ماہ بعد شائع ہوئی اس قدر اشارہ کر دوں کہ یہ شخص جو مجھ پر الزام لگانے والا ہے اور میری اہانت کرتا ہے خود ہی کذّاب اور کمینہ اور بہتان کا مرتکب ہے۔ یہ الفاظ دراصل وہی تھے جن کا مصداق وہ خود اپنے آپ کو سراج الاخبار میں کنایتًا و صراحتًا ظاہر کر چکا تھا اور مان چکا تھا کہ مَیں نے دھوکا دیا۔ دغا دیا۔ خلاف واقعہ خطوط لکھائے۔ جعلی دستخط بنوائے اور جھوٹ کی تعلیم دی وغیرہ وغیرہ۔

مناسب تھا کہ یہ شخص خاموش رہتا مگر اُس نے ایسا نہ کیا اور میرے پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کر دی۔ اگر مولوی کرم دین بجائے ان بیجا تہمتوں اور الزاموں کے جو اس نے اپنے مضمون مندرجہ سراج الاخبار میں میرے پر لگائے اور خلاف واقعہ واقعات مجھ پر چسپاں کر کے مجھے جعلساز اور دھوکہ باز ٹھہرایا۔ میرے پر تلوار چلا کر کوئی عضو میرا کاٹ دیتا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے کہ مَیں پھر بھی اُسے معاف کر دیتا اور کسی کے کہنے کی مجھے حاجت نہ ہوتی کہ مَیں اس سے صُلح کر لوں اور اس کا گناہ بخش دوں۔ لیکن اے ناظرین جو لوگ مصلح قوم بن کر خدا تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں وہی اُن مشکلات کو جانتے ہیں کہ ایسے بیجا الزام جو پبلک پر بُرا اثر ڈالنے والے ہیں وہ ان کے نزدیک تصفیہ کے لائق ہوتے ہیں۔ اور جب تک وہ الزام ان کے سر پر سے پبلک کی نظر میں معدوم نہ ہو لیں تب تک وہ اس بات کو پسند نہیں کر سکتے کہ ایک گول مول مصالحت کر کے وہ داغ ہمیشہ کے لئے اپنے سر پر رکھیں۔ یوسفؑ جو ایک نبی تھا اس پر ایک جھوٹا الزام اقدام زنا لگا کر اس کو قید کیا گیا اور پھر مدّت کے بعد معافی دی گئی تو اس نے اس معافی کو قبول نہ کیا حالانکہ نائب السلطنت کا عہدہ بھی ملتا تھا بلکہ صاف کہا کہ جب تک زنا کی تہمت سے میری بریّت نہ ہو مَیں زندان سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا۔ اسی طرح اگر ایک دنیادار پر بھی ایک جھوٹا

الزام دغا یا خیانت مجرمانہ کا لگایا جاوے تو گول مول مصالحت پر راضی نہیں ہوتا۔ لیکن بعض خیر خواہان قوم نے اس بات پر زور دیا کہ فریقین میں مصالحت ہو جاوے یہاں تک کہ اس ضلع اور قسمت کے بعض نیک دل اور دور اندیش اعلیٰ افسران اور حکام نے بھی اپنی رضامندی اس پر ظاہر کی کہ میں اس مستغیث سے صلح کر لوں۔ خود صاحب مجسٹریٹ نے جن کی عدالت میں یہ مقدمہ ہے اپنی شریفانہ عادت اور نیک نیتی سے صلح پر پسندیدگی ظاہر فرمائی۔ اس موقعہ پر منشی غلام حیدر خاں صاحب تحصیلدار پنڈ دادنخاں نے بھی جو بطور شہادت اس مقدمہ میں تشریف لائے تھے مصالحت کے لئے کوشش کی۔

ان تمام بزرگوں کی ترغیب اور دلی خواہش نے مجھے اس غور و فکر میں ڈالا کہ اب صلح کیونکر ہو۔ آخر مَیں نے یہ جواب دیا کہ اگر مستغیث یعنی مولوی کرم الدین خدا تعالیٰ سے ڈر کر عدالت میں یہ اقرار کر دے کہ خطوط محولہ مقدمہ اور مضمون سراج الاخبار مورخہ ۶ ؍اکتوبر ۱۹۰۲ء و تیرہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء اسی کے ہیں اور ہماری جعلسازی نہیں تو پھر میں اس سے صلح کر لوں گا کیونکہ پبلک کے سامنے میری بریت کے لئے یہ اقرار کافی ہوگا اور مجھ سے الزام جعلسازی کا دُور ہو جاوے گا۔ لیکن مولوی کرم دین نے اس بات کو نہ مانا۔ پھر صلح کے لئے یہ دوسری تجویز سوچی گئی کہ مولوی کرم دین اور میری طرف سے دو۲ پرچے علیحدہ علیحدہ لکھے جاویں۔ میری طرف سے پرچہ میں یہ ذکر ہو کہ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے الفاظ کذاب بہتان و لئیم مولوی کرم دین کے متعلق یہ یقین کر کے لکھے تھے کہ خطوط محولہ مقدمات اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۶ ؍و ۱۳ ؍اکتوبر ۱۹۰۲ء مولوی کرم دین کے ہیں اور مَیں دُعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔ اسی طرح کرم الدین یہ تحریری بیان پیش کرے کہ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ✣ خطوط محولہ مقدمات جو میری طرف سے ظاہر کئے گئے اور مضمون سراج الاخبار مندرجہ ۶ ؍اکتوبر و ۱۳ ؍اکتوبر ۱۹۰۲ء جو میرے نام پر اخبار میں شائع ہوئے ہیں میرے نہیں ہیں اور مَیں دُعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔

✣ حاشیہ۔ یاد رہے کہ کرمدین نے عدالت میں آن کر اپنے حلفیہ بیان میں انکار کیا کہ نہ خطوط اس نے بھیجے ہیں اور نہ سراج الاخبار ۶ ؍اکتوبر اور ۱۳ ؍اکتوبر ۱۹۰۲ء میں اس نے وہ مضمون لکھے جو اس کے نام پر شائع ہوئے۔

یہ ہر دو مسودے منشی غلام حیدر خاں صاحب نے اپنی قلم سے لکھے اور ان مسودوں کو جناب شیخ خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے پاس میرے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب کے ہمراہ لے گئے کیونکہ شیخ صاحب موصوف نے ہمدردی قوم کے لحاظ سے بہت سا اپنی قیمتی وقت اس مصالحت کی انجام دہی میں خرچ کیا اور کوشش بلیغ فرمائی۔ مصالحت کرانے والوں نے مسودہ تجویزہ کو پسند فرما کر کہا کہ یہ مسودہ اب کسی طرح قابل اعتراض نہیں۔ البتہ اس میں لفظ لعنت ثقیل ہے اس کو کسی طرح بدل دیا جاوے۔ راقم نے اس پر بھی رضامندی ظاہر کی اور بجائے لفظ لعنت کے مسودہ کی صورت حسب ذیل تجویز کر دی کہ میں اس مقدمہ کو انصاف کے لئے خدا تعالےٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں لیکن جب یہ مسودہ مولوی کرم دین کے پاس پیش کیا گیا تو اس نے منظور نہ کیا اور یہ عذر پیش کیا کہ میں قسم نہیں کھاتا۔ حالانکہ عدالت میں بھی بیان اس کا حلفیہ ہو چکا تھا اور جب اس کے حلفیہ بیان کی مصدقہ نقل دکھلا کر اس کو کہا گیا کہ تم نے جب عدالت میں روبروئے رائے چند و لعل صاحب مجسٹریٹ حلفیہ بیان باقرار صالح دیا کہ نہ میں نے یہ خطوط لکھے ہیں اور نہ سراج الاخبار کے مضامین میرے ہیں تو پھر وہی حلفیہ بیان اب دینا ہے۔ اس پر مولوی موصوف نے کہا کہ وہ ایک مجبوری تھی و الّا بلا ضرورت اشد قسم کھانا جائز نہیں اس لئے میں قسم نہیں کھاتا۔ آخر یہ تجویز ہوا کہ بجائے خدا کی قسم کے اقرار صالح لکھا جاوے

---

* حاشیہ۔ یہ امر بالکل غلط ہے کہ اسلام میں قسم کھانا منع ہے۔ تمام نیک انسان مسلمانوں میں سے ضرورتوں کے وقت قسم کھاتے آئے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ضرورتوں کے وقت قسم کھائی ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بارہا قسمیں کھائیں۔ خود خدا تعالیٰ نے قرآن میں قسمیں کھائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں مجرموں کو قسمیں دلائی گئیں۔ قسموں کا قرآن شریف میں صریح ذکر ہے۔ شریعت اسلام میں جب کسی اور ثبوت کا دروازہ بند ہو یا پیچیدہ ہو تو قسم پر مدار رکھا جاتا ہے اور صحیح البخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے قسم کھا کر فرمایا کہ مسیح موعود جو آنے والا ہے جو تمہارا امام ہوگا وہ تم میں سے ہی ہوگا یعنی اسی امت میں سے ہوگا آسمان سے نہیں آئے گا۔ پھر صحیح بخاری

اس تجویز پر ذیل کا مسودہ تجویز کیا گیا کیونکہ پہلا بیان مولوی مذکور کا باقرار صالح تھا۔

"مَیں اقرار صالح سے سچ سچ اپنے ایمان سے خدا تعالیٰ کے حضور میں بیان کرتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمہ جن سے مَیں نے انکار کیا ہے اور مضمون سراج الاخبار ۶؍ اکتوبر اور ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء جس سے مَیں انکاری ہوں۔ درحقیقت وہ خطوط اور وہ مضامین ہرگز ہرگز میرے نہیں ہیں۔ اگر مَیں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں تو انصاف کے لئے اپنے اس معاملہ کو خدا کی عدالت کے سپرد کرتا ہوں"

اس مسوّدہ پر یہ اعتراض مولوی مذکور نے کیا کہ الفاظ "خدا کے حضور میں وغیرہ وغیرہ" بھی قسم ہے صرف لفظ اقرار صالح رکھا جاوے اور معاملہ کی تصریح نہ کی جاوے۔ آخرکار بہت بحث کے بعد جو آخیری مسوّدہ بتاریخ ۱۱؍ ماہ جون پیش کیا گیا وہ حسب ذیل لکھا جاتا ہے۔

"مَیں کرم دین باقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ خطوط جو میرے نام سے میرزا غلام احمد صاحب اور حکیم فضل الدین کو پہنچے ہیں اور مضامین جو ۶؍ اکتوبر اور ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو میرے نام پر سراج الاخبار میں شائع ہوئے وہ میرے نہیں۔ اور اگر میرا یہ بیان خلاف واقعہ ہے تو مَیں بغرض انصاف اس معاملہ کو خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں"

اس کے مقابل راقم نے مضمون ذیل منظور کیا۔

حاشیہ: جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۰۶ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قسموں کا ایک باب باندھا ہے۔ اس باب میں بہت سی قسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہیں جو دس سے کم نہیں۔ ایسا ہی صحیح نسائی جلد ثانی صفحہ ۱۳۸ کتاب الایمان والنذور میں صفحہ ۱۳۹ تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قسموں کا ذکر ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یستنبئونك احق ھو۔ قل ای و ربی انه لحق یعنی تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ حق ہے۔ کہہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ یہ حق ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف میں یہ آیت ہے واحفظوا ایمانکم یعنی جب تم قسم کھاؤ تو جھوٹ اور بدعہدی اور بدنیتی سے اپنی قسم کو بچاؤ۔ ایسا ہی قرآن شریف میں یہ آیت بھی ہے۔ اربع شھادات باللہ انه لمن الصادقین والخامسة ان لعنة اللہ علیه ان کان من الکاذبین۔ یعنی شخص ملزم چار قسمیں خدا کی کھائے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں قسم میں یہ کہے کہ اس پر خدا کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے۔

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جو الفاظ کرم دین کے متعلق کذّاب بہتان ولئیم کے لکھے ہیں، وہ یہ یقین کر کے لکھے ہیں کہ خطوط محولہ امثلہ جات کا لکھنے والا اور اخبار سراج الاخبار مورخہ ۶ اکتوبر و ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کا لکھنے والا مولوی کرم دین ہے اور میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے پر لعنت ڈالے۔"

جب یہ مسودے حسب اجازت صاحب مجسٹریٹ مولوی کرم دین کو دکھلائے گئے تو اس نے کہا کہ الفاظ خطوط اور اخبار وغیرہ کا ذکر نہ کیا جائے اور ایسا ہی خدا کی عدالت میں انصاف کے لئے سپردگی بھی نکال دی جاوے اور کوئی تصریح نہ کی جاوے جس کی وجہ وہ یہ بتاتا تھا کہ میرے برخلاف پیشگوئیاں کی جائیں گی۔ سو اس کے متعلق بھی شرط مان لی گئی تھی تاکہ مصالحت ہو جاوے لیکن وہ کسی پہلو پر نہ آیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ مصالحت میں قطعی مایوسی ہو کر مقدمہ عدالت میں شروع ہو گیا مجھے اس اشتہار کو جس میں صرف سادے اور سچے واقعات لکھے گئے ہیں اشاعت کرنے کی یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ تاکہ ان نیک دل اور نیک نیت حکّام کو واقعات سے اطلاع ہو جاوے جنہوں نے نہایت

اب دیکھو اس جگہ نہ ایک قسم بلکہ ملزم کو پانچ قسمیں دی جاتی ہیں۔ ہاں قرآن شریف کے رو سے لغو یا جھوٹی قسمیں کھانا منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے اور گستاخی ہے۔ اور ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے جو نیک کاموں سے محروم کرتی ہوں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ میں آئندہ مسطح صحابی کو صدقہ خیرات نہیں دوں گا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ولاتجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم ان تبروا وتتقوا یعنی ایسی قسمیں مت کھاؤ جو نیک کاموں سے باز رکھیں۔
یہ وہ آیت ہے جو مولوی کرم دین نے پڑھ کر کہا کہ قسم کھانا درست نہیں۔ تفسیر مفتی ابوسعود مفتی روم میں زیر آیت ولاتجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم لکھا ہے کہ عرضہ اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز ایک بات کے کرنے سے عاجز اور مانع ہو جائے اور لکھا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں ہے جبکہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کو جو صحابی ہے بباعث شرکت اس کی حدیث افک میں کچھ خیرات نہیں دوں گا۔ پس خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ ایسی قسمیں مت کھاؤ جو تمہیں نیک کاموں اور اعمال صالحہ سے روک دیں نہ یہ کہ معاملہ متنازعہ جس سے طے ہو
منہ

ہمدردی اور شفقت سے جو اُن کو میرے خاندان سے ہے مجھے من وجہ کہلا بھیجا کہ مَیں مصالحت کر لوں۔ نیز ان پر روشن ہو جاوے کہ کون فریق ہم میں سے مصالحت سے کنارہ کش ہے۔ مجھ پر الزام خطوط کی جعلسازی کا اور دیگر ناجائز الزامات سراج الاخبار میں لگائے گئے۔ جس کے دفعیہ کے لئے مَیں نے کوئی چارہ جوئی عدالت میں نہیں کی۔ بلکہ دفعیہ میں اسی بات پر اکتفا کیا کہ کتاب میں لکھ دیا کہ میری آبروریزی کرنے والا مجھ پر بہتان باندھتا ہے اور میرا توہین کنندہ کذاب ہے اور اس کے یہ فعل کمینوں کے ہیں۔ جس پر مَیں عدالت میں کھینچا گیا۔ مَیں نے حکام اور اپنے بزرگان قوم کی ہمدردی کی قدر کر کے یہی پسند کیا کہ ان الزامات جعلسازی وغیرہ کی بریت اگر عدالت سے نہ ہو سکے تو پھر خدا کی عدالت سے کراؤں اور معاملہ کو طے کروں۔ البتہ گول مول مصالحت پر مَیں راضی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا مَیں پھر اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہوں کہ اگر فریق ثانی مذکورہ بالا بیان عدالت میں دینے کو تیار ہے تو بالمقابل مَیں اس قسم کا بیان دینے کو تیار ہوں اور اسی دن ہر دو مقدمات داخل دفتر ہو سکتے ہیں۔ مَیں نے اپنے بیان کو ارادتاً سخت سے سخت اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ یہ اشتہار اس لئے بھی شائع کیا گیا ہے کہ واقعات متعلقہ مصالحت جو ہوئے ہیں ان کے متعلق کوئی غلط بیانی نہ ہو۔

المشتہر

میرزا غلام احمد (رئیس اعظم قادیان)

ضلع گورداسپور پنجاب۔ ۱۷؍ جون ۱۹۰۴ء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان

(یہ اشتہار ۲۶×۲۰/۸ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۲۵۶)

(الحکم نمبر ۶ جلد ۹، ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

الوصیّت

قال اللہ عزوجل۔ قل مایعبؤا بکم ربّی لولا دعاؤکم

یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم بندگی نہ کرو اور دعاؤں میں مشغول نہ رہو

دوستو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کرے۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ مَیں نے آج سے قریباً نو۹ ماہ پہلے الحکم اور البدر میں جو قادیان سے اخبار یں نکلتی ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پاکر یہ وحی الٰہی شائع کرائی تھی کہ عفت الدیار محلہا و مقامہا یعنے یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانے کو ہے۔ نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ یعنے طاعون کی وبا ہر جگہ عام طور پر پڑے گی اور سخت پڑے گی۔ دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸۔ جلد ۸ کالم ۳۔ اور اخبار البدر نمبر ۲۰ و ۲۱ مورخہ ۲۴ مئی و یکم جون ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵ کالم ۲۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت بہت قریب آگیا ہے۔ مَیں نے اس وقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں بطور کشف دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ **موتا موتی لگ رہی ہے** کہ مَیں بیدار ہوگیا۔ اور اسی وقت جو ابھی کچھ حصہ رات کا باقی ہے مَیں نے یہ اشتہار لکھنا شروع کیا۔ دوستو! اُٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں۔ مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اس کے کوئی امن نہیں۔ اب ذکھ اُٹھا کر اور سوز و گداز ظاہر کرکے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقویٰ کی راہ میں پورے ذور سے کام

سے کہ اپنا بوجھ آپ اُٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والوں پر اُس کا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں نہ مُردوں کی لاشوں کو دیکھ کر۔ وہ خوف کرنے والوں کے سر پر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے۔ جاہل کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیوں ٹل گئی۔ لیکن اگر خدا میں یہ عادت نہ ہوتی کہ دُعا اور صدقہ اور خیرات اور گریہ اور بکا سے اُن بلاؤں کو دُور کر دیتا جن کا اُس نے ارادہ کیا ہے یا جن بلاؤں اور عذابوں کو نبیوں کی معرفت ظاہر کر چکا ہے تو دُنیا کبھی کی ہلاک ہو جاتی۔ سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔ خدا تعالےٰ کی طرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو۔ اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح افتاں خیزاں اس کی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ۔ اور اگر یہ بھی نہیں تو مُردہ کی طرح اپنے اوٹھائے جانے کا ذریعہ صدقہ خیرات کے راہ سے پیدا کرو۔ نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ آج محض زبانی لاف و گزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے۔ ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسے تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہو جائے۔ اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الہٰی کی جگہ بناؤ۔ اپنے دلوں پر سے ناپاکیوں کے زنگ دُور کرو۔ بیجا کینوں اور بخلوں اور بدزبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اس کے کہ وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانہ سا بنا دے بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانے بن جاؤ۔ عجب بدبخت وہ لوگ ہیں کہ جو مذہب صرف اس بات کا نام رکھتے ہیں کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دارومدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو۔ پس اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو ایسے مت ہو۔ عجب بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اپنے نفس امارہ کی طرف ایک نظر بھی اُٹھا کر نہیں دیکھتا اور بدبُودار تعصب سے دوسروں کو بدزبانی سے پکارتا ہے۔ پس ایسے شخص پر ہلاکت کی راہ کھُلی ہے۔ سو تقویٰ سے پُورا حصہ لو اور خدا ترسی کا کامل وزن اختیار کرو اور دعاؤں میں لگے رہو تا تم پر رحم ہو۔ تم میں سے کون ہے کہ جو بھوک کے وقت صرف روٹی کے نام سے سیر ہو سکتا ہے یا صرف ایک دانہ سے پیٹ بھر سکتا ہے۔ ایسا ہی تم خدا کو راضی نہیں کر سکتے جب تک پورے طور پر متقی نہ بن جاؤ۔ اپنے دشمنوں کے نفسانی جوشوں کا مقابلہ مت کرو تا تم بھی ایسے ہی نہ ہو جاؤ کیونکہ جاہل کا مقابلہ صرف جہالت کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ پس اگر وہ تمہیں ستادیں اور دُکھ دیں یا تمہیں جوش دلانے کے لئے میری

نسبت سبّ و شتم اور دشنام دہی اور ہتک کا طریق اختیار کریں تو تم صبر کرو اور چپ رہو تا وہ خدا جو تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کو آسمان پر دیکھتا ہے تمہیں بدلہ دے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ وہ دن آتے ہیں کہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ایسی سختی کے دن کبھی عام طور پر دنیا پر نہیں آئے۔ ایسا ہوا تا وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں جو ابتدا سے نبیوں نے کی تھیں۔ خدا نے آج سے پچیس۲۵ برس پہلے طاعون کی خبر مجھ کو دی تھی جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی تھی۔ پھر اس وقت خبر دی جب یہ ملک بیماری سے پاک تھا۔ وہ خبر بھی شائع ہو چکی۔ اور پھر طاعون کے اس سخت حملہ کی خبر جو عنقریب ہونے والا ہے۔ یہ اس لئے ہوئی کہ تا لوگ متنبہ ہو جائیں۔ ان چالاک لوگوں کی پیروی مت کرو جن کے دل گندے اور نجاست سے بھرے ہیں جو دوسروں کو خدا کی طرف بُلاتے اور آپ اس سے دُور ہیں۔ خدا ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کس کی زندگی لعنتی اور کس کی زندگی پاک ہے۔ پس تم ایسے دردناک دُعاؤں میں لگ جاؤ کہ گویا مر ہی جاؤ۔ تا دوسری موت سے خدا تمہیں بچا دے۔ دُنیا کے لئے بڑی گھبراہٹ کے دن ہیں۔ مگر دُنیا نہیں سمجھتی لیکن کسی دن سمجھے گی۔ دیکھو میں اس وقت اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اور قبل اس کے کہ تنگی کے دن آویں مَیں نے اطلاع دے دی ہے۔ اب مَیں ختم کرتا ہوں۔ والسلام علٰی من اتبع الھدٰی۔

راقم

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی۔ ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء

اطلاع: اور مَیں نے ان دنوں میں خدا تعالیٰ کے بعض نشانوں اور خاص ہدایتوں کے ظاہر کرنے کے لئے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام نصرۃ الحق ہے وہ قادیان میں چھپ رہی ہے اور صاحبزادہ پیر منظور محمد کو دے دی ہے تا وہ چھاپ کر شائع کریں۔ ہر ایک طالب حق کو اس کا دیکھنا ضروری ہے۔ چاہیئے کہ ان سے قیمتاً طلب کریں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

(زیر اشتہار ۲۰×۲۶ کے ایک صفحہ پر ہے)

([illegible] ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء [illegible])

۲۵۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم * نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا

اَلدَّعْوَت

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں ٭ شد ظہور وعدہائے انبیاء و مرسلین
تابکے جنگ و نبرد و کارزارت باخدا ٭ اے سیہ باطن! بترس از خشمِ ربّ العالمین

چونکہ میرا کام دعوت اور تبلیغ ہے اس لئے میں دوبارہ ظاہر کرتا ہوں۔ اور میں قسم بعزت احدیّت جلشانہ کی کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ معصیت اور دنیا پرستی میں ایسے غرق ہو گئے ہیں کہ خدا تعالےٰ پر بھی ایمان نہیں رہا اور وہ جو اُس کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا ہے اُس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور یہ ٹھٹھا اور لعن طعن حد سے گذر گیا ہے۔ پس خدا فرماتا ہے کہ میں اُن سے جنگ کروں گا ٭ اور میرے وہ حملے اُن پر ہوں گے جو اُن کے خیال و گمان میں نہیں۔ کیونکہ انہوں نے جھوٹ سے اس قدر دوستی کی کہ سچائی کو اپنے پاؤں کے نیچے پامال کرنا چاہا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ میں نے اب ارادہ کیا ہے کہ اپنے غریب گروہ کو ان درندوں کے حملوں سے بچاؤں اور سچائی کی حمایت میں کئی نشان ظاہر کروں۔ اور وہ فرماتا ہے کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" پس تم سوچ کر دیکھو کہ یہ دن کیسے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔ سچ کہو کہ کیا کبھی تمہارے باپ دادوں نے سنا تھا کہ جس زور سے اب ملک کو طاعون کھا رہی ہے کبھی پہلے بھی ایسا زور ہوا تھا۔

٭ جنگ سے مراد انسانی جنگ نہیں ہے بلکہ فرشتوں کا جنگ اور قضاء و قدر کا جنگ ۔ منہ

اور جس طرح ابھی ۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک شدید زلزلہ نے تمہارے دلوں کو ہلا دیا اور عام نقصان پہنچا دیا اور لوگوں کو دیوانہ سا کر دیا۔ کبھی پہلے بھی تم نے یا تمہارے بزرگوں نے اس مُلک میں دیکھا تھا؟ اور یاد رکھو کہ یہ تمام واقعات صرف تکلف اور بناوٹ سے پیشگوئیاں قرار نہیں دیئے گئے بلکہ سالہا سال ان کے وجود سے پہلے براہین احمدیہ میں خبر دی گئی تھی اور ایسا ہی دوسری کتابوں میں جو میری تالیف ہیں یہ خبریں شائع ہو چکی ہیں۔ اور یہ تو پُرانی باتیں ہیں۔ ممکن ہے کہ اکثر لوگوں کو بھول گئی ہوں گی کیونکہ غفلت اور عداوت اور بدظنی یہ تینوں جس جگہ اکٹھی ہو جائیں وہاں حافظہ کب درست رہ سکتا ہے۔ خدا کے وعدے بھی ایمانداری سے ہی یاد رہتے ہیں۔ ورنہ جس شخص کا دل ایمان سے خالی ہو وہ ہزار نشانوں کو بھی آنکھوں سے دیکھ کر ایسا دل سے اُتار دیتا ہے جیسا کہ ایک تنکا توڑ کر پھینک دیا جائے۔

غرض مَیں اس وقت پُرانی پیشگوئیوں پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ مَیں اُن پیشگوئیوں کو پیش کرتا ہوں جن کے شائع کئے جانے پر قریباً ایک مہینہ گذرا ہے۔ دیکھو میرا اشتہار الوصیت جس کو مَیں نے ۲۷؍ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا تھا۔ یہی اشتہار الحکم نمبر ۷ جلد ۹ کے صفحہ ۱۱ پر ۲۸؍ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا۔ اور پھر دوبارہ الحکم مورخہ ۲۴؍ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ میں وہی الہام شائع ہوا ہے۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک خبر کے الفاظ یہ ہیں کہ ۲۶؍ فروری ۱۹۰۵ء کی رات کو جس کی صبح کو ۲۷؍ فروری ۱۹۰۵ء تھی مَیں نے بطور کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شورِ قیامت برپا ہے۔ میرے مُنہ پر یہ الہام الٰہی تھا

کہ موتا موتی لگ رہی ہے اور مجھے دکھایا گیا کہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانے کو ہے۔ نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی نہ عارضی سکونت۔ مقاموں پر اور عارضی سکونت گاہوں پر آفت آئے گی۔ اور پھر مارچ کے مہینہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مکذّبوں کو ایک نشان دکھایا جائیگا۔

اور یہ پیشگوئی بھی اسی الحکم ۲۴؍ مارچ میں شائع ہو چکی ہے۔ اب اے عزیزو! سوچ لو کہ کیا یہ زلزلہ جو

۴ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو اس ملک میں ظاہر ہوا وہی نشان نہیں ہے جس کی خدا نے پہلے سے خبر دی ہے۔ دیکھو کتابوں میں لکھا گیا تھا کہ مہدی موعود کے زمانہ میں رمضان میں کسوف خسوف ہوگا۔ اور مسیح موعود کی نسبت جو عیسائی صاحبوں کی انجیل میں ہے کہ مسیح کے وقت میں مری پڑیگی یعنی طاعون۔ اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کرے گا اور سخت زلزلے آئیں گے۔ پس تم نے ان علامتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر جبکہ تمام نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ان دونوں منصبوں کا مدعی میں ہوں جو تم میں اس وقت پچیس[۲۵] سال سے موجود ہوں۔ پس میرے بعد کس کا انتظار کروگے؟ ان تمام علامتوں کا مصداق تو وہ ہے جو ان نشانوں کے ظہور کے وقت موجود ہے۔ نہ وہ کہ جس کا ابھی دنیا میں نام و نشان نہیں۔ یہ عجیب سخت دلی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی۔ جبکہ میرے دعویٰ کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت میں کوششیں بھی ہو کر ان میں نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کا ہے؟ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نہ جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہوں اور نہ میں دنیا میں جنگ اور خونریزی کرنے کے لئے آیا ہوں بلکہ صلح کے لئے آیا ہوں مگر میں خدا کی طرف سے ہوں میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو۔ اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا۔ ان دونوں سے ہاتھ دھو لو۔ یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لے جائینگے نہ کوئی مسیح اترے گا اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا جو شخص آنا تھا وہ آچکا۔ وہ

میں ہی ہوں

جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے۔

تم نے کیوں ایسا کیا۔ حالانکہ ایسی غلطیاں بہودیوں سے بھی ہوتی رہی ہیں۔ اور ان کے علماء بھی [illegible]

کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتے رہے ہیں کہ سمجھا کچھ اور آخر ظاہر ہو گیا کچھ۔

عزیزو!! شرم اور حیا کرو کہ خدا کے دن آ گئے اور آسمان تمہیں وہ کرشمے دکھا رہا ہے جن کی تمہارے آباؤ اجداد کو خبر نہ تھی۔ مبارک وہ جو میرے بارے میں ٹھوکر نہ کھاویں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۱۴ راپریل ۱۹۰۵ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار $\frac{18\times22}{4}$ کے ایک صفحہ پر ہے)

(ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۲۰ پر بھی یہ الہام شایع ہو چکا ہے۔ منہ)

---

(۲۵۸)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے — نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے

مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آں مردے — کہ مے ترسد از آں یارے کہ ستار است و غفارے

گر آں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے — ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے

بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی — علاجے نیست بہرِ دفع آں جز حسن کردارے

نہ شاید تافتن سر زاں جناب عزت و غیرت — کہ گر خواہد کشد در یک دمے چوں کرم بیکارے

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے — خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

یہ اشتہار حسب منشاء مقدسہ جہاں جہاں پہنچے ہماری جماعت کے لوگ اسے اپنی طرف سے اور چھپوا کر دنیا میں شائع کرنے کی کوشش کریں حضرت نے یہ تاکیدی حکم دیا ہے (عبد الحکیم)

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی کر دیگا

الانذار

(غور سے پڑھو کہ یہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے)

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکہ۔ زلزلة الساعة۔ قوا انفسکم۔ ان اللّٰہ مع الابرار۔ دنیٰ منك الفضل۔ جاء الحق و زھق الباطل۔ ترجمہ مع شرح یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکہ لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا (مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں گے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائیگا بہرحال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو۔ قریب ہو یا بعید ہو، پہلے سے بہت خطرناک ہے۔ سخت خطرناک ہے۔ اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو مَیں بیان نہ کرتا۔ وہ پہلی پیشگوئی جو مَیں نے الحکم اور البدر میں حادثہ سے پانچ ماہ پہلے ملک میں شائع کر کے خبر دی تھی کہ مُلک میں بڑی تباہی پیدا ہوگی اور شور قیامت برپا ہوگا اور یک دفعہ موتاموتی ظہور میں آجائے گی۔ دیکھو وہ نشان کیسا پورا ہوا۔ اور جیسا کہ مَیں نے ابھی لکھا ہے یہ پیشگوئی مذکورہ اخبار الحکم اور البدر میں اس زلزلہ سے قریباً پانچ ماہ پہلے شائع کر دی گئی تھی اور پیشگوئی مذکور یہ ہے عفت الدیار محلھا ومقامھا۔

یعنے بہت سی مخلوق کو مٹا دینے والی تباہی آئے گی جس سے مکانات بے نشان ہو جائیں گے ان مکانوں اور گھروں کا پتہ نہ ملے گا کہ کہاں تھے۔ دیکھو! کیسی صفائی سے یہ خدا کی باتیں پوری ہو گئیں۔ اگر تم عربی دان نہیں تو عربی دانوں سے پوچھ لو کہ اس وحی کے کیا معنے ہیں؟ کہ عفت الدیار محلھا و مقامھا۔ اے عزیزو! اس کے یہی معنے ہیں کہ محلّوں اور مقاموں کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ طاعون تو صرف صاحب خانہ کو لیتی ہے۔ مگر جس حادثہ کی اس وحی الٰہی میں خبر دی گئی تھی اس کے یہ معنے ہیں کہ نہ خانہ رہے گا نہ صاحب خانہ۔ سو خدا تعالےٰ کا فرمودہ جس طور سے اور جس صفائی سے پُورا ہو گیا۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہے اس کی نسبت اشتہار الوصیت میں بھی خبر دی گئی تھی۔ وہ تو جو ہوا سو ہوا۔ مگر اس کے بعد جو آنے والا حادثہ ہے وہ بہت بڑھ کر ہے۔ خدا تعالےٰ لوگوں پر رحم کرے۔ ان کو تقویٰ اور نیک اعمال کا خیال آجاوے۔

بقیہ ترجمہ عربی وحی کا یہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ نیکی کر کے اپنے تئیں بچا لو۔ قبل اس کے جو وہ ہولناک دن آوے جو ایک دم میں تباہ کر دے گا۔ اور فرماتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں۔ اور پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آگیا یعنے وہ وقت آگیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا۔ اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کر لیں۔ پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانے کا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جاوے گا۔ ہر ایک جو دُنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دُنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے، وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسُولوں اور مُرسلوں کو بد زبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائے گا۔

دیکھو! آج مَیں نے بتلا دیا۔ زمین بھی سُنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کرے گا وہ پکڑا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اُترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے۔ پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جس کی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا کہ یہ سب باتیں اس کی طرف سے ہیں۔ میری طرف سے نہیں ہیں۔ کاش یہ باتیں نیک ظنّی سے دیکھی جاویں۔ کاش مَیں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا تا دُنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں۔ دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچا لوگے تو بچ جاؤ گے کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہار بھی ہے۔ اور تم سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہوگا تب بھی رحم کیا جائے گا۔ ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دے گا۔ نادان بدقسمت کہے گا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں۔ ہائے وہ کیوں اس قدر سوتا ہے۔ آفتاب تو نکلنے کو ہے۔ جب خدا تعالےٰ اس وحی کے الفاظ میرے پر نازل کر چکا تو ایک رُوح کی آواز میرے کان میں پڑی جو کوئی ناپاک رُوح تھی اور مَیں نے اس کو یہ کہتے سُنا کہ مَیں سوتے سوتے جہنّم میں پڑ گیا۔ انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر وہ فسق و فجور کو چھوڑ دے۔ کونسا اس میں اس کا نقصان ہے۔ اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے۔ اُٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اس کو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کر دے۔ پس گو یہ حکم تمہارے لئے نہیں ہے مگر یہ تو ضرور چاہیئے کہ اس قدر توبہ استغفار کرو تو گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین۔ والسّلام علےٰ من اتبع الھدیٰ۔

راقـــــــــم

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۸؍اپریل ۱۹۰۵ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان۔ تعداد اشاعت ۶۰۰۰

(یہ اشتہار ۱۸ × ۲۲ کے ایک صفحہ پر ہے)

نوٹ: یہ خبر زلزلہ کی براہین احمدیہ میں بھی میں نے دی تھی جس کو شایع ہوئے قریباً پچیس[۲۵] برس گذر گئے جیسا کہ اسی وحی الٰہی میں خبر ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ اور ایک وحی الٰہی جو اخباروں میں اس ہولناک زلزلہ کی نسبت شائع ہو چکی ہے۔ یہ ہے چونکا دینے والی خبر۔ منہ

---

(۲۵۹)

سونے والو! جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے ٭ جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر ٭ وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سرِ راہ پر کھڑا نیکوں کے وہ مولیٰ کریم ٭ نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے

حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

(از حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

النّداء من وحی السّماء

یعنی

ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دویم

وحیِ الٰہی سے

۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت اور ہوش رُبا ہوگا۔ چونکہ دو مرتبہ مکرر طور پر اس علیم مطلق نے اس آئندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلاوے گا، دُور نہیں ہے۔ مجھے خدائے عزّوجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونوں زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لئے دو نشان ہیں اُنہیں نشانوں کی طرح جو موسیٰؑ نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اور اس نشان کی طرح جو نوحؑ نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا۔ اور یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد ابھی بس نہیں ہے بلکہ کئی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی اور حیرت زدہ ہو کر کہے گا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔ ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حیرت ناک کام دکھلاؤں گا اور بس نہیں کروں گا جب تک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کرلیں اور جس طرح یوسفؑ نبی کے وقت میں ہوا کہ سخت کال پڑا یہاں تک کہ کھانے کے لئے درختوں کے پتّے بھی نہ رہے اسی طرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا۔ اور جیسا کہ یوسفؑ نے اناج کے ذخیرے سے لوگوں کی جان بچائی۔ اسی طرح جان بچانے کے لئے خدا نے اس جگہ بھی مجھے ایک رُوحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے۔ جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پُورے وزن کے ساتھ کھائے گا میں یقین رکھتا ہوں کہ

لہ قرآن شریف میں اس نشان زلزلے کی نسبت ایک صاف پیشگوئی سورہ النازعات میں درج ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی قسم کھا کر جو ایسے امور کے انتظام کے واسطے مامور ہوتے ہیں فرمایا ہے کہ یوم ترجف الراجفة۔ تتبعها الرادفة۔ کیا معنے اُس وقت زمین کانپنے لگے گی اور ایسی کانپے گی کہ گویا اس کا نام راجفہ رکھ دیا جائے گا یعنی متواتر زلزلے آتے رہیں گے اور اس کے بعد پھر ایک اور بڑا زلزلہ آئے گا۔ اس میں آئندہ زلزلے کے واسطے ایک پیشگوئی ہے اور جو زلزلہ ہو چکا ہے اس کی بھی پیشگوئی درج ہے۔ یہ قرآن شریف کی صداقت کا ایک بڑا بھاری نشان ہے۔

یہ پیشگوئی دوسرے زلزلہ کی ۹ اپریل ۱۹۰۵ء کی وحی الٰہی کی بناء پر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خطرناک زلزلہ صرف ایک نہیں بلکہ غالباً اس کے بعد کئی اور زلزلے بھی ہیں۔

ضرور اُس پر رحم کیا جائے گا۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ پھر کیٔی لوگ احمدی جماعت میں سے طاعون سے کیوں مر گئے۔ پس یاد رہے کہ اب تک ایک فرد بھی ہماری جماعت میں سے طاعون یا زلزلہ سے نہیں مرا جس نے عملی حالت کو محبّتِ کاملہ اور قوّتِ ایمان اور پُورے صدق اور صفا اور دین کو مقدّم رکھنے کے ساتھ جمع کیا ہو اور جس کو مَیں نے اُن علامات کے ساتھ شناخت کر لیا ہو یا مجھ کو اُس کے اِس مرتبے کی خبر دی گئی ہو۔ ہاں چونکہ لاکھوں انسان اس جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور اکثر وہ ہیں جو ایک بچّے کی طرح کمزور ہیں اور ایسے بھی ہیں جو کسی ابتلاء کے وقت ثابت قدم بھی نہیں رہ سکتے اور ایسے بھی ہیں جو تھوڑے سے امتحان میں پڑ کر مُرتد ہونے کو تیار ہوتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو یہ اقرار کر کے جھوٹ بولتے ہیں جو ہم نے دین کو دُنیا پر مقدّم کر لیا ہے حالانکہ ابھی تک وہ دُنیا کے گند میں پڑے ہیں۔ ہرگز دین کو دُنیا پر مقدّم نہیں کیا۔ دن رات مُردار دُنیا میں مبتلا اور اسی غم و ہم میں گرفتار ہیں اور ان کی عملی حالت اسی پر گواہی دے رہی ہے کہ انہوں نے دین کو دُنیا پر مقدّم نہیں کیا۔ ہرگز نہیں کیا۔ لیکن مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ بڑی رُوحانی ترقی کر لیں گے۔ غرض ممکن نہیں اور بالکل ممکن نہیں کہ جس شرط پر مَیں لوگوں کو بیعت میں داخل کرتا ہوں اور جس راہ پر مَیں چلانا چاہتا ہوں اس پر مضبوط پنجے مار کر پھر بھی کوئی شخص موردِ عذابِ الٰہی ہو۔ ہاں کمزوری کی حالت میں اُن کے لئے طاعون سے فوت ہونا ایک شہادت ہے جو گناہ سے صاف کر کے ان کو بہشت میں پہنچائے گی اور یہی خبر خدا نے مجھے دی تھی جس کو مَیں نے عام طور پر شائع کر دیا تھا مگر لوگوں نے جیسا کہ اُن کی عادت ہے اس الہام میں تحریف کر کے اپنی طرف سے یہ شائع کیا کہ گویا میرا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی مرید میرا گو اس کی عملی یا ایمانی حالت کیسی ہی ہو طاعون سے نہیں مریگا۔ تعجّب ہے کہ ہمارے مخالف لوگوں میں افتراء کی عادت کس قدر بڑھ گئی ہے۔ اصل الہام جس سے مَیں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ خدا تعالےٰ ہر ایک کامل الایمان اور کامل العمل کو جو ہماری جماعت میں سے ہوگا، طاعون کی موت سے بچائے گا۔

یہ ہے الذین اٰمنوا و لم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم

مھتدون ۔ یعنی جن لوگوں نے مجھے قبول کیا اور مجھ پر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم اور قصور اور کسی نوع کے ایمانی یا عملی تاریکی یا نقص کے ساتھ مختلط نہیں کیا وہ طاعون کے حملے سے امن میں رہیں گے ۔ پس اس وحی سے کہاں نکلتا یہ ثابت ہے کہ جو لوگ اپنے اندر کچھ نقص اور ظلم رکھتے ہیں یا کوئی ایمانی کمزوری، وہ بھی اس وعدہ الٰہی کے نیچے داخل ہیں۔ نعوذ باللہ من سوء الفھم وافراط الوھم ۔ مَیں ایسے چند لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو پہلے اس جماعت میں داخل ہوئے تھے اور پھر مرتد ہو گئے ۔ اگر وہ اس جماعت میں رہ کر طاعون سے مَر جاتے تو جلد باز اور ناواقف لوگ یہی کہتے کہ دیکھو اس جماعت کے یہ لوگ تھے جو طاعون سے مر گئے حالانکہ اُن کے اندر ایک خبیث مادہ تھا جس کو خدا جانتا تھا اور لوگ نہیں جانتے تھے ۔ اور وہ اس پھوڑے کی طرح تھے جو اُوپر سے بہت چمکتا ہو اور اندر بجز پیپ کے اور کچھ نہ ہو ۔ ہاں خدا نے مجھے یہ خبر دے رکھی ہے کہ طاعون اس جماعت کی تعداد کو بڑھائے گی اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کو گھٹائے گی ۔ سو آخر پر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی ۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ظلم کے سبب سے جو کیا گیا اور طاعون کے نشان کو دیکھ کر لوگ ہنسی سے پیش آئے یہ دوسرا نشان زلزلے کا ظاہر ہوا جس کی خبر آج سے قریباً ایک برس پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کی گئی تھی اور پہلے اشتہار میں جو لکھا گیا کہ زلزلہ سے پانچ مہینے پہلے الہام عفت الدیار محلھا و مقامھا ہوا تھا وہ غلطی سے لکھا گیا تھا بلکہ مئی ۱۹۰۴ء میں ان دونوں اخباروں میں اس خوفناک زلزلہ کی خبر شائع کی گئی تھی ۔ ساتھ اس کے یہ بھی الہام تھا کہ زلزلے کا دھکا ۔ زلزلہ شدیدہ کی نسبت ان دونوں اخبارات میں زلزلہ سے بہت مدت پہلے یہ الہام بھی شائع ہو چکا ہے کہ چونکا دینے والی خبر ۔ اور اسی زلزلہ کی نسبت براہین احمدیہ اور سبز اشتہار میں وحی الٰہی شائع ہوئی ہے ۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون ۔ یعنے ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر ۔ اور ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں مجھ سے بات نہ کر کہ مَیں ان سب کو غرق کروں گا ۔ اور عربی الہام مذکورہ بالا کا مفہوم یہ تھا کہ زلزلہ کے وقت جو مکان بطور سرائے کے ہونگے

یا جو مستقل طور پر سکونت کے مکانات ہوں گے وہ حادثہ زلزلہ سے نابود ہو جائیں گے۔ ان کا نام و نشان نہ رہے گا اور پھر اشتہار الوصیت میں بھی زلزلے سے پہلے شائع کیا گیا تھا۔ کہ موتا موتی کا واقعہ آنے والا ہے۔ جس سے شور قیامت برپا ہوگا۔

غرض اے ناظرین آپ صاحبان بچشم خود دیکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو میں نے الحکم اور البدر میں شدید زلزلے کے بارے میں آج کی تاریخ سے ایک برس پہلے کی تھی۔ وہ کس زور سے پوری ہوئی۔ اور جو سخت حادثے کانگڑہ اور بھاگسو اور پالم پور اور سوجان پور تیرہ اور دیگر مقامات جیسا کہ کلّو اور ریلو میں ہوئے، اُن کی تفصیل کی اس جگہ حاجت نہیں۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی جس سے دلوں پر بہت اثر ہونا چاہیئے تھا۔ مگر مَیں نے سُنا ہے کہ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاہور اور امرتسر میں اس پر بھی بہت ٹھٹھا کیا گیا۔ خاص کر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے اس ٹھٹھے سے بہت ساحصّہ لیا اور ردّ کے طور پر لکھا کہ ایسے زلزلے ہمیشہ آتے ہیں اور جاپان میں بہت زلزلے آیا کرتے ہیں اس شخص نے دیدہ و دانستہ سچّائی کا خون کرنا چاہا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ دُنیا میں کوئی نئی بات نہیں۔ نوحؑ کے طوفان تک کا بھی پہلے ایک نمونہ گذر چکا ہے۔ مگر خدائے تعالیٰ جب کسی شدید حادثہ کی قبل از وقت خبر دے۔ جو اُس ملک کے رہنے والے اُس کو ایک غیر معمولی واقعہ اور ایک انہونی بات خیال کرتے ہوں۔ اور اپنے ملک میں ان کے باپ دادوں نے اس کی نظیر نہ دیکھی ہو اور ایسا امر اُن کے مُلک میں ظاہر ہونا ان کے خیال وگمان میں بھی نہ ہو وہ امر واقع ہو جائے اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے تو پھر بھی اس کو معمولی بات سمجھنا اگر ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے۔ مگر مَیں جانتا ہوں کہ اس درجے کا تعصّب رکھنے والے اور دانستہ حق کو چھپانے والے دُنیا میں بہت کم ہوں گے۔ شاید ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اس اپنی سیرۃ میں لاہور میں ایک ہی ہوں یا چند آدمی جو انگلیوں پر شمار ہوتے ہیں ان کے ہم مشرب ہوں۔

بہرحال جبکہ پہلی پیشگوئی کو ڈرنے والے دل کے ساتھ نہیں دیکھا گیا اور مجھ کو بقول پیسہ اخبار ایک دکاندار یا افتراء کے کاموں کا تاجر ٹھیرایا گیا ہے تو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اب **دُوسرا نشان**

دکھا دے تا ماننے والوں پر اس کا رحم ہو اور توبہ کرنے والے توبہ کرلیں۔ اور تا وہ لوگ جو کئی منزلوں کی چھتوں کے نیچے سوتے ہیں وہ کسی اور جگہ ڈیرے لگالیں۔ اس وقت بجز توبہ کیا علاج ہے۔ اس آنے والے حادثہ کے لئے کوئی ٹیکا بھی تجویز نہیں ہو سکتا جس سے تسلی ہو۔ پس میں محض خیر خواہی مخلوق کے لئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔ کم سے کم ظلم اور تعدی اور فسق و فجور اور ٹھٹھے اور ہنسی سے دستکش ہو جانا چاہیئے۔ بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا صدقہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہے اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جاوے۔ یاد رہے کہ اگر کسی کا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بدزبانی کرنے والوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ہر ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غربت اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ بباعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہوگا۔ مگر دنیا میں خدا تعالےٰ کریم و رحیم ہے دوسروں کی نسبت اس پر رحم کرے گا بشرطیکہ شریر جماعتوں کے ساتھ اس کا پیوند اور تعلق نہ ہو۔

خوب یاد رکھو کہ جن قوموں کو خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے عذاب میں مبتلا کیا تھا جیسا کہ نوحؑ کی قوم اور فرعون کی قوم اور لوطؑ کی قوم۔ وہ اس لئے ہلاک نہیں کی گئی تھیں کہ مذہبی اختلاف درمیان تھا بلکہ وہ اپنی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے ہلاک کی گئی تھیں۔ نوحؑ کی قوم نے نہ صرف حضرت نوحؑ کو مفتری سمجھا بلکہ دن رات ٹھٹھا ہنسی ان کا پیشہ ہو گیا۔ اور فرعون اور

لے آیت قرآنی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا سے صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے قہری عذاب کے نازل ہونے سے پہلے خدا کی طرف سے کوئی رسول ضرور مبعوث ہوتا ہے جو خلقت کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہے اور یہ عذاب اس کی تصدیق کے واسطے قہری نشانات ہوتے ہیں اس وقت بھی خدا کا ایک رسول تمہارے درمیان ہے جو مدت سے تم کو ان عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔ پس سوچو اور ایمان لاؤ تا کہ نجات پاؤ۔ منہ ؂

اس کی قوم نے پہلے سے زیادہ بنی اسرائیل پر ظلم کرنا شروع کیا۔ اور لُوط کی قوم نے فسق و فجور میں جیبر تک نوبت پہنچائی۔ اور جب اُن کو سمجھایا گیا تو لُوط اور اس کے اصحاب کی نسبت انہوں نے اپنے رفیقوں کو وہ کہا جو قرآن شریف میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ اخرجوهم من قریتکم انهم اناس یتطهرون۔ یعنی ان لوگوں کو اپنے گاؤں سے باہر نکالو۔ یہ تو طہارت اور تقویٰ لئے پھرتے ہیں۔ یعنی ہمارے مخالف اَور اَور باتیں لوگوں کو کہتے ہیں۔ پس خدا کا غضب اُن قوموں پر بھڑکا* اور اُن کو صفحہ زمین سے ناپدید کر دیا۔ پس کیا تم اُن لوگوں سے زیادہ سخت ہو۔ یا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ سے مقابلے کا کچھ سامان موجود ہے اور اُن کے پاس موجود نہ تھا اور یا تم عذاب سے بَری کئے گئے ہو اور یا خدا تعالےٰ میں اب وہ عذاب دینے کی قوّت نہیں جو پہلے تھی۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس آنے والے نشان کے بعد جو مجھ کو قبول کرے گا اس کا ایمان قابلِ عزت نہیں۔ جس کے کان ہیں سُنے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ زمین والوں نے میری طرف سے مُنہ پھیر لیا ہے۔ پس جبکہ انسانی سلطنت عدول حکمی سے ناراض ہو جاتی ہے اور ہولناک سزا دیتی ہے، پھر خدا کا غضب کیسا ہو گا۔ پس توبہ کرو کہ دن نزدیک ہیں۔ اور اس بارے میں جو عربی میں مجھے وحی الٰہی ہوئی اس جگہ میں اس کو معہ ترجمہ لکھ کر اس اشتہار کو ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

---

* درحقیقت اس حادثہ میں اس عادۃ اللہ کی مثال ڈپٹی عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام ہیں عبداللہ آتھم نے پیشگوئی کو سُنکر کوئی شوخی نہیں دکھلائی تھی بلکہ روتا رہا اس لئے خدا نے جو رحیم و کریم خدا ہے اس کی میعاد میں تاخیر ڈال دی۔ جیسا کہ پہلے الہام میں اس کا وعدہ تھا۔ مگر لیکھرام نے شوخی دکھلائی اور پیشگوئی کو سُنکر بدزبانی میں بڑھ گیا اور ہر مجلس میں گالیاں دینا اپنا شیوہ اختیار کر لیا۔ اس لئے غیّور خدا نے اس کی اصل میعاد بھی پوری نہ ہونے دی اور ابھی پانچ برس ہی گذرے تھے جو اپنی سزا کو پہنچ گیا اور زبان کی چھُری دوسرے رنگ میں اس کو لگ گئی۔ منہ

بخور آنچہ ترا بخورانم - لک درجة فی السمآء و فی الّذین هم
یبصرون - نزلت لک - لک نری اٰیاتٍ و نهدم ما
یعمرون - قل عندی شهادة من اللّٰه فهل انتم مؤمنون
کففت عن بنی اسرائیل - ان فرعون و هامان و جنودهما
کانوا خاطئین - انّی مع الافواج اٰتیک بغتةً۔

یعنے جو کچھ میں تجھے کھلاتا ہوں وہ کھا۔ تیرا آسمان پر ایک درجہ ہے۔ اور نیز ان میں درجہ ہے جو آنکھیں رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ اور میں تیرے لئے زمین پر اُتروں گا تا اپنے نشان دکھلاؤں ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائیں گے اور وہ عمارتیں جن کو غافل انسان بناتے ہیں یا آئندہ بنائیں گے گرا دیں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے ہوں گے جو عمارتوں کو وقتاً فوقتاً گرائیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں، بچاؤں گا۔ اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے۔ اس طرح پر وہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کروں گا کہ فرعون یعنے وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ہامان یعنے وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو اُن کا لشکر ہیں یہ سب خطا پر تھے۔ اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنی فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دکھلانے کے لئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا یعنے اُس وقت جب اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور ٹھٹھے اور ہنسی میں مشغول ہوں گے اور بالکل میرے کام سے بے خبر ہوں گے تب میں اس نشان کو ظاہر کروں گا کہ جس سے زمین کانپ اُٹھے گی۔ تب وہ روز دُنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن آوے توبہ سے اس کو راضی کرلیں کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور توّاب ہے جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے۔

یاد رہے کہ ان دونوں زلزلوں کا ذکر میری کتاب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے

جو آج سے پچیس برس پہلے اکثر ممالک میں شائع کی گئی تھی۔ اگرچہ اُس وقت اس خارق عادت بات کی طرف ذہن منتقل نہ ہو سکا۔ لیکن اب پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آئندہ آنے والے زلزلوں کی نسبت پیشگوئیاں تھیں جو اس وقت نظر سے مخفی رہ گئیں۔ چنانچہ پہلی پیشگوئی ان میں سے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ میں موجود ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے۔

فبراہ اللّٰہ مما قالوا وکان عند اللّٰہ وجیھا۔ الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکًّا واللّٰہ موھن کید الکافرین یعنے خدا اپنے اس بندے کو ان تہمتوں اور بہتانوں سے بری کرے گا جو اس پر لگائے جائیں گے۔ وہ خود اپنے بندے کے لئے کافی ہے۔ پس جب خدا پہاڑ پر تجلی کرے گا تو اس کو پارہ پارہ کر دے گا اور جو کچھ مخالف لوگ ناحق کے الزاموں میں مبتلا کرنا چاہیں گے۔ ان کے سب مکر شکست کر دے گا۔ اب چونکہ انہیں دنوں میں مخالف لوگ طرح طرح کی تہمتیں لگانے میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور اسی زمانے میں خدا نے زلزلہ شدید کی مجھے ایک برس پہلے خبر دی۔ چنانچہ مطابق اس کے پہاڑوں پر زلزلہ کی سخت آفت آئی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس جگہ پہاڑوں کے پارہ پارہ کرنے سے مراد یہ زلزلہ تھا جس کی الحکم وغیرہ میں ایک برس پہلے خبر دی گئی۔ دوسری پیشگوئی براہین احمدیہ میں زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔

مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم فلما تجلّی ربہ للجبل جعلہ دکًّا قوۃ الرحمٰن لعبید اللّٰہ الصمد

عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ان دنوں میں تیرے پر ایک فتنہ برپا کیا جائے گا پس خدا تجھے بری کرنے کے لئے ایک نشان دکھلائے گا اور وہ یہ کہ پہاڑ پر اس کی تجلی ہوگی اور

دہ پہاڑ کو پارہ پارہ کر دے گا۔ یہ خدا کی قوت سے ہوگا تا وہ اپنے بندے کے لئے نشان دکھاوے
دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۷ اور پھر رسالہ آئین میں جو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ
کر سنہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا تھا۔ یہی خبر نظم میں دی گئی تھی اور وہ شعر یہ ہیں

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت ٭ دکھاؤ جلد تر صدق و انابت

کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت ٭ کہ یاد آجائیگی جس سے قیامت

مجھے یہ بات مولا نے بتا دی ٭ فسبحٰن الّذی اخزی الاعادی

اب سنو اے عزیزو! کہ آج مَیں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ اب چاہو ٹھٹھا کرو، گالیاں دو، تہمتیں لگاؤ اور مفتری نام رکھو اور چاہو تو قبول کرو۔ مَیں نے قبل از وقت بتا دیا۔ بدقسمتو! تم آنے والے عذاب سے بھاگ نہیں سکتے۔ خدا برحق ہے اور اس کے وعدے برحق۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

راقــــــــــــــــــــــــم

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے آٹھ صفحات پر ہے)

لہ پہلے اکثر مسلمان جو اپنی غلط فہمی سے حضرت عیسٰیؑ کو آسمان سے اُتار رہے تھے وہ بات صحیح نہ تھی بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح ہو کر آنے والا یہی راقم تھا۔ لیکن ان لوگوں کا کچھ قصور نہیں کیونکہ قبل از وقوع کسی پیشگوئی کے معنے کرنے میں عوام تو ایک طرف بعض اوقات انبیاء بھی اجتہادی غلطی کر بیٹھتے ہیں گو بعد اس کے پیشگوئی کے وقوع کے وقت معنے کھُل جاتے ہیں۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زلزلہ کی خبر بار سوم

آج ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے۔ سو مَیں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر تمام دُنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آوے گی۔ جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے۔ مَیں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں کے بعد خدا تعالیٰ اس کو ظاہر فرمادے گا۔ مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دُور نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے۔ اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شائع کر رہے ہیں کہ ایسا کوئی سخت زلزلہ آنے والا نہیں ہے۔ وہ اگر منجم ہیں یا کسی اَور علمی طریق سے اٹکلیں دوڑاتے ہیں، وہ سب جھوٹے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی دل میں گذرا۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اُس کا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے؟ اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سُنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور اُن

کے دل ڈرتے نہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ مَیں چھُپ کر آؤں گا۔ مَیں اپنی فوجوں کے ساتھ اُس وقت آؤں گا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا کچھ حصہ رات میں سے یا ایسا وقت ہوگا جو اس سے قریب ہے۔

پس اے عزیزو! تم جو خدا تعالےٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہشیار ہو جاؤ اور اپنے توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالےٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے۔ بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جن کا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور اُن کی زبانیں مُردار سے بدتر ہیں۔ وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ وہ دلوں کے اندھے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز مَیں اُن پر رحم کروں گا جن کے دل مجھ سے ترساں اور ہراساں ہیں۔ جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ اور خدا نے یہ بھی فرمایا کہ اس روز تیرے لئے فتح نمایاں ظاہر ہوگی کیونکہ خدا اس روز وہ سب کچھ دکھلائے گا جو قبل از وقت دُنیا کو سُنایا گیا۔ خوش قسمت وہ جو اَب بھی سمجھ جائے۔

یاد رہے کہ خدا کا غیب نہایت عمیق در عمیق ہوتا ہے۔ بجز اُن خدا کے مُرسلوں کے جو جناب الٰہی میں برگزیدہ ہوتے ہیں اور کسی پر نہیں کھُلتا اور کسی کو اس خالص غیب سے اطلاع نہیں دی جاتی۔ پس مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کرتے اور نہ مجھ کو، اُن کو پتہ لگ جائے۔ مَیں محض ہمدردی کی راہ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر بڑے بڑے مکانوں سے جو ۲ منزلے سہ منزلے ہیں اجتناب کریں تو اس میں رعایت ظاہر ہے۔ آیندہ اُن کا اختیار۔ والسلام

المشتھر میرزا غلام احمد قادیانی۔ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء بروز شنبہ

(نولکشور پریس لاہور)

(یہ اشتہار ۲۲×۲۹/۴ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۲۶۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ*

یہ عجیب زمانہ ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کی جاتی ہے۔ بعض اخباروں والے خاص کر پیسہ اخبار لاہور اس بات سے بہت ناراض ہوئے ہیں کہ میں نے دوسرے زلزلہ کی خبر کیوں شائع کی ہے۔ حالانکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے شائع کیا وہ بدنیتی سے نہیں ہے اور نہ کسی کو آزار دینا اور تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے۔ میں نے پہلے اس سے ۱۹۰۱ء میں ایک زلزلہ شدیدہ کی خبر شائع کی تھی جس کا یہ مضمون تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنے والا ہے جو ہولناک ہوگا۔ اور پھر میں نے اسی زلزلہ کے بارے میں مئی ۱۹۰۴ء میں بذریعہ اخبار شائع کیا کہ وہ زلزلہ آنے والا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائے گا اور بڑی بڑی عمارتیں گریں گی اور جو عارضی طور پر فرودگاہیں ہیں وہ بھی گریں گی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں ہیں وہ بھی نابود ہو جائیں گی۔ اور اس زمانہ سے پچیس ۲۵ برس پہلے بھی میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ

* ہماری جماعت کے ہریک ذی مقدرت لوگوں پر جو مختلف اضلاع میں رہتے ہیں واجب ہوگا کہ عوام کی غلطیاں دور کرنے کے لئے اور شریر لوگوں کے دھوکہ کے ازالہ کے لئے جو ناحق میرے اشتہارات کے الٹے معنے کر کے سادہ لوگوں کو تشویش میں ڈالتے ہیں اور گورنمنٹ کو عمداً دھوکہ دیتے ہیں کسی قدر اپنے طور پر یہی اشتہار لفظ بلفظ چھاپ کر اپنے گرد و نواح میں اور دور و نزدیک میں شائع کر دیں۔ تا مستحق ثواب ہوں اور لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے۔ منہ

میں اسی زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائیں گے اور بڑی آفت پیدا ہوگی۔ اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوگئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جس کی تحریر کرنے کی حاجت نہیں۔ تب مجھے اس حادثہ سے اس قدر صدمہ پہنچا کہ جس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہوں گے جن کو میری مانند ملک کی اس تباہی کا صدمہ پہنچا ہو۔ کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شائع کرنے کا تھا اس پیشگوئی کو شائع نہ کیا۔ کیونکہ وہ پیشگوئی صرف اردو کے دو اخبار اور دو رسالوں میں شائع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی ہے کہ عربی پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اس کو شائع نہیں کیا گیا تھا۔ اگرچہ میں اس وقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک واجبی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کرے گا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہوں بجز گالیاں سننے کے میں اس کا کوئی صلہ نہیں پاتا۔ تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم و حکیم کی طرف سے ملی تھی میں نے اس کی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس پر کاربند ہو کر بعض جانیں بچ جاتیں چنانچہ جس قدر میری جماعت میں سے دھرم سالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی ان میں سے ضائع نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہوں گے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی۔ میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یک دفعہ پھر مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنے والا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جس کو میرا خدا جانتا ہے۔ اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ میں نے زلزلہ کی پہلی خبر کو کما حقہ کیوں شائع نہ کیا اور کیوں بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب

دوسرے زلزلہ کی خبر پا کر میرا دل اس بات کے لئے بے اختیار ہو گیا کہ پہلی فروگذاشت کی اب تدارک کروں۔ اسی غرض سے مَیں نے تین اشتہار شائع کئے تا لوگوں کو متنبّہ کروں کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہاں تک ممکن ہو۔ ایسی عمارتوں سے بچیں جو دو منزل سہ منزل ہیں۔ اور اب کی دفعہ مَیں نے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کے لئے کئی ہزار اشتہار شائع کئے اور اخباروں میں بھی یہی مضمون شائع کرایا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شائع کرا دیا۔ بلکہ اس اطلاع کے لئے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹنٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وائسرائے بالقابہ کی خدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹال دے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنے والے حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔

؎۱ اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی۔ بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ ہم نے ۱۱ سے ۱۴ مئی مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہم نے کوئی تاریخ نہیں لکھی۔ ایسی پیشگوئیوں میں عموماً یہی سنۃ اللہ ہے۔ چنانچہ انجیل میں بھی صرف یہ لکھا ہے کہ زلزلے آویں گے مگر تاریخ مقرر نہیں ہے۔ مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ بہرحال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط رکھنا ضروری سمجھ کر مَیں اب تک خیموں میں باہر جنگل میں گذارہ کرتا ہوں اور خیموں کے خریدنے اور عمارتوں کے بنانے میں ایک ہزار روپیہ کے قریب ہمارا خرچ بھی ہو چکا ہے اور اس قدر خرچ کون اٹھا سکتا ہے بجز اس کے جو سچے دل سے ایک آنے والے حادثہ پر یقین رکھتا ہے۔ مجھے بعد میں زلزلہ کی نسبت

یہ بھی الہام ہوا تھا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ مجھے اس پر غور کرنے سے اجتہادی طور پر خیال گذرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی الٰہی کے یہ چاہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی۔ شاید ان تصریحات کے لئے بہار کے ایام کو کچھ خصوصیت ہو اور ممکن ہے کہ اس وحی کے اور معنے ہوں اور بہار سے مراد کچھ اور ہو۔ منہ

اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کے لئے میں نے یہ کام نہیں کیا۔ اور جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا، ان سے پہلے میں آپ ڈرا۔ اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں۔ میں واپس قادیان میں نہیں گیا۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنے والا ہے۔ میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جس کی مقدرت ہو اسے ضروری کام ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دُعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے۔ پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں مع اہل وعیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے۔ مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرائط ہمدردی میں داخل ہے۔ اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے کسی حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں۔ ان کو کچھ خبر نہیں اور میں اُن کو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑیں گے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوں گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بناء پر یہ پیشگوئی نہیں کی گئی ہے بلکہ اگر حکّام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی۔ پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اس بات کے باور کرنے کے لئے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگوں کو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا۔ کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے۔ ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کرے گا وہ بچایا جائے گا۔ پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے۔ ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خوری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے وہ تشویش میں پڑیں گے سو اُن کی تشویش کی نہ خدا کو پرواہ ہے اور نہ گورنمنٹ کو۔ اگر اُن کو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں ان کے لئے جیلخانے کیوں طیار کرتیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ مجھ پر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے اشتہاروں سے تشویش میں ڈال دیا ہے۔ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے مَیں منجم ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعویٰ ہے۔ صرف یہ دعوےٰ ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی پاتا ہوں۔ مگر اس دعویٰ کے یہ لوگ سخت منکر ہیں اور اسی بنا پر مجھے کافر اور دجّال کہتے ہیں اور اسی بناء پر یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شائع کئے ہیں کہ اس دعویٰ میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اس قدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دُنیا میں اشتہار شائع کر چکے ہیں جن سے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہوں۔ جو شخص اُن کے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں؟* اگر مجھے بندگانِ خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو مَیں ایک ورق بھی شائع نہ کرتا۔ مگر پہلی پیشگوئی کا بڑے زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچ کر اس طرف لایا کہ مَیں دوسری پیشگوئی کے شائع کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور کماحقہ شائع کر دوں۔ بعض نے میری طرف سے خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں۔ لیکن اگر میرے اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط پر کاربند ہو جائیں اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کر لیں اور ان کی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا

* نوٹ۔ اس جگہ نمونہ کے طور پر مخالفین میں سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیوں کی جب اس طرح تکذیب کی جاتی ہے تو پھر یہ پیشگوئیاں کسی کے واسطے تشویش کا موجب نہیں ہیں۔ اور نہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں بلکہ اس پر مضحکہ اُڑاتے ہیں۔ چنانچہ ایک تازہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اس جگہ بطور نمونہ کے نقل کر کے دکھلاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔

اور وہ عبارت یہ ہے

میں آج ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعویٰ سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک اور بجھے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلّی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵۔۸۔

چیز ہے۔ کیا مجھے کبھی مرنا نہیں یا اپنی جان سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دوں۔ اور بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ اشتہار اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ تا لوگ ڈر کر ان کی بیعت قبول کر لیں مگر میں حق پوشی کا میں کیا جواب دوں۔ میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکھ چکا ہوں کہ اصلاح نفس اور توبہ سے اس جگہ میری یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے۔ بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کسی کا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کے لئے یہ دُنیا عدالت گاہ نہیں ہے، اس کے لئے عالم آخرت مقرر ہے اور جس قدر قوموں کو پہلے اس سے سزا

٭ بقیہ نوٹ۔ ۱۲ اور ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئے گا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا۔ گرشن قادیانی زلزلہ کے آمد کی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا۔ مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئے گا۔ اس لئے میں ان بھولے بھالے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی طرف لفاظیوں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں بڑے زور سے اطمینان اور تسلّی دیتا ہوا خوشخبری سُناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا!! نہیں آئے گا!! اور نہیں آئے گا!!! اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلّی رکھیں۔ مجھے یہ خوشخبری حقیقی نورالٰہی اور کشف کے ذریعہ سے دی گئی ہے جو انشاءاللہ بالکل ٹھیک ہوگی۔ میں مکرر سہ کرر کہتا ہوں اور اس نورالٰہی سے جو مجھے بذریعہ کشف دکھلایا گیا ہے مستفیض ہو کر اور اس کے اعلان کی اجازت پا کر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیشگوئی میں بھی ذلیل اور رسوا ہوگا۔ اور خداوند تعالےٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے اپنی گنہگار مخلوق کو اپنے دامن عاطفت میں رکھ کر اس نارسیدہ آفت سے بچائے گا اور کسی فرد بشر کا بال تک بیکا نہ ہوگا۔

علامہ محمد بخش حنفی سیکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور

٭ ٭ ٭

ہوئی ہے مثلاً آسمان سے پتھر برسے یا طوفان سے غرق کئے گئے یا زلزلہ نے اُن کو فنا کیا اس کا یہ باعث نہیں تھا کہ وہ بُت پرست تھے یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کے پرستار تھے۔ اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیوں پر قائم ہوتے تو کوئی عذاب ان پر نازل نہ ہوتا۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی آنکھ کے سامنے سخت گناہ کئے اور نہایت درجہ شوخیاں دکھلائیں اور اُن کی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہوگئی۔ اس لئے اسی دُنیا میں اُن پر عذاب نازل ہوا۔ خدا کریم و رحیم ہے۔ اور غضب میں دھیما ہے۔ اگر اس زمانہ کے لوگ اُس سے ڈریں اور بدکاریوں اور ظلمتوں اور طرح طرح کے بُرے کاموں پر ایسی جرأت نہ کریں کہ گویا خدا نہیں ہے تو پھر ان پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و اٰمنتم ۱۸؎ یعنے خدا تمہیں عذاب دے کر کیا کریگا اگر تم شکر گذار بن جاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اس کی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اس کے مقابل پر فرماتا ہے قل مایعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم ۱۹؎ یعنی ان کو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بن جاؤ اور اس کی یاد میں مشغول نہ رہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پروا کیا رکھتا ہے۔ اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اس کے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بیقیدی اور دلیری کے ساتھ اس کے تمام اعمال ہوں تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جس کا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال بھی بہت سے کاموں میں آجاتی ہے اور مَیں جانتا ہوں کہ جس قدر مَیں نے لکھا ہے وہ اُن لوگوں کے لئے بس ہے جن کے دل ٹیڑھے نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے۔

والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۱؍مئی ۱۹۰۵ء

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں ۲۲؍مئی ۱۹۰۵ء کو چھپ کر شائع ہوا (یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے چار صفحات پر ہے)

٭ اسی پیشگوئی کے متعلق جو زلزلہ ثانیہ کی نسبت شائع ہو چکی ہے آج ۲۲؍مئی ۱۹۰۵ء کو بوقت پانچ بجے صبح خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی صدقت الرؤیا انا کذالک المتصدقین یعنی زلزلہ کی نسبت تیرے دیکھے ہوئے کو ہم نے سچا کر کے دکھلا دیا اور اسی طرح ہم صدقہ دینے والوں کو جزا دیتے ہیں۔ منہ

(۲۶۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وّ اٰل محمد کما صلّیت علیٰ ابراھیم و اٰل ابراھیم انّک حمید مّجید

تبلیغ الحق

واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسین بوجہ اس کے کہ اُس نے خلیفۂ وقت یعنے یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے مُنہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں۔ مگر ساتھ اس کے مجھے یہ بھی دل میں خیال گذرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے ورد تبرّے اور لعن وطعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اس لئے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہہ دی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بد زبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دُنیا کا کیڑہ اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے:-

قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا۔ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دُور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دُنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقوےٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتدا کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دُنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ دُنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دُور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دُنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن

ہے۔ جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اس کے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے۔ ایسے موقع پر درگذر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ اگر وہ لوگ مجھے جانتے کہ مَیں کس کی طرف سے ہوں تو ہرگز بُرا نہ کہتے وہ مجھے ایک دجّال اور مفتری خیال کرتے ہیں۔ مَیں نے جو کچھ اپنی نسبت دعویٰ کیا اور جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا وہ مَیں نے نہیں کہا بلکہ خدا نے کہا۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان بحثوں کو طول دوں اگر مَیں درحقیقت مفتری اور دجّال ہوں اور اگر درحقیقت میں اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو مَیں خدا کی وحی کی طرف اُن کو منسوب کرتا ہوں کاذب اور مفتری ہوں تو میرے ساتھ اس دنیا اور آخرت میں خدا کا وہ معاملہ ہوگا جو کاذبوں اور مفتریوں سے ہوا کرتا ہے کیونکہ محبوب اور مردود یکساں نہیں ہوا کرتے۔ سو اے عزیزو! صبر کرو کہ آخر وہ امر جو مخفی ہے کھُل جائے گا۔ خدا جانتا ہے کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں اور وقت پر آیا ہوں۔ مگر وہ دل جو سخت ہوگئے اور وہ آنکھیں جو بند ہوگئیں مَیں ان کا کیا علاج کر سکتا ہوں۔ خدا میری نسبت اشارہ کرکے فرماتا ہے کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا"

پس جبکہ خدا نے اپنے ذمّہ لیا ہے کہ وہ زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا تو اس صورت میں کیا ضرورت ہے کہ کوئی شخص میری جماعت میں سے خدا کا کام اپنے گلے ڈال کر میرے مخالفوں پر ناجائز حملے شروع کرے۔ نرمی کرو اور دعا میں لگے رہو اور سچی توبہ کو اپنا شفیع ٹھہراؤ اور زمین پر آہستگی سے چلو۔ خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں ہے۔ اگر تم نے اس کی جماعت کہلا کر تقویٰ اور طہارت کو اختیار نہ کیا اور تمہارے دلوں میں خوف اور خشیت پیدا نہ ہوا تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہیں مخالفوں سے پہلے ہلاک کرے گا کیونکہ تمہاری آنکھ کھولی گئی اور پھر بھی تم سوگئے۔ وہ یہ مت خیال کرو کہ خدا کو تمہاری کچھ حاجت ہے۔ اگر تم اُس کے حکموں پر نہیں چلو گے؛ اگر تم اس کے حدود کی عزت نہیں کروگے تو وہ تمہیں ہلاک کرے گا اور ایک اَور قوم تمہارے عوض لائے گا جو اس کے حکموں پر چلے گی اور میرے آنے کی غرض صرف یہی نہیں کہ مَیں ظاہر کروں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں یہ تو

مسلمانوں کے دلوں پر سے ایک روک کا اُٹھانا اور سچا واقعہ ان پر ظاہر کرنا ہے بلکہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ تا مسلمان خالص توحید پر قائم ہو جائیں اور ان کو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جائے اور ان کی نمازیں اور عبادتیں ذوق اور احسان سے ظاہر ہوں اور اُن کے اندر سے ہر ایک قسم کا گند نکل جائے۔ اور اگر مخالف سمجھتے تو عقائد کے بارے میں مجھ میں اور اُن میں کچھ بڑا اختلاف نہ تھا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مع جسم آسمان پر اُٹھائے گئے سو میں بھی قائل ہوں کہ جیسا کہ آیت انی متوفیک ورافعک الی کا منشا ہے۔ بے شک حضرت عیسیٰ بعد وفات مع جسم آسمان پر اُٹھائے گئے صرف فرق یہ ہے کہ وہ جسم عنصری نہ تھا بلکہ ایک نورانی جسم تھا جو اُن کو اسی طرح خدا کی طرف سے ملا جیسا آدم اور ابراہیم اور موسیٰ اور داؤد اور یحییٰ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کو ملا تھا۔ ایسا ہی ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ضرور دُنیا میں دوبارہ آنے والے تھے۔ جیسا کہ آ گئے صرف فرق یہ ہے کہ جیسا کہ قدیم سے سنت اللہ ہے ان کا آنا صرف بروزی طور پر ہوا جیسا کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں بروزی طور پر آیا تھا۔ پس سوچنا چاہیئے کہ اس قلیل اختلاف کی وجہ سے تو ضرور ہونا چاہیئے تھا اس قدر شور مچانا کس قدر تقویٰ سے دُور ہے۔ آخر جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم بن کر آیا، ضرور تھا کہ جیسا کہ لفظ حَکَم کا مفہوم ہے کچھ غلطیاں اس قوم کی ظاہر کرتا جن کی طرف وہ بھیجا گیا ورنہ اس کا حَکَم کہلانا باطل ہوگا۔ اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے مخالفوں کو صرف یہ کہہ کر کہ اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون اس اعلان کو ختم کرتا ہوں۔

والسّلام علٰی من اتبع الھدیٰ

المعلن خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی۔ ۸ر اکتوبر ۱۹۰۵ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے چار صفحات پر ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زلزلہ کی پیشگوئی

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے ۔ پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
یہ جو ماہ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ ۔ تم یقیں سمجھو کہ یہ اک زجر سمجھانے کو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج ۔ آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

اے عزیزو! آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا جو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا تھا۔ یہ وہی زلزلہ تھا جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں فرمایا تھا **پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی**۔ چنانچہ میں نے یہ پیشگوئی رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳، ۴، ۱۴ میں اور نیز اپنے اشتہارات اور اخبار الحکم اور بدر میں شائع کر دی تھی۔ سو الحمد للہ والمنت کہ اسی کے مطابق عین بہار کے ایام میں یہ زلزلہ آیا۔ لیکن آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر خدا نے یہ وحی میرے پر نازل کی جس کے یہ الفاظ ہیں **زلزلہ آنے کو ہے** اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنے کو ہے اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے جو پیشگوئی کے مطابق پورا ہوا۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳ و ۴ میں قبل از وقت لکھا تھا۔ صرف ایک زلزلہ کی پیشگوئی نہیں۔ بلکہ کئی زلزلوں کی نسبت خدا نے مجھے اطلاع دی تھی سو یہ وہ زلزلہ تھا جس کا موسم بہار میں آنا خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق ضروری تھا۔ سو آگیا۔ اور ممکن ہے کہ وہ موعود زلزلہ قیامت کا نمونہ بھی موسم بہار میں ہی آوے۔ اس لئے میں مکرر اطلاع دیتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ جہاں

تک میرا خیال ہے وہ دن دُور نہیں ہے۔ توبہ کرو اور پاک اور کامل ایمان اپنے دلوں میں پیدا کرو اور ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں میں مت بیٹھو تا تم پر رحم ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر یک جو بچایا جائے گا اپنے کامل ایمان سے بچایا جائے گا۔ کیا تم ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو؟ یا ایک قطرہ پانی کا تمہاری پیاس بجھا سکتا ہے؟ اسی طرح ناقص ایمان تمہاری رُوح کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ آسمان پر وہی مومن لکھے جاتے ہیں جو وفاداری سے اور صدق سے اور کامل استقامت سے اور فی الحقیقت خدا کو سب چیز پر مقدم رکھنے سے اپنے ایمان پر مُہر لگاتے ہیں۔ مَیں سخت دردمند ہوں کہ مَیں کیا کروں اور کس طرح ان باتوں کو تمہارے دل میں داخل کر دوں اور کس طرح تمہارے دلوں میں ہاتھ ڈال کر گند نکال دوں۔ ہمارا خدا نہایت کریم و رحیم اور وفادار خدا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کوئی حصہ خباثت کا اپنے دل میں رکھتا ہے اور عملی طور پر اپنا پورا صدق نہیں دکھلاتا تو وہ خدا کے غضب سے بچ نہیں سکتا۔ سو تم اگر پوشیدہ بیج خیانت کا اپنے اندر رکھتے ہو تو تمہاری خوشی عبث ہے اور مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی پکڑے جاؤ گے جو خدا تعالےٰ کی نظر کے سامنے نفرتی کام کرتے ہیں بلکہ خدا تمہیں پہلے ہلاک کرے گا اور بعد میں اُن کو تمہیں آرام کی زندگی دھوکہ نہ دے کہ بے آرامی کے دن نزدیک ہیں۔ اور ابتدا سے جو کچھ خدا تعالیٰ کے پاک نبی کہتے آئے ہیں وہ سب ان دنوں میں پورا ہوگا۔ کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو میری بات پر ایمان لاوے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے۔ اور کیا بدنصیب وہ شخص ہے جو بڑھ بڑھ کے دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں اس جماعت میں داخل ہوں مگر خدا اس کے دل کو ناپاک اور دُنیا سے آلودہ اور خیانتوں سے پُر دیکھتا ہے۔ اور اس کے بعد تم لوگوں سے جھگڑا مت کرو اور دُعا میں مشغول رہو۔ ٹھٹھے اور ہنسی سے پرہیز کرو اور کسی کو دُکھ مت دو۔ اور ڈرتے رہو جب تک کہ وہ خوفناک دن آوے جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ تمہیں یہ بھی ضروری نہیں کہ اوس خوفناک دن سے پہلے کسی اخبار یا اشتہار کا جو اس پیشگوئی کی تکذیب کے بارے

میں لکھا گیا ہو رد کرو۔ کیونکہ اب خدا اُن تکذیبوں کا آپ جواب دے گا۔ نیکی کرو بھلائی کرو۔ صدقہ دو۔ راتوں کو اُٹھ کر اپنے یگانہ خدا کو یاد کرو اور اگر گالیوں کا پہاڑ بھی تم پر ٹوٹ پڑے تو اُس کی طرف نظر اُٹھا کر مت دیکھو۔ خدا کے غضب کے دن سے فرشتے بھی کانپتے ہیں۔ سو تم ڈرتے رہو۔ ان اللّٰہ مع الّذین اتقوا و الذین ھم محسنون۔ والسّلام علٰی من اتّبع الہدٰی۔

المشتہر

مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور

۲ر مارچ ۱۹۰۶ء

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم (مالک مطبع کے اہتمام چھپ کر شائع ہوا۔

(یہ اشتہار ۲۲×۲۹/۴ کے ایک صفحہ پر ہے)

---

(۲۶۵)

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ۔ نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

اشتہار واجب الاظہار

از طرف ایں خاکسار در بارہ پیشگوئی زلزلہ

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے ۔ پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
وہ جو ماہِ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ ۔ تم یقیں سمجھو کہ وہ اک زجر سمجھانے کو ہے

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج • آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے
کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی رہ گم ہو گئی • اک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے
کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کیں • زندگی اپنی تو اُن سے گالیاں کھانے کو ہے
کافر و دجّال اور فاسق ہمیں سب کہتے ہیں • کون ایماں صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے
جس کو دیکھو بدگمانی میں ہے حد سے بڑھ گیا • گر کوئی پوچھے تو سَو سَو عیب بتلانے کو ہے
چھوڑتے ہیں دیں کو اور دُنیا سے کرتے ہیں پیار • سَو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانے کو ہے
ہاتھ سے جاتا ہے دل دیں کی مصیبت دیکھ کر • پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کے ٹھہرانے کو ہے
اس لئے اب غیرت اس کی کچھ تمہیں دکھلائے گی • ہر طرف یہ آفتِ جاں ہاتھ پھیلانے کو ہے
موت کی رہ سے ملیگی اب تو دیں کو کچھ مدد • ورنہ دیں اے دوستو اک روز مر جانے کو ہے
یا تو اک عالم تھا قرباں اُس پہ یا آئے یہ دن • اک عبد العبد بھی اس دیں کو جھٹلانے کو ہے

المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ۹ مارچ ۱۹۰۶ء

(یہ اشتہار رسالہ "چشمہ مسیحی" کے ٹائٹل پیج ۲ پر درج ہے)

---

(۲۶۶)

زلزلہ کی پیشگوئی منظوم[1]

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن
تم تو ہو آرام میں پر اپنا قصّہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن

---

[1] یہ نظم ہفتہ وار پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء کے جو ایک لاکھ کی تعداد میں شائع ہوا تھا کے صفحہ ۱۱ پر مع تصویر حضرت اقدس شائع ہوئی تھی وہاں سے نقل کی گئی ہے (المرتب)

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو | ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دکھلائے گی | خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن

وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار | یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن

طالبو تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں | اس میرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے | اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن

اے میرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب | گود میں تیری ہوں ہم اُس خونِ دل کھانے کے دن

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں | فضل کا پانی پلا اُس آگ برسانے کے دن

اے میرے یارِ یگانہ اے میری جاں کی پناہ | کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن

پھر بہارِ دیں کو دکھلا اے میرے پیارے قدیر | کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے | اے میرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن

دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جاں بھی ہے زیر و زبر | اک نظر فرما کہ جلد آئیں تیرے آنے کے دن

چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا | کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے | کیا میرے دلدار تُو آئے گا مر جانے کے دن

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ میرے اے ناخدا | آ گئے اس باغ پر اے یار مُرجھانے کے دن

تیرے ہاتھوں سے میرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو | ورنہ دیں میّت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن

اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں | دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن

میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر | آ گئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن

جب سے میرے ہوش غم سے دیں کے ہیں جاتے رہے | طور دنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن

چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغ کسوف | پھر زمیں بھی ہو گئی بے تاب تھرّانے کے دن

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا | لرزہ آیا اس زمیں پر اس کے چلّانے کے دن

صبر کی طاقت جو تھی وہ اے پیارے اب نہیں | میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانے کے دن

دوستو! اُس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی | آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کُفر تھا کھاتا رہا | اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے | پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پرشور ہے | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں | اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گُن گانے کے دن
خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں سے وقت | اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

ؔ خدا تعالیٰ کے اصل لفظ جو مجھ پر نازل ہونے میں یہ ہیں "چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار" یعنی پنج مرتبہ غیر معمولی طور پر زلزلہ آئے گا جو اپنی شدت میں نظیر نہیں رکھتا ہوگا۔

مرزا غلام احمد بقلم خود۔ رئیس قادیان گورداسپور پنجاب

---

(۲۶۷)

اللھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم آمین

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درخواست مباہلہ منظور

الحمد للہ الّذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر رسلہ و افضل انبیائہ وسلالۃ اصفیائہ محمدن المصطفٰے الذی یصلی علیہ اللہ والملائکۃ والمومنون المقربون

امابعد

۲۳ مئی ۱۹۰۰ء کی ڈاک میں ۱۰ بجے کے قریب دہلی سے آیا ہوا مجھے ایک پیکٹ ملا جو احمد مسیح واعظ ایس پی جی مشن دہلی نے شائع کیا ہے اور جس میں اس نے میرے ساتھ مباہلہ کی درخواست کی ہے اگرچہ ایک عرصہ گذر چکا ہے کہ میں اللہ کے الہام اور ایماء کے موافق اس ذریعہ سے تمام پادریوں اور دوسرے مخالفین اسلام پر حجت پوری کر چکا ہوں اور کوئی شخص مباہلہ کے لئے نہیں آیا۔ پادریوں نے تو ہمیشہ یہ عذر کر کے ہی اس پیالہ کو ٹالا کہ ہمارے مذہب میں درست نہیں۔ مگر اب معلوم نہیں کہ احمد مسیح نے اس کے جواز کا فتویٰ کہاں سے حاصل کیا۔ بہر حال مجھے اس سے کچھ بحث نہیں میں نے اس درخواست مباہلہ کو جو احمد مسیح عیسائی نے میری کسی درخواست کے بغیر از خود شائع کی ہے غور سے پڑھا۔

دہلی کے سوا دوسری جگہ کے لوگ تو شاید احمد مسیح کے نام سے بھی واقف نہ ہوں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک گمنام آدمی سے مباہلہ کا کیا فائدہ ہوگا۔ وہ اپنے مباحثہ کا اثر صرف اپنی ہی ذات تک مانتا ہے تو مباہلہ کا اثر اس کی قوم پر کیونکر سمجھا جاوے گا۔ اور علاوہ بریں وہ تو پہلے ہی سے اندھا ہے۔ اور احمد مسیح اپنی اس درخواست میں کوئی وجہ نہیں بتاتا کہ وہ میر قاسم علی صاحب سے کیوں مباہلہ نہیں کرتا جبکہ مباحثہ اسی سے کیا ہے۔ ہمارے سید و مولا امام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مباہلہ کے لئے نصاریٰ نجران کو دعوت دی تھی تو وہ مباہلہ ایک قوم کے ساتھ تھا بلکہ ان میں دو بشپ بھی تھے۔ اس لئے ایک فرد واحد سے مباہلہ کرنا خدا تعالیٰ کے اس آسمانی فیصلہ سے ہنسی کرنا ہے میں جیسا کہ ظاہر کر چکا ہوں۔ اس سے پہلے مباہلہ کے ذریعہ پادریوں پر حجت پوری کر چکا ہوں۔ دیکھو انجام آتھم صفحہ ۴۴۔ اور آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۴۔ احمد مسیح کو اگر مباہلہ کرنا ہی ہے تو وہ میرے مرید میر قاسم علی صاحب سے بطور خود کرے جس نے اس کو دعوت کی ہے۔ لیکن اگر میرے ساتھ ہی مباہلہ ضروری ہے تو میں اس کی درخواست کو اس صورت میں منظور کر سکتا ہوں جب لاہور، کلکتہ، مدراس اور بمبئی کے بشپ صاحبان جو اپنے عہدہ، واقفیت، رسوخ اور اثر کی وجہ سے زیادہ قابل قدر ہیں ایسی درخواست کریں کیونکہ اس صورت میں مباہلہ کا اثر تمام قوم پر ہوگا نہ کہ فرد

واحد پر جس کا اپنی قوم پر کچھ بھی اثر نہیں اور ایک ایسے شخص کے ساتھ (جو ایک کثیر التعداد جماعت کا امام اور مذہبی پیشوا ہو) مباہلہ کرنے والے اسی قسم کے لوگ ہونے چاہئیں۔ پس اگر احمد مسیح میرے ساتھ ہی مباہلہ کا شایق ہے جیسا کہ اس کی درخواست ظاہر کرتی ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ مذکورہ بالا بشپ صاحبان کی دستخطی درخواست میرے پاس بھجوا دے۔ مَیں ان کی درخواست کو انشاء اللہ العزیز رد نہیں کروں گا۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ وہ چاروں یکجا جمع نہیں ہو سکتے تو مَیں یہ بھی ظاہر کر دیتا ہوں کہ ایک جگہ جمع ہونے کی حاجت نہیں، تحریری مباہلہ شائع ہو سکتا ہے جب ان کی درخواست میرے پاس پہنچے گی تو پھر اخبارات میں مضمون مباہلہ فریقین کی طرف سے شائع ہو جائے گا اور اس کا انجام فیصلہ کن ہوگا۔ مَیں محض حق رسانی کے خیال سے یہ بھی منظور کرتا ہوں کہ اگر چاروں بشپ صاحبان انکار کر دیں تو پھر ان چاروں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی باقیوں کے وکیل کی حیثیت سے مباہلہ کر لیا جاوے گا۔ مگر یہ درخواست ان کی طرف سے ہوگی۔ اس امر کے جواب کے لئے مَیں کافی وقت دیتا ہوں اور تین ماہ تک جواب کا انتظار کروں گا۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

خاکسار:- مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان۔ مورخہ ۵ رمئی ۱۹۰۶ء

انوار احمدیہ پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶/۴ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۲۶۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمد مسیح کے ساتھ مُباہلہ منظور

۱۲ مئی ۱۹۰۶ء کی ڈاک میں مجھے دہلی کے اندھے عیسائی احمد مسیح کا وہ اشتہار ملا تھا جس میں عیسائی مذکور نے اسلام اور عیسائیت کے درمیان آخری فیصلہ کرنے کے واسطے مجھے مباہلہ کے واسطے طلب کیا۔ اس کے جواب میں پانچ مئی کے اشتہار میں مَیں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ بدیں شرط کہ لاہور، کلکتہ، مدراس اور بمبئی چار مقامات کے بشپ صاحبان اس مباہلہ میں شامل ہوں۔ اور اس شمولیت کے واسطے ان کے لئے تکلیف سفر برداشت کرنے اور کسی ایک جگہ جمع ہونے کی بھی شرط قرار نہیں دی۔ کیونکہ میرے نزدیک مُباہلہ تحریری بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ یہ اشتہار علاوہ علیحدہ چھپنے کے اخبار بدر مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ اوّل پر اور اخبار الحکم مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۱ پر بھی شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کے جواب کے واسطے تین ماہ کی لمبی مہلت بھی دی گئی ہے۔ لیکن آج مجھے خیال آیا ہے کہ اس مباہلہ میں عیسائی صاحبان کو اَور بھی سہولت دی جاوے تا کہ ان کا کوئی جھوٹا عذر بھی باقی نہ رہے۔ اس واسطے مَیں اعلان کرتا ہوں کہ مَیں مباہلہ کے واسطے خود احمد مسیح نابینا کے بالمقابل ہی طیار ہوں۔ بشپ صاحبان اگر پسند نہیں کرتے تو وہ بالمقابل اپنا نام پیش نہ کریں بلکہ اپنی تحریری سند دے کر بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے اخبار پاؤنیر یا سول میں صرف یہ شائع کر دیں کہ احمد مسیح کا مغلوب ہونا ہر چہار بشپ صاحبان کا مغلوب ہونا سمجھا جاوے گا۔ یہ بات بھی ہم اس واسطے کہتے ہیں کہ احمد مسیح ایک گمنام آدمی ہے اور جب تک بشپ

صاحبان اس کو اپنا قائمقام نہ بناویں قوم پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب معاملہ بہت صاف کردیا گیا ہے۔ امید ہے کہ بشپ صاحبان پورے غور و فکر کے بعد اس مباہلہ کو منظور کرلیں گے۔

مکرر نا یہ کہ اگر ہر چہار بشپ منظور نہ کریں تو صرف لاہور کے بشپ صاحب کی ہی تحریر کافی سمجھی جائے گی۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

خاکسار

میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیان ۱۱ر مئی ۱۹۰۶ء

---

(۲۶۹)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا سچے کا حامی ہو

آمین

اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے، چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں۔ اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب مکار شیطان دجال شریر حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دنیا پیدا ہوئی

ہے۔ ان تمام بدیوں کا مجموعہ میرے سوا کوئی نہیں گذرا۔ اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ پنجاب
کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کر کے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دیئے اور لاہور اور
امرت سر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع و اقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میرے ذمہ
لگائیں اور میرے وجود کو دنیا کے لئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کر کے ہر ایک لیکچر
میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اُڑایا۔ غرض ہم نے اُس کے ہاتھ سے وہ دُکھ اُٹھایا جس کے بیان
کی حاجت نہیں۔ اور پھر میاں عبدالحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے
ساتھ یہ پیشگوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ "یہ شخص تین سال
کے عرصہ میں فنا ہو جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ کذّاب اور مفتری ہے"
مَیں نے اس کی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو نہم؍ اگست ۱۹۰۶ء ہے۔ پھر اس کا خط ہمارے
دوست فاضل جلیل مولوی **نورُالدّین** صاحب کے نام آیا۔ اس میں بھی میری نسبت کئی
قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲؍ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص
کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا۔ جب اس حد
تک نوبت پہنچ گئی تو اب میں بھی اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی
نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے مَیں بھی شائع کر دوں اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے کیونکہ
اگر درحقیقت مَیں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذّاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افتراء
کر رہا ہوں اور اس کی عظمت اور جلال سے بے خوف ہو کر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اس کی
مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ مَیں لوگوں کا مال بددیانتی اور حرامخوری کے طریق سے
کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دُکھ دیتا ہوں تو اس
صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں۔ اور
اگر مَیں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خان نے سمجھا ہے تو مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو
ایسی ذلّت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ مَیں خدا کی آنکھ سے

مخفی نہیں۔ مجھے کون جانتا ہے مگر وہی۔ اس لئے میں اس وقت دونوں پیشگوئیاں یعنی میاں عبدالحکیم خاں کی میری نسبت پیشگوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی

جو اخویم مولوی نورالدین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

"مرزا کے خلاف ۱۲؍ جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے"*

اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں

"خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔** ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی

---

* اس میں میاں عبدالحکیم خان نے خدا کے اصل لفظ بیان نہیں کئے بلکہ یہ کہا کہ تین سال میعاد بتائی گئی۔ منہ

** خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خان کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دے کر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر۔ اور خدا تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب میں کوئی امر فارق نہ رہے۔ منہ

کھنچی تلوار تیرے آگے ہے* پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا+ نہ جانا۔ ربّ فرّق بین صادق وکاذب۔ انت تریٰ کل مصلح وصادق ‡

المشتہر۔ میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

۱۶؍ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴؍ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ

مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے دو صفحوں پر ہے)

---

(۲۷۰)

تازہ نشان کی پیشگوئی

(مندرجہ رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم ٹائٹل پیج صفحہ ۲)

خدا فرماتا ہے کہ مَیں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ وہ عام دنیا کے لئے ایک نشان ہوگا اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا۔ چاہیئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اُٹھا دے۔ آمین

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود

---

* اس فقرہ میں بعد الکھینچی کا مطلب ہے اور فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔

+ یعنی تو نے یہ غور نہ کی کہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں امت محمدیہ کے لئے کسی دجّال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدّد کی

‡ یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ الہامیہ میں عبد الحکیم خان کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھیراتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے۔ میں صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلاؤں گا۔ منہ۔

(۲۷۰)

اعلان

(مندرجہ رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" آخری صفحہ)

یاد رہے کہ اس رسالہ[1] کے شائع کرنے کی ہمیں کچھ بھی ضرورت نہ تھی لیکن ایک گندی اخبار جو قادیان سے آریوں کی طرف سے نکلتی ہے جس میں ہمیشہ وہ لوگ توہین اور بدزبانی کرکے اور دین اسلام کی نسبت اپنی فطرتی عداوت کی وجہ سے ناشائستہ کلمات بول کر اور ساتھ ہی مجھ کو بھی گالیاں دے کر لیکھرام کے قائم مقام ہو رہے ہیں۔ ان کی اخبار نے ہمیں مجبور کیا کہ ان کے جھوٹے الزاموں کو اس رسالہ میں ہم دُور کر دیں اور ثابت کریں کہ ان کے بھائی لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان درحقیقت میرے بہت سے نشانوں کے گواہ ہیں۔ اور ان پر کیا حصر ہے تمام قادیان کے آریہ اور ہندو بعض نشانوں کے گواہ رویت ہیں اور پھر قادیان پر ہی موقوف نہیں لیکھرام کے مارے جانے کی پیشگوئی ایک ایسی جہاں جال پیشگوئی ہے جس نے تمام پنجاب اور ہندوستان کے ہندو اور آریہ سماج والے اس عظیم الشان نشان کے گواہ کر دیئے ہیں اب ان پیشگوئیوں سے انکار کرنا آریوں کے لئے ممکن نہیں اور اس بارے میں قلم اُٹھانا محض بیحیائی ہے۔ اور اگر وہ اس قدر پر باز نہ آئے تو پھر اُن کا تمام پردہ کھول دیا جائے گا۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ۔

راقـــــــــــــــــم

مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

[1] یعنی رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" (المرتب)

ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا نبی میری پیشگوئی کے مطابق مرگیا

واضح ہو کہ یہ شخص جس کا نام عنوان میں درج ہے اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا اور علاوہ اس کے اُس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا اور حضرت سید النبیین و اصدق الصادقین و خیر المرسلین و امام الطیبین جناب تقدس مآب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا۔ غرض بغض دین متین کی وجہ سے اُس کے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحید اسلام کو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اس کا استیصال چاہتا تھا اور حضرت عیسیٰ کو خدا جانتا تھا۔ اور تثلیث کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے اتنا جوش رکھتا تھا کہ مَیں نے باوجود اس کے کہ صد ہا کتابیں پادریوں کی دیکھیں مگر ایسا جوش کسی میں نہ پایا۔ چنانچہ اس کے اخبار لیوز آف ہیلنگ مورخہ ۱۹؍ دسمبر ۱۹۰۳ء اور ۱۴؍ فروری ۱۹۰۷ء میں یہ فقرے ہیں:۔

”مَیں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔“

اور پھر اپنے پرچہ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء میں اپنے تئیں سچا رسول اور سچا نبی قرار دے کر کہتا ہے کہ "اگر میں سچا نبی نہیں ہوں تو پھر روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو خدا کا نبی ہو" علاوہ اس کے وہ سخت مُشرک تھا اور کہتا تھا کہ مجھ کو الہام ہو چکا ہے کہ پچیس ۲۵ برس تک یسوع مسیح آسمان سے اُتر آئے گا۔ اور حضرت عیسٰی کو درحقیقت خدا جانتا تھا اور ساتھ اس کے میرے دل کو دُکھ دینے والی ایک یہ بات تھی جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ وہ نہایت درجہ پر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور میں اس کا پرچہ اخبار لیوز آف ہیلنگ لیتا تھا اور اس کی بد زبانی پر ہمیشہ مجھے اطلاع ملتی تھی۔ جب اس کی شوخی انتہا تک پہنچی تو میں نے انگریزی میں ایک چٹھی اس کی طرف روانہ کی اور مباہلہ کے لئے اس سے درخواست کی تا خدا ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اس کو سچے کی زندگی میں ہلاک کرے۔ یہ درخواست دو مرتبہ یعنی سنہ ۱۹۰۲ء اور پھر سنہ ۱۹۰۳ء میں اس کی طرف بھیجی گئی تھی اور امریکہ کے چند نامی اخباروں میں بھی شائع کی گئی تھی جن کے نام حاشیہ میں درج ہیں۔[1]

نمبر[1]	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱)	شکاگو انٹر پریٹر اخبار ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۳ء	عنوان "کیا ڈوئی اس مقابلہ میں نکلیگا" دونوں تصویریں پہلو بہ پہلو دے کر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں ڈوئی مفتری ہے اور میں دعا کرنے والا ہوں کہ وہ اسے اپنی زندگی میں نیست نابود کر دے اور پھر کہتے ہیں کہ جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کا یہ طریق ہے کہ خدا سے دعا کی جاوے کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے۔
(۲)	ٹیلیگراف ۵ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	مرزا غلام احمد صاحب پنجاب سے ڈوئی کو چیلنج بھیجتے ہیں کہ اے وہ شخص جو مدعی نبوت ہے۔ آ اور میرے ساتھ مباہلہ کر۔ ہمارا مقابلہ دعا سے ہوگا اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دعا کرینگے کہ ہم میں سے جو شخص کذّاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔
(۳)	ارگونات سان فرانسسکو یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء	عنوان "انگریزی اور عربی یعنی (عیسائیت اور اسلام) کا مقابلہ دعا" مرزا صاحب کے مضمون کا خلاصہ جو ڈوئی کو لکھا ہے یہ ہے کہ تم ایک جماعت کے لیڈر ہو اور میرے بھی بہت سے پیرو ہیں۔ پس اس بات کا فیصلہ کہ خدا کی طرف سے کون ہے ہم میں اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے خدا سے دعا کرے اور جس کی دعا قبول ہو وہ سچے خدا کی طرف سے سمجھا جاوے۔ دعا یہ ہوگی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اسے پہلے ہلاک کرے۔ یقیناً یہ ایک معقول اور منصفانہ تجویز ہے۔
(۴)	لٹریری ڈائجسٹ نیویارک ۲۰ جون سنہ ۱۹۰۳ء	میری تصویر دے کر مباہلہ کا مفصّل ذکر کرتا ہے یعنی یہ کہ دونوں فریق یعنی ڈوئی اور ہم دعا کریں کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں اور اسی کے سامنے ہلاک ہو۔

اور اس مضمون مباہلہ میں مَیں نے جھوٹے پر بد دُعا کی تھی ؎ اور خدا تعالیٰ سے یہ چاہا تھا کہ خدا جھوٹے کا جھوٹ اپنے فیصلہ سے کھول دے اور یہ میرا مضمون مباہلہ کا جیسا کہ ابھی لکھ چکا ہوں امریکہ کے چند روزانہ اور نامی اخباروں میں بخوبی شائع ہو گیا تھا اور یہ اخباریں امریکہ کے عیسائیوں کی تھیں جن کا مجھ سے کچھ تعلق نہ تھا۔ اور اخباروں میں شائع کرانے کی اس لئے مجھے ضرورت پیش آئی کہ ڈاکٹر ڈوئی جھوٹے نبی نے براہِ راست

؎ حاشیہ۔ میری طرف سے ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کو ڈوئی کے مقابل پر انگریزی میں یہ اشتہار شائع ہوا تھا جس میں یہ فقرہ ہے کہ مَیں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے لیکن مَیں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پروا نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کرے گا۔ اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا۔ . . تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیہون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے اب مَیں اس مضمون کو اس دُعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہے گا یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے تو نے مجھے وعدہ دیا ہے وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اے قادر خدا میری دُعا سُن لے تمام طاقتیں تجھ کو ہیں۔ دیکھو اشتہار ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء بزبان انگریزی منہ

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون	
(۵)	نیویارک میل اینڈ ایکسپرس ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	عنوان۔ مباہلہ یا مقابلہ دعا کے نیچے اسی مباہلہ کا ذکر کرتا ہے	
(۶)	ہیرلڈ راچسٹر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	ڈوئی کو مباہلہ کے لئے بلایا گیا اور پھر مباہلہ کا ذکر کرتا ہے	
(۷)	ریکارڈ بوسٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے	
(۸)	ایڈورٹائزر بوسٹن ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	ایضاً	
(۹)	پائلٹ بوسٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"	
(۱۰)	پاتھ فائنڈر واشنگٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"	
(۱۱)	انٹر اوشن شکاگو ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	" پھر ۲۸ جون کے پرچہ میں دونوں تصویریں دے کر مفصل ذکر کیا	
(۱۲)	[illegible] ۱۹۰۳ء	"	
(۱۳)	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹر [illegible] ۱۹۰۳ء	مباہلہ کے بعد دونوں تصویریں لگا دی ہیں اور میری تصویر کے نیچے یہ لفظ ہیں	مرزا غلام احمد
(۱۴)	[illegible] اخبار تاریخ نامعلوم پیٹ گزٹ	ہندوستان کا مسیح جس نے ڈوئی کو مقابلہ کے لئے چیلنج دیا ہے۔	
(۱۵)	برلنگٹن فری پریس ۲۷ جولائی ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے	
(۱۶)	شکاگو انٹر اوشن ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	"	
(۱۷)	الٹن پریس ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"	
(۱۸)	[illegible] ٹائمز ۲۸ جولائی ۱۹۰۳ء	"	
(۱۹)	بالٹی مور امریکن ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"	

مجھ کو جواب نہیں دیا تھا۔ آخر مَیں نے وہ مضمون مباہلہ امریکہ کے ان نامی اخباروں میں جو روزانہ ہیں اور کثرت سے دنیا میں جاتے ہیں شائع کرا دیا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ باوجودیکہ ایڈیٹران اخبارات امریکہ عیسائی تھے اور اسلام کے مخالف تھے تاہم انہوں نے نہایت مدّ و شدّ سے میرے مضمون مباہلہ کو ایسی کثرت سے شائع کر دیا کہ امریکہ اور یورپ میں اس کی دھوم مچ گئی اور ہندوستان تک اس مباہلہ کی خبر ہو گئی۔ اور میرے مباہلہ کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اسلام سچا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے اور مَیں خدا تعالےٰ کی طرف سے وہی مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا اور نبیوں کے نوشتوں میں اس کا وعدہ تھا اور نیز مَیں نے اس میں لکھا تھا کہ ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعویٰ رسول ہونے اور تثلیث کے عقیدہ میں جھوٹا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میری زندگی میں ہی بہت سی حسرت اور دُکھ کے ساتھ مرے گا اور اگر مباہلہ بھی نہ کرے تب بھی وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ اس کے جواب میں بدقسمت ڈوئی نے دسمبر ۱۹۰۳ء کے کسی پرچہ

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۲۰)	بفلو ٹائمز ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے
(۲۱)	نیویارک میل ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۲)	بوسٹن ریکارڈ ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۳)	ڈیٹرائٹ انگلش نیوز ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۴)	ہیلیفا ریکارڈ یکم جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۵)	گروم شائر گزٹ ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۶)	وینشن کرانیکل ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۷)	ہوسٹن کرانیکل ۳ جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۸)	سوانا نیوز ۲۹ جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۹)	نکیشنر نیوز یکم جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۳۰)	گلاسکو ہیرلڈ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء	"
(۳۱)	نیویارک کمرشیل ایڈورٹائزر ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء	اگر ڈوئی اشارۃً یا صراحۃً اس چیلنج کو منظور کریگا تو بڑے دُکھ اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہوگا اور اگر وہ اس چیلنج کو قبول نہ کریگا تو بھی اس کے صیہون پر سخت آفت آئے گی۔
(۳۲)	دی مارننگ ٹیلیگراف نیویارک ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۳ء	مباہلہ اور ڈوئی پر بددعا کرنے کا ذکر ہے۔

یہ اخبار صرف وہ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔ اس کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں اخباروں میں یہ ذکر ہوا ہوگا۔ منہ

میں اور نیز ۲۶ ستمبر ۱۹۰۲ء وغیرہ کے اپنے پرچوں میں اپنی طرف سے یہ چند سطریں انگریزی میں شائع کیں جن کا ترجمہ ذیل میں ہے:۔

"ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا۔ اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو مَیں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا"

اور پھر پرچہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۳ء میں لکھتا ہے کہ میرا کام یہ ہے کہ مَیں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹایا جائے۔ اے خدا ہمیں وہ وقت دکھلا۔

غرض یہ شخص میرے مضمون مباہلہ کے بعد جو یورپ اور امریکہ اور اس ملک میں شائع ہو چکا تھا بلکہ تمام دنیا میں شائع ہوگیا تھا شوخی میں روز بروز بڑھتا گیا۔ اور اس طرف مجھے یہ انتظار تھی کہ جو کچھ مَیں نے اپنی نسبت اور اس کی نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے ضرور خدا تعالیٰ سچا فیصلہ کرے گا اور خدا تعالیٰ کا فیصلہ کاذب اور صادق میں فرق کر کے دکھلا دے گا[1] اور مَیں ہمیشہ اس بارہ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا تھا اور کاذب کی موت چاہتا تھا۔ چنانچہ کئی دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تو غالب ہوگا اور دشمن ہلاک کیا جائے گا

---

[1] اس اشتہار کے صفحہ ۳ کو پڑھو جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کو بزبان انگریزی مَیں نے ڈوئی کے مقابل پر ایک اشتہار شائع کیا تھا اور خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اس میں لکھا تھا کہ خواہ ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے یا نہ کرے وہ خدا کے عذاب سے نہیں بچے گا۔ خدا جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کر کے دکھلا دے گا۔ منہ

حاشیہ۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۷ء کو مجھے یہ الہام ہوا کہ انک انت الاعلٰی یعنی غلبہ تجھی کو ہوگا اور پھر اسی تاریخ مجھے یہ الہام ہوا۔ العید الاٰخر تنال منہ فتحًا عظیمًا یعنی ایک اور خوشی کا نشان تجھ کو ملے گا جس سے ایک بڑی فتح تیری ہوگی جس میں یہ تفہیم ہوئی کہ ممالک مشرقیہ میں تو سعد اللہ لدھیانوی میری پیشگوئی اور مباہلہ کے بعد جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی نمونیا پلیگ سے مر گیا۔ یہ تو پہلا نشان تھا اور دوسرا نشان ان سے بہت ہی بڑا ہوگا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ سو وہ ڈوئی کی موت ہے جو ممالک مغربیہ میں ظاہر ہوئی۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء جس سے خدا تعالیٰ کا وہ الہام پورا ہوا کہ میں دو نشان دکھاؤں گا۔ منہ

اور پھر ڈوئی کے مرنے سے قریباً پندرہ دن پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کلام کے ذریعہ سے مجھے میری فتح کی اطلاع بخشی جس کو میں اس رسالہ میں جس کا نام ہے "قادیان کے آریہ اور ہم" اس کے ٹائیٹل پیج کے پہلے ورق کے دوسرے صفحہ میں ڈوئی کی موت سے قریباً دو ہفتہ پہلے شائع کر چکا ہوں اور وہ یہ ہے:۔

تازہ نشان کی پیشگوئی

خدا فرماتا ہے کہ میں اک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ وہ تمام دنیا کے لئے ایک نشان ہوگا (یعنی ظہور اس کا صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہوگا) اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا چاہیئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے۔

المشتہر

مرزا غلام احمد مسیح موعود۔ مشتہرہ ۲۰ فروری ۱۹۰۷ء

---

(۲۷۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان

بخدمت علمائے اسلام

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ

یعنے اُس شخص سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افترا کرے یا خدا کی آیتوں اور نشانوں کا مکذّب ہو

ہر ایک کو معلوم ہے کہ میرے اس دعوے پر کہ مَیں خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر آیا ہوں اور اُس کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوں چھبیس [۲۶] برس کے قریب عرصہ گذر گیا ہے اور اس مدّت میں باوجودیکہ میرے سلسلہ کے معدوم کرنے کے لئے ہر ایک مخالف نے ناخنوں تک زور لگائے اور مجھے حکام کی طرف بھی کھینچا مگر مَیں اُن کے ہر ایک حملے کے وقت میں محفوظ رہا تعجب کہ ان کو باوجود صدہا ناکامیوں کے جو میرے استیصال کے بارے میں ہوئیں اب تک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ایک پوشیدہ ہاتھ میرے ساتھ ہے جو اُن کے ہاتھ سے مجھے بچاتا ہے مجھے وہ کذّاب اور دجّال اور مفتری تو کہتے ہیں مگر اس بات کا جواب نہیں دیتے کہ دُنیا میں کونسا ایسا کذّاب گذرا ہے جس کو خدا دشمنوں کے خطرناک حملوں سے چھبیس [۲۶] برس تک بچاتا رہا یہاں تک کہ اُس نے اپنے خاص فضل سے صدی کے چہارم حصّہ تک اس کو سلامت رکھا اور ترقی پر ترقی بخشی اور ایک فرد سے لاکھوں انسان اس کی تابع کر دیئے اور کسی دشمن کی پیش نہ گئی اور آئندہ ترقیات کی خبر نہیں اور کونسا دُنیا میں ایسا کذّاب گذرا ہے جس کے مقابل پر ہر ایک مومن مباہلہ کے وقت موت یا کسی اور قسم کی تباہی سے عذاب کا نشانہ ہوا۔ اور

کونسا ایسا کذاب گذرا ہے جس کے لئے اور جس کی پیشگوئی کی رو سے رمضان میں خسوف کسوف ہوا اور زمین میں ایک عالمگیر طاعون پھیل گیا۔ کیا کسی اور مہدی کا نشان ملتا ہے جس نے کسوف خسوف سے پندرہ برس پہلے اس کے وقوع کی خبر دی تھی اور طاعون سے ۲۶ چھبیس برس پہلے اور پھر بارہ ۱۲ برس پہلے اور پھر تین برس پہلے ملک میں اس کے پھیلنے کی سنہ بارہ اطلاع دے دی تھی۔ اب اس وقت اس تحریر سے میری غرض یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کافی طور پر ہر ایک قسم کا ثبوت اپنے دعوے کے متعلق لکھ دیا ہے اور باوجود اس کے کہ میں ان ایام میں بباعث طرح طرح کے عوارض جسمانی اور بیماریوں کے متواتر دَورے اور ضعف اور ناتوانی کے اس لائق نہ تھا کہ اس قدر سخت محنت اُٹھا سکوں تاہم میں نے محض بنی نوع کی ہمدردی کے لئے یہ تمام محنت اُٹھائی۔ اس لئے میں اپنی عزیز قوم کے اکابر علماء اور مشائخ اور ان سب کو جو اس کتاب کو پڑھ سکتے ہیں خدا تعالےٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر ان کو یہ کتاب پہنچے تو ضرور اوّل سے آخر تک اس کتاب کو غور سے پڑھ لیں اور میں پھر اُن کو اس خدائے لاشریک کی دوبارہ قسم دیتا ہوں جس کے ہاتھ میں ہر ایک کی جان ہے کہ وہ اپنے اوقات اور مشاغل کا حرج بھی کر کے ایک دفعہ غور اور تدبر سے اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ لیں۔ اور پھر میں تیسری دفعہ اس غیور خدا کی اُن کو قسم دیتا ہوں جو اُس شخص کو بیکھتا ہے جو اس کی قسموں کی پروا نہیں کرتا کہ ضرور ایسے لوگ جن کو یہ کتاب پہنچے اور وہ اس کو پڑھ سکتے ہوں خواہ وہ مولوی ہیں یا مشائخ اوّل سے آخر تک ایک مرتبہ اس کو ضرور پڑھ لیں۔ اور میں انشاءاللہ بعض کو تو خود یہ کتاب بھیج دوں گا۔ اور بعض دیگر کی نسبت میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ قسم کھا کر لکھیں کہ قیمت کے ادا کرنے کی گنجائش نہیں تو میں بشرط گنجائش اور بشرط موجود ہونے کتاب کے ضرور اُن کو اس شرط سے کتاب بھیج دوں گا کہ وہ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر میری طرف تحریر کریں کہ وہ اوّل سے آخر تک ضرور کتاب کو پڑھیں گے اور نیز یہ کہ وہ نادار ہیں طاقت ادائے قیمت نہیں رکھتے۔ اور میں دُعا کرتا ہوں کہ جس شخص کو یہ کتاب پہنچے اور وہ خدا تعالےٰ کی قسم سے لاپرواہ کر اور خدا کی قسم کو بے عزتی سے دیکھ کر کتاب کو اوّل سے آخر تک نہ پڑھے اور یا کچھ حصہ پڑھ کر چھوڑ دے اور پھر بدگوئی سے باز نہ آوے خدا ایسے لوگوں کو دُنیا اور

آخرت میں تباہ اور ذلیل کرے آمین۔

لیکن جو شخص اوّل سے آخر تک کتاب کو پڑھے اور خوب سمجھے اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

اب میں اس اعلان کو ختم کرتا ہوں۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المعلن

میرزا غلام احمد مسیح موعود

مقام قادیان۔ ۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء

---

(۲۷۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلّی

بخدمت آریہ صاحبان

کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو خدا کی طرف سے شریعت ہے اس کے قدیم سے دو ہی ٹکڑے ہوتے آئے ہیں

(۱) بڑا اور پہلا ٹکڑا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ واحد لا شریک مان لیا جائے اور اس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہ ٹھیرایا جائے اور اس بات پر ایمان لایا جائے کہ وہ مبدا ہے تمام فیوض کا اور سرچشمہ ہے تمام ظہورات کا اور خالق ہے ہر ایک وجود کا اور قادر ہے ہر ایک ایسے امر پر جو اس کی عظمت اور شان اور جلال کے لائق ہے اور اس کے صفات کاملہ کے منافی نہیں اور اوّل ہے ہر ایک موجود سے اور مرجع ہے تمام کائنات کا اور مستجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور پاک ہے اس سے کہ کسی وقت صفات اس کی بیکار ہو جائیں یا یہ کہ کسی وقت بیکار تھیں وہ قدیم سے خالق اور قدیم سے رازق اور قدیم سے قادر ہے۔ کسی کو علم نہیں کہ پہلے اس نے کیا کیا اور آگے کیا کیا کرے گا۔ اس کی قدرتوں پر کوئی

محیط نہیں ہو سکتا اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اور افعال میں اور اس کی طرح
کوئی بھی کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں۔ اور پاک ہے ہر ایک عیب اور نقص سے اور نزدیک ہے
باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ برتر اور بلند ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے
کوئی اور بھی ہے۔ وہ پوشیدہ در پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظاہر نہیں۔ وہ اپنے ظہور میں سب
سے زیادہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ پوشیدہ نہیں۔ وہ آفتاب میں چمک رہا ہے اور چاند میں اس کے
انوار ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ آفتاب ہے یا چاند ہے بلکہ یہ سب چیزیں اس کی مخلوق ہیں۔ اور
کافر ہے وہ شخص جو اس کو خدا کہے۔ وہ نہاں در نہاں ہے پھر بھی سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے۔
ہر ایک رُوح کو اسی سے قوتیں اور صفات ملی ہیں۔ ہر ایک ذرہ نے اسی سے خواص پائے ہیں۔ اور
اگر وہ صفات اور قوتیں اور طاقتیں چھین لی جائیں تو پھر نہ رُوح کچھ چیز ہے اور نہ ذرّہ کچھ حقیقت
رکھتا ہے۔ اس لئے انسان کی معرفت کا انتہائی نقطہ یہی ہے کہ یہ سب چیزیں اس کے ہاتھ سے نکلی
ہیں۔ اور خدا اور رُوحوں میں رشتہ محبت کا بھی اسی وجہ سے ہے کہ یہ سب چیزیں اس کے ہاتھ سے
نکلی ہوئی ہیں اور اسی نے ان کی فطرت میں اپنی محبت کا نمک چھڑکا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو عشقِ
الٰہی محال تھا کیونکہ جانبین میں کوئی تعلق نہ تھا۔ بچہ ماں سے اسی وجہ سے محبت کرتا ہے کہ اُس
کے پیٹ سے نکلا ہے اور ماں بھی اسی وجہ سے اُس سے محبت کرتی ہے کہ وہ اس کے جگر کا ٹکڑا
ہے۔ پس چونکہ ہر ایک رُوح خدا کے ہاتھ سے نکلی ہے اس لئے اس محبوبِ حقیقی کی طلب میں ہے۔
پھر غلطی سے کوئی بُت پرستی کرتا ہے، کوئی سُورج کو پوجتا ہے، کوئی چاند کے آگے جھکتا ہے۔ کوئی پانی
کا پرستار ہے، کوئی انسان کو خدا جانتا ہے۔ پس اس غلطی کی وجہ بھی اس حقیقی محبوب کی طلب ہے
جو انسان کی فطرت میں ہے جس طرح بچہ کبھی ماں کی طلب میں دھوکہ کھا کر کسی دوسری عورت سے
چمٹ جاتا ہے اسی طرح تمام مخلوق پرست دھوکہ کھا کر دوسری چیزوں کی طرف جھک گئے ہیں۔ خدا
کی شریعت ان غلطیوں کو دُور کرنے کے لئے آئی ہے اور خدا کی شریعت وہی ہے جو اپنی پوری طاقت
کے ساتھ ان غلطیوں کو دُور کر سکتی ہے اور غلطیوں کو وہی شریعت دُور کرے گی جو چمکتے ہوئے نشانوں

کے ساتھ اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھا دے گی کیونکہ اگر کوئی شریعت تازہ نشان دکھلانے پر قادر نہیں تو وہ بھی ایک بُت پیش کرتی ہے نہ خدا کو۔ وہ خدا یا پرمیشر نہیں ہو سکتا جو اپنے ظہور کے لئے ہماری منطق کا محتاج ہے۔ اگر خدا ایسا ہی مُردہ اور قدرت کی علامات سے محروم ہے جیسا کہ بُت تو ایسے خدا کو کون عارف قبول کر سکتا ہے۔ پس سچی اور کامل شریعت وہی ہے جو زندہ خدا کو اس کی قدرتوں اور نشانوں کے ساتھ دکھلاتی ہے اور وہی ہے جس کے ذریعہ سے انسان شریعت کے دوسرے حصہ میں بھی کامل ہو سکتا ہے۔ اور شریعت کا دوسرا ٹکڑا یہ ہے کہ انسان ان تمام گناہوں سے پرہیز کرے جن کی جڑھ بنی نوع پر ظلم ہے۔ جیسے زنا کرنا، چوری کرنا، خون کرنا، جھوٹی گواہی دینا اور ہر ایک قسم کی خیانت کرنا اور نیکی کرنے والے کے ساتھ بدی کرنا اور انسانی ہمدردی کا حق ادا نہ کرنا۔ پس اس دوسرے حصہ شریعت کو حاصل کرنا بھی پہلے حصہ کے حصول پر موقوف ہے۔ اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ پہلا حصہ یعنے خداشناسی کسی طرح ممکن نہیں جب تک خدا کو اُس کی تازہ قدرتوں اور تازہ نشانوں کے ساتھ شناخت نہ کیا جائے ورنہ بغیر اس کے خدا پرستی بھی ایک بُت پرستی ہے کیونکہ جبکہ خدا محض ایک بُت کی طرح ہے جو سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو اس میں اور ایک بُت میں فرق کیا ہے زندہ خدا کی علامات چاہئیں اور اگر وہ ہمارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو کیونکر معلوم ہو کہ وہ موجود ہے صرف اپنی خود تراشیدہ باتوں سے کیونکر اس کی ہستی ثابت ہو جبکہ ہر ایک انسان اپنی زندگی ثابت کرنے کا آپ ذمہ وار ہے تو پھر کیا وجہ کہ خدا اپنی زندگی ثابت نہیں کر سکتا۔ کیا خدا انسان سے بھی زیادہ کمزور ہے یا کیا اس کی قدرت آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور اگر اب اس میں کلام کرنے کی طاقت باقی نہیں رہی تو اس پر کیا دلیل ہے کہ پہلے وہ طاقت موجود تھی۔ اور اگر وہ اس زمانہ میں بول نہیں سکتا تو اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ اس زمانہ میں سُن سکتا ہے اور دُعائیں قبول کر سکتا ہے اور اگر کسی زمانہ میں اس نے اپنی قدرتیں ظاہر کی ہیں تو اب کیوں ظاہر نہیں کر سکتا تا دہریوں کے منہ میں خاک پڑے۔

پس اے عزیزو! وہ قادر خدا جس کی ہم سب کو ضرورت ہے وہ اسلام ہی نے پیش کیا ہے۔ اسلام خدا کی قدرتوں کو ایسا ہی پیش کرتا ہے جیسا کہ وہ پہلے ظہور میں آئی تھیں۔ یاد رکھو

اور خوب یاد رکھو کہ بغیر اس کے کہ خدا کی قدرتیں اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان ظاہر ہوں کوئی شخص خدا پر ایمان نہیں لا سکتا۔ یہ سب جھوٹے قصے ہیں کہ ہم پرمیشر پر ایمان لائے ہیں۔ خدا کی شناخت کرانے والے اُس کے نشان ہیں۔ اور اگر نشان نہیں تو خدا بھی نہیں۔ پس اسی لئے میں نے نمونہ کے طور پر محض ہمدردی کی راہ سے کتاب **حقیقۃ الوحی** کو تالیف کیا ہے۔ اور میں آپ لوگوں کو اس پرمیشر کی قسم دیتا ہوں جس پر ایمان لانا آپ لوگ اپنی زبان سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اوّل سے آخر تک میری اس کتاب کو پڑھو اور ان نشانوں پر غور کرو جو اس میں لکھے گئے ہیں۔ پھر اگر اپنے مذہب میں اس کی نظیر نہ پاؤ تو خدا سے ڈر کر اس مذہب کو چھوڑ دو اور اسلام کو قبول کرو۔ وہ مذہب کس کام کا ہے اور کیا فائدہ دے گا جو زندہ خدا تک زندہ نشانوں کے ساتھ رہبری نہیں کر سکتا۔ پھر میں آپ لوگوں کو اُسی پرمیشر کی دوبارہ قسم دیتا ہوں کہ ضرور ایک مرتبہ میری اس کتاب حقیقۃ الوحی کو اوّل سے آخر تک پڑھو اور سچ کہو کہ کیا آپ لوگ اپنے مذہب کی پابندی سے اُس زندہ خدا کو شناخت کر سکتے ہیں۔ پھر میں تیسری مرتبہ اُسی پرمیشر کی قسم دیتا ہوں کہ دُنیا ختم ہونے کو ہے اور خدا کا قہر ہر طرف نمودار ہے ایک مرتبہ اوّل سے آخر تک میری کتاب حقیقۃ الوحی کو ضرور پڑھ لو۔ خدا تمہیں ہدایت کرے۔ موت کا اعتبار نہیں۔ خدا وہی خدا ہے جو زندہ خدا ہے۔ والسّلام علٰی من اتبع الھُدٰی ؎

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

مطبوعہ میگزین پریس قادیان

(۲۷۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دعوتِ حق

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ

ان کو کہہ دے کہ اگر خدا کا کوئی فرزند ہوتا تو مَیں سب سے پہلے اس کی پرستش کرتا

یہ اشتہار پادری صاحبوں کی خدمت میں نہایت عجز اور ادب اور انکسار سے لکھا جاتا ہے کہ اگر یہ سچ ہوتا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام درحقیقت خدا کا فرزند ہوتا یا خدا ہوتا تو سب سے پہلے مَیں اُس کی پرستش کرتا اور مَیں تمام ملک میں اس کی خدائی کی اشاعت کرتا اور اگرچہ مَیں دُکھ اُٹھاتا اور مارا جاتا اور قتل کیا جاتا اور اس کی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا تب بھی مَیں اس دعوت اور منادی سے باز نہ آتا لیکن اے عزیزو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں۔ وہ صرف ایک نبی ہے ایک ذرّہ اس سے زیادہ نہیں اور بخدا مَیں وہ سچی محبت اُس سے رکھتا ہوں جو تمہیں ہرگز نہیں اور جس نور کے ساتھ مَیں اُسے شناخت کرتا ہوں تم ہرگز اُسے شناخت نہیں کر سکتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ خدا کا ایک پیارا اور برگزیدہ نبی تھا اور اُن میں سے تھا جن پر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا ہے اور جو خدا کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں مگر خدا نہیں تھا اور نہ خدا کا بیٹا تھا۔ مَیں نے

یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا اور اُسی نے اس آخری زمانہ کے لئے مجھے مسیح موعود کیا۔ اس نے مجھے بتلایا کہ سچ یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے اور اسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بُلایا وہ سچا نبی ہے اور وہی ہے جس کے قدموں کے نیچے **نجات** ہے اور بجز اس کی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہوگا اور جب میرے خدا نے اُس نبی کی وقعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو مَیں کانپ اُٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے، یہاں تک کہ اُن کو خدا بنا دیا اسی طرح اِس مقدس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہیئے لوگوں کو اب تک اُس کی عظمتیں معلوم نہیں۔ وہی ایک نبی ہے جس نے **توحید** کا تخم ایسے طور پر بویا جو آج تک ضایع نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دُنیا بگڑ گئی تھی اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمندر کی طرح توحید کو دُنیا میں پھیلا گیا اور وہی ایک نبی ہے جس کے لئے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی **غیرت** دکھلاتا رہا ہے۔ اور اس کی تصدیق اور تائید کے لئے ہزارہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اس لئے خدا کی غیرت نے جوش مارا۔

اور سب گذشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اس نے مسیح موعود کرکے بھیجا
تاکہ مَیں اُس کی نبوت کے لئے تمام دُنیا میں گواہی دوں۔ اگر مَیں بے دلیل یہ دعویٰ کرتا ہوں
تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا اپنے نشانوں کے ساتھ اس طور سے میری گواہی دیتا ہے کہ
اس زمانہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک اس کی نظیر نہیں تو
انصاف اور خدا ترسی کا مقتضا یہی ہے کہ مجھے میری اس تمام تعلیم کے ساتھ قبول کریں۔ خدا
نے میرے لئے وہ نشان دکھائے کہ اگر وہ اُن اُمتوں کے وقت نشان دکھلائے جاتے جو پانی
اور آگ اور ہُوا سے ہلاک کی گئیں تو وہ ہلاک نہ ہوتیں۔ مگر اس زمانہ کے لوگوں کو
مَیں کس سے تشبیہ دوں وہ اس بد قسمت کی طرح ہیں جس کی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا
نہیں اور کان بھی ہیں پر سُنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں۔ مَیں ان کے لئے روتا
ہوں اور وہ مجھ پر ہنستے ہیں اور مَیں اُن کو زندگانی کا پانی دیتا ہوں اور وہ مجھ پر آگ برساتے
ہیں۔ خدا میرے پر نہ صرف اپنے قول سے ظاہر ہوا ہے بلکہ اپنے فعل کے ساتھ بھی اُس
نے میرے پر تجلّی کی اور میرے لئے وہ کام دکھلائے اور دکھلائے گا کہ جب تک کسی
پر خدا کا خاص فضل نہ ہو اس کے لئے یہ کام دکھلائے نہیں جاتے۔ لوگوں نے مجھے
چھوڑ دیا لیکن خدا نے مجھے قبول کیا۔ کون ہے جو ان نشانوں کے دکھلانے میں میرے
مقابل پر آسکتا ہے۔ مَیں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک
مخفی خزانہ کی طرح تھا مگر اب اُس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور

اور بے ایمانوں کا منہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں۔ مگر اے عزیزو! تم جو خدا
کی طلب میں لگے ہوئے ہو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ سچا خدا وہی ہے جس نے
قرآن نازل کیا۔ وہی ہے جس نے میرے پر تجلّی کی اور جو ہر دم میرے ساتھ ہے

اے پادری صاحبان!

میں آپ لوگوں کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مسیح کو بھیجا اور اس محبت کو یاد
دلاتا ہوں اور قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے
رکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ضرور میری کتاب **حقیقۃ الوحی** کو اوّل سے آخر تک حرف
حرف پڑھ لیں اور اگر کوئی صاحب اہل علم سے نیک نیتی سے میری کتاب حقیقۃ الوحی
اس شرط کے ساتھ طلب کریں گے اور قسم کھائیں گے کہ ہم اس کتاب کو اوّل سے آخر
تک غور سے دیکھیں گے تو میں وہ کتاب مُفت اُن کو بھیج دُوں گا۔ اور اگر اس سے
تسلّی نہیں ہو گی تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا کوئی اور نشان دکھائے گا کیونکہ اس کا
وعدہ ہے کہ میں اس زمانہ پر اپنی حجت پوری کروں گا۔ اب میں ختم کرتا ہوں اور دُعا
کرتا ہوں کہ خدا طالب حق کے ساتھ ہو۔ آمین۔

خاکسار

مرزا غلام احمد مسیح موعود

از قادیان ضلع گورداسپور

۲۰ مارچ ۱۹۰۷ء

(مطبوعہ میگزین پریس ...)

(۲۷۶)

مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو۔ قل ای و ربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دُنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دُکھ اُٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دُنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سُنّت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری

زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی
نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے
مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود
ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذّاب ہوں اور دن رات افترا
کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی
ثناءاللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے
آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناءاللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر
نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی
ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھُلے کھُلے طور پر میرے
روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی
سمجھ کر ہمیشہ مجھے دُکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔ میں اُن کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر
کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے
بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دُنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں
اور بدزبانیوں میں آیت لاتقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دُنیا سے
مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مُفسد اور ٹھگ
اور دوکاندار اور کذّاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں
پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ انہیں تہمتوں کے
ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے
آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدّس اور رحمت کا دامن
پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناءاللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت
مفسد اور کذّاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اُٹھا لے یا کسی اَور نہایت سخت آفت

میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین۔ ثم آمین۔ ربنا
افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین
بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

مرزا حکیم رحمت اللہ و جماعت احمدیہ کی طرف سے دوبارہ چھاپا گیا ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ عیسوی
سول اینڈ ملٹری آرگن پریس لدھیانہ (یہ اشتہار ۱۸×۲۲ کے نصف صفحہ پر ہے)

---

(۲۷۷)

اعلان

بار دوم

(ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب باياته)

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونے کا دم مارتے ہیں جب خدا تعالےٰ کا کلام ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے۔ انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے۔ کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے آخر ہر ایک فیصلہ کے لئے

ایک دن ہے اور ہر ایک قضا و قدر کے نزول کے لئے ایک رات ہے۔ اس وقت مَیں نمونہ کے طور پر خدا تعالےٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اس جگہ مخاطب میرے مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبد الجبار اور عبد الواحد احمد عبد الحق غزنوی ثم امرتسری اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبد الحکیم خان اسسٹنٹ سرجن تراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں۔ اور وہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ انی احافظ کل من فی الدار و احافظک خاصۃ۔ ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ مَیں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاص کر تجھے۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے۔ اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا تعالےٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر۔ اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص اُن کا ہمرنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اُسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں و لعنت اللہ علی من کذب وحی اللہ۔ جیسا کہ مَیں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ و لعنت اللہ علی من افتری علی اللہ۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے۔ اور یاد رہے کہ میرے کسی کلام میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے وہ طاعون سے محفوظ رہے گا بلکہ یہ ذکر ہے کہ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن و ھم مھتدون۔ پس کامل پیروی کرنے والے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پا دیں گے اور طاعون اُن کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھیرے گی۔

اب مَیں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کھاتا ہے۔ مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ بھی دعویٰ کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا اور مجھے بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تا دیکھ لے افترا کی

کیا جتنا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد

(اخبار بدر مورخہ ۷؍ جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۴)

---

(۲۷۶)

جہاں جہاں یہ اشتہار پہنچے وہاں جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ حسب ضرورت اور حسب مقدرت اس کی کاپیاں چھپوا کر تقسیم کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی تمام جماعت کے لئے ضروری نصیحت

چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بُو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر اُن کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ ان کی ظلِ حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے لئے چُن لیا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر

ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاوے اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عملداری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم سُن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور نامور رئیس تھے جن کے مُرید پچاس ہزار کے قریب تھے۔ وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اسی قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے، امیر حبیب اللہ خاں نے نہایت بے رحمی سے اُن کو سنگسار کرا دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتووں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔ سو خدا تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ اس گورنمنٹ نے ایسا ہی تمہیں اپنے سایہ پناہ کے نیچے لے لیا جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے جو کہ عیسائی تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں۔ بلکہ میں انصاف اور ایمان کے رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکرگذاری کروں اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لئے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکرگذار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ھل جزاء الاحسان الّا الاحسان یعنے احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لیگی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لئے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مُرتد ٹھہر چکے ہو۔ سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو۔

اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالےٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کرے گی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم اُن کے علماء کے فتوے سُن چکے ہو یعنی یہ کہ تم اُن کے نزدیک واجب القتل ہو اور اُن کی آنکھ میں ایک کُتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لُوٹ لینا اور تمہاری بیویوں پر جبر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور تمہاری میت کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑا ثواب کا کام ہے سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے، تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو اور تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزارہا درجہ اُن سے انگریز بہتر ہیں کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے، وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے۔ کچھ بہت دن نہیں گذرے کہ ایک پادری نے کپتان ڈگلس کی عدالت میں میرے پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تھا۔ اس دانشمند اور منصف مزاج ڈپٹی کمشنر نے معلوم کر لیا کہ وہ مقدمہ سراسر جھوٹا اور بناوٹی ہے اس لئے مجھے عزت کے ساتھ بری کیا بلکہ مجھے اجازت دی کہ اگر چاہو تو جھوٹا مقدمہ بنانے والوں پر سزا دلوانے کے لئے نالش کرو۔ سو اس نمونہ سے ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف اور عدل کے ساتھ ہم سے پیش آتے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ (موجودہ) اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جس دین کی تعلیم عمدہ ہے، جس دین کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے خدا نے معجزات دکھلائے اور دکھلا رہا ہے، ایسے دین کو جہاد کی کیا ضرورت ہے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت ظالم لوگ اسلام پر تلوار کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ اسلام کو تلوار کے

ذریعہ سے نابود کر دیں۔ سو جنہوں نے تلواریں اُٹھائیں وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے گئے۔ سو وہ جنگ صرف دفاعی جنگ تھے۔ اب خواہ نخواہ ایسے اعتقاد پھیلانا کہ کوئی خونی مہدی آئے گا اور عیسائی بادشاہوں کو گرفتار کرے گا یہ محض بناوٹی مسائل ہیں جن سے ہمارے مخالف مسلمانوں کے دل سیاہ اور سخت ہو گئے ہیں اور جن کے ایسے عقیدے ہیں وہ خطرناک انسان ہیں۔ اور ایسے عقیدے کسی زمانہ میں جاہلوں کے لئے بغاوت کا ذریعہ ہو سکتے ہیں بلکہ ضرور ہوں گے۔ سو ہماری کوشش ہے کہ مسلمان ایسے عقیدوں سے رہائی پاویں۔ یاد رکھو کہ وہ دین خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا جس میں انسانی ہمدردی نہیں۔ خدا نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ زمین پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم کیا جائے۔

وَالسّلام

خاکســـــــــــــــــــار

مرزا غلام احمد مسیح موعود

عافاہ اللہ وایدہ ۷؍ مئی ۱۹۰۷ء

مطبوعہ میگزین پریس قادیان (یہ اشتہار $\frac{20\times26}{8}$ کے دو صفحوں پر ہے)

---

(۲۷۹)

ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیشگوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ کر مشتہر کریں اور یادداشت کے لئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظرگاہ میں چسپاں کریں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

تبصرہ

مجھے اس تحریر کے لئے اس بات نے مجبور کیا ہے کہ میں مامور ہوں کہ امر معروف اور نہی منکر کروں اور سننے والوں کو اُن امور پر قائم کروں جن سے اُن کا ایمان قوی ہو اور معرفت زیادہ ہو اور

صراط مستقیم پر قائم ہو جاویں۔ واضح ہو کہ میں نے اس ہفتہ کے اخبار عام میں اس کے پہلے کالم میں ہی پڑھا ہے کہ بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے میرے فرزند مبارک احمد کی وفات پر بڑی خوشی ظاہر کی ہے۔ بلکہ دوسرے بعض اخباروں میں بھی بڑے زور سے اس واقعہ کو ظاہر کرکے یہ رنگ اس پر چڑھایا ہے کہ گویا ان میں سے کسی کا مباہلہ میں فتحیاب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے۔ ہم اس جگہ زیادہ لکھنا نہیں چاہتے کیونکہ جھوٹ کی سزا دینے کے لئے خدا تعالےٰ کافی ہے۔

واضح ہو کہ میں نے کسی سے ایسا مباہلہ نہیں کیا جس سے کسی دوسرے فریق کی اولاد کو اس طرح پر معیار صدق وکذب بنایا جاوے کہ اگر اس فریق کا لڑکا مر گیا تو وہ جھوٹا ٹھہرے گا بلکہ میں ہمیشہ یہی چاہتا ہوں کہ وہی شخص نابود ہو جس کا گناہ ہے۔ جس نے خدا پر افتراء کیا ہے یا صادق کو کاذب ٹھہراتا ہے۔ ہاں اگر کسی کی اولاد مباہلہ کے وقت حاضر ہو کر خود مباہلہ سے حصہ لے اور افتراء کے حامی یا تکذیب کے حامی ہو جاویں جیسا کہ قرآن شریف سے سمجھا جاتا ہے۔ تب وہ کاذب ہونے کی حالت میں عذاب میں بھی شریک ہوں گے جیسا کہ وہ مقابلہ میں شریک ہوگئے ورنہ بموجب حکم آیت لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ خدا ایک کے گناہ کے لئے دوسرے کو ہلاک نہیں کرتا۔ میرا لڑکا مبارک احمد نابالغ تھا اور ابھی نو برس کی عمر کو نہیں پہنچا تھا جب وہ فوت ہو گیا۔ اور خدا نے اس کی وفات سے کئی برس پہلے دو مرتبہ اس کی نسبت خبر دی تھی کہ ابھی وہ بالغ نہیں ہوگا جو فوت ہو جائے گا۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ دشمن اس دن خوش ہوگا اور اپنا وار کرے گا۔ مگر ساتھ ہی دشمن کے بد انجام کی بھی خبر دی تھی کہ آخرکار وہ غضب الٰہی کے نیچے آئے گا۔ اور میری نسبت یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ دن تلخ زندگی کے ہوں گے اور ساتھ اس کے میرے دل کی حالت کو ان الفاظ سے ظاہر کیا تھا کہ انی مع اللہ فی کل حال یعنے میں ہر ایک حال میں خدا کے ساتھ ہوں اور جو اس کی رضا ہے وہی میری رضا ہے۔ اور یہ بھی میرے گھر کے لوگوں کو خدا نے مخاطب کرکے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔ اور یہ بھی ان کی نسبت الہام تھا کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ یعنی اے اہل بیت خدا تمہیں ایک امتحان کے ذریعہ سے

پاک کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔ اس الہام میں بھی اسی مصیبت کی طرف اشارہ تھا۔ اور علاوہ اس کے اور کئی الہام تھے جن میں بصراحت اس لڑکے کے مرنے کی خبر دی گئی تھی۔ اور صرف یہی نہیں تھا کہ زبانی اپنی جماعت کو یہ پیشگوئیاں بتلائی گئی تھیں بلکہ یہ پیشگوئیاں اس واقعہ سے کئی سال پہلے اخبار بدر اور الحکم میں شائع کر دی گئی تھیں جس کا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ مبارک احمد قبل اس کے کہ جو بلوغ کی عمر کو پہنچے فوت ہو جائے گا اور باوجود اس کے کہ میرے کئی اور لڑکے تھے جو اس کے حقیقی بھائی تھے مگر میں نے خدا سے الہام پا کر صریح طور پر پیشگوئی میں شائع کیا تھا کہ قبل از بلوغ وفات پانے والا مبارک احمد ہے۔ اور صاف اور کھلے لفظوں میں لکھا تھا کہ مبارک احمد نابالغ ہونے کی حالت میں ہی فوت ہو جائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ تو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان تھا جو خدا نے کھلے کھلے طور پر خبر دے دی کہ مبارک احمد بلوغ کی عمر تک نہیں پہنچے گا اور خورد سالی میں ہی فوت ہو جائے گا۔ اب کوئی ایماندار سوچے کہ کیا یہ کسی اعتراض کی جگہ تھی بلکہ یہ موت تو پہلے ہی سے مقرر ہو چکی تھی اور اخباروں میں شائع ہو چکی تھی۔ اس لئے یہ ایک بڑا بھاری نشان تھا کیونکر ایسے عمیق غیب پر انسان کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ مگر تعصب کا کیا علاج۔ متعصب انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اس وقت اس پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ۔ عیب نماید ہنرش در نظر۔ لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔ انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک۔ یعنے ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائمقام اور اس کا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔ اس لئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔ اور ایک الہام میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ انی اریحک ولا اجیحک و اخرج منک قوما یعنے میں تجھے راحت دوں گا اور میں تیری قطع نسل نہیں کروں گا اور ایک بھاری قوم تیری نسل سے پیدا کروں گا یہ خدا کا کلام ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ اگر اس زمانہ کے بعض لوگ لمبی عمر پائیں گے تو دیکھیں گے

کہ آج جو خدا کی طرف سے پیشگوئی کی گئی ہے وہ کس شان اور قوت اور طاقت سے ظہور میں آئیگی۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ وہ خدا جس نے ابراہیم علیہ السلام کو اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کو اور سب کے بعد ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جانی اور خونی دشمنوں سے بچایا وہ مجھے بھی بچائے گا اور وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ دشمن اپنے کردار کی سزا پائیں گے کیونکہ خدا شریر کو دوست نہیں رکھتا۔ جو شخص تقویٰ سے کام نہیں لیتا اور بدزبانی میں حد سے بڑھ جاتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے۔ مگر خدا متقی کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ معمولی سلسلہ موت کا ہر ایک بد اور نیک پر محیط ہے۔ کسی خاص فرقہ سے مخصوص نہیں۔ اگر ہماری اولاد میں سے کوئی مر گیا یا آئندہ مرے تو دشمنوں کے لئے یہ خوشی کی بات نہیں کیونکہ یہ موت ہر ایک کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ بلکہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ ہمارے گھر کے عزیزوں میں سے یا ہمارے بہت قریب متعلقین میں سے بعض کی وفات قریب ہے۔ سو ایسے واقعات دشمن کے لئے خوشی کی جگہ نہیں کیونکہ موت فوت سے کسی نبی کا خاندان مستثنےٰ نہیں رہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کئی لڑکے فوت ہو گئے۔ یہانتک کہ خبیث فطرت کافروں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھا۔ مگر آخرکار خدا نے فتح اور نصرت کے تمام وعدے پورے کئے یہاں تک کہ ان عرب کے کافروں کا نام و نشان نہ رہا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معدوم کرنا چاہتے تھے اور جزیرہ عرب اسلام سے بھر گیا۔ یہ سچ ہے کہ العاقبۃ للمتقین۔ سو خدا کا یہ وعدہ ہے کہ وہ مجھ سے بھی ایسا ہی کرے گا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ ایک دن آتا ہے کہ جن متعصب اور جانی دشمنوں کا آج مُنہ دیکھتے ہو پھر نہیں دیکھو گے۔ وہ جڑ سے کاٹے جاوینگے اور ان کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ اس بارے میں ان دنوں میں جو کچھ خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے وہ پیشگوئی اس جگہ لکھتا ہوں۔ چاہیئے کہ میری جماعت اس کو یاد رکھیں اور

اس کو اپنے گھروں کے نظارہ گاہ جگہوں پر چسپاں کریں اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اس سے اطلاع دیں اور جہاں تک ممکن ہو نرمی اور آہستگی سے اپنے واقف کاروں کو اس امر پر مطلع کریں کیونکہ یہ دن آنے والے ہیں اور خدا نے سب کچھ دیکھا ہے اور اب وہ ہم میں اور ہمارے اُن مخالفوں میں جو تکفیر اور گالیوں سے باز نہیں آتے فیصلہ کرے گا۔ وہ حلیم ہے مگر اُس کا غضب بھی سب سے بڑھ کر ہے اور وہ سزا دینے میں دھیما ہے مگر اس کا قہر بھی ایسا ہے کہ فرشتے بھی اس سے کانپتے ہیں۔ اور اس پیشگوئی میں ہمارے مخاطب صرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ مجھے ستایا اور گالیاں دیئے اور بدزبانی میں حد سے زیادہ بڑھ گئے بلکہ بعض نے ان میں سے میرے قتل کے فتوے دیئے اور وہ سب لوگ چاہتے ہیں کہ میں قتل کیا جاؤں اور زمین سے نابود کیا جاؤں اور میرا تمام سلسلہ پراگندہ اور نابود ہو جائے مگر خدا جو میرے دل کی حالت کو جانتا ہے وہ وہی فیصلہ کرے گا جو اس کے علم کے موافق ہے۔ اس نے مجھے اپنے فیصلہ کی خبر دی ہے اور وہ یہ ہے۔

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔ انک بمنزلۃ رحی الاسلام۔ اثرتک و اخترتک۔

ترجمہ۔ تو نے دیکھ لیا یعنے تو ضرور دیکھے گا کہ اصحاب الفیل یعنی وہ جو بڑے حملے والے ہیں اور جو آئے دن تیرے پر حملہ کرتے ہیں اور جیسا کہ اصحاب الفیل نے خانہ کعبہ کو نابود کرنا چاہا تھا وہ تجھے نابود کرنا چاہتے ہیں، اُن کا انجام کیا ہوگا؟ یعنی ان کا وہی انجام ہوگا جو اصحاب الفیل کا ہوا۔

پھر فرمایا:

وینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یاتون من کل فج عمیق

یعنے تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم الہام کریں گے۔ وہ دُور دراز جگہوں سے تیرے پاس آویں گے۔ اس جگہ استعارہ کے رنگ میں خدا تعالیٰ نے مجھے بیت اللہ سے مشابہت دی۔ کیونکہ آیت یاتون من کل فج عمیق خانہ کعبہ کے حق میں ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ

اسلام کی چکی کے ہے۔ اس چکی میں جو پڑے گا وہ آخر کو پیسا جائے گا۔ یعنے تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ تیرے مخالفوں کا اخزا اور افنا تیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا یعنی جو لوگ تجھے رُسوا اور ہلاک کرنا چاہتے ہیں وہ آپ ہی رُسوا اور ہلاک ہوں گے اور پھر فرمایا۔

انی انا ربک الرحمٰن ذوالعزّ والسلطان۔ من عادا ولیا لی فکانما خرمن السماء۔ انی موجود فانتظر۔ سینالھم غضب من ربھم وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً۔ قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسّٰھا۔ قل انی امرت لکم فافعلوا ما تومرون۔ الیوم یوم البرکات۔ یا عبداللہ انی معک۔ والضحٰی واللیل اذا سجٰی۔ ما ودعک ربک وما قلٰی۔

یعنی مَیں رحمان ہوں صاحب عزت اور سلطنت۔ جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرے گویا وہ آسمان سے گر گیا۔ مَیں موجود ہوں پس میرے فیصلہ کا منتظر رہ۔ جو لوگ عداوت سے باز نہیں آتے عنقریب اُن پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔ ہم عذاب نازل نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ جب پہلے رسُول آجاوے۔ یعنی دُنیا پر عذاب شدید نازل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسُول آگیا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ عذاب سے وہ لوگ نجات پائیں گے جنہوں نے دلوں کو پاک کیا۔ اور وہ لوگ سزا پائیں گے جنہوں نے اپنے نفسوں کو گندہ کیا۔ اور پھر فرمایا کہ مَیں تیری نسل کو جڑ سے معدوم نہیں کروں گا بلکہ جو کچھ کھویا گیا وہ تجھے خدائے کریم واپس دے گا۔ ان کو کہہ دے کہ مَیں تمہارے لئے مامور ہو کر آیا ہوں۔ پس وہی کرو جو مَیں حکم کرتا ہوں۔ یہ برکت کے دن ہیں ان کا قدر کرو۔ اے خدا کے بندے مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ مجھے روز روشن کی قسم ہے اور اس رات کی جو تاریک ہو جو تیرے رب نے تجھے دشمن نہیں پکڑا۔ اور پھر اردو میں فرمایا کہ ہر ایک حال میں تمہارے ساتھ موافق ہوں اور تیرے منشار کے مطابق۔ اور پھر فرمایا۔

لکم البشری فی الحیوۃ الدنیا خیر و نصرت و فتح انشاء اللّٰہ تعالیٰ۔ وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک و رفعنا لک ذکرک۔ انی معک ذکرتک فاذکرنی وسع مکانک حان ان تعان و ترفع بین الناس انی معک یا ابراھیم انی معک و مع اھلک انک معی و اھلک انی انا الرحمان فانتظر قل یاخذک اللّٰہ۔

یعنی تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بشارت ہے۔ تیرا انجام نیک ہے۔ خیر ہے اور نصرت اور فتح انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہم تیرا بوجھ اتار دیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی اور تیرے ذکر کو اونچا کر دیں گے۔ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ مَیں نے تجھے یاد کیا ہے۔ سو تو مجھے بھی یاد کر اور اپنے مکان کو وسیع کر دے۔ وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائے گا اور لوگوں میں تیرا نام عزت اور بلندی سے لیا جائے گا۔ مَیں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم اور ایسا ہی تیرے اہل کے ساتھ اور تو میرے ساتھ ہے اور ایسا ہی تیرے اہل۔ مَیں رحمان ہوں۔ میری مدد کا منتظر رہ اور اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا۔ اور پھر آخر میں اُردو میں فرمایا کہ مَیں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔ یعنے دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو مَیں جھوٹا کر دوں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ مَیں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلّت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دُنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ خدا ایک قہری تجلّی کرے گا اور وہ جو جھوٹ اور شوخی سے باز نہیں آتے

ان کی ذلّت اور تباہی ظاہر کرے گا۔ مگر میری طرف ایک دُنیا کو جُھکا دے گا اور میرا نام عزّت کے ساتھ دُنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلا دے گا۔ سو چاہیئے کہ میری جماعت کے لوگ اس پیشگوئی کے منتظر رہیں اور تقویٰ و طہارت سے پاک نمونہ دکھادیں۔

اس پیشگوئی کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی ہے کہ ایک سخت طاعون اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں بھی آنے والی ہے جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ وہ لوگوں کو دیوانہ کی طرح کردے گی معلوم نہیں کہ اس سال یا آئندہ سال میں ظاہر ہوگی۔ مگر خدا مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ مَیں تجھے اور تمام ان لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر ہیں بچاؤں گا۔ گویا اس دن یہ گھر نوح کی کشتی ہوگا جو شخص اس گھر میں داخل ہوجائے گا وہ بچایا جائے گا اور خدا نے فرمایا میں روزہ بھی رکھوں گا اور افطار بھی کروں گا اور اس گھڑی تک جس کو بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا میرا عذاب دُنیا کے شامل حال رہے گا اور طاعون دُور نہیں ہوگی اور کبھی دُور نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ اپنی اصلاح کرکے نیکی اور خدا کی طرف رجوع نہ کریں۔ خدا چاہتا ہے کہ زمین گناہ سے پاک ہوجائے۔ سو اس لئے ایک طرف اس نے طاعون اور کئی اور عذاب بھیجے اور دوسری طرف اپنے راہ کی منادی کرنے والا بھیجا تا زمین کو گناہ سے پاک کرے۔ والسّلام علٰی من اتبع الھدیٰ

خاکسار

میرزا غلام احمد ۵ نومبر ۱۹۰۷ء

(یہ اشتہار ۱۳×۱۶ سائز پیپر پر انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں طبع ہوکر شائع ہوا۔ یہ اشتہار خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے۔ نیز یہ اشتہار اخبار بدر مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء نمبر ۴۶ جلد ۶ کے صفحہ ۳ لغایت ۶ پر بھی ہے)

---

(۲۵۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ ؕ آمین

اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تُو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

جب سے خدا نے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود٭ کا خطاب دیا ہے میری نسبت جوش اور غضب اُن لوگوں کا جو اپنے تئیں مسلمان قرار دیتے ہیں اور مجھے کافر کہتے ہیں انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ پہلے مَیں نے صاف صاف ادلّہ کتاب اللہ اور حدیث سے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا مگر قوم نے دانستہ ان دلائل سے مُنہ پھیر لیا اور پھر میرے خدا نے بہت سے آسمانی نشان میری تائید میں دکھلائے۔

٭حاشیہ۔ بعض کم سمجھ لوگ جو کتاب اللہ اور حدیث نبوی میں تدبّر نہیں کرتے وہ میرے مہدی ہونے کو سُنکر یہ کہا کرتے ہیں کہ مہدی موعود تو سادات میں سے ہوگا۔ سو یاد رہے کہ باوجود اس قدر جوش مخالفت کے ان کو احادیث نبویہ پر بھی عبور نہیں۔ مہدی کی نسبت احادیث میں چار قول ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ مہدی سادات میں سے ہوگا (۲) دوسرے یہ کہ قریش میں سے سادات ہوں یا نہ ہوں (۳) تیسرے یہ حدیث ہے کہ رجل من امتی یعنی مہدی میری امت میں سے ایک مرد ہے خواہ کوئی ہو (۴) چوتھے یہ حدیث ہے کہ لا مھدی الا عیسٰی یعنی بجز عیسٰے کے اور کوئی مہدی نہیں ہوگا وہی مہدی ہے جو عیسٰی کے نام پر آئے گا۔ اسی آخری قول کے مصدق وہ اقوال محدثین ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ مہدی کے بارے میں جس قدر احادیث ہیں بجز حدیث عیسٰی مہدی کے کوئی ان حدیثوں میں سے جرح سے خالی نہیں۔ مگر عیسٰی کا مہدی ہونا بلکہ سب سے بڑا مہدی ہونا تمام اہل حدیث اور ائمہ اربعہ کے نزدیک بغیر کسی نزاع کے مسلّم ہے۔ پس مَیں وہی مہدی ہوں جو عیسٰی بھی کہلاتا ہے اور اس مہدی کے لئے شرط نہیں ہے کہ حسنی یا حسینی یا ہاشمی ہو۔ منہ۔

مگر قوم نے اُن سے بھی کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور پھر ان میں سے کئی لوگ مباہلہ کے لئے اُٹھے اور بعض نے علاوہ مباہلہ کے الہام کا دعویٰ کرکے یہ پیشگوئی کی کہ فلاں سال یا کچھ مدت تک ان کی زندگی میں ہی یہ عاجز ہلاک ہو جائے گا مگر آخرکار وہ میری زندگی میں خود ہلاک ہو گئے۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ قوم کی پھر بھی آنکھ نہ کھلی اور انہوں نے یہ خیال نہ کیا کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ہر ایک پہلو سے وہ مغلوب نہ ہوتے۔ قرآن شریف ان کو جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ معراج کی حدیث اور حدیث امامکم منکم ان کو جھوٹا ٹھہراتی ہے۔ مباہلوں کا انجام ان کو جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ پھر ان کے ہاتھ میں کیا ہے جو خدا کے اس فرستادہ کی دلیری سے تکذیب کر رہے ہیں جو تقریباً چھبیس[۲۶] برس سے ان کو حق اور راستی کی طرف بُلا رہا ہے۔ کیا اب تک انہوں نے آیہ کریمہ یصبکم بعض الذی یعدکم کا مزہ نہیں چکھا۔ کہاں ہے مولوی غلام دستگیر جس نے کتاب فیض رحمانی میں میری ہلاکت کے لئے بددعا کی تھی اور مجھے مقابل پر رکھ کر جھوٹے کی موت چاہی تھی؟ کہاں ہے مولوی چراغ دین جموں والا جس نے الہام کے دعوے سے میری موت کی خبر دی تھی اور مجھ سے مباہلہ کیا تھا۔ کہاں ہے فقیر مرزا جو اپنے مریدوں کی ایک بڑی جماعت رکھتا تھا جس نے بڑے زور شور سے میری موت کی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ عرش پر سے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ شخص مفتری ہے آیندہ رمضان تک میری زندگی میں ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن جب رمضان آیا تو پھر آپ ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ کہاں ہے سعد اللہ لودھانوی؟ جس نے مجھ سے مباہلہ کیا تھا اور میری موت کی خبر دی تھی۔ آخر میری زندگی میں ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ کہاں ہے مولوی محی الدین لکھوکے والا؟ جس نے مجھے فرعون قرار دے کر اپنی زندگی میں ہی میری موت کی خبر دی تھی اور میری تباہی کی نسبت کئی اور الہام شائع کئے تھے۔ آخر وہ بھی میری زندگی میں ہی دُنیا سے گذر گیا۔ کہاں ہے بابو الٰہی بخش صاحب مؤلّف "عصائے موسیٰ" اکونٹنٹ لاہور؟ جس نے اپنے تئیں موسیٰ قرار دے کر مجھے فرعون قرار دیا تھا اور میری نسبت اپنی زندگی میں ہی طاعون سے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ اور میری تباہی کی نسبت اور بھی بہت سی پیشگوئیاں کی تھیں۔ آخر وہ بھی میری زندگی میں ہی اپنی کتاب عصائے

مولوی پر جھوٹ اور افتراء کا داغ لگا کر طاعون کی موت سے بصد حسرت مرا۔ اور ان تمام لوگوں نے چاہا کہ میں اس آیت کا مصداق ہو جاؤں کہ اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ لیکن وہ آپ ہی اس آیت ممدوحہ کا مصداق ہو کر ہلاک ہو گئے اور خدا نے ان کو ہلاک کر کے مجھ کو اس آیت کا مصداق بنا دیا وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ۔ کیا ان تمام دلائل سے خدا تعالےٰ کی حجت پوری نہیں ہوئی؟ مگر ضرور تھا کہ مخالف لوگ انکار سے پیش آتے کیونکہ پہلے سے یعنی آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا کی یہ پیشگوئی موجود ہے۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ سو ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا اپنے حملوں کو نہیں روکے گا اور نہ بس کرے گا جب تک کہ دُنیا پر میری سچائی ظاہر نہ ہو جائے۔

لیکن آج ۱۵؍ مئی ۱۹۰۷ء کو میرے دل میں ایک خیال آیا ہے کہ ایک اور طریق فیصلہ کا ہے شاید کوئی خدا ترس اس سے فائدہ اُٹھاوے اور انکار کے خطرناک گرداب سے نکل آوے اور وہ طریق یہ ہے کہ میرے مخالف مُنکروں میں سے جو شخص اشد مخالف ہو اور مجھ کو کافر اور کذّاب سمجھتا ہو[*] وہ کم سے کم دس نامی مولوی صاحبوں یا دس نامی رئیسوں کی طرف سے منتخب ہو کر اس طور سے مجھ سے مقابلہ کرے جو دو سخت بیماروں پر ہم دونوں اپنے صدق و کذب کی آزمائش کریں یعنی اس طرح پر کہ دو خطرناک بیمار لے کر جو جُدا جُدا بیماری کی قسم میں مبتلا ہوں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے دونوں بیماروں کو اپنی اپنی دُعا کے لئے تقسیم کر لیں۔ پھر جس فریق کا بیمار بکلّی اچھا ہو جاوے یا دوسرے بیمار کے مقابل پر اس کی عمر زیادہ کی جائے وہی فریق سچا سمجھا جاوے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اور مَیں پہلے سے اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کر کے یہ خبر دیتا ہوں کہ جو بیمار میرے حصّہ میں آوے گا یا تو خدا اسے بکلّی صحت دے گا اور یا بہ نسبت دوسرے

[*] یہ بھی شرط ہے کہ وہ شخص عام لوگوں میں سے نہ ہو بلکہ قوم میں خصوصیت اور علمیت اور عزت اور تقویٰ کے ساتھ مشہور ہو جس کا مغلوب ہونے کی حالت میں دوسروں پر اثر پڑ سکے۔ منہ

بیمار کے اس کی عمر بڑھا دے گا اور یہی امر میری سچائی کا گواہ ہوگا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر یہ سمجھو کہ میں خدا تعالٰے کی طرف سے نہیں۔ لیکن یہ شرط ہوگی کہ فریق مخالف جو میرے مقابل پہ کھڑا ہوگا وہ خود اور ایسا ہی دس اور مولوی یا دس رئیس جو اس کے ہم عقیدہ ہوں یہ شائع کردیں کہ درحالت میرے غلبہ کے وہ میرے پر ایمان لائیں گے اور میری جماعت میں داخل ہوں گے اور یہ اقرار تین نامی اخباروں میں شائع کرانا ہوگا۔ ایسا ہی میری طرف سے بھی یہی شرائط ہوں گی اس قسم کے مقابلہ سے فائدہ یہ ہوگا کہ کسی خطرناک بیمار کی جو اپنی زندگی سے نومید ہو چکا ہے، خدا تعالٰے جان بچائے گا اور احیاء موتی کے رنگ میں ایک نشان ظاہر کرے گا اور دوسرے یہ کہ اس طور سے یہ جھگڑا بڑے آرام اور سہولت سے فیصلہ ہو جائے گا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰے مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ۔

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود

۱۵ر مئی ۱۹۰۸ء

---

(۲۸۰)

حضرت تقدس مآب مرزا قادیانی کا خط

(جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام)

پرچہ اخبار عام ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں میں

نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ مَیں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا مَیں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ مَیں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں، یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعوٰے نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ مَیں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔ اور جس بناء پر مَیں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ مَیں خدا تعالےٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آیندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو مَیں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر مَیں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو مَیں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ مَیں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دُنیا سے گذر جاؤں۔ مگر مَیں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا مَیں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جُوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا۔ اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شوشہ قرآن شریف کا منسوخ کرسکے۔ سو مَیں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہوسکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا۔ سو خدا نے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت مجھے علم غیب عطا کیا ہے اور ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور

کر رہا ہے۔ میں خود ستائی سے نہیں مگر خدا کے فضل اور اس کے وعدہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف صرف میں کھڑا کیا جاؤں اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دیگا اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دیگا۔ بس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتا ہے اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے بلکہ اس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے تا کہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ ان میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی تا کہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔ ورنہ حضرت عیسےٰ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی امید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامنگیر ہے وہ امتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اُتر کر نئے سرے سے وہ مسلمان ہوں گے اور کیا اس وقت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

الراقم

خاکسار مفخر ولی اللہ المحمد غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء

از شہر لاہور

یہ خط ہند و اخبار عام لاہور مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۷ کالم اول سے کالم ۲ تک میں شائع کیا ہے (المرتب)

(۲۸۱)*

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محال است سعدی کہ راہِ صفا   تواں یافت جز در پئے مصطفیٰ

سردار راجندر سنگھ صاحب متوجہ ہو کر سنیں

آپ کا رسالہ جس کا نام آپ نے خبط قادیانی کا علاج رکھا ہے میرے پاس پہنچا اس میں جس قدر آپ نے ہمارے سیّد و مولیٰ جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں، اور نہایت بے باکی سے بے ادبیاں کیں اور بے اصل تہمتیں لگائیں، اس کا ہم کیا جواب دیں اور کیا لکھیں۔ سو ہم اس معاملہ کو اُس قادر توانا کے سپرد کرتے ہیں جو اپنے پیاروں کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ ہمارا افسوس اور بھی آپ کی نسبت ہوتا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کس ادب اور تہذیب سے ہم نے ست بچن کو تالیف کیا تھا اور کیسے نیک الفاظ سے آپ کے باوا صاحب کو یاد کیا تھا اور اس کا عوض آپ نے یہ دیا۔ اگر آپ کو علم اور انصاف سے کچھ بہرہ ہوتا اور دل میں پرہیزگاری ہوتی تو آپ ان بیہودہ افتراؤں کی پیروی نہ کرتے جن کا ہماری معتبر اور مسلّم اور پاک کتابوں میں کوئی اصل صحیح نہیں پایا جاتا۔ خدا کا وہ مقدس پیارا جس نے اس کی عزت اور جلال کے لئے اپنی جان کو ایک کیڑے کی جان کے برابر بھی عزت نہیں دی اور اس کے لئے ہزار ہا موتوں کو قبول کیا۔ اس کو آپ نے گندی گالیاں دیں اور اس کی پاک شان میں طرح طرح کی بیباکیاں کیں۔ میرا خیال اب تک تھا کہ سکھ صاحبوں میں ایسے لوگ کم ہیں۔ آفتاب آپ کی نظر میں ایک ناچیز خس و خاشاک دکھائی دیا۔ اے غافل! وہی ایک نور ہے جس نے دُنیا کو تاریکی میں پایا اور روشن کیا، اور مُردہ پایا اور جان بخشی۔ تمام نبوتیں اس سے ثابت ہوئیں اور وہ اپنی ذات میں

---

* اشتہار نمبر ۲۸۱ و ۲۸۲ بعد میں دستیاب ہونے کی وجہ سے اپنے مقام پر درج نہیں ہو سکے، اور یہاں درج کر دیئے ہیں اگلے ایڈیشن میں صحیح مقام پر درج کر دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ (المرتب)

ثابت ہے۔ بھلا بتلاؤ! کہ اس کے سوا آج اس موجودہ دنیا میں کون ہے جس کا کوئی پیرو دم مار سکتا ہو کہ مَیں دُعا اور خدا کی نصرت میں اپنے مخالف پر غالب آسکتا ہوں۔ یوں تو کوچہ کوچہ اور گلی گلی میں مذہب پھیلے ہوئے ہیں اور ہر ایک اپنے نبی یا اوتار کے اعجوبے قصّوں اور کہانیوں کے رنگ میں بیان کر رہا ہے اور پستکوں اور کتابوں کے حوالہ سے ہزاروں خوارق ان کے بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ ان قصّوں کا ثبوت کیا ہے اور کس کو ہم جھوٹا کہیں اور کس کو ہم سچّا سمجھیں۔ اور اگر یہ قصّے صحیح تھے تو اب کیوں یہ مصیبت پیش آئی کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں صرف قصّے ہی قصّے رہ گئے۔ سچّوں کا نور ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ذرہ انصاف کرو کہ کیا گذشتہ باتوں کا فیصلہ صرف باتوں سے ہو سکتا ہے۔ کوئی بُرا مانے یا بھلا مگر مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان تمام مذہبوں میں سے سچ پر قائم وہی مذہب ہے جس پر خدا کا ہاتھ ہے اور وہی مقبول دین ہے جس کی قبولیّت کے نور ہر ایک زمانہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ پیچھے رہ گئے ہیں۔ سو دیکھو مَیں گواہی دیتا ہوں کہ وہ روشن مذہب **اسلام** ہے جس کے ساتھ خدا کی تائیدیں ہر وقت شامل حال ہیں۔ کیا ہی بزرگ قدر وہ **رسُول** ہے جس سے ہم تازہ بتازہ روشنی پاتے ہیں۔ اور کیا ہی برگزیدہ وہ نبی ہے جس کی محبت سے رُوح القدس ہمارے اندر سکونت کرتی ہے تب ہماری دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور عجائب کام ہم سے صادر ہوتے ہیں۔ زندہ خدا کا مزہ ہم اسی راہ میں دیکھتے ہیں۔ باقی سب مُردہ پرستیاں ہیں۔ کہاں ہیں مُردہ پرست کیا وہ بول سکتے ہیں۔ کہاں ہیں مخلوق پرست کیا وہ ہمارے آگے ٹھہر سکتے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو شرارت سے کہتے تھے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی اور نہ کوئی نشان ظاہر ہوا۔ دیکھو مَیں کہتا ہوں کہ وہ شرمندہ ہوں گے اور عنقریب وہ چھپتے پھریں گے۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ آگیا کہ اسلام کی سچّائی کا نور منکروں کے مُنہ پر طمانچے مار یگا اور انہیں دکھائی نہیں دیگا کہ کہاں چھپیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ مَیں نے دو مرتبہ باوا نانک صاحب کو کشفی حالت میں دیکھا ہے اور اُن کو اس بات کا اقراری پایا ہے کہ انہوں نے اُسی نور سے روشنی حاصل کی ہے۔ فضولیاں اور جھوٹ

بولنا مُردار خواروں کا کام ہے۔ مَیں وہی کہتا ہوں کہ جو مَیں نے دیکھا ہے۔ اسی وجہ سے میں باوا نانک صاحب کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ اس چشمہ سے پانی پیتے تھے جس سے ہم پیتے ہیں اور خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ مَیں اس معرفت سے بات کر رہا ہوں کہ جو مجھے عطا کی گئی ہے۔

اب اگر آپ کو اس بات سے انکار ہے کہ باوا نانک صاحب مسلمان تھے اور نیز آپ کو اس بات پر اصرار ہے کہ بقول آپ کے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ منہا بدکار آدمی تھے تو مَیں آپ پر صرف منقولی استدلال سے اتمام حجت کرنا نہیں چاہتا بلکہ ایک اور طریقہ سے آپ پر خدا کی حجت پوری کرنا چاہتا ہوں جو آگے چل کر بیان کروں گا۔ اور منقولی استدلال پر اس لئے حصر رکھنا پسند نہیں کرتا کہ بوجہ قلّت استعداد یہ راہ آپ کے لئے نہایت مشکل ہے۔ آپ لوگ صرف نادان پادریوں اور ایسا ہی اور بیہودہ اور ناسمجھ آدمیوں کے اعتراضات سُن کر بوجہ دلی بخل کے ان کو سچ سمجھ بیٹھے ہیں اور پھر بغیر تحقیق اور تفتیش کے اسلام اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر بدزبانی شروع کر دی ہے۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ اسی شتاب کاری نے جو نادانی اور تعصب کے ساتھ ملی ہوئی تھی دُنیا کو تباہی میں ڈال دیا ہے اور جہالت اور مفتریانہ روایات نے آفتاب پر تھوکنے کے لئے ان کو دلیر کر دیا ہے۔ اگر آنکھیں ہوں تو کسی قدر ندامت ہو۔ اور اگر بصیرت ہو تو کسی قدر اپنی خطاؤں پر رو دیں۔ اے غافلو! وہ عزت اور شوکت جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہے کیا جھوٹے کو مل سکتی ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ بات خدا کی خدائی پر داغ لگاتی ہے کہ دُنیا میں جھوٹے نبی کو وہ دائمی عزت اور قبولیت دی جائے جو سچوں کو ملتی ہے کیونکہ اس صورت میں حق مشتبہ ہو جاتا ہے اور امان اُٹھ جاتا ہے۔ کیا کسی نے دیکھا کہ مثلاً ایک جھوٹا تحصیلدار سچے تحصیلدار کے مقابل پر دو چار برس تک مقدمات کرتا رہا اور کسی کو قید اور کسی کو رہائی دیتا رہا اور اعلیٰ افسر اس مکان پر سے گذرتے رہے مگر کسی نے اس کو نہ پکڑا نہ پوچھا بلکہ اس کا حکم ایسا ہی چلتا رہا جیسا کہ سچے کا۔ سو یقیناً سمجھو کہ یہ بات بالکل غیر ممکن ہے

کہ ایک نبی کی اتنی بڑی عزتیں اور شوکتیں دُنیا میں پھیل جائیں کہ کروڑہا مخلوق اس کی اُمت ہو جائے۔ بادشاہیاں قائم ہو جائیں اور صدہا برس گذر جائیں اور دراصل وہ نبی جھوٹا ہو جب سے کہ دُنیا پیدا ہوئی ایک بھی اس کی نظیر نہیں پاؤ گے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ دراصل کوئی نبی سچا ہو اور کتاب سچی ہو پھر مرور زمانہ سے اس کتاب کی تعلیم بگڑ جائے اور لوگ غلط فہمی سے اس کے منشاء کے برخلاف عمل کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ یہ بات بالکل درست ہے کہ ہر ایک بگڑا ہوا مذہب جو دُنیا میں پھیل گیا تھا اور جس نے ایک عمر پائی وہ ایک سچی جڑ اپنے اندر مخفی رکھتا ہے گو اس کی تمام صورت بدلائی گئی۔ اسی لئے اسلام کسی عمر پانے والے اور جڑ پکڑنے والے مذہب کے پیشوا کو بدی سے یاد نہیں کرتا کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ جو لوگ خدا کے حکم سے آتے اور اس کی کتاب لاتے ہیں ان کے پہلو بہ پہلو عزت اور جلال میں وہ لوگ بھی ہوں جو ناپاک طبع اور خدا پر افترا کرنے والے ہیں۔ نہ انسانی گورنمنٹ کی غیرت اس بات کو قبول کر سکتی ہے اور نہ خدا کی غیرت کہ جو لوگ جھوٹے طور پر اپنے تئیں عہدہ دار اور سرکاری ملازم ظاہر کرتے ہیں ان کو ایسی ہی عزت دی جائے جیسا کہ سچوں کو اپنی جائز حکومتوں میں۔

اور وہ طریق جس کی رو سے اس وقت آپ پر خدا کی حجت پوری کرنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ باوا نانک صاحب مسلمان نہیں تھے اور مَیں کہتا ہوں کہ درحقیقت وہ مسلمان تھے* اور جیسا کہ بالا کی جنم ساکھی میں لکھا ہے درحقیقت چولا جو اب ڈیرہ نانک میں موجود ہے یہ باوا نانک صاحب کا چولا تھا جو اُن کے مذہب کو ظاہر کرتا ہے اور چولہ کی عزت جو اب کی جاتی ہے درحقیقت یہ پُرانی عزت ہے جو باوا صاحب سے ہی شروع ہوئی۔

(۲) دوسرے آپ کا دعویٰ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بدکار اور فاسق آدمی تھے اور باوا نانک صاحب آنجناب سے بیزار تھے اور آنحضرت کو بُرا کہا کرتے تھے مگر مَیں کہتا

---

* باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا آپ کی ایک جنم ساکھی سے بھی پایا جاتا ہے جس نے صاف لفظوں میں اس بات کی طرف ایما کیا ہے کہ باوا صاحب نے آخر عمر میں حیات خاں نامی ایک مسلمان کی لڑکی سے شادی کی تھی ۱۲۔ منہ ۰

ہوں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے بلکہ یہ باتیں اس وقت گرنتھوں میں ملائی گئی ہیں جبکہ سکھ مذہب میں بہت سا تعصب داخل ہو گیا تھا ورنہ باوا صاحب درحقیقت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی راہ میں فدا تھے۔ اب **فیصلہ** اس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ اگر اپنے اس عقیدہ پر یقین رکھتے ہیں تو ایک مجلس عام میں اس مضمون کی **قسم** کھا دیں کہ درحقیقت باوا نانک دین اسلام سے بیزار تھے اور پیغمبر اسلام (علیہ السلام) کو بُرا سمجھتے تھے اور نیز درحقیقت پیغمبر اسلام (نعوذ باللہ) فاسق اور بدکار تھے اور خدا کے سچے نبی نہیں تھے۔ اور اگر یہ دونو باتیں خلاف واقعہ ہیں تو اے قادر کرتار مجھے ایک سال تک اس گستاخی کی سزا دے اور ہم آپ کی اس قسم پر پانسو روپیہ ایک جگہ جہاں آپ کی اطمینان (ہو جمع کرا دیں۔ ناقل) پس اگر آپ درحقیقت سچے ہوں گے تو سال کے عرصہ تک آپ کے ایک بال کا نقصان بھی نہیں ہوگا بلکہ مفت پانسو روپیہ آپ کو ملے گا اور ہماری ذلت اور روسیاہی ہوگی اور اگر آپ پر کوئی عذاب نازل ہو گیا تو تمام سکھ صاحبان درست ہو جائیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ سکھ صاحبوں کو اسلام سے ایک مناسبت ہے جو ہندوؤں کو نہیں اور وہ جلد آسمانی نشان کو سمجھ لیں گے۔ **آپ لوگ ہندوؤں کی طرح بزدل نہیں بلکہ ایک بہادر قوم ہیں۔** اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ اس طریق فیصلہ کو ضرور قبول کر لیں گے۔ اوّل ایک اخبار* میں حسب بیان مذکورہ بالا چھپوانا ہوگا کہ میں ایسی قسم کھانے کے لئے طیار ہوں اور پھر ہماری چھپی ہوئی تحریر پہنچنے کے بعد قادیان میں آکر جلسہ عام میں تین مرتبہ قسم کھانی ہوگی۔

اب آپ اس میں زیادہ پیچ نہ ڈالیں۔ اس بات کو منظور کر لیں۔ ہمارے دل گالیاں سُنتے

ے بریکٹوں والی عبارت خاکسار کی طرف سے ہے۔ اصل اشتہار میں یہاں جگہ چھٹی ہوئی ہے۔ ۱۲۔ عبداللطیف بہاولپوری۔

* نوٹ یہ ضروری ہوگا کہ جس اخبار میں آپ یہ اقرار شائع کریں ایک پرچہ اس اخبار کا بذریعہ رجسٹری ہمارے پاس بھیجدیں اور ہم ذمہ دار ہوں گے کہ تین ہفتہ تک روز وصول اخبار سے آپ کے لئے پانسو روپیہ جمع کرا دیں بشرطیکہ آپ بلا کم وبیش حسب ہدایت ہمارے اشتہار کے اقرارات مطلوبہ کو اپنی طرف سے شائع کر دیں۔ منہ۔

سُنتے زخمی ہو گئے ہیں۔ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں روسیاہی اور ذلت پیش آئے گی اور لعنت کی موت سے ہم مریں گے۔ اور اگر ہم سچے ہیں تو خدا ہمارا انصاف کرے گا۔ مَیں آپ کو اس پرمیشر کی قسم دیتا ہوں جس کی جناب میں آپ باوا نانک صاحب کو واصل سمجھتے ہیں اور باوا صاحب کی عزت کا آپ کی خدمت میں واسطہ ڈالتا ہوں کہ آپ ضرور اس طریق امتحان کو قبول کرلیں۔ اور اگر اب بھی آپ میدان میں نہ آویں اور حسب تصریح بالا قسم نہ کھائیں اور کمینہ بہانے پیش کریں تو تمام دُنیا گواہ رہے کہ ان چند سطور کے ساتھ آپ کے رسالہ کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا۔

اور ناواقف لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں بار بار موت یا عذاب کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا کے پاک بندوں کو بُرا کہنے والے کس بشارت کی پیشگوئی کے مستحق ہیں۔ نبیوں کے وقت میں بھی یہی ہوا۔ اور مسیح موعود کے لئے بھی یہی لکھا ہے کہ اس کے دم سے کافر مریں گے یعنی اس کی دُعا سے اُن پر عذاب نازل ہوگا۔ سو اگر عذاب کی پیشگوئیاں بدنامی ہیں تو بدنامی تو خدا کے قول سے ہمارے حصہ میں آگئی۔ ؎

در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند   گر تو نمے پسندی تغییر کن قضارا

المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی ۱۸ / اپریل ۱۸۹۶ء

نوٹ۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کسی انسان کے ہاتھ سے آپ کو تکلیف پہنچے تو وہ ہماری بددُعا کا اثر ہرگز نہیں سمجھا جائے گا بلکہ ہم صرف اُس صورت میں صادق ٹھہریں گے کہ جب بغیر انسانی ہاتھوں کے محض خدا کی تقدیر سے آپ کسی لاعلاج بیماری اور آفت اور مصیبت میں ایک سال تک مبتلا ہو جائیں جس کا خاتمہ موت پر ہو اور اگر ایسا نہ ہوا تو بہر حالت ہم جھوٹے ٹھہریں گے اور آپ پانسو روپیہ پانے کے مستحق ٹھہر جائیں گے۔ منہ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان

(۲۸۲)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بشپ صاحب لاہور سے ایک سچّے فیصلہ کی درخواست

مَیں نے سُنا ہے کہ بشپ صاحب لاہور نے مسلمانوں کو اس بات کی دعوت کی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مقابل پر اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا معصوم ہونا ثابت کر کے دکھلادیں میرے نزدیک بشپ صاحب موصوف کا یہ بہت عمدہ ارادہ ہے کہ وہ اس بات کا تصفیہ چاہتے ہیں کہ ان دونوں بزرگ نبیوں میں سے ایسا نبی کون ہے جس کی زندگی پاک اور مقدس ہو۔ لیکن مَیں سمجھ نہیں سکتا کہ اس سے ان کی کیا غرض ہے کہ کسی نبی کا معصوم ہونا ثابت کیا جائے یعنی پبلک کو یہ دکھلایا جائے کہ اُس نبی سے اپنی عمر میں کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ میرے نزدیک یہ ایسا طریق بحث ہے جس سے کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں ہوگا کیونکہ تمام قوموں کا اس پر اتفاق نہیں ہے کہ فلاں قول اور فعل گناہ میں داخل ہے اور فلاں گفتار اور کردار گناہ میں داخل نہیں۔ مثلاً بعض فرقے شراب پینا سخت گناہ سمجھتے ہیں اور بعض کے عقیدہ کے موافق جب تک روٹی توڑ کر شراب میں نہ ڈالی جائے اور ایک نو مُرید مع بزرگانِ دین کے اس روٹی کو نہ کھاوے اور اس شراب کو نہ پیوے تب تک دیندار ہونے کی پوری سند حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی بعض کے نزدیک اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا بھی زنا ہے مگر بعض کا یہ مذہب ہے کہ ایک خاوند والی عورت بیگانہ مرد سے بیشک اس صورت میں ہمبستر ہو جائے جبکہ کسی وجہ سے اولاد ہونے سے نومیدی ہو۔ اور یہ کام نہ صرف جائز بلکہ بڑے ثواب کا موجب ہے اور اختیار ہے کہ دس یا گیارہ بچوں کے پیدا ہونے تک ایسی عورت بیگانہ مرد سے بدکاری میں مشغول رہے۔ ایسا ہی ایک کے نزدیک جُوں یا پسّو مارنا بھی حرام ہے اور دوسرا تمام

جانوروں کو سبز ترکاریوں کی طرح سمجھتا ہے اور ایک کے مذہب میں سؤر کا چھونا بھی انسان کو ناپاک کر دیتا ہے اور دوسرے کے مذہب میں تمام سفید اور سیاہ سؤر بہت عمدہ غذا ہیں۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ گناہ کے مسئلہ میں دُنیا کو کلّی اتفاق نہیں ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت مسیح خدائی کا دعویٰ کر کے پھر بھی اوّل درجہ کے معصوم ہیں مگر مسلمانوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی بھی گناہ نہیں کہ انسان اپنے تئیں یا کسی اَور کو خدا کے برابر ٹھہرا دے غرض یہ طریق مختلف فرقوں کے لئے ہرگز حق شناسی کا معیار نہیں ہو سکتا جو بشپ صاحب نے اختیار کیا ہے۔ ہاں یہ طریق نہایت عمدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمی اور عملی اور اخلاقی اور تقدسی اور برکاتی اور تاثیراتی اور ایمانی اور عرفانی اور افاضۂ خیر اور طریق معاشرت وغیرہ وجوہ فضائل میں باہم موازنہ اور مقابلہ کیا جائے یعنی یہ دکھلایا جائے کہ ان تمام امور میں کس کی فضیلت اور فوقیت ثابت ہے اور کس کی ثابت نہیں۔ کیونکہ جب ہم کلام کلی کے طور پر تمام طرق فضیلت کو مدّ نظر رکھ کر ایک نبی کے وجوہ فضائل بیان کریں گے تو ہم پر یہ طریق بھی کھلا ہو گا کہ اسی تقریب پر ہم اس نبی کی پاک باطنی اور تقدس اور طہارت اور معصومیت کے وجوہ بھی جس قدر ہمارے پاس ہوں بیان کر دیں۔ اور چونکہ اس قسم کا بیان صرف ایک جزوی بیان نہیں ہے بلکہ بہت سی باتوں اور شاخوں پر مشتمل ہے اس لئے پبلک کے لئے آسانی ہو گی کہ اس تمام مجموعہ کو زیر نظر رکھ کر اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے درحقیقت افضل اور اعلیٰ شان کس نبی کو حاصل ہے۔ اور گو ہر ایک شخص فضائل کو بھی اپنے مذاق پر ہی قرار دیتا ہے مگر چونکہ یہ انسانی فضائل کا ایک کافی مجموعہ ہو گا اس لئے اس طریق سے افضل اور اعلیٰ کے جانچنے میں وہ مشکلات نہیں پڑیں گی جو صرف معصومیت کی بحث میں پڑتی ہیں۔ بلکہ ہر ایک مذاق کے انسان کے لئے اس مقابلہ اور موازنہ کے وقت ضرور ایک ایسا قدر مشترک حاصل ہو جائے گا جس سے بہت صاف اور سہل طریقہ پر نتیجہ نکل آئے گا کہ ان تمام فضائل میں سے فضائل کثیرہ کا مالک

اور جامع کون ہے۔ پس اگر ہماری بحثیں محض خدا کے لئے ہیں تو ہمیں وہی راہ اختیار کرنی چاہیئے جس میں کوئی اشتباہ اور کدورت نہ ہو۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ معصومیت کی بحث میں پہلے قدم میں ہی یہ سوال پیش آئے گا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کی رُو سے جو شخص عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گنہگار بلکہ کافر ہے تو پھر اس صورت میں معصومیت کیا باقی رہی۔ اور اگر کہو کہ ہمارے نزدیک ایسا دعویٰ نہ گُناہ نہ کُفر کی بات ہے تو پھر اُسی الجھن میں آپ پڑ گئے جس سے بچنا چاہیئے تھا کیونکہ جیسا آپ کے نزدیک حضرت مسیح کے لئے خدائی کا دعوےٰ کرنا گناہ کی بات نہیں ہے ایسا ہی ایک شاکت مت والے کے نزدیک ماں بہن سے بھی زنا کرنا گناہ کی بات نہیں ہے اور آریہ صاحبوں کے نزدیک ہر ایک ذرہ کو اپنے وجود کا آپ خدا جاننا اور اپنی پیاری بیوی کو باوجود اپنی موجودگی کے کسی دوسرے سے ہمبستر کرا دینا کچھ بھی گناہ کی بات نہیں اور سناتن دھرم والوں کے نزدیک راجہ رامچندر اور کرشن کو اوتار جاننا اور پرمیشر ماننا اور پتھروں کے آگے سجدہ کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں اور ایک گبر کے نزدیک آگ کی پوجا کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں۔ اور ایک فرقہ یہودیوں کے مذہب کے موافق غیر قوموں کے مال کی چوری کر لینا اور ان کو نقصان پہنچا دینا کچھ گناہ کی بات نہیں۔ اور بجز مسلمانوں کے سب کے نزدیک سُود لینا کچھ گناہ کی بات نہیں۔ تو اب ایسا کون فارغ جج ہے کہ ان جھگڑوں کا فیصلہ کرے۔ اس لئے حق کے طالب کے لئے افضل اور اعلےٰ نبی کی شناخت کے لئے یہی طریق کھلا ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ اور اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ تمام قومیں معصومیت کی وجوہ ایک ہی طور سے بیان کرتی ہیں یعنی اس بیان میں اگر تمام مذہبوں والے متفق بھی ہوں کہ فلاں فلاں امر گناہ میں داخل ہے جس سے باز رہنے کی حالت میں انسان معصوم کہلا سکتا ہے تو گو ایسا فرض کرنا غیر ممکن ہے تاہم محض اس امر کی تحقیق ہونے سے کہ ایک شخص شراب نہیں پیتا، رہزنی نہیں کرتا، ڈاکہ نہیں مارتا، خون نہیں کرتا، جھوٹی گواہی نہیں دیتا۔ ایسا شخص

صرف اس قسم کی معصومیت کی وجہ سے انسان کامل ہونے کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ کسی حقیقی اور اعلیٰ نیکی کا مالک ٹھیر سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی کسی کو اپنا یہ احسان جتلائے کہ باوجودیکہ میں نے کئی دفعہ یہ موقع پایا کہ تیرے گھر کو آگ لگا دوں اور تیرے شیرخوار بچے کا گلا گھونٹ دوں مگر پھر بھی میں نے آگ نہیں لگائی اور نہ تیرے بچہ کا گلا گھونٹا۔ تو ظاہر ہے کہ عقلمندوں کے نزدیک یہ کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں سمجھی جائے گی اور نہ ایسے حقوق اور فضائل کو پیش کرنے والا کوئی بھلا مانس انسان خیال کیا جائے گا۔ ورنہ ایک حجام اگر یہ احسان جتلا کر ہمیں ممنون بنانا چاہے کہ بالوں کے کاٹنے یا درست کرنے کے وقت مجھے یہ موقع ملا تھا کہ میں تمہارے سر یا گردن یا ناک پر اُسترہ مار دیتا مگر میں نے یہ نیکی کی کہ نہیں مارا تو کیا اس سے وہ ہمارا اعلیٰ درجہ کا محسن ٹھیر جائے گا اور والدین کے حقوق کی طرح اس کے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں گے؟ نہیں بلکہ وہ ایک طور کے جرم کا مرتکب ہے جو اپنی ایسی صفات ظاہر کرتا ہے اور ایک دانشمند حاکم کے نزدیک ضمانت لینے کے لائق ہے۔ غرض یہ کوئی اعلیٰ درجہ کا احسان نہیں ہے کہ کسی نے بدی کرنے سے اپنے تئیں بچائے رکھا کیونکہ قانون سزا بھی تو اُسے روکتا تھا۔ مثلاً اگر کوئی شریر نقب لگائے یا اپنے ہمسایہ کا مال چُرانے سے رُک گیا ہے تو کیا اس کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ اس شرارت سے باز رہ کر اس سے نیکی کرنا چاہتا تھا بلکہ قانون سزا بھی تو اسے ڈرا رہا تھا کیونکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر میں نقب زنی کے وقت یا کسی کے گھر میں آگ لگانے کے وقت یا کسی بے گناہ پر پستول چھوڑنے کے وقت یا کسی بچے کا گلا گھونٹنے کے وقت پکڑا گیا تو پھر گورنمنٹ پوری سزا دے کر جہنّم تک پہنچائے گی

غرض اگر یہی حقیقی نیکی اور انسان کا اعلیٰ جوہر ہے تو پھر تمام جرائم پیشہ ایسے لوگوں کے محسن ٹھہر جائیں گے جن کو انہوں نے کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔ لیکن جن بزرگواروں کو ہم انسان کامل کا خطاب دینا چاہتے ہیں کیا ان کی بزرگی کے اثبات کے لئے ہمیں یہی وجوہ پیش کرنے چاہئیں کہ کبھی انہوں نے کسی شخص کے گھر آگ نہیں لگائی، چوری نہیں کی، کسی بیگانہ عورت پر

حملہ نہیں کیا، ڈاکہ نہیں مارا، کسی بچے کا گلا نہیں گھونٹا۔ حاشا وکلا یہ کمینہ باتیں ہرگز
کمال کی وجوہ نہیں ہو سکتیں بلکہ ایسے ذکر سے تو ایک طور سے ہجو نکلتی ہے۔ مثلاً
اگر میں یہ کہوں کہ میری دانست میں زید جو ایک شہر کا معزز اور نیک نام رئیس ہے
فلاں ڈاکہ میں شریک نہیں ہے یا فلاں عورت کو جو چند آدمی زنا کے لئے بہکا کر لے
گئے تھے۔ اس سازش سے زید کا کچھ تعلق نہ تھا تو ایسے بیان میں میں زید کی ایک
طرق سے ازالہ حیثیت عرفی کر رہا ہوں کیونکہ پوشیدہ طور پر پبلک کو احتمال کا موقع
دیتا ہوں کہ وہ اس مادہ کا آدمی ہے گو اس وقت شریک نہیں ہے۔ پس خدا کے
پاک نبیوں کی تعریف اس حد تک ختم کر دینا بلاشبہ ان کی ایک سخت مذمت ہے
اور اس بات کو ان کا بڑا کمال سمجھنا کہ جرائم پیشہ لوگوں کی طرح ناجائز تکالیف عامہ سے
انہوں نے اپنے تئیں بچایا ان کے مرتبہ عالیہ کی بڑی ہتک ہے۔ اوّل تو بدی سے باز
رہنا جس کو معصومیت کہا جاتا ہے کوئی اعلےٰ صفت نہیں ہے۔ دنیا میں ہزاروں اس
قسم کے لوگ موجود ہیں کہ ان کو موقع نہیں ملا کہ وہ نقب لگائیں یا دھاڑا ماریں یا خون
کریں یا شیر خوار بچوں کا گلا گھونٹیں یا بیچاری کمزور عورتوں کا زیور کانوں سے توڑ کر
لے جائیں۔ پس ہم کہاں تک اس ترکِ شر کی وجہ سے لوگوں کو اپنے محسن ٹھہراتے
جائیں اور ان کو محض اسی وجہ سے انسانِ کامل مان لیں؛ ماسوا اس کے ترکِ شر
کے لئے جس کو دوسرے لفظوں میں معصومیت کہتے ہیں بہت سے وجوہ ہیں۔ ہر ایک
کو یہ لیاقت کب حاصل ہے کہ رات کو اکیلا اُٹھے اور حربہ نقب ہاتھ میں لے کر اور
لنگوٹی باندھ کر کسی کوچے میں گھس جائے اور عین موقعہ پر نقب لگا وے اور مال قابو
میں کرے اور پھر جان بچا کر بھاگ جائے۔ اس قسم کی مشقیں نبیوں کو کہاں ہیں اور
بغیر لیاقت اور قوت کے جرأت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی زنا کاری بھی قوت
مردمی کی محتاج ہے اور اگر مرد ہو بھی تب بھی محض خالی ہاتھ سے غیر ممکن ہے۔ بازاری

عورتوں نے اپنے نفس کو وقعت تو نہیں کر رکھا۔ وہ بھی آخر کچھ مانگتی ہیں ۔ تلوار چلانے
کے لئے بھی بازو چاہیئے اور کچھ اٹکل بھی اور کچھ بہادری اور دل کی قوت بھی ۔بعض
ایک چڑیا کو بھی مار نہیں سکتے۔ اور ڈاکہ مارنا بھی ہر ایک بزدل کا کام نہیں ۔ اب اس
بات کا کون فیصلہ کرے کہ مثلاً ایک شخص جو ایک پُرثمر باغ کے پاس پاس جا رہا تھا
اس نے اس باغ کا اس لئے بے اجازت پھل نہیں توڑا کہ وہ ایک بڑا مقدس انسان
تھا۔ کیا وجہ کہ ہم یہ نہ کہیں کہ اس لئے نہیں توڑا کہ دن کا وقت تھا۔ پچاس محافظ باغ
میں موجود تھے۔ اگر توڑتا تو پکڑا جاتا ، مار کھاتا ، بے عزت ہوتا۔

اس قسم کی نبیوں کی تعریف کرنا اور بار بار معصومیت معصومیت پیش کرنا اور
دکھلانا کہ انہوں نے ارتکاب جرائم نہیں کیا سخت مکروہ اور ترک ادب ہے۔ ہاں ہزاروں
صفات فاضلہ کی ضمن میں اگر یہ بھی بیان ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر صرف اتنی ہی
بات کہ اس نبی نے کبھی کسی بچے کا دو چار آنے کی طمع کے لئے گلا نہیں گھونٹا یا کسی اور
کمینہ بدی کا مرتکب نہیں ہوا یہ بلاشبہ ہجو ہے۔ یہ ان لوگوں کے خیال ہیں جنہوں
نے انسان کی حقیقی نیکی اور حقیقی کمال میں کبھی غور نہیں کی۔ جس شخص کا نام ہم انسان
کامل رکھتے ہیں ہمیں نہیں چاہیئے کہ محض ترکِ شر کے پہلو سے اس کی بزرگی کا وزن
کریں۔ کیونکہ اس وزن سے اگر کچھ ثابت ہو تو صرف یہ ہوگا کہ ایسا انسان بدمعاشوں
کے گروہ میں سے نہیں ہے معمولی بھلے مانسوں میں سے ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ابھی مَیں نے
بیان کیا ہے محض شرارت سے باز رہنا کوئی اعلےٰ خوبیوں کی بات نہیں۔ ایسا تو کبھی
سانپ بھی کرتا ہے کہ آگے سے خاموش گذر جاتا ہے۔ اور حملہ نہیں کرتا اور کبھی بھیڑیا سامنے
سے سرنگوں ہو کر گذر جاتا ہے۔ ہزاروں بچے ایسی حالت میں مرجاتے ہیں کہ کوئی ضرر بھی کسی انسان کو نہیں
پہنچایا تھا۔ بلکہ انسان کامل کی شناخت کے لئے کسب خیر کا پہلو دیکھنا چاہیئے یعنی یہ کہ کیا کیا حقیقی نیکیاں
اس سے ظہور میں آئیں۔ اور کیا کیا حقیقی کمالات اس کے دل اور دماغ اور کانشنس میں موجود

ہیں اور کیا کیا صفات فاضلہ اس کے اندر موجود ہیں۔ سو یہی وہ امر ہے جس کو ملحوظ نظر رکھ کر حضرت مسیح کے ذاتی کمالات اور انواع خیرات اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور خیرات کا ہر ایک پہلو سے جانچنا چاہیئے مثلاً سخاوت، فتوت، مواسات، حقیقی حلم جس کے لئے قدرت سخت گوئی شرط ہے۔ حقیقی عفو جس کے لئے قدرت انتقام شرط ہے۔ حقیقی شجاعت جس کے لئے خوفناک دشمنوں کا مقابلہ شرط ہے۔ حقیقی عدل جس کے لئے قدرت ظلم شرط ہے۔ حقیقی رحم جس کے لئے قدرت سزا شرط ہے اور اعلیٰ درجہ کی زیرکی اور اعلیٰ درجہ کا حافظہ اور اعلیٰ درجہ کی فیض رسانی اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور اعلیٰ درجہ کا احسان جن کے لئے نمونے اور نظیریں شرط ہیں۔ پس اس قسم کی صفات فاضلہ میں مقابلہ اور موازنہ ہونا چاہیئے نہ صرف ترک شر میں جس کا نام بشپ صاحب معصومیت رکھتے ہیں کیونکہ نبیوں کی نسبت یہ خیال کرنا بھی ایک گناہ ہے کہ انہوں نے چوری ڈاکہ وغیرہ کا موقع پاکر اپنے تئیں بچایا یا یہ جرائم ان پر ثابت نہ ہو سکے بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ "مجھے نیک مت کہہ" یہ ایک ایسی وصیت تھی جس پر پادری صاحبوں کو عمل کرنا چاہیئے تھا

اگر بشپ صاحب تحقیق حق کے درحقیقت شایق ہیں تو وہ اس مضمون کا اشتہار دے دیں کہ ہم مسلمانوں سے اسی طریق سے بحث کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے کمالات ایمانی و اخلاقی و برکاتی و تاثیراتی و قولی و فعلی و ایمانی و عرفانی و علمی و تقدسی اور طریق معاشرت کی رو سے کون نبی افضل و اعلیٰ ہے۔ اگر وہ ایسا کریں اور کوئی تاریخ مقرر کر کے ہمیں اطلاع دیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی شخص تاریخ مقررہ پر ضرور جلسہ قرارداده پر حاضر ہو جائے گا ورنہ یہ طریق محض ایک دھوکہ دینے کی راہ ہے جس کا یہی جواب کافی ہے۔ اور اگر وہ قبول کر لیں تو یہ شرط ضروری ہوگی کہ ہمیں پانچ گھنٹہ سے کم وقت نہ دیا جائے۔ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

ناظرین کی توجہ کے لائق اور مخالفوں سے ایک استفسار

دُنیا کے ملوک اور سلاطین میں یہ رسم ہے۔ کہ جب ان کا کوئی غضب کسی شہر پر نازل ہوتا ہے اور اس شہر کے باشندوں کے قتل کے لئے عام حکم دیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں اگر کسی شخص کو اس سلطنت سے خاص تعلقات ہوتے ہیں تو اس شخص اور اس کے عیال اطفال کی نسبت فرمان شاہی صادر ہوجاتا ہے۔ کہ اس شخص کے مال اور عزت اور جان پر کوئی شاہی سپاہی حملہ نہ کرے۔ ایسا ہی حضرت عزت جلّ شانہٗ کی عادت میں داخل ہے کہ جس شخص کو اس کی جناب میں کوئی تعلق عبودیت ہے تو اس زمانہ میں جب قہر اور غضب الٰہی زمین پر نازل ہوتا ہے اور ایک عام قتل کا حکم نافذ ہوتا ہے تب ملائک کو جناب حضرت عزت جلّ شانہٗ سے فہمائش کی جاتی ہے کہ اس گھر کے محافظ رہیں۔

بس یہی بھید ہے کہ جب عام طاعون دنیا میں نازل کی گئی تو اسی ابتدائی زمانہ میں جب اس ملک میں طاعون شروع ہوئی۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ کہ انّی احافظ کلّ من فی الدار۔ یعنی ہر ایک شخص جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہے مَیں اس کو طاعون سے بچاؤں گا۔ چنانچہ قریباً گیارہ برس ہوئے۔ جب یہ الہام ہوا تھا اور اس مدّت میں لاکھوں انسان اس دُنیا سے شکار طاعون ہو کر گذر گئے۔ لیکن ہمارے اس گھر میں اگر ایک کتّا بھی داخل ہوا۔ تو وہ بھی طاعون سے محفوظ رہا۔ یہ کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے۔ لیکن ان کے لئے جو آنکھ بند نہیں کرتے۔ اب بھی اگر کسی کو یہ گمان ہے کہ یہ انسان کا افترا ہے۔ یا یہ خدا کا کلام نہیں۔ تو اسے چاہیئے کہ ایسا ہی افترا وہ بھی شائع کرے یا قسم کھا کر یہ شائع کرے کہ خدا کا کلام نہیں۔ پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ قدیر ضرور اس کو اس بے باکی کا جواب دیگا۔ اگر تم مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیر کرو۔ تو تمام دنیا میں تمہیں کوئی ایسا ملہم نہیں ملے گا۔ کہ خدا نے اس کو طاعون کی نسبت یہ تسلی دی ہو کہ وہ اس کے گھر میں نہیں آئیگی چاہیئے کہ ہمارے مخالف مسلمان اور آریہ اور عیسائی ضرور اس بات کا جواب دیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

میرزا غلام احمد مسیح موعود

(اخبار بدر نمبر ۱۵ جلد ۶ مورخہ ۲ مئی ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

تمت